Nov & Dec 1936 — Regd. L. No. 908

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانی ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا، لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اللہ اکبر — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو برا ہی کیوں نہ لگے

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان — مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) تشکیل مشن۔ ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے جس کا نام **ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ** ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) اغراض و مقاصد۔ (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ دارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) تبلیغی مسلک۔ (۱) مشن کی تبلیغ فقط لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ دارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کے لئے

At Tea after the presentation of Address.
(Photoe by M/s Beiny, London.)

His Majesty goes to Shah Jehan Mosque where he was presented with a copy of the Holy Quran and "The Ideal Prophet" by the Imam.
(Photoe by courtesy M/s Sports and General Press Agency, London.)

Nawab Salar Jung Bahadur at the Shah Jehan Mosque Woking.

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مسلم مشن کے کل اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے ؎

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۲ بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۳۶ء مطابق رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ نمبر ۱۱/۱۲

(نورانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبد الغنی پرنٹر و پبلشر چھپکر - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۳۶ء

شذرات

رسالہ ہذا کو ہز امپیریل میجسٹی ہیلی سلیسی شہنشاہ حبشہ کی پرشکوہ تصاویر سے مزین کیا جاتا ہے اول صفحہ پر شہنشاہ موصوف مسجد ووکنگ (انگلستان) میں چائے نوش فرما رہے ہیں۔ اور اس کے دوسرے حصہ میں موصوف شاہجہان مسجد ووکنگ میں داخل ہو رہے ہیں :

جناب امام صاحب مسجد ووکنگ نے آپ کی خدمت میں قرآن کریم کے انگریزی ترجمے اور نبی کامل (انگریزی) کا ایک ایک نسخہ ہدیۃً پیش کیا۔

صفحہ کی پشت پر عالیجناب سر سالار جنگ صاحب بہادر کی تصویر ہے۔ جو مسجد ووکنگ میں رونق افروز ہیں۔ میموریل ہاؤس جو آج کل عملہ ووکنگ مسلم مشن کے استعمال میں ہے۔ موصوف کے جد امجد عالی جناب نواب سر سالار جنگ بہادر خلد آشیانی کی شاہانہ سخاوت کا آئینہ دار ہے۔ مشن ان کا شرمندہ احسان ہے۔ سرے کے علاقے میں مذکورہ عمارت مشرقی طرز پر تعمیر کی گئی ہے۔

مسجد ووکنگ میں شہنشاہِ حبش ہیلی سلیسی کا ورودِ مسعود

پرجوش خیر مقدم

سپاس نامہ

قدیم الایّام سے مسلمانانِ عالم نے اہلِ حبشہ کے معاملات میں جس خلوص و امتنان کا اظہار کیا ہے، شاہجہاں مسجد ووکنگ میں مورخہ ۲۵- ماہ حال اس کا حقیقی مظاہرہ عمل میں آیا۔ اراکین ووکنگ مسلم مشن نے شیر دل مسیحی شہنشاہ ہیلی سلیسی والیِ ملک حبش کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ لکدکوب حوادث سے شہنشاہ موصوف خلاق دوجہاں کے راسخ العقید اطاعت گذار ہو گئے ہیں۔

پیش آمدہ تقریب کا اہتمام چار یوم سے جاری تھا۔ لندن میموریل ہاؤس کے بالمقابل کشادہ میدان گوناگوں بناؤ سنگھار سے جگمگا رہا تھا۔ دو مہتم بالشان شامیانے استادہ کئے گئے تھے۔ یعنی جلسہ کی کارگزاری اور دعوت چائے کے لئے۔ میدان کے بقیہ حصہ میں جا بجا خوشنما گلدستے میزوں پر سجائے گئے تھے۔

مدعوئین

مدعوئین کی تعداد چار سو سے متجاوز تھی۔ ان میں اکثر اطراف عالم سے آئے ہوئے مسلم احباب تھے۔ غیر مسلم مرد و زن بھی اس تعداد میں شامل تھے۔ موخر الذکر بالخصوص مدعو تھے۔ عوام کے لئے جو جگہ مقرر تھی اس میں حاضرین کا اس درجہ ازدحام ہوا کہ مجبوراً سکرٹری مسجد ووکنگ کو مزید جگہ کا بندوبست کرنا پڑا۔

سوا تین بجے شام ہز امپریل میجسٹی کے ایس۔ احمد۔ ایس اے۔ احمد۔ حاکم اعلیٰ راس کسا اور ہز ایکسیلنسی ڈاکٹر مارٹن وزیر حبشہ کی مشایعت میں مسجد ووکنگ میں رونق افروز ہوئے۔

نیاز نے نوازاں

سر آرچی بالڈ کے ہمراہ زرق برق لباس میں ملبوس نے نوازوں کی ایک جماعت نے شہنشاہ موصوف کو نذرانہ "سلام" پیش کیا۔ میموریل ہاؤس سے شامیانے تک سُرخ غالیچہ بچھا ہوا تھا۔ ہز امپریل میجسٹی خراماں خراماں فرش سے ہوتے ہوئے گزرے۔ سکرٹری مسجد ووکنگ نے موصوف کا مولوی آفتاب الدین احمد امام مسجد ووکنگ

لیڈی ہیڈلے - مادام خالدہ بچانن ہملٹن صدر برٹش مسلم سوسائٹی - سر عبداللہ - آرچی بالڈ ہملٹن سے تعارف کرایا -
شاہنشاہ موصوف کی خدمت میں سبز فیتہ سے بندھا ہوا، ایک نہایت خوبصورت گلدستہ پیش کیا گیا - مابعد حضور
شامیانے میں تشریف لے گئے - آنریبل ملک سر فیروز خاں نون ہائی کمشنر فار انڈیا نے آپ کا استقبال کیا - رسم
خیر مقدم اور ممتاز مدعوئیں سے مصافحہ کے بعد ہز میجسٹی اور دیگر جملہ حاضرین پر یک گونہ سکوت طاری ہوگیا - امام صاحب
نے قرآن کریم کی حسب ذیل باموقعہ آیت گرامی کی تلاوت فرمائی :-

قل یااھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃٍ سوآءٍ بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً
ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (القرآن)

(ترجمہ) کہہ اے کتاب والو! آؤ ہم تم سمجھوتہ کرلیں کہ تم خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کروگے اور ہم اس کے ساتھ کسی
کو شریک نہ ٹھہرائیں گے - اور یہ کہ ہم میں سے بعض بعضوں کو خدا کے علاوہ اپنے معبود نہیں بنائیں گے - لیکن اگر
وہ لوٹ جائیں تب کہو - گواہی دو کہ ہم مسلمان ہیں -

سپاسنامہ

مابعد سر عبداللہ آرچی بالڈ ہملٹن بارٹ نے سپاسنامہ پیش کیا - ہز میجسٹی نے سپاسنامہ کا جواب اپنی ملکی
زبان میں مرحمت فرمایا - ہز ایکسیلنسی ڈاکٹر مارٹن وزیر حبش نے اس کا تحت اللفظ ترجمہ ہدیہ سامعین کیا -

ساڑھے تین بجے شام ملحقہ شامیانے میں دعوت چائے کا اہتمام ہوا - شاہی افراد اور خاص الخاص مدعوئین کی
یکجا مہمان نوازی کی گئی - شامیانے میں ایک آراستہ و پیراستہ میز بچھائی گئی -

دعوت چائے کے بعد ممتاز مدعوئین کو مسجد ووکنگ میں لے جایا گیا - ادائیگی نماز کے بعد ہز میجسٹی کی خدمت میں
قرآن کریم کا ایک نسخہ پیش کیا گیا - حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور کی مشہور و معروف تصنیف المشہور بہ
"نبی کامل" بہ زبان انگریزی کا ایک نسخہ بھی ہدیتہ پیش کیا گیا -

بعد ازاں شاہی افراد پرجوش نعرہ ہائے تحسین کے درمیان لندن کو مراجعت فرما ہوئے -

کامیاب تقریب

تقریب ہذا ہر صورت سے کامیاب ثابت ہوئی - خصوصاً غیر مسلم افراد کے دماغ میں اس واقعہ کی یاد ہمیشہ
تازہ رہے گی - کیونکہ اس واقعہ سے اسلام کی عالمگیریت کا پورا پورا ثبوت بہم پہنچتا ہے - اطراف عالم سے آئے
ہوئے مسلمان جن کے اندر مساوات کوٹ کوٹ کر بھری تھی یقیناً اہل مغرب پر ایک گہرا اثر چھوڑ گئے ہیں

حاضرین میں لیڈی ہیڈلے - مادام خالدہ بچانن ہملٹن - سر آرچی بالڈ - لیڈی ہملٹن - لیڈی ملوم فیلڈ - بیگم قزائی، سر فیروز خان نون - کیپٹن ڈی گرنیل - مسٹر کوآن - جے پی ریونڈ - ڈاکٹر جے ڈبلو جونس مسٹر و مسز ترمذی مسز مارمیڈوک پکتھال - میجر مک انس - مسٹر سراج الدین پراچہ - ڈاکٹر و مسز شاکر محمدی - پروفیسر بوری - ڈاکٹر قریشی اور مس سی ولسن کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

قدیم مسلم اور حبشہ

سپاسنامہ کی مفصل عبارت

مندرجہ ذیل سپاسنامہ شاہجہان مسجد ووکنگ کے اراکین نے مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۶ء کو شاہنشاہ عالیجاہ ہیلی سلیسی کی خدمت والا میں پیش کیا۔

شہنشاہ عالی مدار! مسجد ووکنگ میں آپ کے قدوم میمنت لزوم سے ہمیں حقیقی مسرت حاصل ہوئی ہے حال ہی میں جن دشوار مراحل سے آپ کا ملک گزرا ہے اور ہنوز گزر رہا ہے - ان سے مقابلہ کے لئے آپ نے جو ذرائع اختیار کئے ہم ان کے مداح ہیں۔ دنیا کے ایک کثیر حصہ اور بالخصوص اسلامی دنیا کے اظہار ہمدردی سے عالیجاہ کو البتہ سکون حاصل ہوا ہوگا۔

آپ کے ذاتی خصائص میں جو خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں ہم آپ کے توکل الی اللہ کے خصوصیت سے ثناخواں ہیں۔ عالی مدار کے اعمال میں اس عقیدہ کی جھلک نظر آتی ہے۔ حضور جملہ مذاہب کے معتقدین سے حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ورود مسعود اس امر کا شاہد ہے۔

عظیم الشان واقعہ کی یاد

حضور والا کی شخصیت سے ہمیں وہ واقعہ یاد آتا ہے جب رسول کریم صلعم کے حسب الارشاد فرزندان اسلام ملک حبش میں پناہ گزیں ہوئے تھے۔ اور شاہ حبش نے ان کی خوب آؤ بھگت اور خاطر مدارات کی تھی۔ دشمنوں کی شر انگیزیوں سے بچایا تھا۔ اسلامی تاریخ کے اس لرزہ انگیز واقعہ کی یاد ہمارے دل و دماغ سے محو نہیں ہو سکتی۔ اسلامی پناہ گزینوں کے سردار جعفرؓ کی تصویر ہنوز ہماری آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے۔ وہ سماں نہیں بھولتا جب جعفرؓ شاہ حبش کے حضور بے سروسامانی کے عالم میں امید و بیم کے جذبات دل میں لئے ہوئے کھڑا ہے اور مسلمانوں کی حمایت میں رطب اللسان ہے۔ مقرر کے مذہبی جوش و خروش سے متاثر ہو کر شہنشاہ کی آنکھوں سے روحانی مسرت

آنسو بن کر بہہ نکلتی ہے۔ اس لحاظ سے ملک حبش اسلام کی پشت پناہ ہی نہیں ثابت ہوتا بلکہ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ اہل حبشہ اسلامی پیغام کو قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اسلام اور حبشہ کی تاریخ مابعد مظہر ہے کہ اہل اسلام اور اہل حبش میں قرب رہا ہے۔

حضرت بلالؓ

حضرت نبی کریم صلعم کے حبشی صحابی تھے۔ آپ کو مومنین میں نہایت بلند مرتبہ حاصل تھا۔ آپ کو مسجد نبوی میں موذنی کا شرف حاصل تھا۔ رسول کریم صلعم نے ایک دفعہ خواب میں حضرت بلال حبشیؓ کو جملہ مومنین سے پہلے بہشت میں داخل ہوتے دیکھا۔ آپ کے عشق رسولؐ کی داستان اسلام میں ایک جیتی جاگتی مثال ہے۔

حبشہ کی حمایت سے اسلام کو ایک زبردست سیاسی وتمدنی قوت حاصل ہو گئی تھی۔ اسلام کی قیامت خیز افواج ربع مسکوں پر چھا گئیں۔ مشرق اقصےٰ سے لے کر مغرب اقصےٰ تک کشور کشائی کی۔ لیکن ان عظیم الشان فتوحات کے باوجود اسلامی سپہ سالاروں نے ملک حبش پر حملہ آرائی کا خیال تک دل میں نہ آنے دیا۔

گو اسلام نے آلات حرب سے حبشہ پر تسلط قایم نہیں کیا تاہم وہ قدیم روحانی اثر جو قدیم الایام میں اہل حبشہ پر قایم ہو چکا تھا ظاہر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ بیرونجات سے جو مساعی، سیاسی و اقتصادی مفاد کے خلاف عمل میں آئیں حبشہ نے ان کا سدباب کیا۔ افریقہ میں اسلام کی روحانی طاقت برابر کئی صدیوں سے کارفرما ہے۔

آج جب ہم تاریخ کے ان بھولے ہوئے صفحات کو لوٹتے ہیں افسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ آج وہ نقشہ ہی بدل گیا ہے۔

آج اسلام سیاسی وقار کھو بیٹھا ہے۔ حبش جو عہد سابق میں ایک عظیم الشان مسیحی سلطنت تھی آج قعر مذلت میں افتاں وخیزاں ہے۔ البتہ کہا جا سکتا ہے کہ اقوام حبش اور اسلامی دنیا میں جو روحانی تعلق ہے ہنوز ایک زندہ وپائندہ حقیقت ہے۔

اسلام کا مفہوم

اسلام کے معنی ہیں اطاعت۔ نفس امارہ پر نفس لوامہ کا اختیار۔ جسکے معنے "صلح" بھی ہیں۔ کیونکہ امن ایسی اطاعت کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔ جملہ ہادیان بنی نوع انسان کا یہی مذہب رہا ہے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان جملہ مذہبی رہنماؤں کے پیغام خداوندی کی تردید نہیں بلکہ تکمیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور بالخصوص حضرت یسوع مسیحؑ کے پیغام کی تکمیل آپ کا نقب العین تھا جو عالیجاہ کے پیشوا ہیں۔

بنی نوع انسان کے نسلی اور بین الاقوامی تعلقات کا قیام نبی کریم صلعم کا شرمندۂ احسان ہے۔ ہمیں مسرت ہے کہ مغرب جو اسلام سے کوسوں بھاگتا تھا آج قریب تر ہوتا جاتا ہے۔ اور مغربی افراد کے دلوں میں پیغام اسلام کی عظمت تہہ نشین ہو گئی ہے۔ مسجد ووکنگ جس کی مقدس عمارت آج آپ کو سامنے نظر آ رہی ہے اس امر کا بین ثبوت ہے۔

یہ ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ آج وہ قوتیں بھی اسلام کی عظیم الشان کامیابی کی داد دے رہی ہیں جو آئے دن اسلام پر الزامات تراشا کرتی ہیں۔ وہ کونسی کامیابی ہے؟ اسلام نے اسود و ابیض کو ایک سلک اخوت میں منسلک کر دیا ہے۔

شاہنشاہ عالی مدار! ہم حضور والا کی وساطت سے برطانیہ عظمےٰ کے اس جلیل القدر ملک میں اہل حبشہ سے پھر از سر نو اپنے قدیم ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات قائم کرتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جبکہ سیاسی دنیا میں تاریکی کے باوجود بھی انسانیت کے روحانی افق پر امید کی روشن کرنیں نظر آ رہی ہیں۔

آخیر میں ہم حضور والا کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اہل حبش کے شاندار مستقبل کے لئے ہم خداوند عزوجل سے دعا گو ہیں۔

ہم ہیں برطانیہ عظمےٰ کی اسلامی جماعت کے اراکیں
آپ کی طرح کتب الہامیہ کے قائل

شاہجہاں مسجد ووکنگ میں ہز امپریل میجسٹی شہنشاہ حبش کی جوابی تقریر

اخوان و خواتین! آج مسجد ووکنگ میں آپ کے حوصلہ افزا الفاظ سے نہایت مسرت حاصل ہوئی۔ چونکہ ہمارے ملک کی درد انگیز داستان آپ سے مخفی نہیں۔ میں تفصیلات میں نہیں جانا چاہتا۔ آپ کو علم ہے۔ میری سپاہ نے اپنے ملک کی قدیم مطلق العنانی کی بقا کے لئے کس قدر جانفشانی سے معرکہ آرائی کی ہے۔ جنگ میں ظلم و تشدد کا آغاز ناکامی کا باعث ہوا۔ با ایں ہمہ تا حال حبشہ کے نصف سے زائد حصہ پر حملہ آور فوج قابض نہیں ہو سکی۔ مفتوحہ علاقوں میں ہنوز میری سپاہ مقابلہ پر تلی ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہمیں انجام کار کامیابی کی امید ہے۔

اسلامی دنیا کی خدمت میں، میں رسول کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ان الفاظ کے اعادہ

پر اکتفا کرتا ہوں:-

"حبشہ، ایک مہمان نواز قوم، آزاد اور خود مختار رہنا چاہیئے - اس کا بُرا ہو جو اس کی تباہی کے درپے ہے"

میں چاہتا ہوں کہ اسلامیان عالم آئیں اور نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ پر غور کریں وقت آگیا ہے کہ رسول کریم صلعم کے ارشاد پر عملدرآمد کیا جائے۔

اخوان و خواتین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے آج شام مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا - یہ آپ کی عین نوازش ہے - کہ آپ صاحبان نے میرا پرجوش خیر مقدم کیا - اور اس اونے سلوک کا ذکر کیا جو سالہا سال قبل اہل حبش نے قرون اولے کے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا - نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کا متشکرانہ اعتراف ہی اس معمولی خدمت کا کافی معاوضہ ہے - حبش اس وقت سے مسلمانوں اور عیسائیوں کا ملجا و ماوا رہا ہے - ان ہر دو اقوام نے یہاں صلح و امن کی زندگی بسر کی ہے - چونکہ یہ درد انگیز مرحلہ جس سے حبشہ اس وقت گزر رہا ہے - مسلمانوں اور عیسائیوں کے دلوں پر اس کا ضرور اثر ہوا ہوگا - لہذا ہم آپ سب سے درخواست کرتے ہیں کہ اپنی دعاؤں میں ہمیں ضرور یاد رکھیں تاکہ حق تعالے ہمارے گناہوں کو معاف کرے - اور ہم پر اپنے رحم و کرم کی بارش کرے -
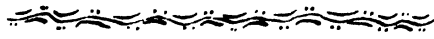
اجتماعی نمبر

حسب معمول ماہ رمضان کی وجہ سے نومبر و دسمبر کا اجتماعی نمبر پیش کیا جاتا ہے - جن احباب کا چندہ دسمبر ۱۹۳۶ء میں ختم ہوتا ہے ازراہ کرم اپنا سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر بنام منیجر اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ لاہور - ارسال فرمائیں تاکہ وی پی کی زحمت و خرچہ سے طرفین کو سہولت ہو -

ناظرین رسالہ کی خدمت میں التماس ہے کہ مشن کے کام کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے بہی خواہ مشن کم از کم دو جدید خریداروں کا چندہ بھی ارسال فرما کر داخل حسنات ہوں - خادم

خواجہ عبدالغنی سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

ووکنگ مسلم مشن کے کاموں پر اجمالی تبصرہ

ووکنگ مسلم مشن کو قایم ہوئے آج کم وبیش ۲۵ سال کا عرصہ ہوگیا - اس عرصہ میں اسلام کی جو عظیم الشان خدمات اس نے مغرب میں سرانجام دیں وہ قارئین کرام کے سامنے ہیں - ایک وہ وقت تھا کہ تمام یورپ میں اسلام کو ایک وحشیانہ مذہب سمجھا جاتا، اور طرح طرح کے ناپاک خیالات اس کے متعلق دلوں میں جاگزیں تھے لیکن آج یہ حالت ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے اسلام کو عزت ومحبت کی نظروں سے دیکھا جاتا اور دنیا کی نجات کا اسے واحد ذریعہ خیال کیا جاتا ہے -

حضرت خواجہ کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں مشن کو آپ کی ذات سے جو فوائد حاصل تھے ان کی نظیر تو ملنی مشکل ہے لیکن آپ کے مرنے کے بعد بھی آپ کی روح برابر اس میں کام کر رہی ہے - کیونکہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے آپ کا یہ لگایا ہوا پودا دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا چلا جا رہا ہے - قبل ازیں آپ کی وفات کے بعد کے چند سالوں کی رپورٹیں وقتاً فوقتاً پیش کی جا چکی ہیں - ذیل میں گزشتہ دو سالوں کی رپورٹ پیش خدمت ہے :-

ووکنگ میں لیکچروں کا سلسلہ

(۱) تبلیغ کے وہ بڑے بڑے ذرائع جو آج تک اختیار کئے گئے ہیں ان میں سے ایک سب سے بڑا اور سب سے پہلا ذریعہ خود ووکنگ کے اندر جو مشن کا مرکزی مقام ہے لیکچروں کا سلسلہ ہے - یہ لیکچر ہر اتوار کی سہ پہر کو مسجد ووکنگ میں ہوتے ہیں - جن میں ووکنگ اور گردونواح کے انگریز مرد اور عورتیں بکثرت شامل ہوتیں اور اسلام کی خوبیوں اور محاسن کو بغور اور دلچسپی کے ساتھ سنتی ہیں - لیکچر کے بعد سوال وجواب کا بھی موقعہ دیا جاتا ہے لیکن بہت ہی کم ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی سوالات پیش آئیں - لیکچر کے بعد انگریز مسلمانوں اور ان غیر مسلموں کو جو اسلام سے دلچسپی رکھتے ہوں سہ پہر کی چائے پر بلایا جاتا ہے - جس کے دوران میں اہم اسلامی مسائل پر گفتگو کا سلسلہ رہتا ہے - اور کئی ایک شکوک وشبہات جو دلوں کے اندر جاگزیں ہوتے ہیں آسانی کے ساتھ حل ہو جاتے ہیں - یہ گفتگو بعض وقت اتنی طویل ہوتی ہے کہ متلاشیان حق کو رات کے وقت دیر تک وہیں بیٹھنا پڑتا اور شام کے کھانا میں بھی انہیں شامل کیا جاتا ہے -

اسلامی مہمان نوازی

اس ذریعہ سے اسلامی تعلیم کی خوبیاں نہ صرف زبانی اور قومی طور پر ہی ان پر واضح ہوتی ہیں بلکہ اسلامی مہمان نوازی کی اس شان کو دیکھکر جس میں امیر اور غریب، ادنےٰ اور اعلےٰ طبقہ کے لوگ ایک ہی دسترخوان پر ہم نوالہ وہم پیالہ نظر آتے ہیں ان کے دل اسلام کی محبت سے بھر جاتے اور اس مساوات کے قائل ہو جاتے ہیں جو اسلام نے دنیا کو سکھائی ہے۔ اور جس کی کوئی نظیر دنیا کے کسی مذہب، کسی قوم اور کسی سوسائٹی میں نظر نہیں آتی۔

عیدین میں مساوات نسل انسانی کا منظر

(۲) اسی مساوات نسل انسانی کا ایک عظیم الشان منظر عیدین کے موقعہ پر نظر آتا ہے۔ جب دنیا کے چاروں گوشوں کے مسلمان اختلاف مراتب اور قومی ونسلی اور جغرافیائی وطنی امتیازات کے باوجود ایک دوسرے کے دوش بدوش کھڑے ہو کر خدائے واحد کی ایک ہی جیسی مخلوق ہونے کا دم بھرتے اور اس کے آگے سربسجود ہوتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد انگریز اور ہندوستانی، جاوی اور ایرانی، عرب اور ترک، مصری اور افریقی گورے اور کالے، گندمی اور سرخ، ہر رنگ، ہر قوم اور ہر نسل کے انسان ایک دسترخوان پر بیٹھکر باہم بھائی بھائی ہونے اور وحدت نسل انسانی کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ یہ نظارہ انگلستان کی سرزمین میں جہاں مختلف طبقات کے انگریز بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھنا اپنی ہتک اور توہین سمجھتے ہیں اور کالے اور گورے، حاکم ومحکوم کا امتیاز تو یہاں تک روا رکھا جاتا ہے کہ دنیا میں اس کی وجہ سے بہت بڑی ابتری اور تباغض وتحاسد پیدا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے آئے دن جنگوں اور کشت وخون کے ہولناک نظارے پیش نظر رہتے ہیں۔ اس قدر دلچسپ و دلنشین ہوتا ہے کہ بڑے بڑے انگریزی جرائد اور قابل ترین دل و دماغ اسلام کی اس نسل انسانی کو متحد کرنے اور دنیا میں امن وامان پیدا کرنے والی تعلیم پر عقیدت ومحبت کے پھول برسائے بغیر نہیں رہ سکتے اور انہیں کھلے طور پر یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو دنیا کے تمام موجودہ مصائب اور سیاسی الجھنوں اور پیچیدگیوں کو حل کر سکتا اور کامل امن وامان پیدا کر سکتا ہے۔

نسل انسانی کا نجات دہندہ صرف اسلام ہے

یہی وہ نظارے ہیں جنھوں نے برناڈ شا جیسے قابل ترین مصنف کو اس اعتراف حقیقت پر مجبور کیا کہ:-

"میں نے محمد (صلعم) کے مذہب کے متعلق یہ پیشگوئی کی ہے کہ وہی آئندہ قبولیت کے لائق سمجھا جائے گا۔ جیسا کہ آج کے یورپ کے لئے اسے قابل قبول سمجھا جانے لگا ہے۔ ازمنہ متوسط کے

کلیسائیوں نے جہالت یا تعصب کی وجہ سے اسلام کا نہایت ہی تاریک نقشہ کھینچا ہے انہیں فی الحقیقت یہ سکھایا گیا تھا کہ محمد (صلعم) کی ذات اور اُن کے مذہب دونوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ان کے نزدیک محمد (صلعم) (معاذ اللہ) دجال تھے۔ میں نے اس عجیب و غریب انسان کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے اور میرے نزدیک اس کا (نعوذ باللہ) دجال ہونا تو بہت دور کی بات ہے اسے نسل انسانی کا نجات دہندہ کہنا چاہیئے۔ میرا یقین ہے کہ اگر اس جیسا کوئی آدمی موجودہ دنیا کا ڈکٹیٹر بن جائے تو وہ اس کے مسائل کو ایسے طریق سے حل کرنے میں کامیاب ہوگا جس سے دنیا میں وہ امن اور خوشحالی پیدا ہوجائے گی جس کی بیحد ضرورت ہے۔ یورپ محمد (صلعم) کے مذہب کا گرویدہ ہونا شروع ہوگیا ہے۔ آئندہ صدی میں وہ اپنے مسائل کو سلجھانے کے لئے اس مذہب کو زیادہ مفید سمجھنے لگ جائے گا۔ اور اسی مفہوم کو ذہن میں رکھ کر تمہیں میری پیشگوئی کو سمجھنا چاہیئے۔ اس وقت موجودہ زمانہ میں بھی میری اپنی قوم اور یورپ کے لوگ محمد (صلعم) کے مذہب میں چلے گئے ہیں۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کا مسلمان بننا شروع ہوگیا ہے "

یہ الفاظ اس بات کی کھلی شہادت ہیں کہ ووکنگ مسلم مشن کا کام خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے نہ صرف انگلستان بلکہ تمام یورپ میں اسلام کے ساتھ دلچسپی اور کشش و محبت پیدا کرنے کا موجب ہوا ہے اور اسلامی مساوات کے وہ عملی نظارے جو ووکنگ میں نظر آتے ہیں، یورپ کے مفکرین پر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ صرف یہی ایک مذہب ہے جو دنیا کے موجودہ مصائب اور پیچیدگیوں کو دور کر کے کامل امن و امان پیدا کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن ہم کسی نہ کسی قابل ترین ہستی کے مسلمان ہونے کی خبر سنتے ہیں چنانچہ سال ہائے زیر رپورٹ میں کئی ایک قابل انگریز انہی مناظر کو دیکھ کر مسلمان ہوئے جن کے اسمائے گرامی وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں۔

نماز جمعہ اور خطبہ

(۴) تیسرا ذریعہ تبلیغ نماز جمعہ اور خطبہ ہے۔ جو مسجد ووکنگ کے علاوہ لندن میں بھی ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر بھی بعض غیر مسلم انگریز مرد اور عورتیں شامل ہوجاتی ہیں۔ اور خطبہ مسنونہ کے بعد کسی نہ کسی اسلامی موضوع پر انگریزی زبان میں دلائل و براہین کے ساتھ روشنی ڈالی جاتی اور پیش آمدہ اعتراضات اور شکوک و شبہات

کا ازالہ کیا جاتا ہے۔

دوسری مجالس کے زیر اہتمام لیکچروں کا سلسلہ

(۴) چوتھا ذریعہ تبلیغ لیکچروں کا وہ سلسلہ ہے جو لندن یا کسی اور مقام پر دوسری مجالس کے زیر اہتمام وقتاً فوقتاً جاری رہتا ہے۔ لندن اور دوسرے مقامات کی بعض مشہور و معروف سوسائیٹیاں اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے اکثر اوقات امام مسجد ووکنگ کے نام دعوت نامے بھیجتی رہتی ہیں جن کے جواب میں وہاں جا کر لیکچر دیئے جاتے اور حاضرین کے پیش کردہ شکوک و شبہات کو دور کیا جاتا ہے۔ سالہائے زیر رپورٹ میں بے شمار ایسے لیکچر دیئے گئے جن میں سے چند ایک کی فہرست حسب ذیل ہے:-

(۱) لیسٹر میں زیر اہتمام پروگریسو سپریچولسٹ چرچ۔ مضمون :- دی ریلیجس امپارٹنس آف سٹرالول

(۲) لیڈز میں زیر اہتمام لیڈز یونیورسٹی مسلم ایسوسی ایشن۔ مضمون :- اسلام اینڈ کرسچینٹی۔

(۳) گروسٹیرین ہال لندن میں۔ مضمون :- دی مسلم آئیڈیاز آف آفٹر لائف۔

(۴) لندن میں زیر اہتمام جیوئش سوسائٹی فار سائیکیکل ریسرچ۔ مضمون :- پریپریشن فار لائف آفٹر ڈیتھ۔

(۵) ایڈنبرا میں زیر اہتمام ایڈنبرا سٹوڈنٹس ریپریزنٹیٹو کونسل ریلیجن اینڈ لائف ویک کمیٹی
مضمون :- میسج آف اسلام

یہ ان بے شمار لیکچروں میں سے چند ایک کی فہرست ہے جو گزشتہ دو سالوں میں امام مسجد ووکنگ کو لندن اور دیگر مقامات پر دینے پڑے۔ اور ان کا سلسلہ بفضلہ تعالے جاری ہے۔ ان تمام لیکچروں میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور اعلیٰ طبقہ کے انگریز شامل ہوتے ہیں۔ اور نہایت دلچسپی سے لیکچروں کو سنتے اور بعد میں سوالات بھی کرتے ہیں۔ جن کے شافی جوابات پا کر اسلام کی محبت دلوں میں لے کر جاتے ہیں۔

دی مسلم سوسائٹی آف گریٹ برٹین

(۵) ان لیکچروں ہی کے سلسلہ میں اس سوسائٹی کا ذکر بھی ضروری ہے جو انگریز نو مسلمین نے "دی مسلم سوسائٹی آف گریٹ برٹین" کے نام سے قایم کر رکھی ہے۔ اس سوسائٹی کے صدر پہلے الحاج دی رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے الفاروق مرحوم تھے۔ ان کے وصال کے بعد سر عمر ہیوبرٹ رینکن کو یہ عہدہ

تفویض کیا گیا ۔ لیکن بعض مفسد لوگوں کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر انہوں نے استعفادے دیا ۔ اور اب اس سوسائٹی کی صدر جناب مسٹر لوکینن ہملٹن ہیں ۔ یہ سوسائٹی دراصل دوکنگ مسلم مشن کی ایک شاخ ہے بفضلہ تعالیٰ تبلیغ اسلام کا کام مختلف ذرائع سے نہایت عمدگی سے کر رہی ہے ۔ سال بھر میں متعدد لیکچروں کا اہتمام اس کی طرف سے ہوتا ہے ۔ اور یوم میلاد النبیؐ کو ہر سال ایک شاندار جلسہ لندن کے کسی بڑے ہوٹل میں اس کے زیر اہتمام منعقد ہوتا ہے ۔ جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف محاسن کو تقاریر کے ذریعہ سے واضح کیا جاتا ہے ۔ اور اسلام سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب میں لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اور اس طرح سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نہایت پاکیزہ تصویر بہت سے قابل انگریزوں کے ہاتھوں میں پہنچ جاتی ہے ۔ جو ان کی محبت اور گرویدگی کا موجب ہوتی ہے ۔

مفت لٹریچر کی اشاعت اور اس کا اثر

(۶) اشاعت اسلام کا چھٹا ذریعہ مفت لٹریچر کی اشاعت ہے ۔ اس میں انگریزی رسالہ "اسلامک ریویو" بھی شامل ہے ۔ اور بیسیوں دیگر کتابیں اور پمفلٹ بھی ہیں جو ہزارہا کی تعداد میں انگلستان اور دیگر ممالک میں متلاشیان حق کو بھیجے جاتے ہیں ۔ اور خدا کے فضل سے ٹکڑوں ہشیار دل اسلام کے گرویدہ ہو چکے ہیں اور آئے دن قبول اسلام کے اعلان کرتے چلے جا رہے ہیں ۔ آئے دن بیسیوں خطوط امام مسجد دوکنگ کی ڈاک میں ایسے آتے ہیں جن میں اسلامی لٹریچر کے لئے انتہائی دلی تڑپ کا اظہار ہوتا ہے ۔ اور لٹریچر کے پہنچنے اور مطالعہ کرنے پر اسلام سے وابستگی میں انہیں تامل نہیں ہوتا ۔

خط و کتابت کا سلسلہ

ایسے بے شمار خطوط میں سے جو "کارسپانڈنس" کے عنوان سے اسلامک ریویو کے ہر پرچہ میں شائع ہوتے رہتے ہیں چند ایک بطور نمونہ حسب ذیل ہیں :-

۱۔ از لیونگٹن ۔ سینٹ جان پارک ۔

عزیز مکرم ! قرآن شریف کے ایک انگریزی ترجمہ کا میں نے حال ہی میں مطالعہ کیا ہے ۔ مجھے اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کا بیحد اشتیاق ہے ۔ اگر آپ مجھے "اسلام کیا ہے ؟" کے موضوع پر کوئی پمفلٹ یا کتاب ارسال فرمائیں تو عین نوازش ہوگی ۔ آپ کا عقیدت کیش ۔

(ایم اے میکڈرمتھ)

۲- میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے رسالہ "اسلامک ریویو" کی دو کاپیاں مجھے ارسال فرمائیں اس رسالہ کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مجھے الہام ہو رہا ہے۔ اسلام نے میرے گزشتہ مسیحی عقائد کے پیچیدہ نکات کی تشریح کر دی ہے۔ اب میرے قلب میں روحانی اثر پیدا ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پیچیدگی کی آلائش سے نجات دے۔ کیونکہ سادگی ہی یقیناً اس کی تقویت کا موجب ہے مسجد کی زیارت کا مجھے نہایت دلی اشتیاق ہے۔ لیکن مناسب وقت اور دن نہیں ملتا۔ . . . . . .

آپ کی عنایت کا شاکر :- ایچ ایچ او -

۳- از چیسٹر -

جناب مکرم۔ میرے دل میں قبول اسلام کا خیال ہے۔ آپ ازراہ مہربانی مجھے انگریزی میں ضروری لٹریچر ارسال فرمائیں۔ نیز اسلامک ریویو کی کاپی بھی تاکہ عام باتوں کے متعلق سرسری علم ہو جائے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ اس معاملہ میں آپ بھی مجھے اپنے نیک مشورہ سے مطلع فرمائیں۔

(آپ کا عقیدت کیش :- کیپٹن جے ای بیلٹی)

۴- از لانگ ماونیٹن- مارشیش -

مکرمی امام صاحب شاہجہان مسجد ووکنگ -

مجھے اسلامک ریویو ؎ کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ہے۔ درحقیقت اپنے دلآویز اور ہدایت آموز خصائص کے اعتبار سے مجلہ ہذا نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ اصول اسلام اور اقوال نبی کریم صلعم کا آئینہ دار ہے۔ انگریزی خوان حضرات کے لئے جو حقایق اسلام کو گلدستہ طاق نسیاں بنائے ہوئے ہیں یہ رسالہ نہایت امید افزا ہے۔ (آپ کا عقیدتمند :- موس)

۵- از ہال بارن بیکنز فیلڈ -

بخدمت امام صاحب مسجد ووکنگ -

جناب من ! میں اس بات پر مطمئن ہو چکا ہوں کہ میرا پہلا مذہب گمراہی پر مبنی تھا اور چونکہ کچھ عرصہ تک میں اسلام سے دلچسپی لیتا رہا ہوں اس لئے مجھے خوشی ہوگی اگر آپ اس موضوع پر کچھ واقفیت بہم پہنچائیں کیونکہ جو واقفیت میں اس بارہ میں رکھتا ہوں وہ بالکل ناکافی ہے -

(آپ کا مخلص :- جے ڈی آر- واکرز)

۶ ۔ از ایلڈرشاٹ

بخدمت امام صاحب مسجد ووکنگ

جناب من! آپ کا سائن بورڈ جس پر یہ سوال لکھا ہے کہ "اسلام کیا ہے؟" اور جو سدرن ریلوے سے دیکھا جاسکتا ہے اس حد تک میری توجہ کی کشش کا موجب ہوا ہے کہ میں آپ سے اس خط کے ذریعہ یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ ازراہ کرم مجھے کچھ لٹریچر اور واقفیت بہم پہنچا سکتے ہیں تاکہ اس سوال پر میں زیادہ گہرا مطالعہ اور غور وفکر کرسکوں ۔ (آپ کا مخلص :- جے ایف ینگ)

۷ ۔ از ساوتھ برو ۔ کینٹ

پیارے امام! کیا آپ مہربانی فرماکر اسلام کے متعلق کچھ لٹریچر مجھے بھیجنگے؟ میں نے ٹرین میں گزرتے ہوئے ایک نوٹس دیکھا ہے ۔ کہ آپ ان لوگوں کو جو ایسا لٹریچر طلب کریں بھیجنے کے خواہشمند ہیں ۔ پیشگی شکریہ قبول کیجئے ۔ (آپ کا مخلص :- ٹی ۔ ایچ)

۸ ۔ از ہارپلیکلے مانڈلیس ۔

بخدمت امام صاحب مسجد ووکنگ ۔

جناب من! میں اس تاخیر کے لئے معافی کا خواستگار ہوں جو آپ کے خط کا جواب دینے میں ہوئی ان تمام کتابوں اور پرچوں کے لئے جو آپ نے مجھے اسلام کے متعلق بھیجے بہت بہت شکریہ ۔ میں نے ان سب کو پڑھ لیا ہے اور پھر ایک دفعہ انہیں مطالعہ کروں گا ۔ جب اس کے لئے کافی فارغ وقت ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میں عہدنامہ عتیق کے تمام انبیاء پر ایمان رکھتا ہوں اور عہدنامہ جدید کے یسوع مسیح پر بھی علاوہ ازیں میں اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے ۔ اور اس اعلیٰ درجہ کے پیغام پر بھی جو ان پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے مخلوق الٰہی کو پہنچانے کے لئے نازل ہوا میرا یہ دیانتدارانہ خیال ہے کہ اگر یورپ مذہب اسلام کو اختیار کرلے تو بین الاقوامی امن نہایت سرعت کے ساتھ اس براعظم میں پھیل جائے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔" (آپ کا وفادار :- سی اے ۔ نیڈ ہام)

۹ ۔ از برائن ایون ایکسٹر روڈ، ایکس موتھ ڈیون ۔

جناب من! مجھے خوشی ہوگی اگر آپ ازراہ نوازش اسلام کے متعلق کوئی تفصیلات یا معلومات

ہم پہنچائیں بیشگی شکریہ۔ (آپ کا وفادار:- این ٹیلر)

یہ بطور مشتے نمونہ از خروارے چند خطوط کا خلاصہ ہے۔ ایسے تمام خطوط کے لئے ایک ضخیم کتاب بھی ناکافی ہوگی۔ ان کے علاوہ وہ خطوط بھی ہیں جن میں امام مسجد ووکنگ سے ایسے سوالات کئے جاتے ہیں جن کے جواب میں طویل خط وکتابت کرنی پڑتی ہے اور اس طرح امام صاحب کے قیمتی اوقات کا بیشتر حصہ ایسے خطوط کی نذر ہو جاتا ہے۔ بہرحال یہ سلسلہ بجائے خود نہایت مفید اور ایک مستقل ذریعہ تبلیغ ہے۔ جو بیشتر اخراجات کا حامل ہے۔ کتابوں اور رسالہ کی تصنیف اور ادارت اور ان کی طباعت کے اخراجات بجائے خود ایک الگ چیز ہیں۔ جس کے بعد ان کی مفت اشاعت اور خط وکتابت ایک اور وسیع فنڈ کو چاہتی ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ آج تک اہل کرم اور درد مند مسلمانوں کا دست سخاوت ایسے تمام اخراجات کا متحمل رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس سلسلہ کو زیادہ وسیع پیمانہ پر جاری رکھا جائے۔ جو صرف احباب کے دست کرم پر منحصر ہے۔

زائرین مسجد ووکنگ

ان تمام ذرائع تبلیغ کے علاوہ مسجد ووکنگ بجائے خود تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ انگلستان کے مختلف مقامات سے تعطیلات کے دنوں میں بکثرت زائرین مسجد کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں بعض دنوں میں تو ایسے زائرین کا تانتا تمام دن لگا رہتا ہے۔ اور جو شخص ان کو مسجد دکھلانے جائے اسے مسجد کے متعلق تمام تفصیلات سے انہیں آگاہ کرنا پڑتا ہے۔ اور اس ضمن میں اسلام کا ایک اجمالی نقشہ ان کے سامنے رکھدیا جاتا ہے۔ مسجد کیا ہے؟ کس کام کے لئے بنائی گئی ہے؟ اس کے بانی کون ہیں؟ کہاں سے اس کی ابتدا ہوئی؟ کس مذہب کی نمائندگی اس سے ہوتی ہے۔ اس مذہب کی تعلیم کیا ہے؟ اس کے بانی صلعم کے کیا حالات ہیں؟ غیر مذاہب کے متعلق اس کا رویہ کیا ہے؟ مغرب نے اس کی کس قدر غلط تصویر کھینچی ہے؟ یہ اور اس قسم کے کئی دوسرے سوالات ہیں جن پر دوران گفتگو میں تفصیل سے روشنی ڈالنی پڑتی ہے۔ اور اسی ضمن میں زائرین کے مختلف سوالات کے بھی جواب دینے پڑتے ہیں۔ اور اس طرح مسجد کے دکھلانے میں خاطر خواہ تبلیغ ہو جاتی ہے۔ اور یہ کام بجائے خود ایک مستقل آدمی کی خدمات کا طالب ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ تمام مذکورہ بالا کام جن میں سے ہر ایک مستقل شعبہ کی حیثیت رکھتا اور علیحدہ علیحدہ عملہ کا طالب ہے ایک امام مسجد اور اس کے چند ساتھیوں کے ذریعہ سے سرانجام

پاتے ہیں۔

امراء اور بادشاہوں کی آمد

انہی زائرین میں بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی حیثیت اور شخصیت اس بات کی طالب ہوتی ہے کہ ان کی خاص طور پر آؤ بھگت کی جائے۔ اور ان کی حیثیت اور شان کے مطابق ان سے برتاؤ کیا جائے۔ اس قسم کے لوگ زیادہ تر غیر ممالک کے مسلمان امراء اور اراکین سلطنت ہوتے ہیں۔ اور بعض وقت خود انگریز امراء میں سے بھی بعض ایسے لوگ آجاتے ہیں جن کو حق کی پیاس ہوتی ہے۔ گزشتہ سالوں میں اس قسم کی کئی عظیم الشان شخصیتیں مسجد ووکنگ کی زیارت کر چکی ہیں، ہز رائل ہائنس امیر فیصل شاہ عراق شاہزادگان حیدرآباد دکن شاہ حبشہ۔ ایرانی منسٹر۔ شیخ صاحب بحرین۔ سرسالار جنگ بہادر وقتاً فوقتاً مسجد ووکنگ میں پہنچکر ووکنگ مسلم مشن کی تبلیغی سرگرمیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے اور نومسلمین سے ملاقات کر کے اپنی خوشنودی کا اظہار کر چکے ہیں۔

ایک منکر خدا مسجد ووکنگ میں

دو تین ماہ ہوئے مسٹر اور مسنر اٹیکنس تیس میل کی مسافت کو بذریعہ موٹر طے کر کے مسجد ووکنگ میں تشریف فرما ہوئے۔ مسنر اٹیکنس ایک مسلم منکر خدا ہے۔ موصوفہ نے امام صاحب سے مذہب پر دیر تک بحث کی۔ رخصت سے پیشتر ان کو چند پمفلٹ اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی تصانیف اسلام و سویلزیشن اور آئیڈیل پرافٹ کا ایک ایک نسخہ دیا گیا۔

اخبارات کی غلط بیانیوں کا جواب

(۸) ان تمام کاموں کے لئے ایک اور مستقل کام یہ بھی ہے کہ بعض اخبارات میں جو مخالفانہ مضامین شائع ہوتے اور ان میں اسلام اور رسول اللہ صلعم کی غلط تصویر کھینچی جاتی ہے۔ ان کا جواب انہی اخبارات میں لکھکر بھیجا جاتا اور مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔ گزشتہ سالوں میں "پیرسن ویکلی" لندن میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک ناپاک مضمون شائع ہوا۔ جس نے دنیائے اسلام میں اس اخبار کے خلاف نفرت و حقارت کی لہر دوڑا دی۔ اور حد درجہ اشتعال پیدا کر دیا۔ ووکنگ مسلم مشن نے انگلستان میں اسلام کا مرکز ہونے کی حیثیت سے فوراً اس اخبار کے مضمون کا نہ صرف تحریری طور پر جواب دیا بلکہ ایک پبلک جلسہ کر کے اس کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔ اور مسلم سوسائٹی آف گریٹ برٹین نے

مشن کے زیر سرکردگی اس اخبار کے مدیر اور ناشر کو ازالہ حیثیت عرفی کا نوٹس دیا۔ جس پر فوراً انہوں نے معافی طلب کی۔ اور امام مسجد ووکنگ کا تردیدی مضمون شائع کیا۔

ایسا ہی ماہ مارچ سنہ ۱۹۳۵ء میں مانچسٹر گارڈین" میں پیرس کے ایک نامہ نگار نے فرانسیسی "پیٹ جرنل" سے ایک مضمون "مسلمانان الجیرس" کے عنوان سے نقل کیا جس میں قرآن کریم پر الزام لگایا گیا کہ اس کے نزدیک کسی غیر مسلم سے بدعہدی گناہ نہیں۔ اس کے جواب میں امام صاحب مسجد ووکنگ نے فوراً ایک تردیدی مضمون اخبار مذکور کو بھیجا اور قرآن کریم سے ایسی آیات نقل کیں جن میں عہد کی پابندی کو سب سے زیادہ ضروری ٹھہرایا گیا ہے۔ خواہ وہ مسلمان سے ہو یا غیر مسلم سے۔ اور عہد شکنی کو بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ مضمون بھی مانچسٹر گارڈین میں شائع ہو گیا۔

فلموں میں اسلام کی غلط تصویر اور اس کی اصلاح

اسی قسم کا ایک کام فلموں کی ایسی غلط تصاویر کی تردید کا ہے جن سے اسلام یا مسلمانوں کی تضحیک کا پہلو نکلتا ہو۔ اس قسم کا ایک فلم سنہ ۱۹۳۰ء میں "مکہ" کے نام سے بنایا گیا تھا۔ فلم کے اندر تو کچھ نہ تھا۔ بلکہ ایک انگریزی محاورہ (He has reached his mecca) کی مناسبت سے اس فلم کا نام مکہ رکھ دیا گیا تھا۔ تاہم چونکہ "مکہ" مسلمانوں کے نزدیک ایک نہایت متبرک مقام ہے اور اس نام کو کسی فلم پر عائد کرنا ان کے مذہبی احساسات وجذبات کے منافی ہے۔ اس لئے اس وقت کے امام مسجد ووکنگ .... نے لارڈ چیمبرلین ہوم منسٹر کو چٹھی لکھی اور ان سے ملاقات بھی کی۔ اور اس نام کو بدلنے کی ان سے درخواست کی۔ چنانچہ انہوں نے یہ نام بدلوا دیا۔

اسی قسم کی دو ایک مثالیں موجودہ امام صاحب کے عہد کی ہیں۔ گزشتہ ماہ مئی سنہ ۱۹۳۵ء میں "دی لائفس آف بنگال لانسرز" نامی فلم پردہ پر آئی۔ جس کے دو سین قابل اعتراض تھے۔ کیونکہ ان میں نماز پر تضحیک اڑایا گیا تھا۔ امام صاحب نے فوراً ایک چٹھی اس کے خلاف کمشنر آف انڈیا، انڈیا ہاؤس کو بھیجی جس پر ان دونوں مناظر کو فلم سے خارج کر دیا گیا۔

ایک اور ایسا ہی فلم "ابی سینیا" کے نام سے حال ہی میں پردہ پر آیا۔ جس میں تعدد ازدواج کے اسلامی طریق پر بہت بُری طرح نکتہ چینی کی گئی۔ امام صاحب نے اس کے خلاف فلم کمپنی کو احتجاجی خط لکھا اور اس میں بتایا کہ اسلام نے اگرچہ تعدد ازدواج کی اجازت دی ہے لیکن یہ محض اجازت ہی ہے جو ناگزیر حالات میں

کئی شرائط سے مشروط ہو کر پیدا ہوتی ہے۔ اور محض اس عیاشی اور بدمعاشی کو روکنے کے لئے دی گئی ہے جو مغرب میں ایک ہی بیوی کے قانون سے پیدا ہو چکی ہے۔ تاہم یہ اسلام کا کوئی ضروری عقیدہ یا قانون نہیں کہ اسے ایسی اہمیت دی جائے نہ ہی مسلمانوں میں اس کا ایسا عام رواج ہے۔ کہ اسے قابل مضحکہ ٹھیرایا جائے۔"

اس احتجاج نامہ پر روزنامہ خلافت بمبئی (مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۵ء) میں مولانا شوکت علی نے بھی ایک زبردست مقالہ لکھا۔ اور ووکنگ مسلم مشن کے اس اقدام کو "قابل تعریف" قرار دیا۔

انگلستان میں اسلام کا واحد مرکز

انہی کاموں کی وجہ سے ووکنگ مسلم مشن کو انگلستان میں اسلام کا مرکز ہونے کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے اور جب کبھی حکومت کو اسلام کے متعلق کوئی کام درپیش ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی لاوارث مسلمان فوت ہو جائے یا کسی بھولے بھٹکے مسلمان کی رہبری مقصود ہو تو ووکنگ مسلم مشن کی امداد طلب کی جاتی ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جیل خانہ میں ایک مسلمان لب مرگ تھا۔ انگلستان میں ایسے موقعہ پر پادری کو طلب کیا جاتا ہے۔ کہ مرنے والے کو تسکین دے۔ اسی رواج کے مطابق حکومت نے امام مسجد ووکنگ کو اس مسلمان کی تسکین کے لئے طلب کیا۔ ایسا ہی ایک شاہی دربار میں جہاں تمام اقوام اور سب مذاہب کے نمائندوں کا اجتماع ضروری تھا۔ امام مسجد ووکنگ کو اسلامی نمائندہ کی حیثیت سے دعوت دی گئی۔

ایسا ہی لندن اور اس کے گردونواح میں جب کبھی کوئی مسلمان فوت ہوتا ہے تو اس کی نماز جنازہ اور تدفین کا کام امام صاحب مسجد ووکنگ کو کرنا پڑتا ہے۔

نہ صرف حکومت بلکہ بعض پرائیویٹ ادارے اور عوام الناس بھی ووکنگ کو اسلام کا مرکزی مقام ہی سمجھتے ہیں۔ اور جو بات بھی اسلام کے متعلق دریافت طلب ہو اس کے لئے ووکنگ مسلم مشن ہی سے رجوع کرتے ہیں۔ ایک دفعہ غالباً سن ۱۹۲۰ء میں ایک ادارہ کی طرف سے ایک انسائیکلوپیڈیا شائع ہو رہی تھی۔ اس میں قرآن کا مضمون جو درج ہونے کے لئے لکھا گیا اس کا مسودہ امام مسجد ووکنگ کو تصدیق کے لئے بھیجا گیا۔ مضمون غلط بیانیوں سے پُر تھا۔ اس لئے امام صاحب نے لکھدیا۔ کہ یہ مضمون از سرتا پا غلط ہے اور ہرگز درج ہونے کے قابل نہیں۔ اس پر امام صاحب سے مضمون لکھنے کی درخواست کی گئی۔ اور انہوں نے حسب ضرورت مضمون لکھکر بھیجا۔ جو اس میں درج ہوا۔ ایسا ہی حال ہی میں ایک صاحب انگلستان کے سکولوں کے درجہ ششم کی اٹھارہ سالہ لڑکیوں

کے لئے ایک نصاب " زمانہ حال کے غیر مسیحی مذاہب " کے زیر عنوان ترتیب دے رہے ہیں- انہوں نے امام صاحب مسجد ووکنگ کی خدمت میں لکھا ہے :-

" چونکہ محمدیت (اسلام) جملہ مذاہب میں ایک امتیازی خصوصیت کی حامل ہے- اس لئے میں اس کے حالات قرار واقعی حیثیت سے قلمبند کرنے کا خواہشمند ہوں- آپ شاید اس سلسلہ میں مجھے کچھ امداد دے سکینگے- میں نے حتی الوسع اصول محمدیت کے متعلق کافی پرمغز ادبی ذخیرہ مہیا کیا ہے- لیکن بدقسمتی سے ان میں سے متعدد کتب مسیحی ارباب قلم کی کاوش طبع کا نتیجہ ہیں- ان تصانیف سے مترشح ہے کہ ان میں محمدیت کے اصول وعقائد کی صحیح ترجمانی نہیں کی گئی .... بنا بریں میں اصلی اعتقادات کے متعلق صحیح علم ضروری خیال کرتا ہوں- اگر آپ مجھے متعلقہ لٹریچر (اسلامک ریویو کے آخری صفحہ پر جس طرح خلاصۃً بیان کیا گیا ہے) ارسال فرمائیں تو میں نہایت ممنون ہوں گا- کیا سیل کا ترجمہ قرآن کریم اہل اسلام کے نزدیک قابل اعتماد ہے ؟ "

کس قدر خوشی کی بات ہے وہ انگلستان جہاں اسلام کا نام بھی نفرت و حقارت پیدا کرنے کا موجب تھا اور اس کے متعلق طرح طرح کی غلط بیانیاں نہ صرف جائز بلکہ بہت ضروری اور کار ثواب سمجھی جاتی تھیں- وہاں آج یہ حالت ہے کہ اس وقت تک کوئی بات اسلام کے متعلق زبان یا قلم سے نکالنی جائز نہیں سمجھی جاتی جب تک ووکنگ مسلم مشن سے اس کی تصدیق نہ کرا لی جائے- یا اس سے معلومات نہ فراہم کر لی جائیں- کیا یہ کوئی چھوٹا سا کام ہے ؟ کیا اس سے ووکنگ مسلم مشن کی اہمیت کافی طور پر ثابت نہیں ہوتی ؟ غور کرنے کا مقام ہے صدیوں کا وہ زبردست پروپیگنڈا جو بڑے بڑے پادریوں اور زبردست مصنفین کی کاوش قلم کا نتیجہ ہے- ووکنگ مسلم مشن کی چند سالوں کی محنت و کوشش سے کس طرح ھباءً منثوراً ہو گیا- اور ایسی کایا پلٹ ہو گئی کہ لوگوں کی ذہنیت ہی اسلام کے متعلق بالکل بدل گئی- فالحمد للہ علیٰ ذالک -

دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

صرف انگلستان ہی میں ووکنگ مسلم مشن کو یہ مرکزی حیثیت حاصل نہیں بلکہ غور کر کے دیکھا جائے تو تمام دنیا میں آج اس مشن کو اسلام کا ایک زبردست مرکز سمجھا جاتا ہے- انگلستان سے باہر

افریقہ، امریکہ، جاپان، چین، جاوا، جزائر غرب الہند اور جزائر شرق الہند، برٹش گائنا، فلپائن، کیپ کالونی، آسٹریلیا وغیرہ تمام مقامات میں جہاں کہیں اسلام کے متعلق تشنگی پائی جاتی ہے ووکنگ مسلم مشن ہی کے ذریعہ سے ان کی پیاس بجھ سکتی ہے۔ ہر ملک سے اسلامی لٹریچر کی مانگ ووکنگ میں آتی ہے۔ خط وکتابت، سوال و جواب کا ایک وسیع سلسلہ تمام دنیا کے ممالک سے قایم ہے اور ہر ملک کے پڑھے لکھے لوگ مسلمان ہونے کے بعد اپنے اعلانات ووکنگ مسلم مشن ہی کو لکھکر بھیجتے ہیں جس کا ثبوت اس خط وکتابت سے مل سکتا ہے۔ جو اسلامک ریویو میں آئے دن شائع ہوتی ہے۔

جاپان کی اولین مسجد میں امام مسجد ووکنگ کا خطبہ

اسی سلسلہ کی ایک عظیم الشان کڑی یہ ہے کہ حال ہی میں جاپان کے اندر جو سب سے پہلی مسجد تعمیر ہوئی ہے اس کی افتتاحی تقریب پر امام مسجد ووکنگ کا لکھا ہوا خطبہ پڑھا گیا جس میں امام ممدوح نے اسلام کی تعلیمات کو مختصراً بیان کرتے ہوئے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا کہ جاپان جیسی سرزمین میں جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے آفتاب اسلام طلوع ہونے کے آثار پیدا ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ یہ مسجد اس ملک میں اسلام کا بہترین اثر پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔

نومسلمین کی تربیت و تعلیم

مشن کے ان عظیم الشان کاموں میں جو نہ صرف انگلستان بلکہ تمام یورپ اور کل دنیا کے اندر اسلام کے متعلق بہترین اور خوشگوار فضا پیدا کرنے اور کئی ایک عالی مرتبہ انگریز مردوں اور عورتوں کے قبول اسلام کا موجب ہوئے ہیں ایک بہت بڑا کام نومسلمین کی تربیت اور تعلیم کا ہے جو امام صاحب مسجد ووکنگ نے تمام مذکورہ بالا کاموں کے ہوتے ہوئے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اور نومسلمین کی ایک جماعت بنائی ہوئی ہے جو فرصت کے اوقات میں ایک جگہ جمع ہوکر امام صاحب ممدوح سے عربی کی تحصیل کرتے اور اسلامی مسائل سیکھتے ہیں۔ اسی تربیت اور تعلیم کا یہ نتیجہ ہے کہ نومسلمین کی طرف سے جو مضامین وقتاً فوقتاً شائع ہوتے ہیں وہ اسلامی معلومات سے پُر ہوتے ہیں۔ اور ایسی حالت میں جبکہ ترکی اور دیگر اسلامی ممالک میں تعدد ازدواج کے خلاف قانون بن رہے ہیں یہ نومسلم خواتین ایک ایسے ملک میں جہاں ایک سے زیادہ بیوی کرنا قانوناً ممنوع ہے اس قومی اثر کے ہوتے ہوئے جو تعدد ازدواج کے خلاف انگریزوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کی حمایت میں مضامین لکھتیں اور اس پر بہترین تبصرہ کرتی ہیں۔ ان کے نزدیک

اسلام نے عورت کو جو حیثیت دی ہے وہ مغرب کی "آزادی" کے مقابلہ میں ہزار درجہ بہتر ہے۔ ایک اسی قسم کا مضمون مسز لطیفہ الزبتھ ہیڈن کے قلم سے حال ہی میں شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی ممالک میں تعدد ازدواج کا عملاً مفقود ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ مسلمان عورتوں میں ازدواجی زندگی کے فرائض بجا لانے اور بہترین بی بی بننے کی اہلیت پائی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے انگلستان میں ایک بیوی کے قانون کے باوجود داشتہ عورتوں کی کثرت اس بات کا ثبوت ہے، کہ انگلستان کی لڑکی عموماً اس خیال سے شادی کرتی ہے کہ یہ ایک "اچھا سودا" ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ اس کا خاوند محض اس کی زیب و زینت کا باعث ہوگا۔

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ ان نومسلمین پر اسلامی اصولوں کی صداقت و حقانیت پورے طور پر واضح ہو چکی ہے۔ اور وہ نسلی مسلمانوں سے بڑھ کر اسلام کے حامی و مددگار ثابت ہوں گے۔

نومسلمین کو ورغلانے کی کوشش اور ان کا استقلال

اسی سلسلہ میں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ بعض نومسلمین کو طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا کر کے اور بعض وقت تکالیف پہنچا کر ورغلانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے جو بحمداللہ آج تک ناکام ثابت ہوئی ہے۔ اسی قسم کی ایک کوشش حال ہی میں ایک نومسلم خاتون ایلی عفیفہ میچل کے متعلق کی گئی ہے جیسا کہ ان کے ذیل کے مکتوب سے ظاہر ہے۔

"عزیز امام صاحب - السلام علیکم۔

میں آپ کو ایک کتاب ارسال کر رہی ہوں۔ یہ ان متعدد کتابوں میں سے ایک ہے جو مجھے پہنچی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس قسم کا پروپاگنڈہ نہایت ذلیل حرکت ہے۔ اور مسیحیوں کے لئے ذلت کا مقام ہے۔ اس صورت میں جبکہ گزرانندہ شیخ عبداللہ الحسینی ہو۔ دوسری کتابیں بھی ایسی ہی ہیں۔ کس قدر حماقت ہے کہ ایک ایسے شخص کے خیالات میں تغیر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس نے دین حق سے مضبوط تعلق قائم کر لیا ہے۔"

(میں ہوں:- ایلی عفیفہ میچل)

اس خط سے جہاں مسیحی حلقوں کی اس حرکت مشئومہ کا پتہ چلتا ہے کہ وہ مختلف اسلامی ناموں سے نومسلموں کو مخالف اسلام لٹریچر بھیج کر غلط فہمیاں پیدا کرنے اور ورغلانے سے دریغ نہیں کرتے وہیں اس

نومسلم عفیفہ کا استقلال اور اسلام کے ساتھ اس کا گہرا تعلق بھی ثابت ہے۔ اور یہ ایک ہی مثال نہیں۔ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں نومسلم عورتوں نے نہ صرف ایسی کوششوں کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا بلکہ پیش آنے والے اعتراضات کے نہایت فاضلہ جوابات دیئے ہیں اور مختلف طریقوں سے اپنی غیرت اسلامی کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔

ووکنگ مسلم مشن کی عظمت کا اعتراف

یہ اس عظیم الشان کام کا ایک نہایت مجمل سا خاکہ ہے جو ووکنگ مسلم مشن نے آج تک کیا۔ وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے چشم بصیرت اور انصاف پسند قلب عطا کیا ہے اس کام کی اہمیت کو کبھی خفیف نظروں سے نہیں دیکھ سکتے اور یقیناً اسے اس صدی کا بہترین کام اور اسلام کی ایک بلند ترین خدمت قرار دینگے۔ مسلمان تو ایک طرف کئی ایک غیر مسلموں نے ووکنگ مسلم مشن کے ان کاموں کی عظمت کا بڑے شاندار الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ کرنل ڈانلڈ ایس راکوئل جو تمام دنیا کی سیاحت کر چکے ہیں۔ لیکچرار بھی ہیں اور شاعر بھی۔ اس کے علاوہ لٹریری نقاد بھی ہیں اور امریکہ کے اخبار "ریڈیو ریسیلیئز" کے چیف ایڈیٹر ہیں اپنے ایک خط میں قبول اسلام کا اعلان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

> اسلامک ریویو کے پرچے جو امریکہ میں مجھے پہنچے اس قبول کردہ مذہب کے ساتھ میرے تعلق کو استوار کرنے کے لئے مزید تقویت کا موجب ہوئے ہیں اور میرے لئے یہ امر موجب مسرت ہے کہ میں اپنے اوّلین فرائض میں وقفہ ڈالکر اس شاندار کام کی عزت و عظمت کا اعتراف کروں جو ووکنگ میں ہو رہا ہے۔ اور تمام اسلامی دنیا کے مسلمان دوستوں کو یقین دلاؤں کہ میں اس اسلامی بیداری میں امداد و اعانت اور مغربی دنیا میں ہلال کو زیادہ مضبوطی سے قایم کرنے کا پرجوش مقصد اپنے سامنے رکھتا ہوں۔"

یہ ایک نومسلم کے الفاظ ہیں جو انگلستان میں نہیں امریکہ کے بعید ترین ملک سے ہم تک پہنچے ہیں۔ وہ نومسلم جو ساری دنیا کی سیاحت کر چکا ہے۔ بہترین ادبی نقاد ہے۔ لیکچرار ہے۔ شاعر ہے اور سب سے بڑھ کر ایک اخبار کا چیف ایڈیٹر ہے۔ کیا ایسے شخص کے الفاظ خفیف نظروں سے دیکھنے کے قابل ہیں، کیا وہ دیرینہ مسلمان جو اباً عن جدٍ مسلمان ہونے کا فخر رکھتے ہیں اسلام کے لئے ایسا جوش اپنے دلوں میں پاتے ہیں؟ کیا ان کے قلب میں بھی ووکنگ مسلم مشن کی عظمت کا یہ اعتراف کبھی پیدا

ہوا ہے؟ اور اگر ہوا ہے تو انہوں نے آج تک اس کی امداد و اعانت میں کہاں تک حصہ لیا ہے؟ ہلال کو مغرب میں نہایت مضبوطی سے گاڑنے میں کیا مدد دی ہے؟ اور ایک نومسلم کے اس پرجوش مقصد کی تکمیل میں کہاں تک سعی کی ہے؟ اگر کچھ نہیں کی۔ یا نام نہاد طور پر کی تو کیا ہماری گردنیں شرم و ندامت سے جھک نہیں جانی چاہئیں؟

اہل درد مسلمانوں سے اپیل

میرے معزز بھائیو! یہ یاد رکھو کہ اسلام اب اپنا رُخ بدل چکا ہے۔ اسلام کا آفتاب اب مغرب سے طلوع ہو چکا ہے۔ اس کی شعاعیں ربع مسکوں پر اب پھیلنے لگی ہیں۔ اور عنقریب نہ صرف انگلستان کا خطہ بلکہ تمام دنیا اس سے منور ہوا چاہتی ہے۔ افسوس ہے اگر ہمارے دل اس سے تاریکی میں رہیں اور اس نور کو دیکھتے ہوئے اپنے آپ کو اس سے منور نہ ہونے دیں۔ اٹھو کہ یہ وقت بیدار ہونے کا ہے۔ اسلام تم سے اس وقت ایک قربانی چاہتا ہے۔ جان کی قربانی نہیں۔ تمہارے مالوں کی قربانی کی ضرورت ہے جس کے بغیر تم زندہ نہیں رہ سکتے اور اگر زندہ بھی رہو تو عزت و عظمت تمہارے بہرکاب نہیں ہو سکتی۔ وہ یورپ جس سے تم آج اپنی سیاسی اہمیت منوانا چاہتے ہو۔ غور کرو کہ اگر وہ اسلام کے قدموں میں آگرے تو کس قدر عظمت و اہمیت تمہیں حاصل ہوگی۔ پس اسلام کے اس پودا کی جو ووکنگ مسلم مشن نے لگایا ہے اور جو اب ایک درخت کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے ایسی آبیاری کرو کہ تمام یورپ اس کے سایہ تلے آجائے۔

دو عظیم الشان شخصیتوں کا وصال

آخر میں بعض افسوسناک حوادث کا ذکر بھی ہمارے فرائض میں سے ہے۔ اور وہ دو عظیم الشان شخصیتوں کا ہم سے جدا ہو کر دار عقبیٰ کو سدھارنا ہے ان میں سے ایک دی رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے الفاروق ہیں جو ووکنگ مسلم مشن کے سب سے پہلے نومسلمین میں سے تھے۔ اور جن کا وجود انگلستان میں اسلام کی تقویت کے لئے بہت مفید ثابت ہوا۔ لارڈ ممدوح حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم و مغفور کے دست راست تھے اور انہوں نے اسلام پر بہت سے قابلانہ مضامین اور کتابیں لکھیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے ساتھ انہوں نے جنوبی افریقہ، مصر اور ہندوستان کے سفر کئے اور تمام مسلمانوں پر انگلستان میں تبلیغ اسلام کی ضرورت کو واضح کیا۔ خانہ کعبہ کا

حج بھی کیا اور مسلمان ہونے کے بعد اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اسلام کی خدمت و اشاعت میں صرف کیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور ان کے پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلائے۔

دوسری عظیم الشان شخصیت جو ہم سے اس سال جدا ہوئی ہے وہ مسٹر مارماڈیوک پکتھال ہیں۔ مرحوم اپنی علمی قابلیت، اسلامی واقفیت اور تصنیف و تالیف کے اعتبار سے عالمگیر شہرت رکھتے تھے۔ ابتداءً بہترین ناول نویس تھے۔ اسلام لانے کے بعد یہاں تک اسلامی معلومات حاصل کیں کہ مسجد ووکنگ کے امام بن گئے اور دیر تک نماز جمعہ پڑھاتے رہے۔ تحریک خلافت کے ایام میں ہندوستان آگئے۔ اور بمبئی کرانیکل کے چیف ایڈیٹر کے منصب پر فائز رہے۔ اس کے بعد حضور نظام خلد اللہ ملکہم نے اپنی عثمانیہ یونیورسٹی میں بطور پرنسپل انہیں تعینات فرمایا۔ اور مدت تک اس عہدے کے فرائض کامیابی کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ حیدرآباد ہی سے اسلامک کلچر کے نام سے ایک بہترین اسلامی سہ ماہی رسالہ جاری کیا جو اپنے حجم اور فاضلانہ مضامین کے اعتبار سے نہایت دقیع سمجھا جاتا تھا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں مرحوم نے مصر میں بیٹھکر قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ "دی گلوریس قرآن" کے نام سے شائع کیا۔ جو عالم اسلامی میں قبولیت کی نظروں سے دیکھا گیا۔ غرض خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنیوالے میں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں بہترین مقام عطا فرمائے۔ اور ان کے پسماندگان کے دلوں میں بھی اسلام کا یہ نور اور یہ علم و روشنی پیدا کرے۔ آمین۔ (خواجہ عبدالغنی سکرٹری مسلم مشن ووکنگ لٹریری ٹرسٹ (عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب)

ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ کا کام

ایک نظر میں

جنوری سے جولائی ۱۹۳۶ء کی شش ماہہ رپورٹ

ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ کی گزشتہ چھ ماہ کے کاموں کی رپورٹ تیار کرتے ہوئے جب میں زائرین کی اس کتاب کو دیکھ رہا تھا جو مسجد میں رکھی جاتی ہے، میرے خیالات یکایک اس شاندار حقیقت کی طرف پھر گئے۔ جو قاضی عبدالحق نے اپنے مضمون میں بیان کی ہے۔ کہ "مسجد ووکنگ مکہ معظمہ کا ایام حج کا ایک چھوٹا سا نقشہ ہے"۔ وہ لکھتے ہیں:- "۱۹۲۰ء میں خواجہ کمال الدین مرحوم بانی ووکنگ مسلم مشن نے مسجد ووکنگ کو پہلی دفعہ دیکھنے کا نہایت دلچسپ حال بیان کیا۔ انہوں نے یہ داستان اپنے بعض دوستوں کو سنائی۔ جو اس وقت جب آپ لکھنؤ گئے آپ کی تعظیم کے لئے آئے تھے۔ انہوں نے بتایا۔ کہ ۱۹۱۳ء میں جب انہوں نے مقفل خانہ خدا کو کھولا تو دیکھا کہ تمام فرش کوڑا کرکٹ اور دیگر ردی اشیائے سے جو سالہا سال سے مسجد کے بند رہنے سے جمع ہو گئی تھیں بھرا پڑا ہے۔ پھر انہوں نے دیکھا کہ قرآن کریم کی ایک پرانی جلد ایک کونہ میں ایک کھدی ہوئی لکڑی کی رحل پر رکھی ہوئی ہے۔ اس کو جب کھولا تو پہلی نظر اس آیت پر پڑی جو صفحہ کی پہلی سطر پر لکھی ہوئی تھی۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً وھدیً للعٰلمین (آل عمران: ۹۵) بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے فائدے کے لئے بنایا گیا وہ بکہ تھا جو مبارک اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت کی جگہ ہے۔ لفظ بکہ سے جو قدیم زمانہ میں مکہ کے بجائے بولا جاتا تھا لغوی طور پر وہ جگہ مراد ہے جہاں لوگ جوق در جوق جمع ہوتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے حضرت خواجہ صاحب مرحوم کو اس میں ایک پیشگوئی دکھائی دی اور ایسا ہی ثابت ہوا۔

ان الفاظ نے حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے قلب پر نہایت گہرا اثر کیا۔ اور آپ روتے ہوئے مسجد کے ننگے اور ٹھنڈے فرش پر اللہ تعالےٰ کے آگے سجدے میں گر گئے۔ آپ ایک بچہ کی طرح رو رہے تھے۔

اور اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو ذیل کی دعا ان کی زبان پر تھی :- "اے تمام جہان کے خالق اور قادر مطلق خدا! تو نے مکہ کو مشرق کے لئے متبرک ترین سرزمین بنایا ہے اور قوموں کو اس شہر میں ہجوم در ہجوم لے آتا ہے - میں دست بدعا ہوں کہ اس مسجد کو بھی اسی طرح مغرب کا مکہ بنا دے" یہ الفاظ ایک سچے دل سے نکلے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو سن لیا اور ان کا جواب دینے میں ذرا دیر نہیں لگائی -

ایک اور واقعہ کا ذکر بھی اسی مضمون میں کیا گیا ہے - چنانچہ لکھا ہے :-

"خواجہ صاحب مرحوم نے انہی ایام کا ایک اور نہایت دلچسپ حال سنایا - کہ ۱۹۱۳ء میں وہ کسی وقت مسجد ووکنگ اور سر سالار جنگ میموریل ہاؤس کا چارج لینے کے لئے ووکنگ گئے - ووکنگ میں وہ تیسرے پہر پہنچے اس وقت نماز عصر کا وقت تھا - اور وہ اپنے ساتھی شیخ نور احمد مرحوم کے ساتھ جو ایک ولی اللہ تھے - اور مسجد میں بطور موذن کام کرنے کے لئے گئے تھے ، احاطہ مسجد میں پہنچے - روایات میں ہم دیکھتے ہیں کہ سب سے پہلی اذان جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دی گئی وہ نماز عصر ہی کے وقت دی گئی تھی - شیخ نور احمد اذان دیتے ہوئے جس وقت ان الفاظ پر پہنچے "حی علی الصلوۃ - حی علی الفلاح" تو ایک نہایت موثر نظارہ دیکھنے میں آیا - شیخ صاحب مرحوم کی آواز دلی جوش کی وجہ سے ٹوٹ گئی اور وہ رو پڑے - اس موثر نظارہ کو دیکھنے والے ایک خواجہ صاحب ہی تھے اور وہی اس اذان کی تعمیل کرنے والے ایک نمازی تھے - بعد ازاں شیخ صاحب مرحوم سے انہوں نے پوچھا کہ ان کا دل کیوں بھر آیا تھا - تو انہوں نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے موذن بلالؓ کی اذان قوموں کو مکہ میں لے آئی تھی - لیکن میں کس قدر ناقابل ہوں کہ اس کی جگہ کام کرنے کے لائق نہیں - یہ خیال آتا تھا کہ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے -"

اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد قاضی عبدالحق صاحب نے شیخ صاحب مرحوم کی روح کو اس طرح خطاب کیا ہے :" اے پاک روح تو جنت میں خوش ہو جا کہ تیری آواز سنی گئی اور مسجد ووکنگ ہر عید کے موقعہ پر ہر مسلم قوم کے نمائندوں کو اپنے اندر جمع کر لیتی ہے -

ہر شخص جو ان دستخطوں اور پتوں کو دیکھے گا جو زائرین کی اس کتاب میں درج ہیں جو مسجد ووکنگ میں رکھی ہوئی ہے قاضی عبدالحق صاحب کے اس ریمارک کی تصدیق کرے گا -

مسجد ووکنگ مکہ معظمہ کا ایک چھوٹا سا نقشہ ہے - ان مہمانوں کی تعداد کو چھوڑ کر جو عید اور دوسرے مواقع پر آتے ہیں - یکم جنوری ۱۹۳۶ء سے ۱۲ جولائی تک زائرین کی کتاب میں جو دستخط ہیں ان کی تعداد ۷۰۸ ہے -

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ قریباً نصف زائرین دستخط نہیں کرتے - اس کتاب کو زیادہ غور اور احتیاط سے دیکھا جائے تو اس خوشگوار حقیقت کا پتہ لگتا ہے کہ خود برطانیہ عظمیٰ کے دور دور کے شہروں سے آئے ہوئے زائرین کے علاوہ ایک تھوڑی سی تعداد ان لوگوں کی بھی ہے - جو نیویارک، ڈیٹرونٹ، پیرس، جرمنی، بیروت، مارشس، آسٹریلیا کیپ ٹاؤن، کولمبو، عدن، لاگوس، نائیجیریا، قسطنطنیہ، جنیوا، اور دوسرے بہت سے بیرونی مقامات سے آئے ہوئے ہیں - یہ تمام زائرین صرف مسجد کی عمارت ہی کو دیکھنے کے لئے نہیں آتے - ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو اسلام کی تبلیغ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں اور اگر کوئی زائر صرف ایک عجیب چیز سمجھکر دیکھنے کے لئے آتا ہے تو بھی وہ کم ازکم اس عمارت کے تعمیری علم کو حاصل کرکے ہی نہیں چلے جاتے بلکہ اسلام کا کچھ نہ کچھ بہتر علم حاصل کرکے جاتے ہیں -

ان تمام زائرین کا خواہ وہ کسی رنگ یا عقیدہ یا کسی قوم اور جماعت سے تعلق رکھتے ہوں مشن کا عملہ نہایت اچھی طرح سے خیر مقدم کرتا ہے - جب انہیں مسجد دکھائی جاتی ہے تو ان کے تمام سوالات کا نہایت احتیاط کے ساتھ پورا پورا جواب دیا جاتا ہے - اور اسلام کے مختلف پہلوؤں پر ان سے بحث کی جاتی ہے - اور پورے طور پر انہیں واضح کیا جاتا ہے - علاوہ ازیں روانگی سے قبل انہیں مفت تبلیغی لٹریچر دیا جاتا ہے - جن میں سے "اسلام کیا ہے ؟" کا چھوٹا سا پمفلٹ بھی ہے -

اسلام میں لوگوں کی شمولیت

زیر نظر عرصہ میں انیس اشخاص علی الاعلان اسلام میں داخل ہوئے - ان کے علاوہ مردوں اور عورتوں کی تھوڑی سی تعداد وہ بھی ہے جو اپنی شخصیتوں کو نمایاں کرنا نہیں چاہتے - اعلان اسلام کرنے والوں میں سے ایک سکاٹلینڈ کے رہنے والے مسٹر آرتھر شریف ڈارمپل اور دوسرے مارک وانڈ ہیں جو رائل ایرفورس سے تعلق رکھتے ہیں -

مشن کا تبلیغی کام جیسا کہ اکثر اوقات ثابت کیا جا چکا ہے - صرف انگلستان تک ہی محدود نہیں بلکہ ٹرسٹ کے مفت لٹریچر کی تقسیم کے ذریعہ یہ کام تمام یورپ اور دنیا کے دیگر حصص میں پھیلا ہوا ہے - اس بیان کی صداقت کی ایک مثال فرانس کے ایک نواب کونٹ ایڈگس کا قبول اسلام ہے - صرف زیر نظر عرصہ ہی کو لیجیے - ان پانچ اشخاص کے علاوہ جو نائیجیریا میں مسلمان ہوئے ایک اعلان جمیلہ جو روفائن گلاسر کا جو فرانس کی لیڈی آرٹسٹ کا ہے - جس نے ہمارے لٹریچر کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد بذریعہ خط وکتابت اسلام

کا اعلان کیا۔

لٹریچر کی مفت تقسیم

کسی مقصد کے حصول کا بہترین ذریعہ آج کل زبان نہیں بلکہ قلم ہے۔ ہم ہر جگہ مشنری نہیں بھیج سکتے۔ لیکن اپنے لٹریچر کے ذریعہ سے ہم ایک ہی مقام سے تمام دنیا کو ہلا سکتے ہیں۔

اسلامک ریویو

اسلامک ریویو کی مفت تقسیم ہی غیر مسلم دنیا میں ہمارے مذہب کی اشاعت کا ایک سادہ اور آسان ذریعہ ہے۔ ہمارے مسلمان بھائیوں کی فیاضی کی وجہ سے مغرب کی قریبًا تمام اہم لائبریریوں میں اسلامک ریویو باقاعدہ مفت جاتا ہے۔ وہ اسے اپنی میزوں پر رکھتے اور آنیوالی نسلوں کے لئے سال کے اختتام پر انہیں مجلد کرا لیتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے ریویو کا چندہ دس شلنگ کی بجائے ۷½ شلنگ (یا ۵½ روپے سے ۵ روپے) کر دیا گیا ہے۔ جونہی اس غرض کے لئے کوئی رقم آتی ہے، ایک یا زیادہ کاپیاں (جیسی ضرورت ہو) یا تو کسی لائبریری کو بھیجدی جاتی ہیں یا کسی ایسے شخص کو جو اس سے متمتع ہونے کی خواہش کرے معطیوں کو یہ یقین دلانے کے لئے کہ ان کی خواہش کی تعمیل پورے طور پر کر دی گئی ہے ڈاکخانہ کے پوسٹنگ سرٹیفکیٹ مہیّا کئے جاتے ہیں۔

رسالہ اشاعت اسلام

ٹرسٹ کا یہ اردو رسالہ اپنا کام حسب معمول سر انجام دے رہا ہے۔ ہماری سرگرمیوں کی رپورٹوں اور اسلامک ریویو کے ترجمہ کے علاوہ ٹرسٹ کے آمد و خرچ کے ماہوار حسابات کی رپورٹیں بھی اس میں باقاعدہ درج ہوتی ہیں۔ اس رسالہ کا سالانہ چندہ ۳½ روپے یا ۵ شلنگ ہے۔

ووکنگ مسلم مشن گزٹ

یہ پندرہ روزہ اخبار صرف ہز ہائینس سر آغا خان کی فیاضانہ کرم فرمائیوں کی بنا پر جاری ہوا ہے۔ جن کی مالی اور اخلاقی سرپرستی سے یہ مشن اپنی ابتدائے آفرینش سے متمتع ہو رہا ہے۔ اپنے نام کی رعایت اور اس مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے، جس کے لئے یہ گزٹ جاری ہوا۔ وہ صرف ان اسلامی سرگرمیوں کی مفصل رپورٹوں تک اپنے آپ کو محدود رکھتا ہے جو مغرب میں وقوع پذیر ہوتی ہیں اور اس آمد کی ایک مفصل رپورٹ اس میں درج ہوتی ہے جو شاہجہان مسجد ووکنگ میں آتی ہے۔ یہ گزٹ روزافزوں

ہر دلعزیزی حاصل کر رہا ہے - عرصۂ زیر رپورٹ میں

اسلامک ریویو کی ۳۲۵۱ کاپیاں

ووکنگ مسلم مشن گزٹ کی ۴۵۰ کاپیاں

اور اشاعت اسلام کی ۴۰۰ کاپیاں

ہر ماہ مفت بھیجی جاتی رہی ہیں - اسلامک ریویو کا حلقہ اشاعت دن بدن ترقی پر ہے - اور اس کی وسعت اشاعت اب اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ لوگوں کے زبردست مطالبہ کی وجہ سے ہم اس کی تعداد اشاعت کو دوگنا کر دینے کا ارادہ کر رہے ہیں

کتب

وہ مستقل لٹریچر جو ہمارے ٹرسٹ کی طرف سے شائع ہوا ہے - اس کی تفصیل و تعارف کی حاجت نہیں اور ہمارے تبلیغی کام میں جو اہم امداد اس سے پہنچ رہی ہے اس میں کسی قسم کا مبالغہ نہیں کیا جا سکتا - یہ لٹریچر ایک طرف غیر مسلموں کو صداقت اسلام کی طرف کھینچتا ہے - اور دوسری طرف خود پیدائشی مسلمانوں کو اپنے مذہب پر قایم و مستحکم کرتا ہے -

ذیل میں ہم ان کتابوں کی تفصیل پیش کرتے ہیں جو گزشتہ چھ ماہ کے عرصہ میں شائع ہوئی ہیں:

۱ - چارمز آف اسلام -
۲ - اسلام ٹو ایسٹ اینڈ ویسٹ -
۳ - دی سورسز آف کرسچینیٹی (طبع سوم)
۴ - اسلام اینڈ کرسچینیٹی (طبع دوم)
۵ - ریلیجن آف جیزز اینڈ ٹریڈیشنل کرسچینیٹی (طبع دوم)

ذیل کی کتب زیر طبع ہیں :-

۱ - گاڈ اینڈ اٹس ایٹریبیوٹس .

زیر طبع:
۲ - انٹروڈکشن ٹو دی ہولی قرآن
۳ - دی سے انگز آف حضرت علی رض
۴ - تفسیر سورہ فاتحہ

دی ووکنگ مشن پمفلٹ سیریز

یہ خیال کرتے ہوئے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو طویل مضامین یا ضخیم کتابیں پڑھنا گوارا نہیں کرتے گزشتہ سال پمفلٹوں کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا۔ خیال یہ تھا کہ ان پمفلٹوں میں اسلام کے مختلف پہلوؤں کو اس طرح واضح کیا جائے کہ جب پڑھنے والے کو اس مضمون سے دلچسپی ہو جائے تو ایسی مزید واقفیت حاصل کرنے کی خواہش اس کے دل میں پیدا ہو۔ جو صرف مفصل کتب سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ گزشتہ سال ان رسائل کی تعداد ۱۳ تک پہنچ گئی تھی۔ اور اس سال کے چھ ماہ میں ذیل کے پانچ رسائل اور شائع ہوئے ہیں۔ جس سے کل تعداد اٹھارہ ہو گئی ہے:۔

۱۔ دی گریٹسٹ آف دی پرافٹس

۲۔ اے پلی فار دی سٹڈی آف دی ہولی قرآن ۵۔ بیوٹی آف اسلام

۳۔ دی قرآن اے مرکل

۴۔ ہنٹس ٹو دی سٹڈی آف دی ہولی قرآن ۵۔ بیوٹی آف اسلام

ان میں سے ہر پمفلٹ کی تقریباً دو چار ہزار کاپیاں شائع ہوئیں اور مختلف لائبریریوں میں تقسیم کر دی گئیں۔ اسی سیریز میں اسلام کیا ہے۔ دس ہزار کی تعداد میں طبع ہوا۔

ہمیں امید ہے کہ باقی چھ ماہ میں کم از کم چھ اور رسالے شائع کر دیئے جائیں گے۔ بشرطیکہ ہمارے فیاض سرپرستوں میں سے چند ایک ہماری امداد کے لئے دست کرم آگے بڑھائیں۔ اور اس سکیم کو عملی شکل دیں۔

امام مسجد ووکنگ کی تقاریر غیر مسلم پلیٹ فارموں سے

جمعہ اور اتوار کے ان باقاعدہ خطبات کے علاوہ جو ہماری نمازگاہ لندن میں دیئے جاتے ہیں امام صاحب مسجد ووکنگ نے ذیل کے غیر مسلم پلیٹ فارموں سے تقاریر کیں:۔

۱۔ شفیلڈ یونیورسٹی۔　　۱۳ر فروری　　مضمون :۔ پیس پروگرام آف محمدؐ

۲۔ جیوئش سوسائٹی فار سائیکیکل ریسرچ۔　　مورخہ ۲۳۔ فروری۔

مضمون :۔ سائیکیکل ایکسپیریئنسز ان اسلام

۳۔ ووکنگ سپریچولسٹ چرچ۔　۲۷ر فروری۔　مضمون :۔ ریلیجن آف پیس

۴۔ سینٹ الیبنز سپریچولسٹ چرچ مورخہ ۶۔ اپریل ۔ مضمون :۔ لائف آفٹر ڈیتھ

۵۔ ووکنگ سپریچولسٹ چرچ ۔ ۱۴۔ مئی ۔ مضمون :۔ دی میسیج آف برادرہڈ

۶۔ انٹر ریلیجس فیلوشپ ۶۔ جون ۔ مضمون :۔ کنسیپشن آف گاڈ

۷۔ ووکنگ ٹری کلب ۱۹۔ جولائی ۔ مضمون :۔ دی ریلیجن آف اسلام

۸۔ پاتھ فائنڈرز سپریچولسٹ چرچ لندن ۱۹۔ جولائی ۔ مضمون :۔ دی وے آف پیس

لیکن ان مختلف فرائض کو سرانجام دیتے ہوئے مشن نے اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام کی عزت کو برطانوی پریس میں قایم کرنے کے سب سے زیادہ اہم اور خوشگوار فریضہ کو فراموش نہیں کیا۔ نہ ہی اس نے اس ضرورت سے کبھی اغماض کیا ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے دلوں سے ان بہت سے ناپاک خیالات اور بغض و تعصب کو دور کیا جائے جو حروب صلیبیہ کے زمانہ سے ان میں جاگزین ہیں ۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ایسے بعض خیالات کے خلاف احتجاجی آوازیں بلند کی گئیں اور ذیل کے اخبارات میں کئی ایک غلط بیانیوں کے جوابات دیئے گئے :۔

۱۔ جان او لندنز ویکلی مضمون :۔ محمد دی مین

۲۔ آبسنرز لندن " دہیرو ورشپ سٹین

۳۔ ایوننگ نیوز لندن " ڈائیورسڈ ہز وائف تھری ٹائمز

۴۔ ڈیلی مرر لندن " اسلامک فیتھ

۵۔ ووکنگ نیوز اینڈ میل ووکنگ " مائی بیلیف

۶۔ پری ڈکشن " سپرٹ انفلوانزان اسلام

الحاج خواجہ کمال الدین لارڈ ہیڈلے فری لینڈنگ لائبریری

"ضرورت ایجاد کی ماں ہے" کتابوں کی بہت بڑی اور روز افزوں مانگ نے ان محدود ذرائع کی وجہ سے جو ہمیں میسر ہیں ایک نہایت اہم سوال کی صورت اختیار کرلی تھی۔ لیکن ہمارے سرپرست ہز ہائنس نواب صاحب بہادر مانگرول اور ہمارے ممبئی کے نہایت پرجوش سیٹھ صاحب

کی جو اپنی حمایت اسلام کی وجہ سے تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ بروقت فیاضی نے ہمیں اس سوال کو حل کرنے کے قابل بنا دیا۔

ہز ہائینس نواب صاحب مانگرول نے ہماری درخواست پر حسب ذیل کتابوں کے دس سٹ تقسیم کرنے کی اجازت دی:-

۱۔ دی آئیڈیل پرافٹ

۲۔ دی سورسز آف کرسچینٹی

۳۔ دی میسج آف اسلام

اور ذیل کی کتابوں کے پانچ سٹ:-

۱۔ دی آئیڈیل پرافٹ

۲۔ اسلام اینڈ کرسچینٹی

۳۔ ٹوورڈز اسلام

۴۔ ایفینٹی بی ٹوین اوریجنل ریلیجن آف جیسز اینڈ اسلام

۵۔ اسلام اینڈ دی مسلم پریر۔

اور جناب سیٹھ صاحب نے انگریزی ترجمہ قرآن کی ایک سو کاپیاں مستحق اشخاص میں تقسیم کرنے کی ہمیں اجازت دی۔ جس وقت اس عطیہ کا اعلان ہوا تو مانگ اس قدر زبردست تھی کہ ہمیں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ اس کو پورا نہ کر سکینگے۔ اس مشکل کو اس طرح حل کیا گیا کہ ۴۵ کاپیاں تقسیم کر دینے کے بعد باقی ۵۵ کاپیاں سرکیولیٹنگ لائبریری کی وساطت سے چکر لگاتی رہیں۔ اس بارہ میں ہماری تجویز مختصراً یہ ہے کہ یہ کتابیں ان درخواست کنندوں کو بھیجی جائیں جو اس طریق سے اس کی کثرت اشاعت کا یقین دلائیں کہ ہر درخواست کنندہ کتاب پڑھنے کے بعد ہمیں کسی ایسے شخص کے نام اور پتہ سے اطلاع دے جس کو وہی کتاب مطالعہ کے لئے بھیجی جا سکے۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا نام اور پتہ نہ بتا سکتا ہو تو اس صورت میں یا تو وہ کتاب کو پڑھنے کے بعد ہمیں واپس بھیج دیتا ہے، اور یا ان بہت سے درخواست کنندوں میں سے جو انتظار میں رہتے ہیں کسی ایک کو ہمارے کہنے پر بھیج دیتا ہے۔ اس طریق سے ہر کتاب کی اشاعت دوسرے ذرائع کی نسبت زیادہ وسیع ہو جاتی ہے۔ کتابوں کی اصل رسیدات

مذکورہ بالا معطیوں کو ان کی اطلاع کے لئے بھیجدی جاتی ہیں۔ ہماری یہ نئی سکیم جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے بہت موثر ثابت ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں ہم نہایت مسرت کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے بھائی مسٹر ولیم واہیہ وارو ک آف لندن کا قبول اسلام مذکورہ بالا کتابوں کے سٹ ۲ کا نتیجہ ہے۔

اس کامیابی کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو ہماری اس سکیم کو حاصل ہو چکی ہے اور اس مانگ کے ہوتے ہوئے جو اب تک بڑھتی چلی جا رہی ہے ہمیں یقین ہے کہ تمام لوگ جو اس سچے مذہب اسلام سے محبت رکھتے ہیں اس نیک مثال کی تقلید کریں گے۔ جو ہمارے وسیع النظر معطیوں نے قایم کی ہیں اور ہمارے موثر لٹریچر کی مفت اشاعت سے ہمارے ہاتھوں کو مضبوط کریں گے۔ ہمارے قارئین کے لئے یہ امر دلچسپی کا موجب ہوگا۔ کہ اگرچہ بدقسمتی سے ہمارے ان دو زبردست سپاہیوں (خواجہ کمال الدین اور لارڈ ہیڈلے) کی کوئی موزوں یادگار اب تک قایم نہیں کی گئی تاہم اس لائبریری کا نام ہمارے انہی دونوں مشہور و معروف بھائیوں کے اسمائے گرامی پر "الحاج خواجہ کمال الدین لارڈ ہیڈلے فری لینڈنگ لائبریری" رکھا گیا۔ ہم ذیل میں نہایت مسرت کے ساتھ ان بے شمار مطالبات میں سے چند ایک کو نقل کرتے ہیں جو اس بارے میں ہمیں موصول ہوئے ہیں:-

پیارے امام صاحب! جب آپ مسٹر ڈڈلے کے مکان پر مجھ سے ملے تھے تو آپ نے ازراہ کرم یہ ارشاد فرمایا تھا کہ آپ اپنے مذہب کے متعلق کچھ کتابیں مجھے عاریتاً دیں گے۔ میں آپ کا بہت ہی ممنون ہوں گا اگر ایسا کر سکیں۔

آپ کا

جے ایم ۔ اے ملز لندن

میں آپ کے مذہب سے دلچسپی رکھتا ہوں۔ کیا آپ ازراہ کرم مجھے قرآن کریم اور کچھ اور کتابیں یا پمفلٹ علم حاصل کرنے کے لئے بھیجیں گے؟

ایس ہنٹر ۔ ایپسم لائبریری

میں نے حال ہی میں پبلک لائبریری میں آپ کے رسالہ اسلامک ریویو کی ایک کاپی دیکھی ہے۔ اور اس میں "اسلام کیا ہے؟" کا مضمون میرے لئے بہت ہی دلچسپی کا موجب ہوا۔ میں بہت ہی خوش ہوں گا اگر اس رسالہ کی ایک کاپی مجھے مزید مطالعہ کے لئے بھیجی جائے۔

جے ۔ ایل ۔ آئیوز ۔ شادویل

مینیسٹولا لائبریری کی یونیورسٹی کی خواہش ہے کہ تمام وہ لٹریچر مہیا کیا جائے جو اسلام کے متعلق مفت اشاعت کے لئے آپ کے پاس ہو۔

ٹامس پی فلیمنگ ، ہیڈ آف آرڈر آفس

میں وہ کتابیں آپ کو شکریہ کے ساتھ واپس بھیج رہا ہوں جو آپ نے ازراہ کرم مجھے عاریتاً دی تھیں - یہ کتابیں میرے لئے بہت سے علم اور روشنی کا موجب ہوئیں - اب میرا خیال ہے کہ میں قرآن کریم کو لے کر اسے خود مطالعہ کروں -

آئی - ایم - اے - لندن

کیا میں آپ کی اس پیشکش سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں جو اگلے دن ایک ریل کے کمرے میں میں نے دیکھی ، اور اسلام کے متعلق لٹریچر حاصل کر سکتا ہوں ؟

ڈبلیو - سی - ڈاسن - گلڈفورڈ

لندن میں اجتماعی تقریبات
دی مسلم سوسائٹی ان گریٹ برٹین

دی مسلم سوسائٹی ان گریٹ برٹین اپنی محترم صدر میڈم خالدہ بوچانن کی قیادت میں نہایت کامیابی کے ساتھ اپنے پروگرام پر عمل پیرا ہے -

پندرہ روزہ اجتماعات اور بہت سے لیکچروں کے علاوہ سوسائٹی خاص ایٹ ہوم دینے کا بھی انتظام کرتی ہے - اور اس طرح اس ملک کے مسلمانوں میں رشتہ محبت و اتحاد کو مضبوط کرتی ہے

اس کے علاوہ ہم نہایت مسرت کے ساتھ اس فیاضانہ امداد کا اعلان کرتے ہیں جو سید ایم - ایچ ترمذی صاحب کی طرف سے مسلم سوسائٹی ان گریٹ برٹین اور ووکنگ مسلم مشن دونوں کو پہنچ رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کوٹھی واقع ۱۸ ایکلیسٹن سکوئر کا عظیم الشان اور نہایت خوبصورت ہال امام صاحب کے سپرد کر رکھا ہے - کہ وہ وہاں نماز جمعہ پڑھائیں - اور مسلم سوسائٹی ان گریٹ برٹین کے ھیڈ کوارٹر کے طور پر بھی استعمال فرما سکتے ہیں -

مسلمانوں کی تجہیز و تکفین

ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ مشن نے ایک بڑے اہم معاملہ میں اخوت اسلامی کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی ہے۔ یہ امر موجب حیرت نظر آئے گا۔ کہ اس مشن کے قائم ہونے سے پیشتر ہمارے یہاں کے مسلمان بھائیوں کے لئے سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ اس ملک کے قوانین کے مطابق ان کی تجہیز و تکفین عمل میں آئے۔ لیکن اب مشن نے اس فرض کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کی تجہیز و تکفین اب اسلامی طریق پر سرانجام پاتی ہے۔ عرصہ زیر رپورٹ میں چھ آدمیوں کے جنازہ اور تدفین کی مراسم مشن نے سرانجام دیں۔ جن میں مولانا محمد مارمڈیوک پکتھال بھی شامل ہیں۔

(کے۔ ایس محمود۔ سکرٹری مسجد ووکنگ)

اسلامک ریویو انگریزی مجریہ مسجد ووکنگ انگلستان

مغرب میں اسلام کا واحد علمبردار ماہوار انگریزی رسالہ جس میں زبردست اہل قلم حضرات کے مذہب، اخلاق تمدن و معاشرت۔ اسلام میں تصوف اور حالات حاضرہ پر مسلمین و غیر مسلمین کے مضامین ہوتے ہیں۔ ہر رسالہ کو نومسلم کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے۔ سالانہ چندہ ؏۔ مفت تقسیم و طلبا سے ؏ مع محصول ڈاک۔ نمونہ مفت۔

رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ اسلامک ریویو انگریزی

اس رسالہ میں اسلامک ریویو کے اردو تراجم کے علاوہ مشہور اہل قلم حضرات کے مضامین بھی ہوتے ہیں جن میں حالات حاضرہ پر مذہبی نقطہ نگاہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مسجد ووکنگ کے جملہ تبلیغی جدوجہد کے کوائف درج ہوتے ہیں قیمت ؏ ہے۔

نمونہ مفت

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور پنجاب

مغرب کی تمدّنی زندگی کی دوبارہ تعمیر کا ذریعہ

(جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ)

زکوٰۃ پانچ ارکان اسلام میں سے ہے۔ دُنیا میں کوئی شخص صرف اپنے نفس ہی کے لئے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسے کسی اصول اور نصب العین کو پیش نظر رکھ کر زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اور ایک مسلم کا سب سے بڑا نصب العین اللہ تعالےٰ کی عبودیت اور اس کی رضا کو دنیا میں قایم کرنا ہے۔

کوئی شخص دُنیا میں صرف اپنے آپ ہی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایک سوسائٹی کا ممبر ہونے کی حیثیت سے صدیوں کی بنی ہوئی تہذیب و شائستگی کا مسالہ اسے مل گیا ہے۔ اور وہ اس حفاظت سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ جو قوم کی متحدہ زندگی اور رضا سے اسے حاصل ہوئی ہے۔ انسانی تاریخ کا ایک نہایت شاندار باب وہ ہے جو اسلام نے تیار کیا ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے جو بہترین اور دیرپا ثابت ہو رہی ہے۔ آج مسلمان قوم ایک عارضی وقفہ کے بعد پھر اپنی زندگی کا ثبوت دے رہی ہے۔

اس نصب العین کے حصول کے لئے جس کی تائید کے لئے اسلام کھڑا ہے کم از کم حصہ جو ایک مسلمان لے سکتا ہے وہ زکوٰۃ کی ادائیگی ہے۔ اور یہی وہ کم از کم قیمت ہے، جو تہذیب و حفاظت کی ان برکات کے لئے اسے ادا کرنی پڑتی ہے جو اسلامی سوسائٹی سے اسے عطا ہوئی ہیں۔

یہ امر کہ قرآن کریم نے خود زکوٰۃ مقرر کی ہے۔ اس سے اس کا حکمت الٰہیہ کے مطابق ہونا ظاہر ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کی شکر گزاری کا موجب ہونا چاہئے۔ آج ہم نا اتفاقی اور بگڑے ہوئے حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ تک تو اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کا جوش خطرناک طور پر سرد ہو چکا تھا۔ اور اسلامی ثقافت کے پہلو میں تنزل کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔

بالفاظ مختصر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی ثقافت اور مذہب خطرے کی حالت میں تھا۔
لیکن وہ ادارہ جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس عام تنزل اور بد اخلاقی کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا کی وہ ووکنگ مسلم مشن ہے۔ اس نے نہ صرف مسلمان قوم میں اسلام کے فراموش شدہ نصب العین کے لئے روح پیدا کی ہے۔ بلکہ ان میں متحدہ طور پر عمل کرنے کی خواہش پیدا کی ہے جس کے بغیر کوئی قومی زندگی ممکن نہیں۔
ووکنگ مسلم مشن کی سرگرمیوں نے تمام دنیا بھر کی مسلمان قوم کے خیالات میں جوش و ہیجان پیدا کردیا ہے۔ اور ان کے دلوں میں ازسرنو یہ امید بھردی ہے کہ اسلام کی ثقافت اور روحانی طاقت پھر عود کرے گی۔ کیونکہ اس مشن کا یہ اعلان شدہ مقصد ہے کہ مغرب کی، جس کی ثقافتی، سیاسی، اور اقتصادی جنگیں ہی زیادہ تر مسلمانوں کی نااتفاقی کا موجب ہوئی ہیں تمدنی زندگی کی تعمیر دوبارہ اسلامی اصولوں کے مطابق کرے گا۔
اس لئے یہ کوئی ناواجب مطالبہ نہیں کہ ہم قوم سے یہ درخواست کریں کہ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا پورے طور پر بندوبست کریں۔ اور کم از کم اس کا نصف حصہ مشن کے فنڈ کی تقویت کے لئے دیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مشن کا فنڈ قوم کی عام لاپرواہی کی وجہ سے کچھ زیادہ مضبوط نہیں۔
ہم پبلک کو جہاں تک ممکن ہے اپنی سرگرمیوں سے مطلع کرتے رہتے ہیں۔ اسی نمبر میں کسی دوسری جگہ ہم گزشتہ چھ ماہ کی رپورٹ شائع کر رہے ہیں۔ جس سے امید ہے کہ آپ کو دوبارہ یہ یقین حاصل ہو جائیگا کہ ہمارے خیالات نری خوابیں ہی نہیں ہیں اور امید ہے کہ اس کو پڑھ کر آپ نہ صرف اپنی ہی زکوٰۃ کا ایک حصہ بھیجینگے بلکہ اپنے دوستوں اور واقفوں کو بھی اپنی شاندار مثال کی تقلید کی ترغیب دیں گے۔
خدا کرے کہ ہم سب میں وہ قوت ارادی پیدا ہو جائے جس کا ایک ایسے زمانہ میں اس مقصد کی تائید کے لئے پیدا ہونا نہایت ضروری ہے جو ہماری موجودہ نسل کی تاریخ میں نہایت نازک لیکن نہایت دلچسپ زمانہ ہے۔

برادران اسلام

السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاتہ

بیدار مغز برادران اسلام کی دریا دلانہ اخلاقی و مالی امداد شرمندۂ بیان نہیں۔ ووکنگ مسلم مشن کی روز افزوں ترقی حقیقۃً آپ کی متواتر کرمفرمائیوں کا نتیجہ ہے۔ سابقہ اعانت کی بنا پر ہم آپ کی خدمت عالی میں ایک اور عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مغربی حلقہ میں استقلال کی قدر و منزلت ہے۔ گزشتہ پچیس (۲۵) سال میں ووکنگ مسلم مشن کے اراکین کی پیہم اسلامی مساعی سے اہل برطانیہ کو اس امر کا کامل یقین ہو گیا ہے کہ انجام کار سرزمین مغرب میں اسلام کا بول بالا ہوگا۔ مغرب میں اسلام کے متعلق مختلف صحیفہ نگاروں کی آرا اس امر کا بین ثبوت ہیں۔ یورپ کی سیاسی حالت سے مغربی احباب کا یہ عقیدہ اور بھی مستحکم ہو گیا ہے۔

ضروری نہیں کہ ہمارے برادران اسلام اس مسئلہ پر اپنی توجہات مرکوز کریں۔ ضرورت ہے۔ کہ ووکنگ مسلم مشن کو ہر ممکن طریق سے تقویت دی جائے۔ اس کی تبلیغی سرگرمیاں نہایت منفعت بخش ثابت ہوئی ہیں۔ کم از کم دس ہزار اسلامک ریویو کی کاپیاں مغربی کتب خانوں میں مفت جائیں۔ ہماری اسلامی مطبوعات اگر کثرت سے مغربی حلقہ میں تقسیم ہوں تو کافی شاندار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ اہل مغرب کی رغبت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

ہم مسلمان اپنی پنجوقتہ نمازوں میں اھدنا الصراط المستقیم کا ورد کرتے ہیں۔ یعنے اے خدا تو ہمیں سیدھے رستہ پر لا۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ موجودہ مغربی حالت متقاضی ہے کہ ہم تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھائیں۔ سرزمین انگلستان میں تبلیغ اسلام ایک ضرورت وقت ہے۔ اندریں حالات اگر مسلم بھائی ہمیں مالی تقویت پہنچائیں تو اس سے اہم قربانی اور سیدھا راستہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

ووکنگ مسلم مشن آپ کی خیرات، صدقات۔ زکوٰۃ کا زیادہ مستحق ہے۔ ہیں عاجزانہ

درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان مدات کا مصرف ووکنگ مسلم مشن کو ٹھیرائیں - مسجد ووکنگ کا قیام ووکنگ مسلم مشن کی امداد کا محتاج ہے - مندرجہ بالا رپورٹوں کو آپ بغور مطالعہ فرمائیں - اپنے حلقہ اثر میں بھی اس تحریک کو پہنچائیں - یورپ کی موجودہ مذہبی فضا اس امر کی متقاضی ہے - کہ ان کی اسلامی تشنگی کی تسکین کا کچھ سامان کیا جائے - مسلم مشن ووکنگ اپنے قلیل ذرائع کے اندر مغرب کے روحانی مطالبات کو پورا کرنے سے قاصر ہے - مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامک ریویو اور اس اسلامی لٹریچر کی اشد ضرورت ہے - جو آئے دن مسجد ووکنگ سے شائع ہوتا رہتا ہے - اگر ریویو کی دس ہزار کاپیاں سال بھر یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں مسلسل جاتی رہیں تو ایک انقلاب عظیم پیدا ہو سکتا ہے -

خادم

خواجہ عبد الغنی - سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

عزیز منزل ، برانڈرتھ روڈ ، لاہور

ضروری نوٹ

(۱) تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب)

(۲) ماہوار اسلامک ریویو انگریزی کا سالانہ چندہ ۷ ، طلباء سے ۵ ، مفت تقسیم لائبریری میں ۵

(۳) ماہوار رسالہ اشاعت اسلام اردو سالانہ چندہ ۳

(۴) پندرہ روزہ ووکنگ مسلم مشن گزٹ انگریزی کا سالانہ چندہ ۲

(۵) آپ کے تمام صدقات ، خیرات ، زکوٰۃ ، فطرانہ ، قربانی کی کھالوں کی قیمت ، بنک کے سود ، نذر ، نیاز ، کا بہترین مصرف ، مغرب میں اسلام کی اشاعت ہے - جو ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ گزشتہ چوتھائی صدی سے ہو رہی ہے -

مکتوبات ووکنگ

لورپول روڈ۔ ہالووے منبر ۔

جناب عالی!

ازراہ کرم تضیع اوقات کی معافی دیں۔ چونکہ صرف آپ ہی کا پتہ مجھے یاد تھا۔ اس لئے میں نے خط لکھنے کی جسارت کی ہے۔

مدت الایام میرے دل میں قبول اسلام کی خواہش موجزن رہی ہے۔ میں نے کسی مذہب سے آج تک لگاؤ نہیں رکھا۔ اس لئے میں اپنے آپ کو لامذہب خیال کرنے لگا ہوں۔ میں نے مختلف مذاہب کا مطالعہ کیا ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر کوئی کامل و مکمل مذہب ہے تو وہ اسلام ہے لہٰذا میرے مقام سے نزدیک اگر آپ کا کوئی مذہبی مرکز ہے تو آپ ازراہ کرم مجھے اطلاع بخشیں عین نوازش ہوگی۔

نیز قبول اسلام کے لئے جو ضروری ابتدائی امور ہیں ان سے مجھے اطلاع عنایت فرمائیں۔

دستخط:۔ ایف۔ اے۔ سی۔

مکرمی امام صاحب مسجد ووکنگ

مکرم بندہ!

میں آپ کو ایک طویل خط لکھ رہا ہوں۔ مجھے امید ہے آپ اس کے مطالعہ سے اکتا نہ جائیں گے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے اسلام کا کئی سال برابر مطالعہ کیا ہے۔ اور خصوصاً اس کے اخلاقی پہلو پر تو گہری دلچسپی لی ہے۔ تاحال میرے خیالات بدھ مذہب کی طرف مائل ہیں۔ عیسائیت کے ۹۹ فیصدی پادری اور پیرو قدیم سلطنت روما کے باشندوں سے ملتے جلتے ہیں۔ میری زندگی کے ۵۴ سال گزر چکے ہیں۔ لیکن مجھے آج تک سمجھ نہ آئی کہ ایک دن میں کس طرح اخلاقی تربیت حاصل ہوسکتی ہے۔ چوپاؤں کی طرح ہماری پرورش کی جاتی ہے۔ یسوع مسیح کے خون کو ہم اپنی نجات کا باعث سمجھے بیٹھے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو ہم خدا کے فضل و کرم سے اپنے گناہوں سے نجات پاتے ہیں۔ خدا نے مجھ پر اپنا خاص فضل و کرم کیا۔ میں روزانہ اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس نے مجھے ان خیالات سے پاک و صاف کر دیا ہے۔

آپ کے ماہانہ رسالہ میں ایک صاحب نے عربوں میں تعدد ازدواج کے مسئلہ پر نقد وجرح کی ہے فاضل مضمون نگار نے تعلیم ارتقا اور اس وقت کی حالت کا ذکر نہیں کیا۔ جبکہ رسول کریم (صلعم) حیات تھے۔ اور عورتوں اور بچوں کی حفاظت کا ذریعہ یہی شادی خیال کی گئی تھی۔ فاضل مقرر نے ایک مسلم اور ایک عیسائی کی ازدواجی زندگی میں فرق قائم نہیں کیا۔ مسلم قانوناً ایک دو تین حتی کہ چار بیویاں تک اپنے نکاح میں لاسکتا ہے اور با ایں ہمہ پرہیزگار رہتا ہے۔ ایک عیسائی قانوناً صرف ایک بیوی سے شادی کرتا ہے۔ لیکن اکثر بقایا زندگی اچھی طرح بسر نہیں ہوتی۔

آپ کے رسالہ میں ہر ماہ ایک نہ ایک نومسلم کا اعلان اسلام ہوتا ہے۔ لاکھوں میں ایک ہوا تو کس گنتی میں۔ ضرورت تو اس چیز کی ہے کہ جو شخص قرآن کریم پر ایمان لے آتا ہے اس کے قول وفعل بھی اس کے مطابق ہونے چاہئیں۔ مجھ سے زیادہ کون جان سکتا ہے کہ آج مغرب میں مذہب سے لوگ بیزار ہوتے جاتے ہیں۔ وقت ہے کہ تم اپنے کام پر مضبوطی سے لگے رہو۔

روس یا سپین کو مورد الزام ٹھہرانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ سالہا سال ان ممالک کے باشندوں میں احباریت اور توہم پرستی کا غلبہ رہا ہے۔ اس سے خود ان کی زندگی معرض خطر میں پڑ گئی ہے۔ اب تم ان لوگوں سے کیا توقع رکھتے ہو جبکہ وہ پرانے ظلم وستم نہیں رہے۔

مسلمانوں کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ جاپان جائیں اور وہاں پہنچکر بدھ مذہب کا خاتمہ کریں۔ نفس کی فتح سے دنیا کو فتح کیا جا سکتا ہے۔ بے اعتدالی کا انسداد کیا جائے جو پرانے زمانہ سے ایک بیماری چلی آتی ہے۔ ہمارے بچوں کو بھی اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اس صورت سے (میں تناسخ کا قائل ہوں) مجھے یقین ہے کہ ہماری آئندہ نسلیں سدھر جائیں گی۔ اور نہایت پاکباز ہوں گی۔

گو لوگ مہاتما بدھ۔ یسوع مسیح اور محمد (صلعم) کے مداح ہیں۔ لیکن ان میں ایک نقص بڑا بھاری ہے۔ جب سٹیفنسن نے اپنا پہلا انجن تیار کیا تھا تو کیا ہم کو اطمینان کامل ہو گیا تھا؟ نہیں۔ ہم کام کرتے رہے اور آج ہم نے ایکسپرس تیار کرلی ہے۔ یہی حال سائیکل اور طیاروں کا ہے۔ لیکن ہم ابھی تک ان لوگوں کے ناموں کو عزت سے لیتے ہیں جنھوں نے اول اول ہم کو ان کے استعمال کا طریق بتایا۔

یہی بات یہاں ہے۔ یسوع مسیح۔ بدھ اور محمد (صلعم) نے ہمیں سیدھے رستہ پر ڈالدیا ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اپنی حالت درست کریں اور ترقی کرتے کرتے ایک بلند مقام تک پہنچ جائیں۔ ایشیا کی بقا

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی شرمندۂ احسان ہے۔ آپ کا خیر اندیش

دستخط (ای - اے - ایس - ایڈیل - شیفیلڈ)

امام صاحب مسجد دوکنگ۔

جناب عالی !

اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا مجھے بیحد شوق ہے۔ میں آپ کا بیحد مشکور رہوں گا اگر آپ مجھے کچھ متعلقہ لٹریچر اور کتابوں کی ایک فہرست ارسال فرمائیں۔ شکریہ۔ آپ کا خیرخواہ

(جی بی -)

مکرمی امام صاحب !

میں شکریہ کے ساتھ آپ کی ارسال کردہ کتب مطالعہ کے بعد واپس کرتا ہوں۔ ان کے مطالعہ سے میری آنکھیں کھل گئی ہیں۔ مجھے اب قرآن کریم کی تلاوت کا شوق ہو گیا ہے۔

آپ ازراہ کرم ان مرسلہ ہر دو کتب کی قیمت سے اطلاع بخشیں۔ میرا خیال ہے میں آئندہ ان کو خرید کر ایسے لوگوں کی خدمت میں پیش کرونگا جو اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنی چاہتے ہوں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مذہب کی اصلیت سے بھی واقف ہونا چاہتے ہوں۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ کسی مذہب کے پیرو خالص اور صحیح عقائد نہیں رکھتے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب قریب جملہ مذاہب کا اصل اصول ایک ہی ہے۔ آپکا خیر اندیش

(دستخط جے - ایم - اے)

ہرنے ہل - لندن -

جناب عزیز!

مجھے معلوم ہے کہ آپ کو خط لکھنے سے اسلام کے متعلق مفت لٹریچر مل سکتا ہے۔ کیا آپ ازراہ کرم مندرجہ بالا پتہ پر مجھے کچھ ارسال فرما سکیں گے۔ ازراہ کرم وہ اسلامی کتب جن میں تاریخی حیثیت سے بحث کی گئی ہو۔ یا ایسی کتب جن میں فلسفہ اسلام یا اسلامی عقائد اور فلسفہ کی صدائے بازگشت کے متعلق مذکور ہو۔ اگر آپ کے کتب خانہ میں موجود نہ ہوں تو ان کے ناموں سے اطلاع بخشیں۔

(آپ کا عقیدتمند :- ایچ - ڈی - آر)

کولمبو -

جناب عالی !

از راہ کرم بواپسی "Charms of Islam" کا ایک نسخہ مفت ارسال فرما دیجئے - اور بھی کچھ لٹریچر ارسال فرما سکیں تو عین نوازش ہوگی - میں اسلامی معلومات حاصل کرنی چاہتا ہوں - شکریہ -

(آپ کا خادم :- او - ایل - دین ریک)

اسپیم سرے -

جناب عالی !

مجھے آپ کے مذہب سے دلچسپی ہے - کیا آپ از راہ کرم مجھے قرآن کریم کا ایک نسخہ ارسال فرما سکتے ہیں - مزید معلومات کے لئے اگر کچھ اور پمفلٹ یا کتب ارسال فرما سکتے ہیں تو عین نوازش ہوگی -

آپ کا خیر اندیش :- ایل - ایم)

گوڈرستھس کالج - نیو کراس

مکرم بندہ !

مجھے ایک صاحب سے معلوم ہوا ہے جو مسلمان ہو چکے ہیں کہ آپ اسلام کے اصول و عقائد کے متعلق اطلاع بہم پہنچا سکتے ہیں - مہربانی کیجئے - میں بہت مشکور رہوں گا -

(آپ کا خادم :- آر - بی)

ہنک ہاؤس سرے

جناب امام صاحب مسجد دوکنگ -

جناب عالی - آپ کی کتاب " ٹوورڈس اسلام " (Towards Islam) مجھے مورخہ ۲۳ - ماہ حال موصول ہوئی - شکریہ -

اگر کوئی اور امر تصفیہ طلب ہوا تو میں ضرور آپ کو تکلیف دوں گا - آپ کی عنایت کا پھر شکریہ -

آپ کا خادم

(ایل - ڈبلیو)

یونیورسٹی آف منوسوٹا یونیورسٹی لائبریری۔

منی پولس

جناب امام صاحب مسجد ووکنگ۔ لندن۔ انگلستان۔

مکرم و محترم! ہمیں نہایت مسرت ہوگی اگر آپ تمام ضروری اسلامی لٹریچر جو مفت تقسیم کرتے ہیں ہماری لائبریری کو ارسال فرمائیں۔

مسٹر کینتھ کولنگس جو کبھی ایڈس ابابا میں رہتے تھے انہوں نے ہمارے لائبریرین مسٹر فرنک کے والٹر کو مشورہ دیا ہے کہ تم اسلامی لٹریچر صرف ووکنگ کو ایک خط لکھکر منگا سکتے ہو۔

ازراہ کرم آپ جو ضروری اسلامی لٹریچر ارسال فرما سکتے ہوں ہم کو بھیجکر شکریہ کا موقع دیں۔

آپ کا خادم:۔ ٹامس۔بی۔ ملبجنگ۔

ہیڈ آف آرڈر ڈیپارٹمنٹ

بلیک پول۔ لینکس۔

مکرم و معظم!

ترجمۃ القرآن کے بعض بعض حصص کا میں نے دلچسپی سے مطالعہ کیا ہے۔ یہ ترجمۃ القرآن کا نسخہ واقعی نہایت سودمند ہے۔ اس کے مطالعہ سے میرے بہت سے شکوک کا ازالہ ہوگیا ہے۔

خاص بات جو معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ قرآن کریم کے ابواب کی ترتیب خود نبی کریم صلعم نے کی ہے۔ دیگر ذرائع سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ بات نہیں بلکہ صحابہ کرام نے ان کی ترتیب و تدوین کی ہے۔ مترجم نے خود قرآن کریم سے اپنے بیان کا ثبوت پیش کیا ہے۔ لیکن ایک غیر مسلم کے لئے قرآن کریم کی آیت بے سود ہے۔ اسے تو تاریخی ثبوت چاہیئے۔

دوسرا نکتہ جو محل نظر ہے وہ یہ ہے کہ مترجم نے لکھا ہے کہ خداوند تعالےٰ نے جن باغات کا وعدہ کیا ہے وہ وہی باغات ہیں جو رومیوں کے قبضہ میں تھے۔ بعد ازاں یہی باغات سرسبز و شاداب ہوگئے۔ متن قرآن کریم سے تراوش کرتا ہے کہ مولہ باغات بہشت کے باغات ہیں۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے کچھ شک سا دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں قرآن کریم سے وہ آیت نہیں پیش کر سکا۔ خط لکھتے وقت میرے پاس قرآن کریم کا نسخہ موجود نہیں۔

آپ کے قوانین شریعت میری نظر میں عقل کے مطابق ہیں۔ میرا ایمان ہے کہ اگر کوئی بچہ سن رشد و تمیز کو پہنچنے کے بعد قرآن کریم اور بائیبل کا مطالعہ کرے تو ۹۰ فیصدی اس کی توجہ اسلام کی طرف مبذول ہوگی۔ گویا قرآن کریم کے مطالعہ سے ۹۰ فیصدی مسلمان ہو سکتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کوئی خدا کا ماننے والا کس طرح کسی دوسرے مذہب کو اسلام پر ترجیح دے سکتا ہے۔

ذاتی طور پر میرے نزدیک بہت سے حل طلب نکات ہیں۔ خاص نکتہ تو یہ ہے کہ اسلام کے جملہ عقائد ایک ہی محور کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ یعنی صرف ایک خدا ہے۔ قرآن کریم اس میں شک نہیں منزل من اللہ ہے۔ اور ایک الہامی کتاب ہے۔ اگر خدا ہے تو قرآن کا بیان صحیح ہے۔ اور اگر بیان صحیح تو البتہ خدا ہے۔ جدید سائنس کے نظریات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے پاس بھی کوئی عقلی ثبوت ہستی باری تعالے کا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ قرآن اور حدیث کے علاوہ آپ کوئی اور ثبوت بہم پہنچا سکتے۔

یہ اعتراض عموماً منکرین الوہیت کی طرف سے آئے دن پیش ہوتا رہتا ہے۔ میں آپ کو چیلنج نہیں کرتا۔ میرا ایسا خیال نہیں ہے۔ میرا ایمان ہے کہ بغیر مذہب کے دنیا کی کوئی حقیقت نظر نہیں آتی۔ اور میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے وجود سے انکار کرنے والے دنیا کے ناخوش لوگوں میں سے ہیں۔ میں جنگ، ناانصافی اور غیر عقلی امور کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ میں متعصب نہیں۔ میں عقلی دلائل کا قائل ہوں۔ میرے اعتقاد کی بنا عقل پر ہے۔ میرا خیال نہیں کہ آپ میرے حسب منشا جواب دے سکیں گے۔ اگر دے سکتے ہیں تو عین شکریہ کا موقع ہوگا۔

یہ مسئلہ کا انتہائی پہلو تھا۔ اب میں اس کا عملی پہلو لیتا ہوں اور ایک سوال دریافت کرتا ہوں مسلمانوں کا دعوےٰ ہے کہ انہوں نے غلامی کا انسداد کر دیا ہے۔ اور ان کے خیال میں جملہ انسان درجہ مساوی رکھتے ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے۔ غلامی اسلامی ممالک میں زیادہ ہے یا مسیحی ممالک میں؟ اپنی رائے کا اظہار کیجئے۔

ازراہ کرم ملفوفہ لفافہ میں جواب عنایت فرمائیں۔ پیشگی شکریہ۔ آپ کی گزشتہ عنایات کا ممنون ہوں۔

آپ کا خادم

(جی۔ ایچ۔ ایم)

شاہجہان مسجد ووکنگ
میں
نواب سر سالار جنگ صاحب بہادر کا ورود مسعود

دنیائے اسلام کے مرکز شاہجہان مسجد ووکنگ کی تاریخ میں، جمعرات مورخہ ۶ اگست کا دن ایک قابل یادگار اور نمایاں خصوصیت کا حامل ہے۔ اراکین ووکنگ مسلم مشن اور ان مسلم احباب نے جو سالہا سال سے مشن کے معاملات میں گرمجوشی سے حصہ لیتے رہے ہیں۔ نواب سر سالار جنگ بہادر آف حیدر آباد دکن کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ جیسا کہ ہمارے بعض قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں۔ میموریل ہاؤس جو آج کل عملہ مسجد ووکنگ کے استعمال میں ہے۔ موصوف کے جدامجد نواب سر سالار جنگ بہادر خلد آشیانی کی شاہانہ سخاوت کا آئینہ دار ہے۔ مشن ان کا شرمندۂ احسان ہے۔ سرے کے علاقہ میں مذکورہ عمارت مشرقی طرز پر تعمیر کی گئی ہے۔

نواب صاحب اپنے سکرٹری قاضی علی صاحب کی معیت میں لندن سے ووکنگ تشریف فرما ہوئے۔ جناب امام صاحب مسجد ووکنگ اور دیگر اراکین مسجد ووکنگ نے میموریل ہاؤس کے برآمدہ کے سامنے آپ کا استقبال کیا۔ میموریل ہاؤس میں ضلع کل اور ذی اثر مسلمانوں کا اجتماع تھا۔ یہ حضرات موسمی خرابی یا کاروباری ضروریات کے ہوتے ہوئے استقبالیہ جماعت میں شمولیت سے باز نہیں رہ سکے۔

دوپہر کے طعام کے بعد باہمی گفتگو میں نواب صاحب موصوف نے ووکنگ مسلم مشن کی تحریکات میں کافی دلچسپی کا اظہار کیا۔ ووکنگ مسلم مشن کے کئی پہلوؤں پر بحث عمل میں آئی۔ اس عظیم الشان موقعہ کی یاد تازہ رکھنے کے لئے میموریل ہاؤس کے سامنے معزز حضرات کا فوٹو لیا گیا۔ دو بجے کے قریب یہ سلسلہ ختم ہوا۔ اور نواب صاحب لندن مراجعت فرما ہوئے۔

حاضرین میں سر عبد القادر صاحب۔ مادام خالدہ بوکینن ہملٹن صدر مسلم سوسائٹی برطانیہ عظمیٰ۔ ڈاکٹر سعید محمدی کونٹ گیوجا۔ بیگم حمید شمس العلما رکمال الدین احمد صاحب۔ مسٹر ایم آر ترمذی۔ ڈاکٹر و مسز شاکر محمدی۔ پروفیسر عبد العزیز پوری۔ مسٹر حبیب اللہ لوگر۔ مسٹر ایس ڈی پراچہ۔ مسٹر آسٹن۔ مس پوویل اور مسٹر داؤد کوان کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

روزہ

(از جناب مولوی ڈبلو بی - بشیر بکر ڈ - بی - اے - کنٹب)

روزہ، فرد و جماعت کی بہبود ہے - لہذا اجتماعی اور انفرادی حیثیت سے ہمیں اس نعمت عظمےٰ سے محروم نہیں ہونا چاہیئے - عموماً لوگ روزہ سے بیگانہ ہوتے ہیں - وجہ یہ ہے کہ ان کے خیال میں روزہ داری سے راحت و آرام میں خلل واقع ہوتا ہے - یہ لوگ روزہ کو آرام و آسائش کی ہموار زمین میں ایک سنگلاخ راستہ خیال کئے ہوئے ہیں - دیکھنا یہ ہے کہ یہ نظریہ کہاں تک درست ہے - کیا آپ نے کسی دریا کو نہیں دیکھا جو اکثر اپنی تیز روی میں پتھریلی زمین کو کاٹتا ہوا گہرے گہرے کھنڈر چھوڑ جاتا ہے اور میدانوں سے گزرتا ہوا سطح زرخیز زمین میں کھائیاں پیدا کر دیتا ہے - کیا کبھی آپ نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ لوگ دریاؤں کے راستوں میں باڑ یا بند کیوں لگا دیتے ہیں - کیا یہ پشتہ بندی اس لئے نہیں کی جاتی کہ دریا کی روانی کو حد اعتدال میں لایا جائے - اگر ایسا نہ کیا جائے تو زمین بالکل ناکارہ ہو جائے - اور زراعت کے قابل نہ رہے -

علیٰ ہذا القیاس ماہ رمضان میں روزہ انسانی زندگی کے دریا کی بیجا روانی کی روک تھام کرتا ہے - انسانی قوا، اور صحت کو برقرار رکھتے ہوئے ضبط نفس کا مادہ پیدا کر دیتا ہے - کیا بنی نوع انسان کے لئے روزہ منفعت بخش نہیں -

یہ تو تھا روزہ کا دنیاوی پہلو - اب روحانی پہلو لیجئے - کیونکہ انسانی زندگی کے دو ہی پہلو ہوتے ہیں: ایک دنیاوی اور ایک دینی - ایاک وحبّو تااللہ نیا - کیا دنیا سے الگ رہ کر خداوند تعالےٰ کی عبادت ہونی چاہیئے - کیا ایک حقیقی راستباز انسان روحانی زندگی بسر کرے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے دل میں دنیا کی محبت بھی رہے -

اگر کسی شخص نے محبت کی ہے تو یقیناً وہ محبت کی حقیقت سے بے خبر نہیں - ایک عاشق کا دل یہی چاہتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کے پاس ہو - اس کے خیالات کا مرکز بھی محبوب ہی ہو -

روزہ داری سے انسان دنیا کے شور و شغب - فکرات، تردّدات سے نجات حاصل کر لیتا ہے - اور اس کو اپنے معبود حقیقی سے صحیح علاقہ ہو جاتا ہے - روزے سے تزکیہ قلب حاصل ہوتا ہے - روزہ سے عبادت الٰہی میں ایک خاص چاشنی پیدا ہو جاتی ہے - اور انسان روحانی خیالات کی گہرائی میں پہنچ

جاتا ہے۔ عبادت الٰہی سے روح کے اندر ایک ناقابل بیان کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اب ہم اس مسئلہ پر قرآنی احکامات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مذکور ہے۔

یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات۔ فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین۔ فمن تطوع خیرا فھو خیر لہ۔ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینت من الھدی والفرقان۔ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ ولتکملوا العدۃ ولتکبروا اللہ علی ما ھدٰکم ولعلکم تشکرون۔

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نساءکم۔ علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم فتاب علیکم وعفا عنکم۔ فالئن باشروھن وابتغوا ما کتب اللہ لکم وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر۔ ثم اتموا الصیام الی الیل ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المسجد۔ تلک حدود اللہ فلا تقربوھا۔ کذالک یبین اللہ اٰیتہ للناس لعلھم یتقون۔

(القرآن۔ سورہ بقر ۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵-۱۸۷)

"اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا۔ اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ۔ تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو۔ پھر جو شخص تم میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے۔ اور جو لوگ روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں ان کے ذمہ فدیہ ہے کہ وہ ایک غریب کا کھانا دے۔ اور جو شخص خوشی سے خیر کرے تو یہ اس شخص کے لئے اور بھی بہتر ہے۔ اور تمہارا روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے اگر تم خبر رکھتے ہو۔

ماہ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے۔ جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور واضح الدلالت ہے منجملہ ان کتب کے جو کہ ہدایت ہیں اور فیصلہ کرنے والی ہیں سو جو شخص اس

ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیئے۔ اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے۔ اللہ تعالےٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے۔ اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں۔ اور تاکہ تم لوگ شمار کی تکمیل کر لیا کرو۔ اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالےٰ کی بزرگی بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو طریقہ بتلا دیا اور تاکہ تم لوگ شکریہ ادا کیا کرو۔

تم لوگوں کے واسطے روزے کی شب میں اپنی بیویوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا۔ خدا تعالےٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم خیانت کے گناہ میں اپنے آپ کو مبتلا کر رہے تھے۔ خیر اللہ تعالےٰ نے تم پر عنایت فرمائی۔ اور تم سے گناہ کو دھو دیا۔ سو اب ان سے ملو ملاؤ اور جو تمہارے لیئے تجویز کر دیا گیا ہے۔ اس کا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو۔ اس وقت تک کہ تم کو سفید خط صبح کا متمیز ہو جائے سیاہ خط سے۔ پھر رات تک روزے پورا کرو۔ اور ان بیبیوں سے اپنا بدن بھی مت ملنے دو جس زمانہ میں تم اعتکاف والے ہو مسجدیں میں۔ یہ خداوندی ضابطے ہیں سو ان سے نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا۔ اسیطرح اللہ تعالےٰ اپنے احکام لوگوں کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں۔ اس امید پر کہ وہ لوگ پرہیزگار رہیں۔"

اب قرآن کریم کی ان چند سورتوں پر با تفصیل غور کرنا چاہیئے۔ اور مختصر تفسیر کے ساتھ ان کی گہرائی میں جانا چاہیئے۔

یہ ایک بین حقیقت ہے۔ روزہ جدید مذہب کا جدید حکم نہیں۔ اسلام جو صلح و آشتی کا مذہب ہے رسول کریم صلعم کی آمد سے قبل بھی موجود تھا۔ حضرات نوح۔ ابراہیم۔ اور عیسےٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم اور متعدد دیگر انبیاءِ سابقہ کا بھی قریب قریب یہی مذہب رہا ہے۔ یقیناً عیسےٰ علیہ السلام نے روزے رکھے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی روزے رکھے۔ جو منشائے ایزدی پر چلنے والے ہیں ان پر بھی روزہ فرض قرار دیا گیا ہے۔

ثانیاً ان قرآنی آیات میں نہایت صریح اور غیر مبہم الفاظ میں روزے کے اصل مقصد کو ظاہر کیا ہے۔ یعنی لعلکم تتقون۔

روزے سے روحانی قوت زندہ ہو جاتی ہے۔ آنکھوں سے دنیاویت اور مادیت کے پردے دور ہو جاتے ہیں تاکہ بدی کا پیش از وقت علم ہو جائے۔ اور مسلمان اس پر قابو پا سکیں۔ یقیناً اگر پاکباز زندگی بسر کی جائے تو تمام عیوب آسانی سے رفع ہو جاتے ہیں۔ بدی کا احساس بھی قریب قریب اس کا نصف دفعیہ ہے۔ یقیناً روزہ

ہمیں بدی کے شر سے خبردار کر دیتا ہے۔

اب ہم " ایاماً معدودات " کی طرف آتے ہیں۔ اس سے تراوش کرتا ہے کہ روزے کی حد ہونی چاہئے مداومت کا حکم نہیں۔ اگر ایسا ہو تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ در اصل روزہ ایک خاص اصول ہے۔ خورونوش اور تعیشات میں کوئی خاص خوبی نہیں۔ نہیں یہ بات نہیں۔ خورونوش اور جسمانی آسائش میں کوئی عیب نہیں۔ روزہ زندگی کو پر لطف بنانے کے لئے ہم پر فرض کیا گیا ہے۔ اور یہ ہمیں ان برائیوں سے بچاتا ہے جو ہماری بے پرواہی سے ہمارے اندر پیدا ہو جاتی ہیں۔

اگر جسم برائی کی آلائش سے پاک نہ ہو تو دماغ پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ اور جب دماغ پر اثر پڑا تو روح کو کس طرح اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔ برائی سے بچنے کا ایک پہلو اور بھی ہے۔ اعضائے جسمانی تندرست ہوں، قوائے قوی ہوں۔ لیکن تاہم اگر ضبط نفس کا فقدان ہے تو بے سود۔ مضبوط سے مضبوط جہاز چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ عمدہ سے عمدہ حالت خطرہ سے خالی نہیں۔

ضبط نفس ہی " لعلکم تتقون " کا اصل نچوڑ ہے۔ اکثر بدی بیرون سے نہیں بلکہ اندرون سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا استیصال ضبط نفس سے ہی ہو سکتا ہے۔ ضبط نفس پیدا کس طرح ہوتا ہے۔ روزہ رکھو اور یہ قوت حاصل ہو جائے گی۔

ماہ رمضان کو روزوں کے لئے اس لئے مخصوص کر دیا گیا ہے کہ اسی ماہ میں قرآن کریم کا نزول ہوا ہے یاد الٰہی کے لئے اس سے زیادہ موزوں اور کونسا مہینہ ہو سکتا ہے۔ یہی ماہ بنی نوع انسان کی ہدایت کا سامان اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔

لیکن خداوند تعالےٰ اپنے بندوں پر سختی نہیں کرتا ہے۔ اس نے ہمارے لئے اس ماہ میں بہت سی آسانیاں رکھی ہوئی ہیں۔ اگر بیماری ہو یا سفر، روزہ معاف ہے۔ دوسرے اگر کوئی شخص معذور بھی نہیں اور وہ روزہ رکھنا نہیں چاہتا، اسے اجازت ہے کہ وہ اس کے بجائے کوئی نیک کام سرانجام دے یعنی ایک غریب کو کھانا کھلائے تاہم گو اس امر کی اجازت دی گئی۔ یہ پسندیدہ فعل نہیں۔ کیونکہ وہ برکات جو روزے سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس صورت میں وہ شخص ان سے محروم رہ گیا۔ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ اور تمہارا روزہ رکھنا زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم خبر رکھتے ہو۔

اب ہمیں روزہ کے اسلامی طریق کے بعض پہلو لینے ہیں اور ان کا مقابلہ دوسرے طریقوں سے کرنا ہے۔

طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک پورے ایک ماہ اسلام نے روزے فرض کئے ہیں۔ صبح و شام کے درمیان خورد و نوش اور دیگر شرعی لذات سے پرہیز لازم آتا ہے۔ شب کو یہ حدود نہیں ہوتیں۔ جو باتیں جائز ہیں وہ ماہ رمضان کی راتوں میں بھی جائز ہیں۔

اسلامی روزہ کی اس خوبی پر تفصیل میں جاتا ہوں۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ روزے سے سزا مقصود نہیں، نہ روزہ رہبانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ (یعنی ترک دنیا) نہ اس امر کی دلیل ہے کہ اعلےٰ محاسن کے لئے جسمانی لذات مفید نہیں۔ اسلامی روزہ روحانیت پیدا کرتا ہے۔ اور اس کا حکم خود خداوند تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ جہانتک ہماری کمزوریوں، معذوریوں کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس میں دنیاوی رنگ ہے۔ کیونکہ یہ باتیں حالات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اسلامی روزہ کا طریق نہایت سادہ اور سلیس ہے۔ اس میں ہیچ پیچ کیاں نہیں۔ اسلام نے کچھ دنوں کے لئے کھانے پینے سے دن کو روکا ہے۔ پھر کھلی اجازت ہے۔ روزہ کا اطلاق ان طریقوں پر نہیں ہو سکتا۔ جن میں چند مخصوص [illegible] دوں سے پرہیز کیا جاتا ہے اور باقی دوسرے کھانے کھائے جاتے ہیں۔ ان غیر اسلامی طریقوں سے ضبط نفس کی تعلیم نہیں حاصل ہو سکتی۔

اگر کوئی شخص یہ جاننا چاہے کہ دونوں طریقوں میں سے کونسا طریقہ اچھا ہے جس سے بہت جلد نصب العین حاصل ہو جائے۔ اسے چاہئے کہ وہ باری باری دو سال دونوں طریقوں پر عمل کر دیکھے۔ سادہ قواعد و ضوابط ایسے معاملات میں زیادہ مفید ہوتے ہیں۔ اور اس سے عمل کرنے والوں کو زیادہ آسانی رہتی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ حد کس طرح قایم کی جائے۔ یعنی جذبات کو کس طرح قابو میں لایا جائے از خود اس سے پرہیز کیا جا سکتا ہے۔ یا اس حد کو ہی دور کر دینا ہے۔ تلک حدود الله فلا تقربوها یعنی یہ خداوندی ضابطے ہیں۔ ان سے نکلنے کے نزدیک بھی نہ ہونا لہذا کبھی کبھی شرعی و قانونی باتوں سے بھی پرہیز کرنا چاہئے تاکہ دیگر معاملات میں قانون الٰہی کی حدود سے تجاوز نہ ہو سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کے دو طریقے ہیں اول قوانین کی پابندی اور کبھی کبھی ضرورت کے ماتحت اس سے علیحدگی جس سے بعد ازاں افسوس ہوتا ہے۔ دوسرا طریق ہے قوانین کی پابندی۔ کبھی کبھی روزہ رکھنا اور شرعی اجازت کے باوجود جائز باتوں سے پرہیز کرنا۔ اس سے دل میں سکون پیدا ہوتا ہے۔ اور طبیعت بدی کی طرف مائل ہی نہیں ہوتی۔

وہ شخص جسکو قدرت نے سمجھ عطا کی ہے کونسے طریق پر عمل کریگا؟ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ؁

اسلام

(از جناب مسٹر احسان اللہ صاحب)

(۱) اسلام ذیل کے بنیادی اصولوں پر مبنی ہے:-

الف - توحید الٰہی اور اخروی زندگی پر ایمان -

ب - نسل انسانی میں اخوت -

ج - غریب اور بیکس کے ساتھ مروت -

د - جذبات پر ضبط اور زندگی کو منظم کرنا -

ہ - محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کر دینا -

(۲) اسلام امن اور محبت کا مذہب ہے - وہ ایک عقیدہ، ایک مذہب اور ایک برادری کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ ایک عملی مذہب ہے جو رسوم و رواجات سے آزاد ہے - اس کا اثر ان ممالک میں بھی محسوس ہوتا ہے۔ جہاں سیاسی طاقت مفقود ہے - اسلام ایک مسلمان کی روزانہ زندگی میں اپنا جلوہ دکھاتا ہے - یہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے - اس نے رواداری کا ایک معیار قایم کیا ہے - جو دنیا میں کہیں بھی دوسرے مذاہب کے اندر نہیں پایا جاتا -

(۳) اسلام کی سادگی اس کے لوازمات میں سب چیزوں سے بڑھی ہوئی ہے - لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کا سادہ عقیدہ کسی مذہبی بحث کا محتاج نہیں - یہ ادنےٰ سمجھ رکھنے والے انسانوں کو بھی سمجھ میں آجاتا ہے - اسلام توحید الٰہی کے بنیادی اصول سے شروع ہوتا ہے - اور رضائے الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرنا اور اس کے احکام کو بجالانا سکھاتا ہے - وہ ہمیں سکھاتا ہے کہ خدا تعالےٰ قادر مطلق ہے - وہ خود مختار ہے - اس کا کوئی شریک نہیں - کوئی بیٹا نہیں، کوئی رشتہ دار نہیں - اور کہ صرف وہی عبادت کا مستحق ہے - وہی سبب اول اور آخری حقیقت ہے - اس کی بادشاہت کامل ہے - اور اس کی طاقت غیر محدود -

(۴) اسلام نے ہمیں اپنی زندگی کو منظم کرنے کے لئے ایک کامل ضابطہ عطا کیا ہے - اس نے تمدنی خرابیوں کے علاج تجویز کئے ہیں - اور تنفر، تنگدلی اور وہم کو دور کیا ہے - اس نے کھانے پینے صحت اور اخلاق کے

متعلق مفصل قاعدے بنائے ہیں۔ اس نے منشیات سے پرہیز اور اپنے آپ پر ضبط کی تعلیم دی ہے۔ اس نے صداقت، دیانتداری، معافی، اور آزمائشوں میں صبر سکھایا ہے۔ وہ نسل انسانی کو تہذیب کے اعلیٰ مقام پر پہنچاتا ہے۔ اس نے تمدنی، اخلاقی اور روحانی ترقی کے تمام ضروری پہلوؤں کو بیان کیا ہے۔ اسلام نے مردوں اور عورتوں کو مساوی حیثیت دی ہے۔ غلاموں کی آزادی کی تعلیم دی ہے۔ اور امیر مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔ تاکہ ان کے غریب بھائیوں کی حالت کو سدھارنے کا بندوبست ہو سکے۔ فی الحقیقت اسلام ہی ایک مذہب ہے جس نے جمہوریت کے خیال کو عملی جامہ پہنایا ہے۔ کوئی مذہب مشترک زندگی کا اس سے بہتر احساس اور اخوت نسل انسانی کا اس سے بہتر اصول پیش نہیں کر سکتا۔ کسی انسان کی ذات، رنگ یا دوسرے لوازمات خواہ کچھ ہی ہوں اسے اسلامی اخوت کے دائرے میں لے لیا جاتا ہے۔ اور وہ دوسرے انسانوں کے ساتھ مساوی سطح پر آجاتا ہے۔ یہ وہ مذہب ہے جس میں بادشاہ اور گدا پہلو بہ پہلو بیٹھتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہیں۔ اسلام نے دنیا کی مختلف اقوام کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کیا ہے۔ اس نے انہیں ایک مشترک نصب العین کی طرف ہدایت کی ہے۔ اسلام میں قومیت، رنگ یا حیثیت کا کوئی لحاظ نہیں۔ جو چیز ایک حبشی مسلمان پر فرض ہے وہی انگریز مسلمان پر بھی فرض ہے۔

(۵) اسلام مساوات پر عامل ہے۔ ایک سچا مسلمان اپنے ان فرائض سے واقف ہے۔ جو اس کے ساتھیوں کے متعلق اس پر عائد ہوتے ہیں۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا نہ ہوں۔ مذہبی رواداری ہمیشہ اسلام کا فخر رہا ہے۔

(۶) جس وقت یورپ مذہبی دیوانگی اور عدم رواداری کی انتہائی حد پر پہنچا ہوا تھا۔ اس وقت صرف مسلمان ہی رواداری اور آزادی کے علمبردار بنے ہوئے تھے۔ خلفا کی بہادری اور شجاعت نے اس وقت دنیا کو محو حیرت بنا دیا۔ جب روم اور ایران تنزل کی انتہائی گہرائیوں میں گرے ہوئے تھے۔ یہ صرف اسلام ہی تھا جو بتاتا تھا کہ مفتوح دشمن کے ساتھ مہربانی اور بہادرانہ برتاؤ کیسے کیا جا سکتا ہے۔

(۷) اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو لازمی طور پر معقولیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ سائنسدان متفقہ طور پر معترف ہیں کہ دنیا میں ایک قانون اور ایک مقصد کام کر رہے ہیں۔ وہ مکمل ترتیب اور کامل نظام جو بے شمار اجرام سماوی میں ہم دیکھتے ہیں۔ اور صحیفہ فطرت کے بے شمار عجائبات اور وہ حکمت جو کائنات کی حکومت میں ممیز طور پر دکھائی دیتی ہے قدرتاً اور لازماً اس نتیجہ تک ہمیں پہنچاتی ہے کہ ایک ایک خدائی طاقت

ضرور موجود ہے۔ کائنات کی الجھنوں میں ایک ایسی ہستی کی موجودگی کی شہادت ملتی ہے جس کی رضا ہی کو آخری چارۂ کار ماننا پڑتا ہے۔ اسلام اس رضا کی کامل متابعت کا طالب ہے۔ اس نظام کو بغور مشاہدہ کرنے پر اس کے اندر معقولیت نظر آتی ہے۔ اور قدرت کے کاموں میں ایک مقصد دکھائی دیتا ہے۔

(۸) اسلام نے دنیا کی زندگی میں ایک نئی روح پھونکی ہے۔ اور تمام نسل انسانی کو ایک مشترکہ نقطہ اتحاد کی طرف کھینچا ہے۔ جن جن ممالک کو مسلمانوں نے فتح کیا ہے وہیں اپنی تہذیب و شائستگی کے بیج لے گئے ہیں۔ جس ملک میں وہ گئے اپنی زبان اور لٹریچر کو ساتھ لے کر گئے۔ اگر اسلام کی روشنی نہ ہوتی، تو تمام دنیا ظلمت و تاریکی کے اندر رہتی۔ اس وقت جب یورپ ظلمت و جہالت کے اندر ڈوبا ہوا تھا، اسلامی ممالک میں تہذیب و شائستگی اپنی پوری بلندی پر پہنچی ہوئی تھی۔ بغداد، سپین، اور ایران میں عظیم الشان لائبریریاں کثرت سے پائی جاتی تھیں۔ اور یونیورسٹیاں قایم کی گئیں۔ مسلمان علوم و فنون میں دوسرے سب لوگوں پر سبقت لے گئے۔ فن تعمیر، تمدن و ثقافت، شاعری، علم حساب، کیمسٹری اور علم کی دوسری شاخوں میں انہوں نے دنیا کی رہنمائی کی۔ غرض ایک ظلمت و تاریکی کے اندر گھرے ہوئے یورپ میں وہ مشعل علم لے کر گئے۔

(۹) تاریخ میں اس حقیقت نفس الامری کی شاندار شہادت موجود ہے کہ اسلام نے دنیا میں ایک غیر معمولی انقلاب پیدا کیا۔ زمین کا رقبہ ہارون الرشید کی امداد سے متعین کیا گیا۔ روشنی کی شرح رفتار بغداد کے ایک سائنسدان نے مقرر کی۔ اور صلاح الدین پہلا بادشاہ تھا جس نے پھٹنے والے بم اور توپیں استعمال کیں۔ سائنسدان الحسین نے ٹولمی کے اس نظریہ کی کہ روشنی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتی ہے غلطی کو واضح کیا۔ اور سورج کی کرنوں کے ترچھاپن کو ہوا کے ذریعہ سے ناپا۔ اس نے ہوائی بیلون ایجاد کیا۔ اور کیمسٹری، طبابت، الجبرا، اور فن عمارت میں حیرت انگیز ترقیات کیں۔

(۱۰) جب تمام یورپ پر بدنظمی چھائی ہوئی تھی۔ عرب کا ملک فلسفہ اور سائنس کی شان و شوکت سے دمک رہا تھا۔ اسامہ، ابو عثمان، البیرونی، ابن سینا، ابو بزہ جیسے آدمیوں نے فلسفیوں اور سائنسدانوں سے دنیا کا اعلیٰ ترین اعزاز حاصل کیا۔ نسل انسانی امام غزالیؒ کی عمیق بلند خیالی کی ہمیشہ احسانمند رہے گی یورپ مغربی دنیا کے لئے وہ کام نہیں کر سکا جو اسلام نے مشرق کے لئے سرانجام دیئے ہیں۔ اسلام نے کروڑھا انسانوں کو تہذیب کی ترازو کے پلڑے میں اوپر اٹھایا ہے۔ اس نے انسانی قربانی

کی خوفناک رسم کو منسوخ کر دیا۔ اس نے قانون اور عمدہ حکومت قایم کی۔ اس نے بت پرستی اور توہم پرستی کی جگہ ایک خدا کی عبادت فرض قرار دی۔ فی الحقیقت نسل انسانی ان وسیع اور مفید تبدیلیوں کو فراموش نہیں کر سکتی جو اسلام نے پیدا کی ہیں۔

(۱۱) میجر گلین لیونارڈ نے لکھا ہے "میں مشرق میں تمام طبقات اور مختلف حالات رکھنے والے مسلمانوں سے ملا ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ بلالحاظ فرق مراتب وحالات وہ اسلام کے آزادانہ اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ زاہد، سادہ مزاج، کھلے دل رکھنے والے اور ایماندار لوگ ہیں۔ ان کا مذہب اپنے آپ کو خدا کی مرضی کے تابع کرنا ہے۔ مسلمان خواہ افغان ہو یا بلوچ، ہندوستانی ہو یا سومالی، ترک یا بربر یا مصری وہ سب کے سب ایک نصب العین کا مشترکہ احساس رکھتے اور اخوت و رفاقت کے ایک ہی رشتہ میں منسلک ہیں۔ امن یا جنگ کے زمانہ میں۔ گھر کے اندر یا میدان جنگ میں، دوست ہوں یا دشمن وہ ہر جگہ اپنی اخلاقی و روحانی بہادری کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں۔ وہ حد سے زیادہ بہادر، موت سے نڈر، خدا پر غیر متزلزل ایمان اور آنحضرت صلعم کے ساتھ زبردست عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ ان کے علم، زہد وتقویٰ اور فرمانبرداری نے میری روح کو استعجاب اور تعریف وستائش سے بھر دیا۔ وہ اسلام کے لئے موزون ہیں اور اسلام ان کے لئے ایک موزون مذہب ہے۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اسلام کی طاقت معمولی سے معمولی انسانوں کو بھی اعلیٰ نصب العین کی بلند چوٹیوں پر پہنچا سکتی ہے"۔

(۱۲) اس طرح اسلام نے صحرائے عرب سے نکل کر تمام دنیائے قدیم کو روشنی اور نئے علم سے بھر دیا۔ یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے کہ اسلام کو جو کسی وقت بہت عظیم الشان شان وشوکت رکھتا تھا، اب ترقی کے رستہ میں ایک روک سمجھ کر رد کر دیا جائے۔ جو ایک نہایت تلخ حقیقت اور بدقسمتی کی بات ہے۔

محمد رسول اللہ صلعم - انسانیت کا ایک نمونہ

(ایم-اے-سی - ایم صالح صاحب)

آج دنیا کی تمام اقوام کے فاضل انسان نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم کے کام اور آپکی قدر وقیمت کو زمانہ ماضی کی نسبت زیادہ ہمدردانہ نگاہ سے مطالعہ کرنے لگے ہیں۔ آپ کی زندگی کے بہت سے پہلوؤں کا تجزیہ نہایت باریک بینی کے ساتھ کیا گیا آپکی تمام تعلیمات آپکے مطمح نظر اور اصولوں کو اس صدی کے معیار اور روشنی میں ٹھیک طور پر سمجھ لیا گیا اور کرۂ ارض کے تمام مختلف گوشوں سے آپکے ناقابل الزام کیرکٹر اور عمیق غور وفکر کا فیصلہ صادر کر دیا گیا۔

ایک عالمگیر اتحاد اور وحدت نسل انسانی کا خیال جو پیمانہ ارتقا میں انسانی کمال کے بلند ترین تصور تک پہنچنے کے لئے نہایت ضروری چیز ہے۔ آپکی تمام تعلیمات اور کاموں میں جو انسان کی بہتری کے لئے آپنے کئے نہایت خوبصورتی کے ساتھ رکھدیا گیا۔ اسلامی عمارت کی پشت پناہ ہر وہ چیز ہے جو صداقت نیکی، ربط، تسلسل اور سچائی سے تعلق رکھتی ہے، ان تمام چیزوں میں یہ صاف نظر آتا ہے کہ صحیفۂ قدرت کو بنانے والا ایک خدائی ہاتھ ہے جو پردۂ غیب میں ہے۔ تاہم سب پر حاوی اور غالب ہے جسکو مختلف مذاہب کے پیرو ابتدائے زمانہ سے ان مختلف ناموں سے پکارتے ہیں جو انسانی ذہن کے مطابق ہوں اس خدائی ہاتھ کو انسانی فطرت نے سمجھتے ہوئے یا بلا سوچے سمجھے تسلیم کیا ہے۔ انسانی روح جہاں نور الٰہی نے جگہ حاصل کی بعض ایسے حالات میں منور ہو جاتا ہے جن کا علم صرف اسی ذات کو ہے جو کائنات پر حکمران ہے۔ اور کہ انسانی طاقت کو اس خدا کے [illegible] سے جسکو وہ اپنی کمزوری کے احساس کے وقت پکارتا اور اس کی تلاش کرتا ہے آزاد خیال کرنا ایک بے کار خیال ہے۔

اللہ تعالٰے یعنی اسلام کا خدا کسی تعریف سے بالا تر ہے۔ اور انسان کے فہم و ادراک کی حدود سے وہ اتنا متجاوز ہے کہ تمام وہ محدود پیمانے جو انسانی حیثیت میں ہمیں دستیاب ہو سکتے ہیں اس کی پیمائش سے عاجز ہیں لیکن اسلام نے یہ خیال پیدا کیا کہ اللہ تعالٰے جسکو وہ سب سے بلند و برتر سمجھتا ہے اور صفت خلق میں غیر محتاج ہے ایسی صفات کا مالک ہے جن کو مطالعہ کرنے اور ان کی پیروی کرنے سے انسان درجہ حیوانیت کے مادی رجحان سے اٹھکر صفات الوہیت کے بلند ترین درجہ تک جا پہنچتا ہے۔ یہ صفات ہیں جو انسانی قسمت کو بنانے والی ہیں اور یہی ایک واحد نسخہ ہے جو ہمیں مادیت اور سفلی خواہشات کی بیماریوں سے نجات دلانے والا ہے اور ہمیں اس قابل بنا دیتا ہے کہ اس روحانی مملکت میں سکونت اختیار کریں۔ جہاں امن و اطمینان کا دور دورہ ہے اور ارضی زندگی کی ضروریات اور غم و اندوہ آسمانی بادشاہت کے دائمی سایہ میں مفقود ہو جاتے ہیں۔

قرآن کریم میں جو مسلمانوں کی مقدس کتاب ہے اللہ تعالے کی ننانوے صفات مذکور ہیں جن کی معقولیت کو انسان کے لئے بیان کیا جا سکتا ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے آئینہ میں دیکھے۔ اور اپنی روزانہ زندگی میں اپنے رویہ کو درست کرے۔ جہانتک انسان کے محدود تصور کے ذریعہ سے انسانی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے یہ ننانوے صفات ان بلند ترین منازل کا درجہ رکھتی ہیں جہاں انسان درجۂ تکمیل کو حاصل کرنے کے بعد پہنچ سکتا ہے۔ رحم، انصاف، صداقت، اطاعت، وفاداری، شرافت، سخاوت، ہمدردی، امداد باہمی اور معاونت یہ وہ بعض صفات ہیں جن میں مسلمانوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ باہمی معاملات اور برتاؤ میں ان سے کام لیں۔

اللہ تعالیٰ جس کی عبادت مسلمان دن میں پانچ مرتبہ کرتے ہیں۔ صادق، رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہی ہے جسکو نصب العین بنانا انسان کے لئے ضروری ہے۔ ہمارے روزانہ افعال اور فرائض میں ایک نماز بھی ہے جس میں اپنی استعداد کے مطابق جس قدر صفات آلٰہی کو عمل میں لایا جا سکتا ہے ہم لاتے ہیں۔ اس نیکی کو حاصل کرکے انسان زندگی کے اس اعلیٰ نصب العین تک جا پہنچتا ہے۔ جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو انسانی کوشش اور محنت سے حاصل ہوا۔ قطع نظر اس بات کے کہ محمد رسول اللہ صلعم اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ رسول تھے۔ اسلام کی معقولیت انسان کو مجبور کردیتی ہے کہ وہ آپؐ کے نقش قدم پر چلکر اپنے آپ کو پاک کرے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے انسان کامل کے درجہ پر پہنچ جائے۔ جن کو آپکی نیکیوں، عزت و وقار، سچائی، سخاوت، بہادری اور دیگر صفات کی وجہ سے جو قرآن کریم میں مذکور ہیں نسل انسانی کے ایک بڑے حصہ نے کمال انسانی کا ایک اعلیٰ نمونہ درجہ کا قرار دیا ہے۔

روزانہ پانچ نمازیں جو تمام مسلمانوں پر فرض ہیں ایک نمازی پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتیں خواہ انکی تعداد کو سوگنا بڑھا دیا جائے جب تک انسان کے دل کے اندر ایسی تبدیلی پیدا نہ ہو کہ وہ اپنے ہر فعل کو اس لحاظ سے عبادت پر محمول کرے اور یہ سمجھ لے کہ ہر صفت اس کے افعال سے تعلق رکھتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم نے جہاں نماز کی ہیئت اور اس کے رسمی پہلو پر زور دیا ہے وہیں اس نیکی اور خلوص کو ہمیشہ پیش نظر رکھا ہے جو صفات آلٰہی انسان کے اندر پیدا ہو کر اسے مقدس اور دل کا پاکیزہ اور سوسائٹی کے لئے مفید اور کام میں آنے والا بنا سکتی ہیں۔ یہ وہ طریق ہے جس سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کمال انسانی کا تخت حاصل کیا۔ اور یہ انسان کا کام ہے کہ وہ عالم روحانی کے منازل ارتقا کو طے کرنے کے لئے آپ کے مکمل انسانی نمونہ کی نقل کرے۔

ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس مشن کو تکمیل پر پہنچائے جسکے لئے بقول قرآن کریم اسے ایک خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ یہ مقدس مشن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مناسب مطالعہ سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ ایک یتیم لڑکا

جو اکثر اوقات ضروریات و حاجات رکھتا ہے - دکھ اور تکلیف کے ذریعہ سے نجات حاصل کرتا ہے ، بالکل الگ تھلگ اور تنہائی کے عالم میں وہ غار حرا میں جاکر اپنے ماحول پر جو برائیوں اور خرابیوں سے اس قدر معمور ہے کہ بیان سے باہر ہے غور و فکر کرتا ، اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتا ہے ، بردباری ، استقامت اور شجاعت کے ذریعہ سے وہ اپنے مشن میں کامیابی حاصل کرتا ہے - جس میں نسل انسانی کو تنزل و انحطاط ، جہالت اور توہم پرستی کے اسفل السافلین سے نکال کر مسلمانوں کی ایسی قوم بنادکھلا جن کو قرآن کریم نے تمام نسل انسانی میں خیرامت قرار دیا ہے - آپ کے گردوپیش کے لوگ آپ سے بہت عزت و محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے اور آپ نے اپنے دوستوں اور دشمنوں دونوں سے مدح و ستائش کا خراج حاصل کیا - آپ کی تعلیم کی غرض عالمگیر امن اخوت انسانی اور مساوات کو (اس کے مناسب لفظی معنوں میں) قایم کرنا تھا - جب آپ نے ان صداقتوں کو وا انکشاف کیا جو بہت شاندار اور بلند کرنیوالی تھیں تو آپکے دشمنوں نے سخت ترین دشمنی سے جو وہم و گمان میں نہیں آسکتی کام لینا شروع کیا اپنے مشن میں اس طرح مصروف ہونے کے بعد کبھی آپ نے اس دور کے خواب سے اپنی نظروں کو نہیں ہٹایا جس کی تعبیر آج دنیا کی ایک چوتھائی سے زائد آبادی میں ایک مکمل مذہبی حکومت کی صورت میں نظر آتی ہے - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپکے اپنے گھر میں قتل کر دینے کا ارادہ کیا گیا لیکن اللہ تعالے نے آپ کو بتا دیا اور آپ معجزانہ طور پر وہاں سے بچ نکلے - نماز پڑھتے ہوئے آپ کی گردن پر ایک مردہ حیوان کا بوجھ رکھدیا گیا - ان سب باتوں کے باوجود آپ اپنے مشن کی صداقت پر یقین رکھتے اور اس کی آخری کامیابی پر متیقن تھے - آپ نے سخت جدوجہد سے کام لیا اور اپنے قبائل سے سخت ظلم وستم برداشت کئے لیکن فتح اور کامیابی کے وقت ان سب کو معاف کر دیا - اللہ تعالے پر آپ کا پورا بھروسہ تھا - آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہانے اس وقت آپ کو تسلی اور اطمینان دلایا اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں - جب آپ خدا کے اس حکم پر کہ آپ اٹھیں اور خدا کے نام لوگوں کو سمجھائیں حیران و پریشان ہو رہے تھے ، انہوں نے آپ سے کہا کہ کبھی آپ نے محتاجوں کی امداد ، غریبوں کی پرورش ، صداقت کے اعلان سے تامل نہیں کیا اور جہاں کہیں آپ سے کسی معاملہ میں امداد طلب کیگئی آپ نے انصاف اور مساوی برتاؤ سے کام لیا -

اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نسل انسانی کے لئے کامل نمونہ ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس چیز نے یہ کمال آپ کے اندر پیدا کیا - اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات آپ کی زندگی میں پورے طور پر جلوہ فرما تھیں یہ وہ چیز ہے جو تاریخ عالم میں آپکو سب سے بڑی شخصیت کی حیثیت دینے کا موجب ہے - اور آپکی یاد کو دنیائے اسلام ہر سال ایسے طریق سے مناتی ہے جو آپ کے یوم میلاد کے قابل یادگار دن کے مناسب حال ہے -

(مسلم ریویو - یکم جون ۱۹۳۶ء)

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ - بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۱/۸/۳۶	۶۵۰	جناب سید سراج الحق صاحب پاسچگاؤں ٹن			۲۵
,,	۶۵۱	,, معرفت کے ایچ منیار سندگی ,,		۸	۷
۵/۸/۳۶	۶۶۱	جناب بی ای ایم ہیگ اسکوائر ,,			۴۰
,,	۶۷۷	,, ڈاکٹر مارکر صاحب ماترا ,,		۱۱	۸
۶/۸/۳۶	۶۷۸	,, عبدالغنی صاحب کرنال ,,			۲۵
,,	۶۷۷	,, کے بی شیخ منہاج الدین صاحب لاہور ,,			۱۰
۷/۸/۳۶	۶۸۳	,, نصیرالدین خانصاحب سورجپور ,,		۰	۱
۸/۸/۳۶	۷۰۷	,, محمد نور الدین صاحب سیونی مانوہ ,,	۰	۰	۱
۱۱/۸/۳۶	۷۱۷	,, کرم الٰہی صاحب کیمل پور ,,		۰	۵
,,	۷۱۸	,, قاضی برکت علی صاحب چاگانگ ,,			۵
,,	۷۲۰	,, محمد کماد صاحب بمبئی ,,		۶	
,,	۷۲۱	,, مسز خواجہ کمال الدین صاحب لاہور ,,			۲
,,	۷۲۳	,, معلوم الاسم ,, ,,	۹	۷	۱
,,	۷۲۴	,, ,, ,, ,,	۹	۷	۱
,,	۷۲۵	,, ایس اے روف رنگون ,, ,,		۴	
,,	۷۲۶	,, این اے احمد صاحب کوئٹہ ,,		۲	
,,	۷۴۶	,, شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآباد			۲۰
,,	۷۴۹	,, مسز کے ایس محمود لاہور ,,		۶	
۱۲/۸/۳۶	۷۵۱	,, حکیم ایس کے دیوان تی ,,			۱۰
۱۳/۸/۳۶	۷۸۵	,, ایم آئی محمد سکوائر کولمبو			۱۵
,,	۷۸۹	,, سکرٹری انصاری میموریل لائبریری		۴	
۱۹/۸/۳۶	۸۱۳	,, عبدالکریم صاحب جبیندھ			۵
,,	۸۱۴	,, ڈاکٹر این اکبر خانصاحب مٹھکیانہ ,,		۰	۱
۲۰/۸/۳۶	۸۳۷	,, مولوی محمد اظہر الحق صاحب دلگنیکا	۰	۰	۴
۲۱/۸/۳۶	۸۳۹	,, حمید اے خاں سکوائر ,,		۰	۱۰
,,	۸۴۱	,, ڈاکٹر این اکبر خانصاحب مٹھکیانہ ,,		۰	۱
۲۲/۸/۳۶	۸۴۹	,, جی ایل کیور۔ کلکتہ		۴	۰
,,	۸۴۶	سید سراج الحق صاحب پاسچگاؤں بمعرفت تقسیم کتب		۰	۳
۲۴/۸/۳۶	۸۵۰	سی اے ملر سکوائر آسٹریلیا		۱۴	۶۶
,,	۸۵۱	ابوحسن صاحب سراجگنج ,,		۰	۲۵
,,	۸۵۲	انعام علی صاحب عباسی آگرہ		۰	۲۰
,,	۸۵۵	,, محبوب خانصاحب دھاریوار ,,		۰	۳
۲۹/۸/۳۶	۸۶۷	,, میر حسن صاحب ٹمکور		۰	۲۵
,,	۸۶۹	,, عبدالکریم صاحب سنگ یوم			۱۰
		میزان	۳	۲	۳۵۳

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
		(۳-۲-۳۵۳)			
		فروخت رسالہ "اسلامک ریویو" بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء	۰	۱۲	۷۷۸
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء	۰	۰	۵۶
		فروخت ووکنگ گزٹ بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء		۸	۱۹
		فروخت کتب بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء		۱۱	۳۵۴
		میزان	۳	۱	۱۵۶۲

تفصیل آمد برائے مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۴/۸/۳۶	۶۵۳	جناب سردار کے بی سید شمس الدین احمد آباد			۳۰
,,	۶۵۴	,, ایس ایم وارث، پٹنہ			۵
,,	۶۶۰	,, محمد شریف خانصاحب بستی پٹھاناں			۱۵
۵/۸/۳۶	۶۷۲	,, سید کشفی شاہ نظامی رنگون			۱۵
۸/۸/۳۶	۷۰۵	,, محمد صدیق محمد شفیق صاحب رادھن			۵
,,	۷۱۱	,, عبدالحلیم سید علی اعظم صاحب مدناپور			۵
۱۱/۸/۳۶	۷۳۱	,, محمد عبدالحلیم صاحب اکبر			۵
,,	۷۳۹	,, عبدالحق صاحب بتولہ			۵
۱۲/۸/۳۶	۷۵۰	,, عمر محمد خانصاحب دربنگا			۶
۱۳/۸/۳۶	۷۸۵	,, اے آر ارائیں سکوائر میرپور خاص			۱۵
۱۸/۸/۳۶	۸۲۳	,, سید کشفی شاہ صاحب نظامی رنگون			۱۵
۲۱/۸/۳۶	۸۳۹	,, حمید اے خاں صاحب کسرا			۱۰
۲۸/۸/۳۶	۸۶۷	,, محمد کبیر خاں صاحب حیدرآباد دکن			۵
۸/۸/۳۶	۷۱۶	,, این محمد میاں صاحب		۸	۲
۱۴/۸/۳۶	۷۶۸	,, محمد اکبر حسین صاحب بلند شہر			۵
		میزان	۰	۸	۱۴۳

تفصیل آمد سرمایۂ محفوظ

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۱/۸/۳۶	۱۷	جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بارایٹ لا - لاہور			۱۰۰
۸/۸/۳۶	۱۸	,, خواجہ عبدالغنی صاحب		۸	۲
		,, کے ایس محمود صاحب			۱
		,, مسز کے ایس محمود صاحب			۱
		,, خواجہ جلال الدین صاحب			۱
		عملہ دفتر لاہور		۸	۱
		میزان	۰	۰	۱۰۷

تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۸/۸/۳۶	۲۷	تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت ماہ جولائی ۳۶ء		۷	۷۳۱
〃	۲۸	علی الحساب کرایہ گودام برائے کتب ۳۶ء		۰	۵۰
〃	۲۹	طباعت اسلامک ریویو نومبر دسمبر جنوری ۳۶ء		۸	۴۷۳
〃	۳۰	۱۰ رم کاغذ برائے اشاعت اسلام ۵ رم برائے ضمیمہ ۲ رم گزٹ وغیرہ	۶	۲	۱۷۳
〃	۳۱	جلد سازی اسلامک ریویو از مارچ تا جولائی ۳۶ء و اشاعت اسلام از اپریل تا جولائی ۳۶ء و ضمیمہ گزٹ از مارچ تا جون ۳۶ء	۴	۱۴	۱۶۶
〃	۳۲	طباعت فہرست کتب دس ہزار	۰	۰	۱۲۵
〃	۳۳	میسرز نیو یونین پریس علی الحساب طباعت Islam to East & West			۲۲۴
〃	۳۴	میسرز رین پرنٹنگ پریس طباعت گزٹ از نمبر ۵ تا نمبر ۱۱ وغیرہ		۸	۱۰۶
〃	۳۵	محصول چنگی در کراچی برائے کاغذ اسلامک ریویو		۱۱	۲۹۴
〃	۳۶	بلاکس برائے اسلامک ریویو	۰	۹	۴۱
〃	۳۷	طباعت اشاعت اسلام بابت ماہ مارچ ۳۶ء و مختصر روئداد ووکنگ	۰	۶	۲۸
〃	۳۸	تالیف قلوب	۰	۰	۳۱
〃	۳۹	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۶۵۵۹ تا نمبر ۶۷۱۴ متفرق ترجمہ برائے اشاعت اسلام کاغذ برائے دفتر سٹیشنری طباعت اشاعت اسلام علی الحساب پروف ریڈنگ اسلامک ریویو تالیف قلوب ۲۰۰-۰-۰			۲۰۰
〃	۴۰	میسرز رین پریس طباعت گزٹ نمبر ۲-۳-۴ و طباعت ضمیمہ برائے اسلامک ریویو	۰	۲	۸۹
〃	۴۱	جلد ساز سور سنز آف کرسچینٹی جلد سازی "تبلیغ"		۱۲	۱۰۳
〃	۴۲	کرایہ گودام کاغذ از اکتوبر ۳۵ء تا اپریل ۳۶ء		۰	۷۰
〃	۴۳	تنخواہ امام صاحب مسجد ووکنگ بابت ماہ فروری ۱۹۳۶ء	۶	۱۴	۳۴۳
〃	۴۴	میسرز نیو یونین پریس طباعت اکونٹ بکس و متفرق اشتہار	۰	۰	۱۰۲
			۳	۰	۳۳۵۵

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
			۳	۰	۳۳۵۵
۸/۸/۳۶	۴۵	بل سفر خرچ اکونٹنٹ از لاہور تا مسجد ووکنگ	۶	۱۱	۱۰
〃	۴۶	بل امپرسٹ بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۶۷۱۵ تا ۶۹۱۲ طباعت اشاعت اسلام بابت ماہ اپریل ۱۹۳۶ء طباعت علی الحساب ترجمہ اشاعت اسلام متفرقات بلاکس برائے اسلامک ریویو کاغذ برائے گزٹ سٹیشنری تار ۲۵۳-۹-۰	۰	۹	۲۵۳
〃	۴۷	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۶۹۱۳ تا ۶۹۷۹ و از نمبر ۱ تا نمبر ۱۰۴ ترجمہ اشاعت اسلام کتابت چٹ اشاعت اسلام تالیف قلوب تار طباعت لفافے اسلامک ریویو و ضمیمہ متفرقات ۲۳۸-۱-۰	۰	۱	۲۳۸
〃	۴۸	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۱۰۵ تا نمبر ۲۳۶ متفرقات ترجمہ اشاعت اسلام کاغذ برائے گزٹ کاغذ برائے ضمیمہ گزٹ طباعت اشاعت اسلام مئی ۳۶ء کتابت اشاعت اسلام سٹیشنری کرایہ دفتر ماہ مئی ۳۶ء ۲۸۷-۷-۶	۶	۷	۲۸۷
		کل میزان ۴۱۴۴ — ۱۳ — ۳			

تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۸/۳۶	۴۹	بل امپیرسٹ بہ تفصیل ذیل :- محصولڈاک ازنمبر ۲۳۷ تا نمبر ۳۷۷؛ خرید کتب برائے فروخت؛ ترجمہ برائے اشاعت اسلام؛ سٹیشنری؛ کاغذ برائے لفافہ اسلامک ریویو؛ متفرقات — ۲۷۹-۱۰-۹	۹	۱۰	۲۷۹
،،	۵۰	امپیرسٹ بل بہ تفصیل ذیل :- محصولڈاک ازنمبر ۳۷۸ تا نمبر ۴۳۱؛ تار ارسال کردہ ووکنگ مشن؛ متفرقات؛ موسمی اخراجات بل بجلی؛ سٹیشنری؛ سٹیشنری؛ ترجمہ اشاعت اسلام؛ کتابت اشاعت اسلام علی الحساب؛ پروف ریڈر اسلامک ریویو؛ کاغذ برائے رجسٹر اسلامک ریویو؛ خرید کتب برائے فروخت — ۲۶۸-۶-۹	۹	۶	۲۶۸
،،	۵۱	امپیرسٹ بل بہ تفصیل ذیل :- محصولڈاک ازنمبر ۴۳۲ تا ۴۸۸؛ خرید کتب برائے فروخت؛ ترجمہ اشاعت اسلام؛ کتابت اشاعت اسلام علی الحساب؛ متفرقات — ۲۵۶-۱۰-۹	۹	۱۰	۲۵۶
،،	۵۲	امپیرسٹ بل بہ تفصیل ذیل :- محصولڈاک ازنمبر ۴۸۹ تا نمبر؛ کاغذ برائے دفتر؛ خرید کتب برائے فروخت؛ سٹیشنری؛ متفرقات — ۱۶۷-۲-۳	۳	۲	۱۶۷
۸/۳۶	۵۳	میسرز کلکتہ آرٹ ورکس برائے طباعت فوٹو اسلامک ریویو		۴	۵۴
۱۴ ۸/۳۶	۵۴	پروف ریڈنگ اسلامک ریویو وگزٹ ماہ جون۔ جولائی۔ اگست		۹	۴۳
،،	۵۵	میسرز مسلم پرنٹنگ پریس لاہور برائے طباعت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ جون وجولائی ۱۹۳۶ء		۸	۳۱
۹ ۸/۳۶	۵۶	کرایہ ریل برائے کاغذ اسلامک ریویو از کراچی تا لاہور	۶	۶	۱۵۳
۸/۳۶	۵۷	پیشگی ارسال کردہ ووکنگ مسجد ۵۰ پونڈ	۰	۱۴	۶۷۲
			۳	۷	۵۴۹۹

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۶ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۱ ۹/۳۶	۹۰۳	جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب قریشی — مشن	۰	۰	۱۰
،،	،،	مسٹر ،، ،، ،، — ،،	۰	۰	۸
،،	۹۰۴	،، ایم اے جعفری صاحب	۰	۰	۲۵
۵ ۹/۳۶	۹۱۱	عالیجناب نواب صاحب مانگرول — ،،	۰	۰	۹۹
،،	،،	،، کے بی شیخ منہاج الدین صاحب — ،،	۰	۰	۱۰
،،	۹۱۵	،، کے عمر اسکوائر ٹرانسوال — ،،	۶	۱	۹۴
۷ ۹/۳۶	۹۱۹	،، اے سعید خان صاحب اعظم گڑھ — ،،	۰	۰	۱۰
،،	۹۲۰	،، غلام احمد صاحب کلامی بنگلور — ،،	۰	۰	۱۰
،،	۹۲۱	،، ڈاکٹر محمد ادریس صاحب	۰	۰	۱۰
۸ ۹/۳۶	۹۳۱	،، سیٹھ داؤد حبیب صاحب برائے مفت تقسیم کتب	۰	۰	۵۰
،،	۹۵۶	ایک ہمدرد مشن — مشن	۰	۵	
۱۰ ۹/۳۶	۹۶۶	جناب محمد ابوسعید صاحب کلکتہ	۰	۰	۵
۱۰ ۹/۳۶	۹۶۷	جناب مولوی محمد اظہر الحق صاحب دیگنگا — مشن	۰	۰	۴
۱۲ ۹/۳۶	۹۹۷	،، کے ایس عبدالغفور صاحب — ،،			۲۵
،،	۹۹۸	،، سید کشفی شاہ صاحب نظامی رنگون — ،،	۰	۰	۲۵
،،	۹۹۹	،، عبدالکریم صاحب جبیندھ — ،،	۰	۰	۵
،،	۱۰۰۱	،، محمد نور الدین صاحب سیونی مالوہ — ،،	۰	۰	۱
۱۵ ۹/۳۶	۱۰۱۰	،، محمد ولی اللہ صاحب میسور	۰	۰	۵
،،	۱۰۲۹	،، امانت	۳	۱۵	۲
۲۳ ۹/۳۶	۱۰۸۰	،، کرم الٰہی صاحب قریشی — ،،	۰	۰	۵
۲۴ ۹/۳۶	۱۰۸۶	،، عبدالحق صاحب قبولہ — ،،	۰	۰	۱۶
۲۵ ۹/۳۶	۱۰۹۱	ایک بہی خواہ مشن — ،،	۰	۰	۱۰
۲۶ ۹/۳۶	۱۰۹۹	،، ڈاکٹر عبدالغنی صاحب شیرکوٹ — ،،	۰	۰	۴
۲۸ ۹/۳۶	۱۱۰۳	،، شیخ منہاج الدین صاحب — ،،	۰	۰	۱۰

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۶ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۴ ۹/۳۶	۱۱۰۷	جناب محبوب خان صاحب دھارواڑ	۰	۰	۳
۴ ۹/۳۶	۱۱۱۷	،، کپٹن امام الدین صاحب چمبہ	۰	۰	۲
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۶ء		۶	۸۰۸
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ ستمبر ۳۶ء	۰	۰	۵۶
		فروخت گزٹ بابت ماہ ستمبر ۳۶ء	۰	۰	۱۸
		فروخت کتب	۰	۱	۲۴
		واپسی پیشگی دفتر ووکنگ بل ۵۹ تا ۹۲	۹	۱۴	۱۵۶۲۴
		کل میزان	۶	۴	۱۷۱۷۱

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۲ ۹/۳۶	۹۸۰	ایس ایس احمد کھنڈوا ۲ کاپی	۰	۰	۱۰
۱۴ ۹/۳۶	۱۰۳۱	محمد بیدار بخت صاحب چٹاگانگ ،، ،،	۰	۰	۱۰
،،	۱۰۴۴	حاجی فخر الدین صاحب افریقہ ایک کاپی	۰	۰	۵
۲۴ ۹/۳۶	۱۰۸۵	سید سراج الحق صاحب پاسچھگاؤں ۵ کاپیاں	۰	۰	۲۵
۲۵ ۹/۳۶		حسنا اینڈ کمپنی نٹال - افریقہ ۳ کاپی	۰	۱۲	۱۲
			۰	۱۲	۷۲

تفصیل آمد سرمایہ محفوظ

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۲۱ ۹/۳۶	۲۳	جناب عظیم الدین خاں صاحب سنبھل	۰	۰	۵
			۰	۰	۵

تفصیل آمد برائے مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۸ ۹/۳۶	۹۴۴	جناب ایس ایم بدر الدین صاحب ۲ کاپی	۰	۰	۱۰

تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۶ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۴ ۹/۳۶	۵۸	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل:- محصول ڈاک از نمبر ۱۰۶۳ تا ۱۳۴۱؛ کتابت رسالہ اشاعت اسلام بابت ماہ جولائی و اگست ۱۹۳۶ء؛ سٹیشنری؛ خرید کتب برائے فروخت؛ اجرت ترجمہ برائے رسالہ اشاعت اسلام؛ موسمی اخراجات (بجلی کابل)؛ تالیف قلوب؛ کاغذ برائے دفتر؛ متفرق	۳	۱۲	۲۹۴
،،	۵۹	اخراجات بابت از دفتر مسجد ووکنگ انگلینڈ	۹	۱۰	۴۵
،،	۶۰	،، ،، ،،	۴	۱۳	۸۸۳
،،	۶۱	،، ،، ،،	۴	۱۴	۳۳۹
،،	۶۲	،، ،، ،،	۳	۰	۴۵۴
،،	۶۳	،، ،، ،،	۵	۹	۱۶۸
،،	۶۴	،، ،، ،،		۲	۱۰۳
،،	۶۵	،، ،، ،،		۱۰	۳۲۰
،،	۶۶	،، ،، ،،	۴	۶	۶۷۴
،،	۶۷	،، ،، ،،	۵	۷	۳۲۹
،،	۶۸	،، ،، ،،	۱	۱۱	۳۴۳
،،	۶۹	،، ،، ،،	۸	۰	۸۱۱
،،	۷۰	،، ،، ،،		۱۳	۲۲۱

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۴ ۹/۳۶	۷۱	اخراجات بابت دفتر مسجد ووکنگ انگلینڈ	۷	۱۴	۵۲۶
،،	۷۲	،، ،، ،،	۱۰	۱۳	۴۸۴
،،	۷۳	،، ،، ،،	۸	۸	۷۰
،،	۷۴	،، ،، ،،	۱	۱	۵۴۰
،،	۷۵	،، ،، ،،	۷	۱۰	۵۵۸
،،	۷۶	،، ،، ،،	۶	۱۳	۳۵۸
،،	۷۷	،، ،، پیشگی ارسال کردہ	۱۰	۳	۱۰۱۷
،،	۷۸	،، ،، ،،	۱۱	۳	۷۲۳
،،	۷۹	،، ،، ،،	۰	۲	۱۶۳۰
،،	۸۰	،، ،، ،،	۱۱	۰	۶۹۱
،،	۸۱	،، ،، ،،	۴	۳	۶۶۳
،،	۸۲	،، ،، ،،	۱۰	۱۴	۳۹۷
،،	۸۳	اخراجات بابت دفتر مسجد ووکنگ انگلینڈ ،،	۹	۹	۶۹
،،	۸۴	،، ،، ،،		۱۳	۶۶
،،	۸۵	،، ،، ،،	۱۱	۹	۱۰۳
،،	۸۶	،، ،، ،،	۸	۱۵	۴۵
،،	۸۷	،، ،، ،،	۱۰		۵۸
،،	۸۸	،، ،، ،،	۶	۱۲	۴۰
،،	۸۹	،، ،، ،،	۱۰	۰	۴۳
،،	۹۰	،، ،، ،،	۱۱	۱	۱۸
،،	۹۱	،، ،، ،،	۰	۰	۴۲
،،	۹۲	،، ،، ،،	۷	۹	۷۵
			۰	۱۱	۱۵۱۲۲

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۱ ۱۰/۳۶	۱۱۲۰	جناب کے ایچ منیار صاحب - سندگی - مشن	۰	۰	۲
۵ ۱۰/۳۶	۱۱۳۲	" اقبال مند خان صاحب بنوں "	۰	۰	۵
"	۱۱۳۵	" قریشی کرم الٰہی صاحب کیمبل پور "	۰	۰	۵
۶ ۱۰/۳۶	۱۱۴۱	" محمد ابو سعید صاحب کلکتہ "	۰	۰	۵۰
"	۱۱۴۳	" اللہ بخش صاحب دھاروار امانت	۰	۰	۵۰
"	۱۱۴۵	" عاشق علی صاحب لمبا سرائے "	۰	۰	۳
۹ ۱۰/۳۶	۱۱۹۳	" خواجہ سعید الدین احمد صاحب فتح گڑھ "	۰	۰	۱۲
"	۱۱۹۵	" سید محمد صاحب گنیش گنڈ "		۸	۳
"	۱۱۹۷	" محمد نور الدین صاحب سیونی مالوہ "	۰	۰	۱
۱۰ ۱۰/۳۶	۱۲۰۶	" عبداللطیف حسین صاحب بمبئی	۰	۰	۵۰
"	۱۲۰۷	" دلاور خان صاحب - پشاور "	۰	۰	۱۰
"	۱۲۰۸	" مفتی محمد طفیل صاحب فیروز پور "	۰	۰	۳
۱۲ ۱۰/۳۶	۱۲۱۶	" محمد حسین صاحب پشاور "	۰	۰	۲۵
"	۱۲۱۸	" مولوی محمد اظہر الحق صاحب دیگنگا "	۰	۰	۲
۱۳ ۱۰/۳۶	۱۲۲۸	" ایس ایم شریف سکوائر کالپی "	۰	۰	۵
۱۴ ۱۰/۳۶	۱۲۵۱	" حکیم ایس کے دیوانجی ناگپور "	۰	۰	۱۰
۱۹ ۱۰/۳۶	۱۲۹۰	" اسد النساء خاتون صاحبہ کلکتہ	۰	۰	۱۰
"	۱۲۹۴	" آغا محمد ابراہیم صاحب دہلی "	۰	۰	۲
۲۱ ۱۰/۳۶	۱۳۱۰	" عباد اللہ خان صاحب جبلپور "	۰	۰	۳۶
۲۲ ۱۰/۳۶	۱۰۲۱	" قاضی عبدالجلیل صاحب جیتی پور "	۰	۷	۲
۲۶ ۱۰/۳۶	۱۳۲۶	" عبدالکریم صاحب رتن پور "	۰	۰	۲۵
۲۶ ۱۰/۳۶	۱۳۲۹	جناب عبدالحق صاحب قبولہ مشن	۰	۰	۵
۲۸ ۱۰/۳۶	۱۳۴۰	" شیخ مہتاب الدین صاحب ہوشیار پور "			۵
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۶ء		۶	۶۵۷
		فروخت رسالہ اشاعت اسلام اکتوبر ۳۶ء	۰	۴	۹۵
		فروخت ووکنگ گزٹ "		۱۲	۵۱
		فروخت کتب	۹	۵	۱۱۶
			۹	۴	۱۲۴۵

تفصیل آمد مفت تقسیم اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۵ ۱۰/۳۶	۱۱۳۳	جناب عمر محمد صاحب سمتی پور ۲ کاپی	۰	۰	۱۰
۶ ۱۰/۳۶	۱۱۴۴	کے وی محمد صاحب کنانور ۱ "			۵
"	۱۱۴۶	رضوان احمد خان صاحب بیلدری ۱ "			۵
"	۱۱۴۸	کے ایس محمد سمیع صاحب گورکھپور ۲ "			۱۰
۷ ۱۰/۳۶	۱۱۷۰	" محمد ایوب صاحب ہرن پور "		۸	۷
"	۱۱۷۷	" برکت علی صاحب - پونا "	۰	۱۲	۳
۱۰ ۱۰/۳۶	۱۲۱۴	" کے بی سید اعجاز علی صاحب بجنور "	۰	۰	۵
۱۲ ۱۰/۳۶	۱۲۲۷	" قربان احمد صاحب بمبئی "	۰	۰	۵
۱۴ ۱۰/۳۶	۱۲۵۱	" حکیم ایس کے دیوانجی صاحب ناگپور ۲ "	۰	۰	۱۰
۲۰ ۱۰/۳۶	۱۳۰۲	" محمد یوسف خان صاحب عدن "		۰	۵
		میزان	۰	۴	۶۶

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لندن میں "برطانیہ عظمیٰ کی مسلم سوسائٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

۵) مشن کے آرگن

اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبارات سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

۶) مشن کے تاثرات

(۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی متشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ بعض تو تہجد تک کو خاص ہوز و لذات سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا با معنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جدوجہد میں عملاً حصہ لیتے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مغربی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے۔ اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک رواداری کی فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مسلمہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں۔ مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا [illegible] دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور خود اپنے شک و شبہات کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں معہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام معہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

۷) انگلستان میں اشاعت اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے

قرآن کریم نے فلاح کے حصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے حصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ الاپا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام رہے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بطور تجربہ اختیار کرلیں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں منظم طریق سے اس قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کرلیں۔ تو بس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جدوجہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجیں انگریزی قوم کو اپنے ہم آرا کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کچھ دیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضہ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں اشاعت اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہیئے۔

۸) ووکنگ مسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے

دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے جس سے کل مسلمانان عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے اس تحریک کے ذریعہ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ بیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذب عالم اسلام ہونے کی وجہ صرف فوقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانان عالم کا واحد مشن ہے اسکا کسی فرقہ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ دارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں۔ اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائن۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ جزائر اسلامیہ۔ شمالی و جنوبی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے (۱) یکمشت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمدنی سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۷ھ ہے۔ (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ہے اور ممالک غیر کیلئے ۴ہے (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے بہت سے پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاوے گی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بہت تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً دو ہزار روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ میں زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نومسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کاملہ سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عیدین اس کار خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود نہ لیں۔ تو وہ رقم بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاوے گی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ خیرات۔ زکوٰۃ بجنیٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ) ایک کامیاب نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے بہ احسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے منیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے رو براہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور نئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آئیندہ کیلئے کسی بیرونی امداد کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلمان بھی دس لاکھ روپیہ بھی اس کار خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز اور ممبران منیجنگ کمیٹی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام (۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں مین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہوکر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات۔ (۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam , The Mosque, WoKing, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان) +

تمام خط و کتابت بنام سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیِ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عمر) سالانہ

قیمت پانچ روپے (للہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | اللہ اکبر | نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ۔ اور چاہیئے کہ تم میں ایک گروہ ہو جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے روکیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

ترجمہ۔ وہی (ذات پاک) ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تا کہ اسکو تمام دینوں پر غالب کرے۔ گو مشرکوں کو بُرا ہی کیوں نہ لگے

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان — مغرب میں تبلیغ اسلام کا واحد مرکز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان

کے ذریعہ

یورپ۔ امریکہ و کُل انگریزی دان مسیحی ممالک میں اس وقت اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے

(۱) **تشکیل مشن۔** ووکنگ مسلم مشن کا جملہ تبلیغی کاروبار ایک باضابطہ رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کا نام "ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ" ہے۔ اس ٹرسٹ میں (۱) ووکنگ مسلم مشن انگلستان (۲) رسالہ اسلامک ریویو (انگریزی) (۳) رسالہ اشاعت اسلام (اردو)۔ (۴) کتب خانہ بشیر مسلم لائبریری (۵) مسلم لٹریری فنڈ (۶) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ۔ شامل ہیں۔

(۲) **اغراض و مقاصد۔** (۱) ووکنگ مسلم مشن اور اس کی متعلقہ تحریکات کو انگلستان و دیگر ممالک میں غیر فرقہ وارانہ اصول پر زندہ رکھنا۔ (۲) مغربی ممالک میں تحریر و تقریر کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کرنا۔ (۳) انگریزی میں اسلامی کتب و رسائل کو کثرت سے مسیحی حلقوں میں مفت تقسیم کرنا۔ (۴) انگلستان و دیگر مسیحی ممالک میں تمام امور سرانجام دینا جن کی اسلام کی تبلیغ کے لئے ضرورت ہے۔

(۳) **تبلیغی مسلک۔** (۱) مشن کی تبلیغ فقط لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ تک محدود ہے۔ (۲) اس کو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (۳) یہ مشن ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ کے ماتحت ہے۔ جس کے ٹرسٹیز مختلف فرقہائے اسلام سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۴) ووکنگ مشن کی نمازیں فرقہ بندی سے بالاتر ہیں۔ یہ مشن امامت نماز میں کسی فرقی تمیز کو ملحوظ نہیں رکھتا۔ (۵) مسجد ووکنگ کے امام مختلف فرقہائے اسلام کے رہ چکے ہیں۔ جن میں نومسلمین بھی شامل ہیں۔

(۴) **مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع** (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ ہزاروں کی تعداد میں۔ یورپ۔ امریکہ و دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک میں غیر مسلمین نومسلمین اخوان و خواتین کو ہر ماہ تبلیغ کے لئے مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۲) دنیا بھر کی مشہور و معروف غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کو رسالہ اسلامک ریویو ہر ماہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۳) انگریزی اسلامی ادبیات کی مفت اشاعت کی جاتی ہے (۴) مشن کے مبلغین ہفتہ میں دو بار لندن میں اور دو دفعہ مسجد ووکنگ میں اسلام پر لیکچر دیتے ہیں۔ لیکچر کے بعد سامعین کی چاء سے تواضع کی جاتی ہے (۵) جمعہ کی نماز لندن میں ادا کی جاتی ہے۔ جس میں نومسلمین مسلمین و مسلم طلباء۔ کثیر تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ (۶) عیدین کے سالانہ اجتماعوں میں ایک ہزار سے اوپر نفوس شامل ہوتے ہیں مسلمین و نومسلمین کے علاوہ غیر مسلمین زائرین بھی۔ اسلامی اخوت کے اس دلفریب منظر کو دیکھنے کیلئے

His Majesty King Faruque of Egypt leaving the Mosque after Friday Prayers on 28th May, 1937.

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۳ | بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء مطابق جمادی الثانی ۱۳۵۶ھ | نمبر ۹

(لودانی پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام خواجہ عبدالغنی پرنٹر و پبلشر چھپکر عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور سے شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۶ء

شذرات

ہز ہائنس شہزادہ اعظم جاہ بہادر آف برار اور ہز ہائنس شہزادی بیگم در شاہوار مسجد نظامیہ کی افتتاحی تقریب کے بعد لندن میں مسلمانوں کے ایک کثیر التعداد گروہ کے درمیان جلوہ افروز ہیں۔ رسالہ ہذا میں وہ سپاسنامہ بھی درج کیا جاتا ہے جو اراکین مسجد نظامیہ نے ہز ہائنس اور شہزادی ممدوحہ کی خدمت والا میں پیش کیا تھا۔ آئندہ اشاعت میں ہز میجسٹی شاہ فاروق خدیو مصر کی جلالتماٰب تصویر پرتنویر سے "اشاعت اسلام" کو زینت دی جائے گی۔

شاہ فاروق شاہجہان مسجد ووکنگ میں

بروز جمعہ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۶ء ہز میجسٹی شاہ فاروق فرمانروائے مصر مسجد ووکنگ میں تشریف فرما ہوئے اور نماز جمعہ میں شرکت فرمائی۔ آپ ایک بجے وارد فرما ہوئے۔ آپ کی معیت میں آپ کے اتالیق ہز ایکسلنسی سرحسنین بے اور دیگر مصری اراکین تھے۔

شاہی سواری کی آمد سے چند منٹ قبل ایک کار میں مدار المہام، مشیر قانون اور سفارت کے دیگر معزز اراکین تشریف لائے۔ برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائٹی کے صدر اور دیگر ارکان استقبال کے لئے پہلے ہی موجود تھے۔ ان میں امام صاحب بھی تھے۔ یہ اجتماع سرسالار جنگ میموریل ہاؤس میں ہوا۔ پندرہ منٹ تک یعنی اذان ہونے تک اس مقدس اجتماع کے معزز اراکین جو مشرق و مغرب کی مختلف قومیتوں سے علاقہ رکھتے تھے شاہی مہمان سے

متعارف ہوئے۔ نماز کے بعد امام صاحب کی درخواست پر ہز مجسٹی نے سر سالار جنگ میموریل ہاؤس میں دعوت چائے میں شرکت قبول فرمائی۔

یہ امر ایک مسیحی کی حیرانی کے لئے کافی ہے کہ کسی مخصوص نشست گاہ کی غیر موجودگی میں ایک مسلمان بادشاہ مسجد کے فرش پر پالتھی مار کر بیٹھ سکتا ہے۔ اور تمام جماعتی امتیازات یکسر دور ہو جاتے ہیں۔ نہ مرتبہ اور جاہ و ثروت کا خیال دامنگیر ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ امر موجب حیرت نہ تھا۔ البتہ منکرین اسلام نے خدائے عزوجل کا شکر ادا کیا کہ چہار صد سالہ مدت کے بعد بھی حضور سرور کائنات کی شاندار روایات میں فرق نہ آیا۔ انہوں نے اس امر کا احساس بھی کیا کہ خدا کی نگاہ میں یہ مساوات مہذب جماعت کی بقا کی امید لئے ہوئے ہے۔

ہز مجسٹی اور آپ کے ہمراہیان مسجد سے سوا تین بجے رخصت ہوئے۔

مسجد نظامیہ لندن۔ جمعہ کی نماز کے بعد مورخہ ۴ جون کو دنیا کے معزز مسلمانوں کی موجودگی میں ہز ہائنس شہزادہ اعظم جاہ بہادر آف برار نے مسجد نظامیہ کا سنگ بنیاد استوار کیا۔ اس مقام پر جو سنہ ۱۹۳۴ء میں اس غرض کے لئے خریدا گیا تھا (یعنی مارننگٹن اونیو۔ ویسٹ کینسنگٹن میں)

چنانچہ اس طرح مرحوم و مغفور لارڈ ہیڈلے بالقابہ۔ مرحومین حضرت خواجہ کمال الدین اور سر عباس علی بیگ کے جواس سرمایہ کے معتمدین تھے خواب کی تعبیر آنے والی ہے۔ یاراول لارڈ ہیڈلے بالقابہ کو لندن میں ایک مرکزی مسجد کی عدم موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ آپ کی گرمجوشی مرحوم کو حیدرآباد لیگئی اور وہاں آپ نے حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ کی سرپرستی حاصل کی۔ چنانچہ مسجد کی تعمیر حضور نظام دکن ہی کی محتاج تھی۔ لہذا یہ مناسب تھا کہ آپ کے خلف الصدق اس کی سنگ بنی کا بیڑا اٹھائیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس مسجد کی تعمیر کا سلسلہ زور و شور سے شروع ہو جائے۔

ہم موجودہ معتمدین کو اس ہنگامی تحریک پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ہم اس کو جلد مکمل دیکھنے کے متمنی ہیں۔

سپاسنامہ بحضور شہزادہ برار شہزادہ اعظم جاہ بہادر و ہز ہائنس شہزادی برار

حضور جلالتمآب!

ہم معتمدین مسجد نظامیہ ٹرسٹ کو اس تاریخی اور قابل یادگار موقعہ پر آپ کے خیر مقدم کا فخریہ استحقاق حاصل ہے۔ ہم حضور والا کے نہایت احسانمند ہیں کہ آپ نے لندن مسجد نظامیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد ہذا آپ کے مقتدر و الد بزرگوار حضور نظام دکن کے نام نامی سے منسوب کی جائے گی۔ کیونکہ اس کی تعمیر اعلیٰ حضرت کی دریا دلی

کی شرمندۂ احسان ہے۔ ہم حضور کو یقین دلاتے ہیں کہ جملہ مسلمانانِ عالم اعلیٰ حضرت نظام دکن کی ان بیش بہا اصلاحات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں جن سے اعلیٰحضرت نے دکن کی ترقی اور خوشحالی میں اضافہ کیا ہے اور ان گرانمایہ عطیات کے بھی شکرگزار ہیں جو آپ نے وقتاً فوقتاً اپنی حدود سے باہر والے مقامات کو حرمت کے ہیں خصوصاً مذہبی امداد میں حضور عالی مدار نے نہایت ہی گرمجوشی سے حصہ لیا ہے۔

آپ کی نصف اولیٰ ہر ہائنس بیگم درشاہوار کی معیت سے ہماری مسرت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے ہر ہائنس عثمانی خلفائے اسلام کی نمائندہ ہیں۔ اور آپ کو ہنوز اسلامی ممالک میں عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ موصوفہ مشرق و مغرب کی تہذیبوں کے عناصر کا مجموعہ ہیں اور بسلسلہ خدمت نسواں آپ کا نام نامی زبان زد عوام و خواص ہے۔ قران السعدین کی اس سے بہتر مثال مشکل ہے۔ اور یہ اجتماع تحریک ٹرسٹ کی کامیابی کا نیک شگون ہے۔

دارالخلافہ انگلستان یعنی لندن میں ایک مرکزی جامعہ کی ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جا رہی تھی زیادہ تر اس حقیقت نفس الامری کے ہوتے ہوئے کہ یہاں اطراف عالم سے سیار و زائرین کا ازدحام رہتا ہے اور اب تو خصوصاً برطانیہ عظمیٰ میں ہمدردان اسلام کافی تعداد میں موجود رہتے ہیں بعض خیر خواہان اسلام کو ایک جامعہ اسلامیہ کے میناروں کا نظارہ دیکھنے کی انتہائی آرزو تھی۔ اور ان کی تمنا تھی کہ اذان کی آواز ان کے کانوں میں اسلام کی شوکت مآبی کا نقشہ قائم کرے۔ اس خواب کی تعبیر مرحوم و مغفور لارڈ ہیڈلے الفاروق بالقابہ کی مساعی جمیلہ نے کی۔ مرحوم اسلام کے ایک شیدائی تھے۔ اور آپ نے ایسے وقت قبول اسلام کا اعلان کیا تھا جبکہ تعصب کی گھنگھور گھٹائیں ہر سو مغرب میں چھائی ہوئی تھیں آپ نے اعلیٰحضرت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ تک رسائی حاصل کی اور چنانچہ ۔۔ ہزار پاؤنڈ کا ایک گرانبہا عطیہ اس غرض کی تکمیل کے لئے حاصل کیا۔ اس ٹرسٹ کی بنا اور مسجد نظامیہ کی تعمیر کا انحصار اس گرانقدر عطیہ پر ہے۔

سرمایہ کا اکثر حصہ سکیورٹی کے طور پر ہے۔ باقی بنکوں میں جمع ہے۔ حیدرآباد کے امپیریل بنک میں کچھ رقم جمع ہے۔ ۲۰۰۰ ہزار پونڈ اس قطع اراضی کی خرید میں صرف ہوئے ہیں جہاں آج ہم مجتمع ہیں۔ اس کام کے آغاز میں تاخیر کیوں ہوئی۔ اس کی چند وجوہ ہیں۔ جن کا ہم نے بار بار اظہار کیا ہے۔ اس وقت موقعہ نہیں کہ ہم اس کے متعلق کچھ ذکر کریں۔ تاخیر گو افسوسناک ہے لیکن اس سے ایک احسن نتیجہ مترتب ہوا یعنی یہ کہ آج ہز ہائنس کا ورود مسعود اس سلسلہ میں عمل میں آیا۔ اور آپ نے اس کی تعمیر میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔

ہمارے زیرِ غور ایک تجویز ہے۔ اس تجویز سے کم صرفہ کی صورت ہوگی۔ موجودہ سرمایہ سے ہماری پہلی تجویز کامیاب نہیں ہوسکتی۔ ہم مسجد مجوزہ کے خاص اور ضروری حصص کی تعمیر موجودہ رقم سے ہی شروع کردینگے اور مسجد کی عمارت کی توسیع مزید رقم دستیاب ہونے پر ہوسکتی ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ مسجد کی اہم ضروریات اس وقت رفع ہونگی جب اس کی تعمیر تشنہ تکمیل نہ رہے گی۔ کیونکہ بہرحال مسجد ہذا ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ مسجد کی نگہداشت۔ امامت وغیرہ کے اخراجات کے لئے ایک مستقل سرمایہ کی ضرورت ہوگی۔ تاکہ اس سرمایہ سے ضروریات کا ارتفاع ہوتا رہے۔

اس سپاسنامہ کے اختتام سے پیشتر ہم اس مسرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حضور کے ہمراہ رائٹ آنریبل سر اکبر حیدری صاحب موجود ہیں جن کی سرپرستی میں ایک مدت تک حیدر آباد کا صیغہ مال رہا ہے اور جس کو آپ نے نہایت کامیابی سے سرانجام دیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آنریبل موصوف مسجد نظامیہ کے معاملات میں ہمدردانہ دلچسپی لیتے رہینگے

ہم ہیں حضور ـــــــــــــــــ کے ادنٰے خدام

عبد القادر صدر — حافظ وہبہ ٹرسٹی

ڈاکٹر محمدی ٹرسٹی — عقیل جنگ ٹرسٹی

الحاج علی رضا ٹرسٹی

مسجد نظامیہ کا پیش خیمہ مسجد ووکنگ

مسجد نظامیہ کی تعمیر فی الحقیقت ووکنگ مسلم مشن کے اراکین کی مساعی جمیلہ کی شرمندۂ احسان ہے۔ سرزمین انگلستان میں بار اول بانی ووکنگ مسلم مشن حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور کو ہی مسجد کی ضرورت کا احساس ہوا تھا۔ دراصل مسجد ووکنگ، مسجد نظامیہ کا ایک پیش خیمہ ہے۔ الفاروق لارڈ ہیڈلے بالقابہ کا قبول اسلام خواجہ صاحب مرحوم ومغفور کی تبلیغی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے۔ افسوس آج بعض مسلم احباب غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ ووکنگ مسلم مشن کے کارہائے نمایاں معمہ تو ہیں نہیں۔ اظہر من الشمس ہیں۔ اس حقیقت نفس الامری سے کون انکار کرسکتا ہے کہ آج دنیا کا کوئی ادارہ بھی ووکنگ مسلم مشن کا ہم پلہ نہیں۔ ۲۵ سالہ خدمات سے اس دعوے کا اثبات ہوسکتا ہے۔

خطبہ جمعہ

(از مولوی آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ)

ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون ۔ قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة الذین من قبل ۔ کان اکثرهم مشرکین ۔ فاقم وجهك للدین القیم من قبل ان یاتی یوم لا مرد له من الله یومئذ یصدعون من کفر فعلیه کفره ومن عمل صالحاً فلانفسهم یمهدون ۵

(ترجمہ) تباہی خشکی اور تری میں ظاہر ہوئی ۔ بسبب اس کے کہ انسانوں کے ہاتھوں نے کیا ہے ۔ (یعنی عوام کے گناہوں کے سبب سے) کہہ (اے رسولؐ مشرکوں سے) خشکی میں سفر کرو اور اپنے سے پہلے لوگوں کا حشر دیکھو ۔ ان میں سے اکثر مشرکین تھے ۔ اور اپنے آپ کو سیدھے رستہ پر لگاؤ پیشتر ازیں کہ خدا کی طرف سے وہ دن آئے جو نہ لوٹایا جا سکے ۔ اس دن وہ جدا جدا ہو جائیں گے ۔ جو کوئی کافر ہوگا ۔ اس کی جزا کفر اور جو کوئی نیک کام کرے وہ اپنی روح کے لئے (بہشت کا سامان) تیار کرتے ہیں ۔ (قرآن کریم سورہ الروم آیت ۴۰ تا ۴۳)

اے ایمان والو! مجھے نہیں معلوم آپ میں سے کس قدر حضرات کو وقت کی نزاکت کا احساس ہے وہ نزاکت وقت جس میں دنیا کی مہذب اقوام کے افراد کی حیثیت سے ہم مبتلا ہیں ۔ اس حقیقت نفس الامری کے اعتراف سے ہم پہلو تہی نہیں کر سکتے کہ موجودہ دور میں مسلمانوں نے زمانہ کی رفتار کا نہایت سرد مہری سے مشاہدہ کیا ہے ۔ ہم جہاد للبقا میں بنی نوع انسان کے رہنما نہیں رہے ۔ ہماری وہ حالت نہیں رہی جو اب سے قریباً تین سو سال پیشتر تھی جبکہ مغرب نے زندگی کے طرز جدید کی داغ بیل نہیں ڈالی تھی ۔ ہمارے جمود کے دوران میں دنیا نے مختلف حیثیات سے کافی ترقیاں کی ہیں ۔ لیکن یہ ایک اظہر من الشمس حقیقت ہے کہ بایں ہمہ مغربی تہذیب کا اندرونی معاشرتی شیرازہ منتشر ہے ۔ شاید کسی تہذیب دیگر کی سیاسی جماعت کے عناصر چنداں ہلاکت میں گرفتار نہ ہوئے ہوں ۔

واضح ہو کہ ہمارے پیشوائے مدنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے وہ زمانہ بھی عہد حاضر سے ملتا جلتا تھا۔ مسیحیین کی مساعی شاقہ کے باوجود روم کی تہذیب اپنے شاندار مستقبل کا ایک بدنما نقشہ تھی۔ مشرق و مغرب کا تمدن بھی ناگفتہ بہ حالت میں تھا۔ یہ نہیں کہ ان قدیم اقوام میں ذہنی قوت کا فقدان تھا۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ وہ روحانی نور جو انسان کے جذبات کو منزہ کرتا ہے۔ ان میں مفقود تھا۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس روحانی نور کی ضیا پاشی کی اور وہ تباہی جو بحر و بر میں رونما ہو گئی تھی تنظیم اور باضابطگی میں تبدیل ہو گئی۔ تمام مختلف تہذیبوں کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ از سرِ نو جگمگا اٹھے۔ اور بنی نوع انسان اپنی کوتاہیوں کے باوجود شاہراہ ترقی پر گامزن ہوئی۔

اس وقت کا تعین کہ ہم مسلمان کب سے اپنی روحانی طاقت سے بنی نوع انسان کو متاثر نہیں کر رہے دشوار ہے۔ غالباً ہم اپنے سیاسی زوال کے بعد روحانی تجلیات کے مراکز رہے ہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ موجودہ دور میں ہم بجائے اس کے کہ مغرب کو کچھ فائدہ پہنچائیں خود مغرب ہی کو قبلۂ حاجات خیال کئے بیٹھے ہیں۔ بنی نوع انسان کے لئے اس سے زیادہ غم انگیز اور کیا امر ہو سکتا ہے۔ معزز سامعین میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مغرب نے باطن میں اس حقیقت کا احساس کر لیا ہے کہ موجودہ رو بہ انحطاط تہذیب کی نجات کا ذریعہ اسلامی اقوام کی روحانیت اور معاشرتی جذبات ہیں۔

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مسلمانی نہیں کہ ہم خاموش رہیں اور خواب غفلت سے بیدار نہ ہوں۔ ہمیں قرآن کریم کی آیت ذیل کا مفہوم ذہن میں رکھنا چاہیئے۔

کذالک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔

(ترجمہ) اس طرح ہم نے تمکو ایک معتدل قوم بنایا ہے۔ تاکہ تم لوگوں کو شہادت دینے والے ہو۔ اور کہ رسول تم کو شہادت دینے والا ہو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الرسل تھے۔ لیکن آپ دائمی زندگی لے کر نہیں آئے تھے۔ دنیا میں مصائب کا نزول یقینی تھا۔ پھر آپ کی غیر موجودگی میں اعلائے کلمۃ الحق کا کون ذریعہ ہو۔ قرآن کریم میں صریحاً ارشاد ہے۔ پیروان نبی محترم۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی تعمیر کے لئے قرآنی تعلیمات

ہی صرف نہیں چھوڑیں بلکہ آپ کی اپنی زندہ مثال بھی ہماری ہدایت کے لئے باقی ہے۔ ایسی مثال جو کہ تاریخی نقطۂ نگاہ سے عدیم النظیر ہے۔ فی الحقیقت بنی نوع انسان کو ضروری اصول اور روحانی جذبات سے مستفیض کرنا ہمارا فرض ہے۔ تہذیب عالم رو بہ انحطاط ہے۔ لہذا توجہ لابدی ہے۔

نوٹ:- یہ خطبہ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کو مسجد ووکنگ میں دیا گیا۔ ہز مجسٹی شاہ فاروق بھی سامعین میں شامل تھے۔

زکوٰۃ

(از جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ)

زکوٰۃ درحقیقت ایسا اہم مسئلہ ہے جس میں اسلام اور پرستاران اسلام کی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے۔ زکوٰۃ کا اسلام کے اساسی اصولوں میں شمار ہے۔ قرآن کریم نے مسلمانوں پر اس کو فرض قرار دیا ہے۔ ذاتی خیرات و صدقات کے علے الرغم جن کا تعلق منفردات سے ہے۔ زکوٰۃ ایک عالمگیر قومی مفاد کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد نبوت میں اور نیز مابعد خلفائے راشدین کے زمانہ خلافت میں ہر صاحب نصاب کی آمدنی کا چالیسواں حصہ بیت المال میں بمد زکوٰۃ جمع کیا جاتا تھا۔ حضرت رسول اکرم صلعم زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے افسروں کا تقرر فرمایا کرتے تھے۔ رسالتمآبؐ کے وصال کے بعد بعض قبیلوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اپنی رقوم زکوٰۃ کو اپنے حسب منشا صرف کرنے کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔ حتیٰ کہ شدت کے ساتھ ان قبیلوں کے خلاف احتجاج کیا گیا اور انجام کار فوج کشی تک نوبت آئی۔

ایک مسلم صدقہ و خیرات اپنی مرضی کے موافق خرچ کر سکتا ہے۔ لیکن زکوٰۃ جو ایک اہم فریضہ اور گویا کہ خدائی ٹیکس ہے۔ وہ ضرور انہی اغراض پر صرف ہونی چاہیئے جن کے متعلق قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے یعنی جس سے مسلمان من حیث القوم مستفید ہوں۔

انتہائی بدقسمتی ہے کہ آج مسلمانوں کے قومی مال و متاع، دولت و ثروت، قوت و اقتدار کا عظیم الشان سرچشمہ قریب قریب خشک نظر آتا ہے۔ کاش اس کی موجوں سے قوم کی کھیتی سرسبز و شاداب ہوتی اور ہم بھی ان چند قطرات سے بہرہ اندوز ہوتے جو بہت جلد ریتلی زمین میں جذب ہو کر معدوم محض ہو جاتے ہیں۔

مقام تاسف ہے کہ اسلام کا یہ ارفع و اعلیٰ منظم نظام اس قدر مخدوش ہو گیا ہے کہ ماہ رجب المرجب کی آمد سے پیشتر ہی ہزارہا قوی ہیکل افراد جو اپنی روزی بخوبی کما سکتے ہیں کاسۂ گدائی ہاتھوں میں لئے

حشرات الارض کی طرح اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑتے ہیں اور جا بجا ہندوستان کے صاحب نصاب مسلمانوں کی جیبوں پر گویا زکوٰۃ کے پردہ میں۔۔۔ ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ شریف اور مخیر بزرگان دین ان کے دام فریب میں آجاتے ہیں اسلام میں اس قسم کے مصرف زکوٰۃ کا ذکر فکر بھی نہیں۔ اصول زکوٰۃ کا مقصد اولیٰ تو محض مسلم جماعت کی فلاح و بہبود تھی نہ کہ دریوزہ گری۔ ایسے علماء و مقررین کو جو شہر بشہر محض فراہمی زکوٰۃ کی خاطر گشت کرتے ہیں زکوٰۃ دینا احکام آلہی کی خلاف ورزی ہے۔

ماہ رجب المرجب میں ہی مسلمان اپنی زکوٰۃ کا عموماً حساب کرتے اور اس کی تقسیم کرتے ہیں۔ اگر اس ماہ مبارک میں زکوٰۃ باضابطہ فراہم کی جائے اور قرآن کریم کے حسب الحکم اس کو صرف کیا جائے تو بہت سی قومی ضروریات رفع ہو سکتی ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی میں زکوٰۃ پر کافی سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف مقرر ہیں۔ ذیل میں وہ آیات قرآنی ملاحظہ ہوں جن میں اللہ تعالےٰ نے فریضہ زکوٰۃ پر مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے۔ اہل نصاب حضرات غور فرمائیں اور دیکھیں۔ آیا ان کی رقوم زکوٰۃ کا احکام قرآنی کے ماتحت مصرف ہوتا ہے یا نہیں۔

انما الصدقٰت للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب و الغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله ط والله علیم حکیم ۝

(ترجمہ) صدقات صرف ان ناداروں کے لئے ہیں اور مسکینوں (کے لئے) اور کارکنوں (کے لئے) جو ان (صدقات) پر مقرر ہیں اور (ان کے لئے) جن کی تالیف قلوب ضروری ہے اور غلاموں کے آزاد کرنے اور قرضداروں (کے لئے) اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے) اور مسافروں (کے لئے) یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھیرایا گیا ہے۔ اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (سورۃ التوبہ۔ آیت ۶۰)

زکوٰۃ کے ضروری آٹھ مصارف میں سے جو آیت بالا میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں ایک مصرف کارکنوں کے لئے مخصوص ہے۔ جو ان صدقات کی فراہمی پر متعین ہیں ان الفاظ سے قرآن کریم کی منشا اظہر من الشمس ہے کہ زکوٰۃ بیت المال میں جمع کی جائے۔ قرآن حکیم کے مقدس الفاظ میں اس امر کی جانب صریح اشارہ ہے کہ زکوٰۃ کا ⅜ حصہ یعنی مصارف نمبر ۳۔ ۴ اور ۷۔ اسلام کی اشاعت اور دشمنان اسلام کے بالمقابل اسلام کی حفاظت کے لئے ہیں۔ یہی اغراض ہیں جن کے لئے ہم نے تحریر ہذا میں آپ کو متوجہ کیا ہے۔

فی زماننا اشاعت اسلام دنیا میں مسلمانوں کے لئے مقدمات سے ہے۔ سخت غیرت و افسوس کا مقام

ہے کہ مسیحی مناد اور زعمائے کلیسائی ۔ اسلام کی تضعیف و تخریب کے درپے ہیں ۔ از روئے حسد تعلیمات اسلامی کی غلط بیانی ان کی فطرت ثانوی ہو چکی ہے ۔ حضرت پیغمبر اسلام صلعم ، کو نہایت ہی بدنما اور بدزیب لباس میں عوام کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں اور کر رہے ہیں ۔ آسمان اسلام پر غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کے تاریک بادل چھائے ہوئے ہیں لہذا اقتضائے وقت یہ ہے کہ مسلمان اپنی رقوم زکوٰۃ کی مدات تبلیغ اسلام اور حمایت دین متین کیلئے وقف کر دیں ۔ آج دنیا اسلام کی طرف راغب ہے اور نہ معلوم کتنی ارواح سعیدہ اضطراری حالت میں تشنہ کام اور قبول اسلام کے لئے قریب بے اختیار ہونگی ۔ لیکن ہم مسلمانوں کی بے اعتنائی اور عدم توجہی کے باعث وہ قعر ضلالت و مذلت میں آوارہ و پریشان ہیں ۔

اگر ہمارے مشن کے پاس کافی سرمایہ اور مالی ذرائع ہوں تو ہم ان مشتاقان اسلام تک جو دنیا کے مختلف گوشوں میں اس وقت موجود ہیں اسلامی ادبیات کا ایک کثیر حصہ پہنچا سکتے ہیں ۔ ہم ایک قلیل عرصہ میں تمام عالم میں ایک انقلاب عظیم برپا کر سکتے ہیں ۔ مشن کی خدمات اسلامی سے کون انکار کر سکتا ہے ۔ اس نے جب سے اس مقدس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تب سے ہی اسے کامیابی ہو رہی ہے ۔ مزید مالی استحکام سے مشن کی خدمات اور بھی زیادہ مثمر اور معجز ثابت ہو سکتی ہیں ۔ ربع مسکوں کا ایک کثیر حصہ اسلام کی دلکش اور دلربا تعلیم پر مفتون ہو چکا ہے جس کی وجہ اس مشن کی مسلسل تبلیغی نشر و اشاعت ہے لیکن ہنوز تشنہ ہے ۔ کاش مسلمان اٹھیں اور تشنگان توحید کی تسکین و راحت کے لئے کار سقائی انجام دیں ۔ یہ وقت مسلمانوں کی غفلت و سہل انگاری کا نہیں ۔ بحر کفر و ضلالت کا سیلاب بے پناہ اور صحرائے جہالت و گمراہی کا طوفان محشر خیز چہار دانگ عالم پر مسلط ہے ۔ مخلوق خدا علم و بصیرت سے ناآشنا ۔ فہم و فکر سے عاری ، تہذیب و تمدن کے لئے چار و ناچار کوشاں ہے ۔ اندریں حالات ، حالات زمانہ مقتضی ہیں کہ اس وقت دنیا کو قرآن کریم کی نورانی تعلیم سے منور کیا جائے ۔ اور مخلوقات خداوندی کو ان آلائشات سے منزہ کیا جائے جن میں وہ اپنی نادانی کے باعث ملوث و آلودہ ہیں ۔

درانحالیکہ دنیا کے تمام دیگر مذاہب کے پیرو قبول اسلام کے لئے دل سے متمنی ہیں اور اپنے عقائد سے متنفر ہو چکے ہیں ۔ مسلمانوں کی تبلیغ اسلام سے بے پرواہی سراسر کفران نعمت ہے ۔ ان سے روز قیامت ضرور اس کی باز پرس ہوگی ۔

مسلمانوں کو دور دراز مقامات میں اسلام کا روح پرور اور مسرت انگیز پیغام پہنچانے کا دل سے تہیہ کر لینا چاہیئے دنیا کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زریں حالات زندگی سے روشناس کر کے تدین و تقوائے ۔ علم و رشد

ہدایت و تورع کا عملی نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ یہ امر اسی صورت میں پایہ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے اگر مسلمانوں کے دلوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی کا احساس پیدا ہو جائے۔ وہ اس اہم رکن اسلام کی اہمیت کو سمجھ لیں۔ وہ اپنے صدقات نذر و نیاز خیرات کو غیر مستحق ہاتھوں میں دینے کے بجائے اسلام کی اشاعت میں صرف کریں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فرمودہ احکامات زکوٰۃ پر عمل پیرا ہو کر اسلام کی اشاعت کے فنڈ کو مستحکم کریں۔

اس امر کے اعادہ کی چنداں ضرورت نہیں کہ دوکنگ مسلم مشن کی تبلیغی جد و جہد بفضلہ ان تمام قومی تحریکات کے بالمقابل کامیاب رہی ہے۔ جو گزشتہ بائیس سالوں میں مسلمان بھائیوں نے اپنی فلاح و بہبود کے لئے جاری کیں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یار لوگوں نے بہت بری طرح سے ہم کو جد و جہد میں زک پہنچایا۔

الغرض یورپ۔ امریکہ، بلکہ کل دنیا میں تبلیغ اسلام کا ذریعہ محض اس وقت اسلامی لٹریچر کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہے اور اس کام میں بفضلہ دوکنگ مسلم مشن کی مساعی جمیلہ متمر ہو رہی ہیں لہٰذا اس وقت دوکنگ مسلم مشن آپ کی زکوٰۃ کا مستحق ہے۔ دوکنگ مسلم مشن کی پچیس سالہ اسلامی خدمات محض زبانی جمع خرچ یا طمع سازی نہیں۔ یہ مشن قیاسی یا وہمی ادارہ نہیں مشن ان امور سے بالاتر ہے۔ بائیس سالہ عرصہ میں مشن نے جو اسلامی خدمات سرانجام دی ہیں وہ پوشیدہ و مخفی نہیں۔ ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ دنیا بھر میں اگر کوئی ادارہ عالمگیر اور وسیع پیمانہ پر اسلام کی اشاعت کر رہا ہے تو وہ یہی ایک ادارہ ہے۔ کوئی دوسرا تبلیغی ادارہ اس کے ہم پلہ نہیں۔ جو فریضہ یہ تبلیغی ادارہ سرانجام دے رہا ہے کسی اسلامی سلطنت میں بھی اس کی مثال نہیں اور نہ کسی اسلامی ریاست میں۔ اس ادارہ نے لاکھوں کی تعداد میں نہایت مفید اور مسکت اسلامی لٹریچر شائع کیا ہے جس کی مفت تقسیم کی جاتی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں رسالہ اسلامک ریویو انگریزی کی کاپیاں ہر ماہ انگلستان، یورپ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا، جاپان اور دیگر ممالک کی مشہور لائبریریوں کو مفت ارسال کی جاتی ہیں۔ تبلیغ اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ ناموس کی خاطر مشن ہر ماہ کئی کئی انگریزی رسائل، پمفلٹ اور ٹریکٹ طبع کرا کر کل ممالک میں مفت تقسیم کرتا ہے۔

اس مشن نے دنیا بھر کے بہت سے اہم مقامات پر اسلامی ادبیات کے مفت تقسیم کرنے کے لئے مرکز قائم کر دیئے ہیں مشن کے مبلغین شبانہ روز اغراض مشن کی تکمیل میں منہمک رہتے ہیں۔ ان پیہم مساعی سے اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ یورپ اور امریکہ میں کچھ بندگان خدا ایسے پیدا ہو گئے ہیں جن کی آنکھیں اب کھل رہی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ دینی اور دنیوی ضرورتوں کا کفیل اور دنیا کے ہر درد کی دوا یا مداوا اگر کوئی مذہب ہو سکتا ہے تو وہ مسیحیت نہیں بلکہ فقط اسلام ہے جس کے علم کو مسیحی دنیا کی فضا اب آہستہ آہستہ بوسہ دے رہی ہے۔ اس

امن و آشتی کے مذہب کی تبلیغ سے دنیا صلح و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔ دنیا کو جنگ و جدل کے خونخوار عفریت سے پناہ اور نار جہنم سے نجات مل جائے گی۔ تمام مخلوق خدا ایک ہی خاندان کے افراد نظر آئیں گے۔

اس لئے آپ سے مودبانہ درخواست ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت ووکنگ مسلم مشن کو فراموش نہ فرمائیں۔ اشاعت اسلام کا یہ عظیم الشان کام جو ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ سرانجام پذیر ہو رہا ہے۔ آپ کی زکوٰۃ صدقات، خیرات کا بہترین مصرف ہے۔ جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹری صاحب ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ فرماکر داخل حسنات ہوں۔

ذیل میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں۔ جن میں مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ط وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم ط

(ترجمہ) تم راستبازی کو ہرگز حاصل نہ کرو گے۔ یہاں تک کہ اس سے خرچ کرو جس سے تم محبت رکھتے ہو اور جو کوئی چیز بھی تم خرچ کرو گے تو اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔ (آل عمران آیت ۱۱)

ھاانتم ھؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ج ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ ط واللہ الغنی وانتم الفقراء ج وان تتولو یستبدل قوما غیرکم لا ثم لا یکونوا امثالکم ط

(ترجمہ) دیکھو تم لوگ جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ پس تم میں سے وہ ہے جو بخل کرتا ہے۔ اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ صرف اپنی جان سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔ اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہارے سوائے کسی اور قوم کو بدل کر لے آئے۔ پھر وہ تم جیسے نہ ہوں۔ (سورہ محمد آیت ۳۸)

خادم

(خواجہ) عبدالغنی

سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

مغرب کی تمدنی زندگی کی دوبارہ تعمیر کا ذریعہ

(از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ)

زکوٰۃ پانچ ارکان اسلام میں سے ہے دُنیا میں کوئی شخص صرف اپنے نفس ہی کے لئے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسے کسی اصول اور نصب العین کو پیش نظر رکھ کر زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ اور ایک مسلم کا سب سے بڑا نصب العین اللہ تعالےٰ کی عبودیت اور اس کی رضا کو دنیا میں قائم کرنا چاہیئے۔

کوئی شخص دنیا میں صرف اپنے آپ ہی زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ بلکہ ایک سوسائٹی کا ممبر ہونے کی حیثیت سے صدیوں کی بنی ہوئی تہذیب و شائستگی کا مسالہ اسے مل گیا ہے۔ اور وہ اس حفاظت سے فائدہ اٹھا رہا ہے جو قوم کی متحدہ زندگی اور رضا سے اسے حاصل ہوئی ہے۔ انسانی تاریخ کا ایک نہایت شاندار باب وہ ہے جو اسلام نے تیار کیا ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے جو بہترین اور دیرپا ثابت ہو رہی ہے۔ آج مسلمان قوم ایک عارضی وقفہ کے بعد پھر اپنی زندگی کا ثبوت دے رہی ہے۔

اس نصب العین کے حصول کے لئے جس کی تائید کے لئے اسلام کھڑا ہے کم از کم حصہ جو ایک مسلمان لے سکتا ہے وہ زکوٰۃ کی ادائیگی ہے۔ اور یہی وہ کم از کم قیمت ہے جو تہذیب و حفاظت کی ان برکات کے لئے اسے ادا کرنی پڑتی ہے جو اسلامی سوسائٹی سے اسے عطا ہوئی ہیں۔

یہ امر کہ قرآن کریم نے خود زکوٰۃ مقرر کی ہے۔ اس سے اس کا حکمت الٰہیہ کے مطابق ہونا ظاہر ہے۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کی شکر گزاری کا موجب ہونا چاہیئے۔ آج ہم نا اتفاقی اور بگڑے ہوئے حالات میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ تک تو اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کا جوش خطرناک طور پر سرد ہو چکا تھا۔ اور اسلامی ثقافت کے پہلو میں تنزل کے آثار پیدا ہو چکے

تھے بہ الفاظ دیگر مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اسلامی ثقافت اور مذہب خطرے کی حالت میں تھا۔

لیکن وہ ادارہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس عام تنزل اور بداخلاقی کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا کی وہ ووکنگ مسلم مشن ہے۔ اس نے نہ صرف مسلمان قوم میں اسلام کے فراموش شدہ نصیب العین کے لئے روح پیدا کی ہے بلکہ ان میں متحدہ طور پر عمل کرنے کی خواہش پیدا کی ہے۔ جس کے بغیر کوئی قومی زندگی ممکن نہیں۔

ووکنگ مسلم مشن کی سرگرمیوں نے تمام دنیا کی مسلمان قوم کے خیالات میں جوش و ہیجان پیدا کر دیا ہے اور ان کے دلوں میں از سر نو یہ امید بھر دی ہے کہ اسلام کی ثقافت اور روحانی طاقت پھر عود کرے گی۔ کیونکہ اس مشن کا یہ اعلان شدہ مقصد ہے کہ مغرب کی ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی جنگیں ہی زیادہ تر مسلمانوں کی نااتفاقی کا موجب ہوئی ہیں تمدنی زندگی کی تعمیر دوبارہ اسلامی اصولوں کے مطابق عمل میں آئیگی۔

اس لئے یہ کوئی ناواجب مطالبہ نہیں کہ ہم قوم سے یہ درخواست کریں کہ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا پورے طور پر بندوبست کریں۔ اور کم از کم اس کا نصف حصہ مشن کے فنڈ کی تقویت کے لئے دیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مشن کا فنڈ قوم کی عام لاپرواہی کی وجہ سے کچھ زیادہ مضبوط نہیں۔

ہم پبلک کو جہانتک ممکن ہے اپنی سرگرمیوں سے مطلع کرتے رہے ہیں۔ یقین کیجئے۔ کہ ہمارے خیالات نری خوابیں ہی نہیں ہیں۔ امید ہے کہ آپ نہ صرف اپنی ہی زکوٰۃ کا ایک حصہ بھیجینگے بلکہ اپنے دوستوں اور واقفوں کو بھی اپنی شاندار مثال کی تقلید اور پیروی کی ترغیب و تحریص دینگے۔

خدا کرے ہم سب میں وہ قوت ارادی پیدا ہو جائے جس کا ایک ایسے زمانہ میں اس مقصد کی تکمیل و تائید کے لئے پیدا ہونا نہایت ضروری ہے۔ جو ہماری موجودہ نسل کی تاریخ میں نہایت نازک لیکن نہایت دلچسپ زمانہ ہے۔

برادرانِ اسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بیدار مغز برادران اسلام کی دریا دلانہ اخلاقی و مالی امداد شرمندۂ بیان نہیں۔ ووکنگ مسلم مشن کی روز افزوں ترقی حقیقتاً آپ کی متواتر کرم فرمائیوں کا نتیجہ ہے۔ سابقہ اعانت کی بنا پر ہم آپکی خدمت میں ایک عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔ ع گر قبول افتد زہے عزو شرف۔

مغربی حلقہ میں استقلال کی قدر و منزلت ہے۔ گزشتہ پچیس سال میں ووکنگ مسلم مشن کے اراکین کی پیہم اسلامی مساعی سے اہل برطانیہ کو اس امر کا کامل یقین ہو گیا ہے کہ انجام کار **سرزمین مغرب میں اسلام کا بول بالا** ہو گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ ووکنگ مسلم مشن کو ہر ممکن طریق سے تقویت دی جائے۔ اس کی تبلیغی سرگرمیاں نہایت منفعت بخش ثابت ہوتی ہیں۔ کم از کم دس ہزار **اسلامک ریویو کی کاپیاں** مغربی کتب خانوں میں مفت جائیں۔ ہماری اسلامی مطبوعات اگر کثرت سے مغربی حلقہ میں تقسیم ہوں تو کافی شاندار نتائج پیدا ہو سکتے ہیں اہل مغرب کی رغبت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

ہم مسلمان اپنی پنجوقتہ نمازوں میں اھدنا الصراط المستقیم کا ورد کرتے ہیں یعنی اے خدا تو ہمیں سیدھے رستہ پر لا۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ موجودہ مغربی حالت متقاضی ہے کہ ہم تبلیغ اسلام کا بیڑا اٹھائیں۔ سرزمین انگلستان میں تبلیغ اسلام ایک ضرورت وقت ہے۔ اندریں حالات اگر مسلم بھائی ہمیں مالی تقویت پہنچائیں تو اس سے اہم قربانی اور سیدھا رستہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

ووکنگ مسلم مشن آپ کی خیرات، صدقات، زکوٰۃ کا زیادہ مستحق ہے۔ میں عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان مدات کا مصرف ووکنگ مسلم مشن کو ٹھیرائیں۔ مسجد ووکنگ کا قیام و ووکنگ مسلم مشن کی امداد کا محتاج ہے۔ مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامک ریویو اور اس اسلامی لٹریچر کی اشد ضرورت ہے جو آئے دن مسجد ووکنگ سے شائع ہوتا رہتا ہے۔ اگر ریویو کی دس ہزار کاپیاں سال بھر یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں مسلسل جاتی رہیں تو ایک انقلاب عظیم پیدا ہو سکتا ہے۔

خادم :- خواجہ عبد الغنی سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ

عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور

قرآن کریم کا تخیل اللہ تعالیٰ کے بارے میں

(از جناب شیخ مشیر حسین قدوائی بیرسٹر ایٹ لاء)

(بہ تسلسل جلد ۲۳ نمبر ۸)

اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے دو اسماء الرب اور الرحمٰن کے علاوہ بعض اور اسماء حسنیٰ بھی ہیں۔ جو صاحبان دانش و بنیش کے لئے صفات باری تعالیٰ عزاسمہٗ کے سمجھنے میں بہت کچھ ممد و معاون ہو سکتے ہیں۔ وہ اسمائے حسنیٰ یہ ہیں:-

المہیمن - یعنی وہ جو دوسروں کی خطرے کے وقت حفاظت کرتا ہے۔

الخالق - یعنی پیدا کرنے والا۔

الرقیب - یعنی نہایت غور سے دیکھنے والا۔

البارئ - یعنی پیدا کرنے والا یا بنانے والا۔

الحافظ - یعنی حفاظت کرنے والا۔

المصوّر - یعنی تصویر بنانے والا۔ کسی چیز کا گھڑنے والا یا بنانے والا۔ یا نقشہ کھینچنے والا۔

الحکیم - یعنی حکمت والا۔ دانا۔

الخبیر - یعنی ہر چیز سے واقف اور خبردار۔

المبدی - یعنی ابتدا یا شروع کرنے والا۔ (سبب اولیٰ)

المحی - یعنی زندگی کا دینے والا۔ زندہ کرنے والا۔

الجبار - یعنی اپنی مرضی کے مطابق دوسروں سے کام کرانے والا۔

الحی - یعنی ہمیشہ زندہ رہنے والا۔

المعید - واپس لوٹانے والا۔

القیوم - بذاتہٖ قائم اور دوسروں کو قائم رکھنے والا۔

المقدم - وہ جو دوسروں کو تقدیم و ترجیح دیتا ہے۔

الازلی - ہمیشہ سے قائم -

الباعث - پھر اٹھانے والا -

الباقی - ہمیشہ رہنے والا جس پر فنا نہ آئے -

الممیت - موت وارد کرنے والا -

الاول - سب سے پہلے موجود - سب سے اول -

الآخر - سب سے بعد رہنے والا -

ایک سائنسدان کو نظام شمسی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا چاہیئے - بلکہ اس قدر دور جانے کی بھی ضرورت نہیں وہ اپنے نفس پر ہی ایک نظر غائر ڈالے اور اپنے آپ سے مندرجہ ذیل سوالات کرے - یہ وہی سوالات ہیں جو قرآن مجید نے انسان کی عقل و فہم کو تیز کرنے کے لئے اس سے کئے ہیں -

ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخالقون ٥ ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون - ام عندھم خزائن ربك ام ھم المصیطرون - (سورہ الطور)

کیا وہ کسی چیز سے پیدا نہیں کئے گئے ؟ کیا وہ اپنے خالق آپ ہیں ؟ کیا انہوں نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا ہے نہیں نہیں وہ کچھ یقین نہیں رکھتے - کیا وہ خدا کے خزائن اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں ؟ یا وہ مسلط ہیں ؟

اور قرآن مجید بیانگ دہل یوں چیلنج دیتا ہے :-

ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابًا ولو اجتمعوا لہ ط وان یسلبھم الذباب شیئًا لا یستنقذوہ منہ ط ضعف الطالب والمطلوب ٥ ما قدروا اللہ حق قدرہ ط ان اللہ لقوی عزیز ٥ (سورہ الحج)

ترجمہ - اور جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو (خواہ وہ مشرکین کے بت ہوں یا دوسرے مذاہب کے تجویز کردہ خدا کے "بیٹے" اور "بیٹیاں" ہوں یا انسان جن کو خدا مانا جاتا ہے یا سائنسدانوں کا "مادہ" اور "طاقت" ہو) وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے گو وہ سب اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں - اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے - طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں - انہوں نے اللہ کو نہیں پہچانا جس طرح اس کے پہچاننے کا حق ہے لاریب اللہ طاقتور غالب ہے -

یہ امر ہر ایک شخص پر واضح ہے کہ کوئی شخص، کوئی جماعت، کوئی قوم اس بات کا دعوے نہیں کر سکتی کہ وہ اس

دنیا کے تمام واقعات وحالات کا علم تام رکھتی ہے۔ ایسی چیزیں بے انتہا ہیں جو اب تک انسان کے تصرف کے احاطہ سے بالکل باہر ہیں۔ حالانکہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اور دُنیا میں کسی جاندار کو ایسے قوائے ذہنی وعقلی نہیں دیئے گئے جیسے کہ انسان کو۔ پس اس دنیا کا موجودہ نظام یا بالفاظ دیگر اس عالم کا مقررہ قوانین وقواعد کے مطابق ایک منتظم طریق پر چلنا اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ لازماً ایک عظیم الشان ہستی ہے جو انسان سے بالاتر ہے۔ اور جو تمام کائنات پر حکمران اور تمام واقعات وحالات اس کے احاطۂ قدرت میں ہیں۔

جس چیز، جس طاقت، اور جس شے کو سائنسداں اور فلاسفر غور وخوض کے بعد تجویز کرینگے اسی کو اسلام خالق رب اور محیط کل تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ ایسا خالق یا ایسا صانع۔ ایسا رب یا ایسا محیط کل، تمام عیوب ونقائص سے منزہ اور کلّی طور پر پاک ہو اور جو جامع جمیع صفات حسنہ اور تمام خامیوں اور کمزوریوں سے کلیۃً مبّرا ہو۔ اسلام ایسے خدا کو پیش کرتا ہے جو کمالات ظاہری وباطنی کا اعلیٰ وجہ الاتم مالک ہو اور اپنی صفات میں بے نظیر و بے مثل ہو۔ یہ تخیل خدا کا فی الحقیقت نہایت عظیم الشان اور غایت درجہ ارفع واعلیٰ ہے۔ اب اس تخیل پر کسی بحث کی ضرورت نہیں۔ اور جب خدا کے ایسے تخیل پر یقین کیا جائے۔ تو یہ فی نفسہ ایک حقیقت مبنیہ ثابتہ مسلمہ ہے جس کے لئے بیرونی دلائل وشواہد کی ضرورت نہیں۔ یہی تخیل خدا کا ایسے بہت سے پیچیدار عقدوں کو اور رازہائے سربستہ کو منکشف کر دیتا ہے جن کا تعلق اس کائنات اور اس کے نظام سے ہے۔ ہر ایک سائنسداں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اقلیدس اپنی سائنس کو کبھی معرض وجود میں نہ لاسکتا اگر کوئی حقیقت ثابتہ مسلمہ اس کے سامنے نہ ہوتی۔ آپ ایک مثلث مساوی الساقین کے دو ضلع اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ یہ تیسرے ضلع سے بڑے ہیں ناپ سکتے ہیں لیکن جب تک آپ "پاؤنٹ" یا "نقطہ" کی مسلمہ تعریف پر یقین نہیں رکھتے آپ کبھی بھی "مسئلہ ثبوت طلب" کو ثابت نہیں کرسکتے اسی طرح جب تک آپ اللہ تبارک وتعالیٰ پر اور ان صفات حسنہ پر جو قرآن مجید نے بیان فرمائے ہیں ایمان نہیں رکھتے اس وقت تک اس کائنات کے رازہائے سربستہ اور اس کی حقیقت اور کنہہ آپ پر کبھی منکشف نہیں ہو سکتی اس حقیقت مبنیہ ثابتہ مسلمہ پر ایمان لانے کے بعد ہمیں اس عالم کی کنہہ سمجھنے کے لئے اپنی عقل کو کام میں لانا چاہئے

قرآن مجید فرماتا ہے:-

"وصکم بہ لعلکم تعقلون (سورۃ الانعام آیت ۱۵۲) یعنی اس کام کو حکم دیتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو"۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ یعنی علم کے بغیر خدا کو پہچاننا ناممکن ہے مسلمانوں کو قرآن کا حکم ہے کہ تمام چیزوں کو سمجھنے کے لئے اپنی عقل سے کام لیں۔ حتیٰ کہ خدا پر ایمان لانے میں بھی

عقل خداداد استعمال کریں۔

یہ امر کہ خدا کا یہ تخیل جو اسلام نے پیش کیا ہے سیاسی، مدنی اور اخلاقی طور پر بنی نوع انسان کے لئے ازحد سود مند ہے اس کا ثبوت مسلمانوں کی اس معجز نما ترقی سے ملتا ہے جو انہوں نے ایک قلیل عرصہ کے اندر کی۔ نیز اس کا ثبوت ان مدنی اور اخلاقی انقلابات سے ملتا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے ان کے زمانہ ہی میں رونما ہوئے جبکہ مسلمان قوم خدائے بزرگ و برتر پر ایک کامل اور راسخ ایمان رکھتی تھی۔ ایسا ایمان کہ پہاڑ بھی اس کے سامنے پرکاہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسی خدائی تخیل کی بنیادوں پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی قوم پیدا کی جو نمونہ کا کام دے سکتی ہے۔ اور درحقیقت یہ ایک بے نظیر نمونہ تھا۔ دُنیا نے لاکھوں پلٹے کھائے۔ اور کروڑوں انقلاب اس پر آئے لیکن ہمت و شجاعت میں، محبت و مودت میں، اخلاق میں، ذہنی اور علمی کمالات میں اور فتوحات ملکی میں ایسی قوم کہیں نظر نہیں آتی۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے اسی تخیل کی بنا پر ایک "عالمگیر سلطنت" کی بنیاد رکھی جو تاریخ عالم میں بلحاظ اس امر کے کہ ہر ایک شہری کا خیال اور اس کی بہبود و سود کا فکر اس کے مدنظر تھا اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ جسقدر زیادہ شدومد سے مسلمان خدا کے اس تخیل پر ایمان رکھتے تھے جو قرآن نے پیش کیا ہے اسی قدر زیادہ خوش حال اور بااقبال ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہنی قوٰے اور ان کی عقل زیادہ تیز ہو گئی۔ یوں کہنا چاہیے کہ ایک نئی دُنیا پیدا ہو گئی۔ جو کیا بلحاظ مذہبی اعتقادات کے، کیا بلحاظ، سیاسی تمدنی اقتصادی اور اخلاقی مقاصد کے نئی تھی۔ بالفاظ دیگر ایک نئی تہذیب، ایک نیا تمدن ایک اقل عرصہ کے اندر معرض وجود میں آگیا۔

اپنی کتاب "The new world of Islam" کے دیباچہ میں ڈاکٹر سٹوڈرڈ رقم طراز ہے کہ "ظہور اسلام انسانی تاریخ میں شاید سب سے زیادہ عجیب و غریب اور حیرت انگیز واقعہ ہے۔ ایک ایسی قوم میں اور ایک ایسے ملک میں جس کی طرف کوئی آنکھ بھی نہیں اٹھ سکتی تھی۔ اسلام ایک صدی کے اندر اندر کمال سرعت سے نصف ربع مسکوں پر پھیل گیا۔ بڑی بڑی زبردست سلطنتوں کو اس نے پاش پاش کر دیا۔ بڑے بڑے قدیم مذاہب کو اس نے تہ و بالا کر ڈالا۔ اور قوموں کی روح کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور اس طرح سے کلیتہً ایک نئی دنیا پیدا کر دی۔ یعنے دنیائے اسلام کو ربع مسکوں پر قائم کر دیا۔

جس قدر زیادہ غور و خوض سے ہم اسلام کے اس تعمیری کام کو دیکھتے ہیں اسی قدر زیادہ عجیب و غریب یہ نظر آتا ہے۔ دوسرے مذاہب نے آہستہ آہستہ بڑی سخت جدوجہد کے بعد اپنے قدم جمائے اور بالآخر

ان کو اپنی کامیابی کے لیئے زبردست حکمرانوں اور بادشاہوں کی ضرورت پڑی ۔عیسائیت میں قسطنطین ۔بدھ مت میں اشوک، زرتشتیوں میں سائرس ۔ ان سب کو اپنے اپنے مذاہب کو ترویج دینے کے لئے بڑی سخت مادی طاقت کو کام میں لانا پڑا ۔لیکن یہ فخر اسلام کو ہی حاصل ہے کہ یہ کبھی کسی بیرونی طاقت کا محتاج نہ ہوا ۔ اور اس کو کسی مادی طاقت، کسی دنیوی حکومت کی ضرورت محسوس نہ ہوئی ۔ ایک صحرا میں اس کا ظہور ہوا جس میں کہیں کہیں خانہ بدوش اقوام بستی تھیں جنھیں انسانی تاریخ میں کوئی امتیاز اور عزت حاصل نہ تھی ۔ باوجود ان ظاہری نقائص کے اسلام بڑی بڑی مادی طاقتوں کے خلاف صف آراء ہوگیا ۔ اور اس کی پشت پناہ پر چند کمزور انسانوں کے سوا کوئی نہ تھا ۔ لیکن کرشمۂ قدرت دیکھئے کہ ایک اعجازانہ رنگ میں تمام عالم پر غالب آگیا ۔"

مسٹر سٹوڈرڈ بالکل بجا فرماتے ہیں ۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قوموں کی ارواح کو از سر نو تعمیر کیا یہی آپ کا بڑا معجزہ تھا ۔ اور یہ حقیقت ہے کہ یہ عظیم الشان کام آپ اسی خدا کے تخیل کی برکت اور اس کے طفیل اور اس کے ذریعہ سے سرانجام دے سکے ۔ اب ذرا ڈبلیو آر سٹی فنز صاحب کا اعتراف بھی ملاحظہ فرمائیے ۔ لکھتے ہیں ۔

وہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) ایک ایسے ملک میں پیدا ہوئے جہاں سیاسی نظام، عقل و خرد کی بنا پر کسی چیز کا ماننا اور پاک وصاف اخلاق کلیتہً مفقود تھے ۔ آپ نے ان تینوں چیزوں کو پیدا کر دیا ۔عقل خداداد اور ذہانت طبعی کے ایک ذرا سے کرشمہ سے آپ نے اپنے اہل ملک کے سیاسی حالات، مذہبی معتقدات اور اخلاق میں بیک وقت اصلاح فرمادی ۔" یہ عقل خداداد کا کرشمہ کیا تھا ؟ یہی خدا کا تخیل جو خدا نے اپنی پاک وحی کے ذریعہ آپ پر منکشف فرمایا تھا ۔ اسی کے ذریعہ آپ نے تمام سیاسی اور تمدنی نظاموں کے اندر بلند اخلاقی اصول کی بنا پر ہر ایک محیر العقول انقلاب پیدا کر دیا ۔

ابتدائے مضمون میں بعض ایسے وصفی اسمائے الٰہیہ دیئے گئے ہیں جو فلاسفروں اور سائنسدانوں کے لیئے رہنمائی کا موجب ہو سکتے ہیں ۔لیکن اسلام محض سائنسدانوں ہی کی رہنمائی نہیں کرتا کیونکہ دنیا محض سائنسدانوں کے لیئے ہی نہیں ہے ۔ اسلام کی درخشاں اور نمایاں کامیابی اسی مرکوز ہے کہ یہ ایک اخلاقی معلم، ایک مصلح تمدن اور ایک سیاسی مدبر کی رہنمائی کرتا ہے ۔ یہ اسلام کا ایک طرۂ امتیاز ہے کہ یہ مذہب بھی ہے اور ایک نظام بھی ہے ۔ جہاں بلحاظ مذہب ہونے کے یہ اس قدر دلفریب اور دلکش ہے اس کے ساتھ ہی بلحاظ ایک نظام ہونے کے کچھ کم حیرت انگیز نہیں ۔ اسلام میں خدا کا تخیل محض ہماری روح کو تسکین نہیں بخشتا بلکہ ہمارے قوائے ذہنی کی تربیت اور ہماری دنیوی ضروریات کو بھی پورا کرنے میں ہماری رہبری کرتا ہے ۔ یہ ہمارے اخلاق کو بلند کرتا ہے ۔ اور محض

ہماری ذات تک ہی ہمیں نیک اور صالح نہیں بناتا بلکہ تمام سوسائٹی کو مہذب بنا دیتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ساری دنیا کی اصلاح کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیات ہیں (جن میں سے بعض ذیل میں درج ہیں) جو انسان کے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کرنے میں بہت بڑی ممد و معاون ہیں۔ سورۂ المومنون کی ابتدائی آیات ملاحظہ فرمائیے۔

قد افلح المومنون ۵ الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون ۵ والذین ھم عن اللغو معرضون ۵ والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون ۵ والذین ھم لفروجھم حٰفظون ۵ الا علیٰ ازواجھم او ماملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین ۵ فمن ابتغیٰ وراء ذالک فاولٰئک ھم العٰدون ۵ والذین ھم لاماٰنتھم وعھدھم راعون ۵ والذین ھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون ۵ اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ، ھم فیھا خالدون ۵ (مومنون)

(ترجمہ) یہ مومن یقیناً کامیاب ہیں جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ اور جو پاکیزگی کے لئے کام کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں سے یا اس سے جسکے ان کے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ تو وہ ملامت نہیں کئے گئے۔ لیکن جو اس سے آگے نکلنا چاہیں وہ حد سے بڑھنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی وارث ہیں جو فردوس کو ورثہ میں لیتے ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔

خدا کا وہ تخیل جو قرآن مجید نے پیش کیا ہے اور جو انسان کی اخلاقی اور تبلیغی ترقی اور اس کے اندر اخلاق فاضلہ پیدا کرنے میں اس قدر ممد و معاون ہے وہ علاوہ دیگر بہت سی آیات قرآنی کے مندرجۂ ذیل اسمائے الٰہیہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے:۔

المالک ۔ آقا

الملک ۔ بادشاہ

القدوس ۔ پاک

السلام ۔ امن کا پیدا کرنے والا ۔ امن دینے والا ۔

الجبار ۔ جو دوسروں سے اپنی مرضی کے مطابق کام لے سکتا ہے ۔

الغفار ۔ بہت بڑا بخشنے والا ۔

القاہر ۔ جو سب پر غالب ہے ۔

الوھاب ۔ نہایت بخشش کرنے والا۔

الرزاق ۔ بڑا رزق دینے والا۔

العلیم ۔ سب کچھ جاننے والا۔

السمیع ۔ ہمیشہ سننے والا۔

البصیر ۔ سب کچھ دیکھنے والا۔

الحکم ۔ فیصلہ کرنے والا۔

العادل ۔ عدل کرنے والا۔

الخبیر ۔ جو ہر چیز سے واقف اور خبر رکھنے والا ہے۔

الحسیب ۔ محاسبہ کرنے والا۔

المحصی ۔ حساب کرنے والا۔

الرؤف ۔ نرمی برتنے والا۔ مہربان بالخصوص رفع مشکلات میں۔

مالک الملک ۔ تمام بادشاہتوں کا بادشاہ

ذوالجلال والاکرام ۔ شان، طاقت عزت وعظمت اور رحم کا مالک۔

المقسط ۔ انصاف دینے والا۔

المغنی ۔ جو دوسروں کو امیر بنا دیتا ہے اور دولت غنا بخشتا ہے۔

الھادی ۔ ہدایت کرنے والا۔

الصبور ۔ صبر کرنے والا۔

مفصلہ بالا اسمائے الٰہی کا مطالعہ کرتے ہوئے قارئین کرام کو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ تخلقوا باخلاق اللہ ۔ یعنی اپنے آپ کو اخلاق الٰہیہ میں رنگین کرو ۔ کیا اس سے بہتر اور بلند کوئی مقصد انسانی زندگی کا ہو سکتا ہے جو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اپنے آپ کو اخلاق الٰہیہ میں رنگین کرو ۔ لاریب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کرام اور آپؐ کے تابعین علیہم الرحمۃ نے اپنے آپ کو بحد امکان خدائی صفات سے متصف کیا اور اسی وجہ سے محض چند سالوں کے عرصہ کے اندر انہوں نے عربوں، ترکوں اور مغلوں کی پرانی راسخ شدہ عادات کو بدل ڈالا۔

یہ اقوام وہ ہیں جو دراصل نہایت وحشی تھیں لیکن ان پاک نفوس کی برکت اور اثر سے وہ مہذب اور نیکو شعار بن گئیں - ان میں شجاعت اور بہادری کے جوہر پیدا ہو گئے - اور وہ دنیا میں جدید تہذیب و تمدن کی بانی بن گئیں - یہ اسی تخیل ذات باری کا نتیجہ تھا کہ ایک نہایت قلیل عرصہ کے اندر ایک آزاد قوم جسکو صحیح معنوں میں جمہوریت کہنا چاہیئے پیدا ہو گئی اور ایک ایسی سلطنت معرض وجود میں آگئی جس میں اشتراکیت کا رنگ بوجہ ادنے جھلکتا تھا جس کی دولت و قسمت میں ملک کے ہر کہہ و مہہ شریک تھے اور بڑے چھوٹے کا امتیاز نہ تھا اور تعلقات اخوۃ و مساوات میں اپنی نظیر نہ رکھتی تھی اسی تخیل کا ہی نتیجہ تھا کہ اس قوم میں جو ایک صدی کے اندر اندر تمام روے زمین میں پھیل گئی علم اور ترقی کی ایک نہ بجھنے والی پیاس پیدا کر دی گئی تھی اور مسلمان اس قابل ہو گئے کہ انہوں نے ایک بجلی کی سرعت کے ساتھ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ فتح کر ڈالا - ان کی فتوحات دو گونہ تھیں - ایک ملکی اور دوسرے علمی و اخلاقی - یا بالفاظ دیگر وہ تہذیب و تمدن کے لحاظ سے بھی بہت بڑے فاتح تھے - کیا ایسی قوم اور ایسی سلطنت سے بہتر کسی قوم کا بننا ممکن ہو سکتا ہے جو ایسے افراد پر مشتمل ہو جن میں وہ اوصاف پائے جائیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے -

ممکن ہے کسی کو یہ خیال گزرے کہ کسی مذہب کا پیش کردہ تخیل ذات باری محض اسی حد تک نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ ایک فلاسفر، ایک سائنسدان یا ایک مدبر یا ایک مقنن یا ایک اخلاقی معلم کی ہی تسکین اور تسلی کا موجب ہو سکے بلکہ اس تخیل میں وہ تمام سامان چاہئیں جن میں انسانی روح کی تڑپ کا علاج ہو مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام اس سے بھی عاری نہیں - یہ فخر بھی بجا طور پر اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس میں بڑے بڑے اولیاء اللہ اور بلند مرتبہ ربانی انسان پیدا ہوئے - جن کی نظیر دوسرے مذاہب میں تلاش کرنے سے نہیں ملتی -

---

اسلام میں "نماز" کی ظاہری اور باطنی اہمیت

(جناب خان بہادر حاجی بی۔ ایم۔ کے۔ لودھی صاحب)

حصہ اول

تمہید

مذہب کی مختصر تعریف دو اہم اصول پر مشتمل ہو سکتی ہے:۔

الف۔ ایسی ہستی پر ایمان جو نہ صرف انسان بلکہ تمام مخلوقات سے اعلیٰ وارفع ہو۔ اور

ب۔ ایسی عظیم الشان ہستی کی پرستش۔

یہ عقیدہ نہایت قدیم ہے۔ ایسا ہی قدیم جیسا کہ خود انسان یا ایسا قدیم جیسی کہ انسانی عقل وشعور۔ اور ایسا فطری ہے جیسا کہ خود انسان کے اندر مذہبی استعداد ودیعت کی گئی ہے۔ "اس کائنات میں کوئی چیز ایسی عظیم الشان نہیں ہے جیسی کہ انسان۔ انسان میں کوئی چیز ایسی بڑی نہیں ہے جیسا کہ قلب اور انسان کے دماغ میں کوئی چیز ایسی بڑی نہیں ہے جیسی کہ خدا کا تخیل" یہ وہ کلمات ہیں جو سر ولیم ہملٹن کی زبان قلم سے نکلے ہیں۔

اسلام میں نماز کی اہمیت } ایک ایسے خالق مطلق پر ایمان لانے سے ہی جو اپنے ارادہ اور قوت اور صفات رحیمیت میں بے نظیر و بے مثل ہو انسان کے اندر ایسی ہستی کے متعلق "عزت وعظمت" کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ قطع نظر ان تذکروں کے جو مذہبی کتب میں پائے جاتے ہیں۔ جن محققین نے قدیم زمانہ کے حالات وواقعات کا تفحص کیا ہے جیسا کہ پروفیسر سکاٹ ایلیٹ نے پتہ لگایا ہے کہ خدا سے ڈرنے کا جذبہ نہایت بعید قدیم زمانہ میں بھی پایا جاتا تھا۔ یوں کہنا چاہیئے کہ قبل از زمانہ تاریخ انسان میں بھی یہ جذبہ موجود تھا۔ وہ چیز جو اس خوف کے جذبہ سے پیدا ہوئی اس کو اصطلاح مذہب میں پرستش کہتے ہیں (ملاحظہ ہو ایڈورڈ کلاڈ کی کتاب Story of Creation)

بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ پرستش کے ابتدائی جراثیم "خوف" میں مضمر تھے۔ اسی بنا پر یہ ضرب المثل مشہور ہے کہ "خدا کو بنانے والی پہلی چیز خوف ہے[1]" خوف کے بعد اعتقاد پیدا ہوا۔ اور اعتقاد کے بعد پرستش۔

---

[1] یہ انگریزی ضرب المثل کا ترجمہ ہے۔ اردو علم ادب میں کوئی ایسی ضرب المثل نہیں ہے۔ مترجم۔

اور اعتقاد "خوف" اور پرستش کے اجزائے ثلاثہ سے وہ ڈھانچا تیار ہوا یا وہ نظام قائم ہوا جسکو مذہب کہا جاتا ہے۔

لہٰذا پرستش خدا کے قرب اور اس کے وصال کی تڑپ کا جو انسان میں پائی جاتی ہے ایک کامل مظاہرہ ہے یہ وہ عمل ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ پرستش کرنے والا

(الف) اپنے سے اعلیٰ اور ارفع ہستی سے طالب امداد اور رہنمائی کا خواہاں ہے۔ (اور اس ہستی پر اس کو یقین ہے کہ وہ اس قدر زبردست ہے کہ اس کی امداد اور رہنمائی پر قادر ہے)

(ب) اس عظیم الشان طاقت سے وہ ڈرتا ہے۔

(ج) اس عظیم الشان طاقت کے سامنے عجز و انکسار کا اظہار کرتا ہے۔

(د) اس طاقت کی وہ تعظیم و تکریم کرتا ہے جو بالآخر مقام محبت پر اس کو لیجاتی ہے۔

(س) اس سے وہ رحم کی امید رکھتا ہے

(ص) وہ اپنے اسقام و عیوب یا غلطیوں پر ندامت یا افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور

(ش) اس کے حضور تائب ہوتا ہے۔

یہ بڑے بڑے اجزائے ترکیبی ہیں جن سے پرستش یا عبادت کا نظام ترکیب پاتا ہے۔ اور اس کا آخری نتیجہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کے قرب کی جلوہ گاہوں میں جا پہنچتا ہے۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ جس طرح ایک بچہ اپنے باپ کی آغوش محبت میں بیٹھ جاتا ہے اسی طرح عابد انسان مقام قدس پر جا پہنچتا ہے ہاں انسان اور خدا کے درمیان ایک پردہ یا حجاب حائل ہے۔ وہ پردہ یا حجاب انسان کا خاکی یا فانی جسم ہے عابد کو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فانی اس ذوالجلال والاکرام ازلی ابدی خدا کے مقام تقدس میں دم مارنے کی طاقت نہیں رکھتا جب تک کہ اس پردہ کو جو درمیان میں حائل ہے کسی وسیلہ سے ہٹا نہ دے۔ اور وہ وسیلہ یا ذریعہ یا وہ آلہ انسان کا قلب ہے۔ محض قلب انسانی اس اعلیٰ اور ارفع ہستی تک پہنچتا ہے۔ دونوں کا اتصال ہو سکتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے مکالمہ و مخاطبہ کر سکتے ہیں۔ ایک طرف دعا۔ تعریف اور التجا کا سلسلہ ہے۔ اور دوسری طرف برکتوں اور رحمتوں کی بارش ہے۔ اس طرح سے دونوں کے باہم اتصال دونوں کے الحاق اور مکالمہ کا نام اصطلاح مذہب میں "نماز" ہے۔ نماز کو ہم ایک نردبان یا سیڑھی سے مشابہت دے سکتے ہیں جس سے قلب انسانی خدا تک جا پہنچتا ہے۔ اور یہی وہ بے بہا نعمت ہے جس سے انسان کا دل

اطمینان حاصل کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ہ نماز میں انسان راحت پاتا ہے۔ اس کو مصائب و آلام برداشت کرنے کی طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ اس نماز کا ہی دوسرا نام عربی میں "عبادت" ہے۔ یہ لفظ نہایت پر معنی ہے۔ اس سے عربی لغت کی وسعت کا پتہ لگتا ہے اور زبان کی اِن خصوصیت پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ الفاظ کے اندر ہی معانی مستور ہیں۔ اور اس حقیقت پر دال ہیں جس کے لئے وہ وضع کئے گئے ہیں۔ عبادت کا مادہ "عبد" ہے جسکے معنے ہیں "غلام" یا "بندہ" اور تمام بنی نوع انسان کو عربی میں "العباد" کہا جاتا ہے۔ ایک غلام یا بندہ اپنے آقا کے سامنے حاضر ہونے کی جرأت نہیں کرتا جب تک کہ اپنے وجود کو درمیان میں سے نہ نکال دے۔ اور اپنی ہستی کو مٹا نہ ڈالے۔ لفظ عبادت کے ابتدائی معنے ہیں کسی چیز کو پیس ڈالنا۔ اس لئے کہ بعض اشیا اپنی شکل بدل لیں ان کے لئے پہلے پس کر خاک بن جانا ضروری ہے۔ علے ہذا اس ذات قائم بنفسہ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی ہستی کو خاک میں ملا دے۔

مشت غبار اپنا تیرے لئے اڑایا
جب سے سنا کہ شرط مہر و وفا یہی ہے

اور لفظ عبادت میں اسی مفہوم کو ادا کیا گیا ہے۔ وسیع معنوں میں اس لفظ کے اندر خلق خدا کی خدمت کا مفہوم بھی آجاتا ہے۔ کیونکہ دوسروں کی خدمت میں بھی انسان ایک قربانی کرتا ہے۔ خواہ وہ قربانی مال و دولت طاقت یا آرام یا وقت یا کسی اور چیز کی ہو۔ یہ ہیں مجملاً اور مختصراً ابتدائی معنے عبادت یا نماز کے۔ اس کے بعد ہم "نماز" کے عام اصول اور اس کے عام پہلو بیان کرتے ہیں۔

حالت نماز میں انسان کو یقین کامل ہونا چاہئے کہ وہ جس کو تلاش کرتا ہے وہ رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید ہ پھر انسان کو یہ بھی یقین ہونا چاہئے کہ جہاں کہیں بھی انسان ہے وہ قادر مطلق اس کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے:۔ وھو معکم این ما کنتم۔ واللہ بما تعملون بصیر (سورہ الحدید) پھر یہ کہ وہ خدا انسان کے سامنے موجود ہے اور وہ اس کو دیکھتا ہے۔ ہاں وہ اس کو دیکھتا ہے اور اس کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ پس ایسا یقین کرو کہ گویا نماز میں خدا تمہارے ساتھ بیٹھا ہے۔ تم اس میں گم ہو گئے۔ تم نماز میں اس قدر گم ہو جاتے ہو اور معبود حقیقی میں اس قدر محو ہو جاتے ہو کہ تمہیں اپنی ہوش نہیں رہتی۔ نہ صرف اپنی بلکہ کل دنیا کی خبر نہیں رہتی۔ اور تمہارا دل تمام دنیوی خیالات سے پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ اور خدا ہی خدا اس کے اندر جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ یہ قلب کی ایک قدرتی

حالت ہے اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ہر ایک ایسے شخص کو جو دوسرے شخص سے گفتگو میں مصروف ہے۔ دوران گفتگو میں وہ اس گھنٹہ کی آواز بھی نہیں سنتا جو عین اس کے سامنے بج رہا ہے۔ ایک بندوق چھوٹتی ہے اور وہ نہیں سنتا۔ اگرچہ بندوق کی آواز قریب ہی ہو۔ تاہم اس کے کان اس کے سننے سے عاری رہتے ہیں۔ ایک گاڑی کا شور وشغب بھی وہ نہیں سنتا بلکہ گاڑی اس کے سامنے سے گزرجاتی ہے وہ محسوس نہیں کرتا۔ جب دنیوی امور میں انسان کے دماغ کی یہ کیفیت ہو تو خود سمجھ لیجئے کہ انسان کس قدر محو ہوگا جب کہ وہ سمجھتا ہو کہ میں احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور اس کے حضور میں اپنی عرضداشت پیش کر رہا ہوں۔ لہٰذا اس میں کچھ تعجب کی بات نہیں کہ حالت نماز میں انسان اپنے آپکو کلیتہً بھلادے۔ اور اپنے نفس کو خدائے واحد کے آستانہ عالیہ پر نثار کردے "فصل لربک وانحر" اپنے رب کی نماز پڑھ اور قربانی کر۔ یہ قرآن مجید کے الفاظ ہیں۔ قربانی خواہ دنیوی مفاد کے لئے ہو، یا کسی روحانی مطلب کے لئے، اس کا ضرور اجر یا انعام ملتا ہے۔

وہ دعا جو تخلیہ میں الگ ہو کر کی جائے زیادہ موثر اور زیادہ بارور ہوتی ہے۔ جب کہ خلوص ومحبت، اور خوف ورجا کے خیالات امنڈ امنڈ کر دل میں آتے ہیں۔ اور وہ دعا کو خدا کے حضور پہنچا دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بالکل قدرتی بات ہے کہ ایک شخص دوسرے کے سامنے اس وقت اپنا دل کھولکر رکھتا ہے جبکہ کوئی تیسرا وہاں نہ ہو۔ علی ہذا جو شخص تخلیہ میں دعا مانگتا ہے جہاں اس کو کوئی نہیں دیکھتا اور کوئی اسے مخل نہیں ہوتا وہ خوب دل کھول کر خدا کے حضور اپنی معروضات پیش کرسکتا ہے۔ اور جو اس کے دل کے پردوں میں چھپا ہو وہ اس کو بلا تکلف عرض کرسکتا ہے۔ اس پر خوف طاری ہوتا ہے۔ وہ خدا کی حمد وثنا کرتا ہے۔ وہ اس کی تسبیح تقدیس کرتا ہے۔ وہ اس سے التجائیں کرتا ہے۔ اپنی غفلتوں اور سیاہ کاریوں پر روتا ہے۔ یہ تمام امور ایسے ہیں جو انسان دوسروں کے سامنے نہیں کرسکتا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مغفرت ہی حاصل نہیں کرتا اور اس کے گناہ ہی بخشے نہیں جاتے بلکہ وہ درگاہ خداوندی سے انعام واکرام کا مورد ٹھیرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف فرماتا ہے ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کبیر۔ (سورۃ الملک) یعنی وہ لوگ جو غائبانہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔ یہ نتائج کب حاصل ہوتے ہیں اور کونسا وقت موزون ایسی نماز کے لئے ہے جس سے یہ انعامات انسان حاصل کرسکتا ہے۔ اس کے لئے رات کا وقت نہایت موزون ہے رات کے وقت میں بالخصوص جبکہ انسان آدھی رات کے بعد بیدار ہوتا ہے اور وہ اپنی روح میں کسی قدر تازگی محسوس

کرتا ہے ۔ اور جبکہ خدا کا دیا ہوا امن و امان سب دنیا پر سایہ فگن ہوتا ہے اور تمام کائنات اپنے مالک کے حضور راجع ہوتی ہے۔ انسان کا دل تمام دنیوی تفکرات سے خالی ہو جاتا ہے ۔ اور جس طرف پر انسان چاہے اس کو کام پر لگا سکتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ رات کی نماز جس کو صلواۃ اللیل یا تہجد کہتے ہیں ۔ اس کے متعلق قرآن مجید میں تاکید آئی ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ **ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک ۔ عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا** (سورہ بنی اسرائیل) یعنے رات کے کچھ حصے میں اس قرآن کے ساتھ جاگتا رہ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہے ۔ امید ہے کہ تیرا رب تجھے بڑی تعریف کے مقام پر کھڑا کرے ۔" یہ نماز فریضہ یعنی پانچ وقت کی نماز کے علاوہ نماز ہے ۔ لفظ تہجد ہجد سے نکلا ہے جسکے معنے ہیں جاگنا ۔ اور اس کے مرادی معنے ہیں رات کے وقت نماز کے لئے نیند سے بیدار ہونا ۔ نیند کو قربان کرنا اور خدا کے لئے جاگنا کوئی معمولی بات نہیں ۔ بہت بڑی قربانی ہے بالخصوص پچھلے حصۂ شب میں جاگنا جبکہ نیند گہری ہوتی ہے ۔ لیکن اس جاگنے اور نماز ادا کرنے کا نتیجہ نہایت شاندار ہے ۔ ایسا شاندار ہے کہ انسان اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا ۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اس کے نتائج انسان کے وہم و تصور میں بھی نہیں آ سکتے ۔ خدا فرماتا ہے کہ **عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا** ۔ تہجد پڑھنے کا غیر معمولی اجر اور ثواب دنیوی اور دینی مفاد پر مشتمل ہے ۔ جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے ۔ ان فوائد کا اندازہ اور قدر و قیمت وہی جانتے ہیں جنھوں نے نماز کو فطرت ثانی بنا لیا ہے ۔ دوسروں پر اس حقیقت کا انکشاف نہیں ہو سکتا اور نہ الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے ۔

نماز کی روحانی لذت

اب ذرا نماز کی روحانی کیفیت اور لذت کا بھی حال سنیئے : پیغمبر اسلام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس دنیا میں تین چیزیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائی گئی ہیں ایک ان میں سے نماز ہے ۔ اس حدیث کے معنے بہت عمیق اور گہرے ہیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے محبت رکھتے تھے یا نماز آپ کی محبوب ترین چیزوں میں سے ایک تھی ۔ اور اس میں آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی ۔ یہ آنکھوں کی ٹھنڈک کیا ہے ؟ کیا یہ وہ ٹھنڈک ہے جو ہم لوگ اس دنیا میں محسوس کرتے ہیں ۔ نہیں ہرگز نہیں ۔ یہ روحانی ٹھنڈک ہے ۔ اس کی اگر آپ تشریح چاہتے ہیں تو مسلمانوں کے بہت بڑے صوفی ابن العربیؒ سے پوچھئے جسکو "مسلم فلاسفروں کا شیخ" کہا جاتا ہے ۔ آپ نے اپنی مشہور و معروف اور مقبول عام کتاب "فصوص الحکم" میں اس پر خوب لکھا ہے (اگرچہ آپ کی یہ تشریح کسی قدر صوفیانہ ہے) بہر حال اس تشریح کا خلاصہ یہ ہے کہ " یہ آنکھوں کی ٹھنڈک وہ ٹھنڈک ہے جو ایک انسان خدا کے قرب سے حاصل کرتا ہے ۔ خدا سے مکالمہ و مخاطبہ سے حاصل کر سکتا ہے ۔ بلکہ اس سے بڑھ کر خدا کے

دیدار کو حاصل کر سکتا ہے۔ اس دنیا میں یا دوسری دنیا میں انسان کے لئے کوئی راحت، کوئی نعمت اور کوئی خوشی ایسی عظیم الشان نہیں۔

سجدہ } جیسی کہ وہ رحمت اور وہ خوشی جو انسان کو سجدہ میں حاصل ہوتی ہے۔ یہ سجدہ ہے جو انسان کو خدا کے قرب میں لے جاتا ہے" واسجد واقترب" خدا کا حکم ہے۔ یعنی سجدہ کرو اور خدا کا قرب حاصل کرو۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلوٰۃ معراج المومنین۔ یعنی نماز مومنین کا معراج ہے معراج حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ اسرا کو کہتے ہیں۔ جس کا ذکر ابتدائے سورہ بنی اسرائیل میں ہے سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہٗ۔ یہ ایک روحانی اسرا تھا جو کامل بیداری کی حالت میں وقوع پذیر ہوا۔ یہ تجلیات روحانیہ تھیں جو اللہ تعالےٰ نے حضرت رسول کریم کو عنایت فرمائیں۔ یہ آسمانی برکات تھیں جو قادر مطلق نے آپ کو بخشیں تاکہ وہ ذات پاک آپ کو اپنے بعض نشانات دکھائے۔ جیسا کہ قرآن کی آیت بالائے آخری الفاظ میں فرمایا لنریہٗ من اٰیٰتنا۔

سجود۔ نماز میں وہ آخری مرحلہ اور عبادت کی وہ انتہائی صورت ہے جس میں انسان کے دل و دماغ دونوں انتہائی اور غایت درجہ عجز و انکسار کا اظہار اپنے مالک حقیقی کے حضور میں کرتے ہیں۔ یہ وہ صورت ہے اور وہ ہیئت ہے جس کو ابلیس یعنی شیطان نے فخر و تکبر میں آکر اختیار کرنے سے انکار کر دیا۔ وکان من الکافرین کا مصداق ہو گیا نعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ اب جبکہ سجود شیطان کے لئے دشمن ثابت ہوا۔ (کیونکہ اس کے نہ کرنے سے وہ مردود ہو گیا) انسان کے لئے یہی سجدہ خدا کی رحمت اور برکت کا موجب ہو گیا۔ شیطان کو شکست دینے کا یہ مطلب ہے کہ انسان اس چیز سے پیار کرے جس سے وہ نفرت کرتا ہے اور اس چیز سے نفرت کرے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

ہمارے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو نماز کی حقیقت کو کمال درجہ پر سمجھتے تھے۔ اور اس کے تاثرات سے کماحقہ واقف تھے۔ آپ جب نماز ادا فرماتے بالکل ایک مختلف حالت میں نظر آتے تھے۔ یوں کہنا چاہئے کہ حالت نماز میں آپ اپنے آپ سے بھی بیخبر ہو جاتے تھے۔ یہ محویت کا عالم تھا جو نماز کی حالت میں آپ پر وارد ہوتا اور آپ اپنے نفس سے بیگانہ ہو کر خدائے تعالےٰ کے وجود میں گم ہو جاتے۔ بخاری میں مرقوم ہے کہ ایکدن جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مکہ میں نماز ادا فرما رہے تھے اور حالت سجود میں تھے کسی ایک شریر شخص نے ابوجہل کے اشارہ پر جو آپ کا ایک سخت دشمن تھا۔ اونٹ کی اوجھڑی حضور کی گردن پر پھینکدی۔ حضرت نبی کریم صلعم نماز میں اس قدر

استغراق کی حالت میں تھے اور اس قدر محویت آپ پر طاری تھی کہ آپ نے اس کو محسوس بھی نہ کیا۔ آپ کی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور انہوں نے اس اوجھڑی کو حضور کی گردن اور شانوں سے اتار پھینکا۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ایک ایسا ہی واقعہ بیان کیا جاتا ہے جو مومنین کے لئے ایک ایسا واقعہ ہے جس سے ان کے قلوب میں ایمان کی حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ آنجناب کے کسی جنگ میں تیر لگا۔ تیر آپؑ کے جسم مبارک میں اس قدر گہرا چلا گیا تھا کہ اس کو نکالنے کی تمام کوششیں ناکام رہیں۔ کیونکہ اس کے نکالنے سے سخت درد اور تکلیف ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر آپؑ نے فرمایا کہ ٹھہرو مجھے نماز پڑھنے دو۔ آپ نماز میں کھڑے ہوئے اور تیر نکالنے سے فوراً نکل آیا۔ اس قسم کی کئی مثالیں بیان کی جاسکتی ہیں۔

ان واقعات میں وہ کونسی چیز ہے جو کلورا فارم کی طرح عمل کرتی تھی۔ یعنی کیا وجہ تھی کہ اس قدر تکلیف اور دکھ کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔ اس کی وجہ وہی تھی جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔ یعنی قلب انسانی کی **کامل محویت** اور خدا میں **کامل جذب**۔ جس سے وہ گویا خدا کو دیکھتے تھے۔ اور خدا ان کی آنکھوں کے سامنے جلوہ گر ہوتا تھا۔ ان کی اس حالت کو اس عاشق زار سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جو اپنے محبوب کے جمال وحسن پر فریفتہ ہو کر اس کے دیدار فرحت آثار میں مستغرق ہو

نماز میں خشوع وخضوع } یاد رکھنا چاہیے کہ ان جذبات اور حسیات کا منبع اور سرچشمہ قلب ہے۔ یہ جذبات وحسیات ایک دریا کی طرح بہہ نکلتے ہیں بشرطیکہ قلب انسان (جو منبع ہے) شک وشبہ کے خس وخاشاک سے پاک وصاف ہو۔ اور محبت واخلاص کے پانی سے معمور ہو۔ جب تک یہ حالت نہ ہو نماز شرف قبولیت حاصل نہیں کرتی اور جب تک اخلاص اور محبت دل میں موجزن نہ ہو اور خشوع وخضوع نماز میں حاصل نہ ہو تب تک نماز خدا کے حضور میں نماز نہیں کہلا سکتی۔ انسان کو قرب الٰہی اسی وقت حاصل ہوتا ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع حاصل ہو اور محبت اور اخلاص سے اس کا دل معمور نہ ہو۔ ایک انگریز محقق کا قول ہے کہ "پاک دل آسمانوں کو چیرتا ہوا نکل جاتا ہے"۔ شیکسپیئر ہیملٹ میں لکھتا ہے۔ کہ:-

Words without thought never to heaven go

یعنی محض لفاظی جس میں اخلاص نہ ہو آسمان تک نہیں پہنچتی۔ اور سر محمد اقبال جو کہ ایک مشہور فلسفی شاعر ہیں ایک جگہ فرماتے ہیں ؎ دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ؛ پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے ؛

یہ اگرچہ وجدانی باتیں ہیں لیکن تجربہ اور سائنس کے خلاف نہیں بلکہ مطابق ہیں جس طرح کہ ایک انسان اگر شکر کہتا رہے تو وہ شیرینی کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔ عین اسی طرح محض زبان سے نماز پڑھ لینا یا تعریف کرنا کچھ فائدہ مرتب نہیں کر سکتا۔

دعا ۔ قلب انسانی ایک Dead Station کا حکم رکھتا ہے۔ اور دماغ انسانی اس طاقت کا مرکز ہے۔ اس مرکز سے ایسی ہی لہریں پیدا ہوتی ہیں جس طرح کہ ایک Set Wireless سے پیدا ہوتی ہیں جسقدر غور و فکر زیادہ شدت سے ہوگا اسی قدر شدت ان لہروں میں بھی پیدا ہوگی۔ بے تار کے پیغامات ۱۸۶۰۰۰ میل فی سیکنڈ کے حساب سے سفر کرتے ہیں۔ لیکن خدا دور نہیں ہے۔ وہ نہایت قریب ہے وہ فرماتا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب (سورۃ البقر) یعنی جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں قریب ہوں"۔ وہ ہمارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ ہم ہوں۔ وہ ہمارے "بے تار" قلب کے ساتھ ہے۔ جہاں ایک طرف پروفیسر ٹنڈل جو کہ Materialism کا مشہور موجد ہوا ہے۔ اس نے سائنس کے ذریعہ سے یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے کہ نماز یا دعا میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ مارکونی نے اسی سائنس سے مستفید ہو کر اس امر کا بزور اعلان کیا ہے کہ نماز کسی دن ایک سائنٹفک حقیقت ثابت ہو جائے گی۔ اس کی تو محض ایک توقع ہی توقع ہے جو کہ سائنٹفک تجارب پر مبنی ہے۔ لیکن تیرہ سو سال پہلے ہی قرآن کریم اس کو ایک حقیقت ثابتہ بیان کر چکا ہے:۔ فرماتا ہے

الف ۔ فاذکرونی اذکرکم (البقرہ) تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا۔

ب ۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان (البقرہ) میں دعا کو جب کہ دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے قبول کرتا ہوں۔

(ج) ادعونی استجب لکم ۔ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرونگا۔ (سورۃ المومن)

اسی قسم کی کئی اور آیات بھی ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے یا اس کی عبادت سے جو فوائد عظیم حاصل ہوتے ہیں وہ اپنی نوعیت میں کثیر در کثیر اور مختلف ہیں اور ان کا مختلف ہونا ذکر الٰہی کی مقدار یا قلت و کثرت پر مبنی ہے۔ جس قدر ذکر الٰہی میں کثرت ہوگی اسی قدر نتائج بھی کثیر ہوں گے۔ بخاری میں حدیث قدسی ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ "میں ایسا ہی ہوں جیسا میرا بندہ میرے متعلق ظن کرتا ہے۔ جس طرح وہ چاہے میرے متعلق ظن کرے"۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ خدا ہمارے متعلق ایسا ہی خیال کرتا ہے جسطرح ہم اس کے

متعلق کرتے ہیں۔ اس امر کو ایک فارسی شاعر نے نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ اگر تم خدا کا خیال اس طرح کرو جسطرح کہ تمہارا حق ہے تو خدا بھی تمہارا ایسا ہی خیال کرے گا جیسا کہ اس کا حق۔ اور اس کی شان کے شایان ہے۔ پھر ایک اور حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو کوئی ایک بالشت میری طرف آتا ہے میں دو بالشت اس کی طرف آتا ہوں۔ جو کوئی دو بالشت میری طرف آتا ہے میں اس کی طرف چار بالشت آتا ہوں۔ اور جو کوئی میری طرف چلکر آتا ہے میں اس کی طرف بھاگتا ہوا جاتا ہوں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ خدا بندہ کا زیادہ طالب ہے بہ نسبت اس کے کہ بندہ اس کا طالب ہو۔ تو پھر کیا انسان اپنی روٹی اور کھانے پینے سے بھی زیادہ خدا کے ذکر و فکر سے غافل ہوگا۔ فریدالدین عطار جو بہت بڑے صوفی گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ نماز انسان کی روحانی خوراک ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس سے اس کی روح تربیت پاتی ہے۔ یہ روح کی غذا ہے۔ روحانی نشو و نما کے لئے یہ ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ جسمانی صحت اور نشو و نما کے لئے خوراک۔ نماز سے غافل ہونا محض یہی نہیں ہے کہ انسان نماز ہی نہ پڑھے بلکہ نماز کو صحیح طور پر ادا نہ کرنا اور حالت نماز میں پوری توجہ اور خشوع و خضوع سے کام نہ لینا یہ بھی درحقیقت نماز سے غافل ہونے کے مترادف ہے۔ فویل للمصلین الذین ھم عن صلوٰتھم ساھون پس افسوس ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں یعنی پوری توجہ اور کمال خشوع و خضوع سے ادا نہیں کرتے۔

وہ چیز جو نماز کو حقیقی نماز بناتی ہے۔ وہ چیز جس سے خدائے بزرگ و برتر اور انسان کے درمیان رشتہ تعلق بندھتا ہے اور جس سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ وہ نماز میں خلوص، نماز میں خشوع و خضوع اور توجہ ہے۔ خدا ظاہری اٹھنے بیٹھنے کو نہیں دیکھتا۔ اس کی نظر انسان کے دل پر پڑتی ہے۔ وہ خلوص کو چاہتا ہے۔ وہ حقیقت کو دیکھتا ہے۔ خدا کی ذات پاک ازلی ابدی ہے۔ وہ احکم الحاکمین ہے۔ قائم بذاتہٖ اور حی و قیوم ہے۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ وہ رب العالمین ہے۔ ان صفات حسنہ کے تقاضا سے وہ بھدی سے بھدی دعا کو بھی سن لیتا ہے خواہ وہ دعا اس ناخواندہ مگر معصوم گڈریا کی ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا۔ اور جس کا ذکر حضرت مولانا روم نے اپنی مثنوی میں کیا ہے اور جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک دن ایک گڈریا نے اپنے ریوڑ کو تو خیر باد کہا اور خدا کی محبت سے سرشار ہو کر ایک نزدیک کی عبادتگاہ میں چلا گیا اور نہایت خشوع و خضوع اور کمال محبت و خلوص سے خدا تعالےٰ کو ان الفاظ سے مخاطب کرنا شروع کیا:۔

ایک گڈریا کی دعا { اے میرے مالک جہاں کہیں کہ تو ہے میں تجھے پہچان لوں گا۔ میں تیری جوتی

کروں گا۔ تیرے بالوں کو کنگھی کروں گا۔ تیری جوتیوں کو صاف کرونگا۔ اور تیرے مکان کو جھاڑو دونگا۔ ہر روز تیرے پینے کے لئے دودھ لاؤں گا۔ اور شہد لاؤں گا۔ . . . . . وغیرہ وغیرہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گڈریا کے یہ الفاظ سن پائے۔ آپ سخت ناراض ہوئے کہ یہ الفاظ خدا کی شان اور اس کی صفات کے شایان نہیں۔ آپ نے اس کو وہاں سے نکال دیا۔ بیچارہ گڈریا روپڑا اپنے کپڑوں کو پھاڑا اور شکستہ دل ہو کر چلا گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ اس قصہ کی جان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر خدا کا عتاب نازل ہوا۔ کہ کیوں انہوں نے ایک گڈریا کو جبکہ وہ اپنی محبت اور شوق میں خدا سے دعا مانگ رہا تھا اور اپنے خلوص کا اظہار کر رہا تھا اس طرح سے جھڑکا اور اس کو اس جگہ سے شکستہ خاطر بنا کر نکالدیا۔ خدا کی وحی موسیٰ پر نازل ہوئی کہ ع۔ بندۂ مارا چرا کردی جُدا ؛ یعنی اے موسیٰ تو نے کیا غضب کیا کہ میرے بندہ کو مجھ سے جُدا کر دیا۔ ؎

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

یعنے اے موسیٰ تو بندوں کو خدا سے جوڑنے کے لئے بھیجا گیا ہے نہ کہ جُدا کرنے کے لئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ میرے نزدیک سب سے بُری بات مخلوق کا خالق سے الگ کرنا ہے اور کسی ایسے شخص پر جبر روا رکھنا مجھے سخت ناپسند ہے۔ میں نے مخلوق اس لئے پیدا نہیں کی کہ وہ میری بڑائی کریں بلکہ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ میرے ساتھ پیوند جوڑیں۔ میں زبان کو نہیں دیکھتا۔ وہ خواہ کیسی ہی کج مج کیوں نہ ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں میں دل کو دیکھتا ہوں۔ میرے نزدیک اس خلوص و محبت کی قدر ہے۔ جس دل میں میری محبت ہوگی وہ دل مجھے بہت محبوب ہے۔ یہ ظاہری ادب آداب کیا چیز ہیں اصل چیز تو محبت اور خلوص ہے ؎

موسیا آداب داناں دیگر اند سوختہ جاناں رواناں دیگر اند

الغرض اس قصہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات پاک کس قدر وسیع اور کس قدر محبت اور پیار کرنے والی ہے۔ اللہ! اللہ! کیا ہی عظیم الشان اس کی محبت ہے۔ اس واقعہ کو پڑھنے سے کیا اثر دل پر پڑتا ہے کہ بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔ یہ ان واقعات میں سے جو انسانوں کو اس دنیا میں پیش آتے ہیں محض ایک مثال ہے اس محبت کی جو خداوند تعالےٰ کو اپنے بندوں سے ہے۔ اور اس قدر و قیمت کی جو خدا کی نظر میں ایک مخلصانہ دعا کی ہے

اصل دعا یاد رکھنا چاہئے کہ دعا کی سب سے اعلیٰ قسم وہ ہے جس میں انسان کی اپنی کوئی غرض پنہاں نہ ہو

یعنی وہ دعا جو عذاب و ثواب کے خیالات سے بالاتر ہو۔ یا مختصراً یوں کہیئے کہ وہ دعا جس میں کوئی التجا نہ ہو بلکہ وہ دعا جس میں محض خدا کی محبت ہی محبت ہو۔ دعا ہی دعا ہے جس میں ذاتی غرض نہ ہو۔ ایسی دعا دونوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے وہ گڈریا جس کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ خدا کی خدمت محض محبت کے تقاضا سے کرنا چاہتا تھا۔ اس کا مقصد محض محبت اور محبت تھا۔ وہ اپنے ریوڑ کے لئے دعا نہیں مانگتا تھا جو اس کی زندگی کا سہارا تھا۔ اس خیال سے کہ کہیں اس کی دعا میں دنیوی غرض کا شائبہ نہ پایا جائے۔ یہ کس قدر خلوص کی دعا تھی۔ خدا نے اپنے نبی علیہ السلام پر اس طرح وحی فرمائی کہ آپ ان لوگوں سے یوں کہہ دیجئے :-

ما سالتکم من اجر فھو لکم ان اجری الا علی اللہ ۔ وھو علی کل شئ شھید ۔

(سورۂ سبا، جو میں تم سے اجر مانگتا ہوں وہ تمہارے لئے ہی ہے ۔ میرا اجر صرف اللہ پر ہے ۔ جو تمام چیزوں پر شاہد ہے۔" پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ یوں نصیحت فرماتا ہے فاستقم کما امرت (سورۂ ہود) یعنے تو سیدھی راہ پر چلتا رہ جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے۔

جو شخص اس نیت سے کوئی نیکی کا کام کرتا ہے کہ اس کو اس کا بدلہ ملے ۔ اس کی مثال اس قلی سے دیجاسکتی ہے جو اپنے کام کی مزدوری مانگتا ہے ۔ یہ ایک بہت گرا ہوا اور ادنےٰ خیال ہے ۔ علیٰ ہٰذا جو شخص کسی سزا سے ڈر کر کام کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے عاقبت نااندیش نوکر کی سی ہے جو کہ کسی زجر و توبیخ کے خوف سے اپنے آقا کا کام کرتا ہے۔ اس قسم کے لوگ جو کسی اجر یا بدلہ کے لئے خدا کی عبادت بجا لاتے ہیں ان کی عبادت کی مثال حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے "تجارتی عبادت" سے دی ہے ۔ اور دوسری قسم کے لوگ جو کسی ڈر یا خوف کے ماتحت عبادات بجا لاتے ہیں ان کی عبادات "غلامانہ عبادت" ہے ۔ لہٰذا اگر اللہ تعالےٰ اس قسم کی عبادتوں کو ناپسند فرمائے تو کچھ مقام تعجب نہیں ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کئی بار اس قسم کی مطلبی عبادتوں سے پرہیز کی طرف اپنی امت کو توجہ دلائی ہے ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس عبادت کی تاکید فرمائی ہے جو خالصۃً للہ ادا کی جائے ۔ اور جس میں کوئی غرض نفسانی وابستہ نہ ہو بلکہ محض بہ تقاضائے محبت الٰہیہ کی جائے ۔

حقیقی ولی } اصل خدا کا بندہ اور حقیقی ولی کون ہے ؟ وہی جو خدا سے خدا کو ہی مانگے ۔ اور سوائے خدا کے اس کا کوئی مطلوب کوئی محبوب اور کوئی غرض اور کوئی غایت نہ ہو ۔ یہ وہ سنہری الفاظ ہیں جو ایک بہت بڑے باخدا انسان حضرت سیدی سفیان الثوریؒ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں ۔ آپ علیہ الرحمۃ خدائے پاک کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا کرتے تھے " اے خدا اگر میں دوزخ کے خوف سے تیری عبادت کرتا ہوں تو مجھے دوزخ میں ڈالنا ۔ اگر میں بہشت

کے لالچ میں تیری عبادت کرتا ہوں تو مجھے بہشت سے دور رکھ۔ ہاں اگر میں خاص تیری خاطر اور تیرے لئے تیری عبادت کرتا ہوں تو اے خدا اپنے جمال کو مجھ سے مت چھپا۔[۵]

آٹھویں صدی عیسوی میں رابعہ بصری ایک بڑی ولیۃ گزری ہیں۔ جو شخص محض اپنے نفس کے لئے ہی کوشاں رہے اور اپنی نفسانی خواہشات کے لئے ہی کام کرے اور اس کی عبادت کا مقصد ہوا و ہوس دنیوی ہی ہو اس کو وہ نامرد قرار دیتی تھیں۔ جو شخص حیات بعد الموت کے لئے عبادت کرے یعنے دوزخ کے خوف یا بہشت کی امید لئے ہوئے عبادت بجالائے۔ اس کو مادر زاد مخنث کہتی تھیں۔ لیکن وہ جوان خیالات سے بالا ہو کر محض خدا کی محبت میں فنا ہو کر اور اس کی خوشنودی کے لئے عبادت بجالاتا ہے وہ ان کے نزدیک حقیقی مرد ہے۔ جو خدا کے حقیقی پرستار اور جو اس کی محبت کے بندے ہیں ان کے نزدیک بہشت و دوزخ کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ بہشت کی خوشیاں اور دوزخ کا خطرہ ان کے قلوب پر ذرا اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ وہ دونوں میں سے کسی ایک کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ دونوں سے مستغنی ہوتے ہیں۔ وہ بہشت و دوزخ کی طرف نہیں دیکھتے۔ وہ اپنے محبوب ازلی خدا کی طرف دیکھتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ خدا کا بندہ اپنے فرائض کو فرائض کی خاطر بجالاتا ہے۔ وہ اس خیال سے عبادت نہیں کرتا کہ دوسری دنیا میں کسی "خرید و فروخت کا بازار کھولے یا خدا کے ساتھ کوئی بہی کھاتہ کھول بیٹھے" یہ الفاظ ایک بہت بڑے فاضل شخص کے ہیں جو انہوں نے مزاحاً ایک دفعہ اس موقعہ پر کہے۔ اسلام میں یہ نیکی اور عبادت کی اصل روح ہے "خدا کے ساتھ ایک لمحہ فکر یہ سلیمانؑ کی سلطنت سے بہتر ہے"۔ "خدا کے ساتھ اور خدا میں ہونا" یہی جنت ہے۔ اور اس سے جدا اور دور ہونا یہی دوزخ ہے۔ اسمٰعیل شاعر نے اس خیال کو نہایت خوبصورتی سے بیان فرمایا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ بہشت وہ ہے جہاں تو ہی تو ہے۔ اور میری وہاں ہستی نہیں ہے اس وصال کا نام بہشت ہے۔ اور دوزخ یہ ہے جہاں تو نہ ہو اور میں ہوں۔ اسی فراق کا نام دوزخ ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بہشت وصال ایسی عبادات سے اور ایسی نمازوں سے پیدا نہیں ہوتا جن میں کوئی روح نہ ہو۔ بلکہ یہ نعمت عظمیٰ اس وقت ملتی ہے جبکہ انسان صفائی قلب سے درگاہ باری میں سجدہ ریز ہو۔

Chapter to. Studies in Islamic mysticism by R. A. Nicholson.

اور اس کے دل کے اندر خدا کی محبت کا دریا موجزن ہو۔

ذکر الٰہی } یہ انسانی قلب کی ایک مستقل خواہش اور تڑپ ہوتی ہے کہ وہ خدا کا خیال کرے اور کثرت سے اور بار بار اس کی طرف رجوع کرے اور ایک دائمی تعلق اس کا خدا سے ہو۔ اور اس سے ایک پائدار پیوند اور جوڑ ہو۔ اسی کو ذکر الٰہی کہا جاتا ہے۔ جس کے متعلق بار بار قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید کی مندرجۂ ذیل آیات ملاحظہ ہوں۔

فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون۔ (سورہ بقرہ)

فاذکروا اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبکم۔ . . . (سورہ النساء)

رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ۔ (النور)

ولذکر اللہ اکبر (سورۃ العنکبوت)

واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون۔ (سورہ جمعہ)

اسی طرح کئی ایک اور آیات بھی بیان کی جا سکتی ہیں

نماز کے ظاہری اور باطنی فائدے } عام طور پر ذکر سے مراد یہی نماز لی جاتی ہے جس کی ایک خاص ہیئت مقرر ہے۔ لیکن اس کے معنوں میں وسعت ہے۔ علاوہ اس ظاہری نماز کے ذکر کے لفظ میں تفکر بھی شامل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان خاموشی کے ساتھ خدا کا دھیان کرے۔ جس کو مراقبہ بھی بعض حالتوں میں کہہ دیتے ہیں۔ نماز کے متعلق قرآن مجید میں وارد ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی (سورۃ العنکبوت) یعنے نماز برائی اور بے حیائی اور سرکشی کی باتوں سے روکتی ہے۔ نماز وہ چیز ہے جو ارتکاب معصیت سے انسان کو باز رکھتی ہے اور اس کے اندر بدی پر غالب آنے کی طاقت اور قوت پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن صرف یہی فائدہ نماز سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ایک اور بڑی نعمت ہے۔ ایک اور بڑی دولت ہے جو انسان کو حاصل ہوتی ہے وہ اطمینان قلب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں الا بذکر اللہ تطمئن القلوب یعنی آگاہ رہو کہ خدا کے ذکر سے ہی قلوب اطمینان پاتے ہیں۔ نماز ایک صیقل ہے جو قلب کی تمام میل کچیل کو دور کر کے اس میں نور بھر دیتی ہے۔ یہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول مبارک ہے۔ جس کی صداقت میں ذرا بھی شبہ نہیں ؎

مکتوبات ووکنگ

بارنیٹ۔ ہرٹس

عزیز مکرم! چہ جائیکہ ایک فرض کہوں۔ مجھے مسرت ہے کہ آج میں اس مہربانی اور مہمان نوازی کے شکریہ میں چند سطور سپرد قلم کرتا ہوں جس کا عیدالاضحیٰ کی تقریب سعید پر آپ نے راقم الحروف اور مسٹر کچن کو مستحق سمجھا۔

ہم جملہ حاضرین کی مسرت اور نیک نیتی سے سخت متاثر ہوئے تھے۔ کاش ہم عیسائی افراد بھی اس سے سبق حاصل کریں۔ امام صاحب کے بیان کئے ہوئے غیر جانبدارانہ اصولوں پر کاربند ہونے کی کوشش کریں۔

آپ کی مسلم سوسائٹی کے فاضل صدر مسٹر ڈی یارک سے جو میرے ساتھ سکول میں پڑھا کرتے تھے۔ مل کر مزید مسرت حاصل ہوئی۔

ہم آپ کی تواضع کا ایک بار اور شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ کا خیر اندیش

جان۔ ڈبلو۔ پریڈ

سٹریتھم۔ لنڈن۔ ایس۔ ڈبلو ۱۶۔

عزیز مکرم۔ میں انگلستان میں اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا شائق ہوں اور مجھے تعجب ہے کہ آیا میں اس ہفتہ کی کسی شام کو مسجد ووکنگ میں حاضر ہو سکتا ہوں۔ آیا تین یا ساڑھے تین بجے کا وقت موزوں ہوگا۔ اگر آپ مجھے کچھ لٹریچر بھی مرحمت فرمائیں تو ممنون ہوں گا۔

آپ کا خیر خواہ :- (ریورنڈ) جی۔ ایف۔ ایس۔ جی

کیمبرج۔

عزیز مکرم! ریلوے بورڈ پر میں نے دیکھا کہ آپ اسلام کے متعلق مفصل کوائف عطا کرتے ہیں۔ مجھے خیال ہوا کہ آپ کو لکھ کر حالات سے واقفیت حاصل کروں۔ ایک مسیحی ہونے کی حیثیت سے میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ دیگر مذاہب کی تعلیم سے بھی بے خبر نہ رہوں۔ لہٰذا وہ اطلاعی لٹریچر جو آپ بہم پہنچاتے ہیں مجھے ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

آپ کا عقیدتمند

(جی۔ ایچ۔ ڈبلو۔ بی)

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۳۷ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۳ مئی	۱	جناب خان بہادر شیخ منہاج الدین صاحب			۱۰
۵ ”	۷	ہز ہائینس نواب صاحب بہادر مانگرول		۸	۴۹
۸ ”	۳۴	جناب عبدالحق صاحب			۱۰
۱۰ ”	۴۷	” مولوی محمد اظہر الحق صاحب			۴
	۴۵	” خواجہ نذیر احمد صاحب			۱۰۰۰
۱۳ ”	۶۶	” عبدالکریم صاحب			۵
۱۴ ”	۱۱۰	” غلام نبی صاحب		۴	۲
۱۵ ”	۱۱۲	” محبوب خانصاحب			۳
۱۷ ”	۱۲۳	معرفت محمد حمید اللہ صاحب گورکھپور			
		محمد یٰسین خانصاحب ۱—۰—۰			
		محمد صادق خانصاحب ۱—۰—۰			
		محمد خلیل خانصاحب ۱—۰—۰			
		سید عظمت علی صاحب ۱—۰—۰			
		محمد حمید اللہ صاحب ۱—۰—۰			
		وحید علی صاحب ۱—۰—۰			
		اکبر حسین صاحب ۰—۸—۰			
		تجمل حسین صاحب ۱—۰—۰			
		عبدالوحید خانصاحب ۵—۰—۰			
		ایم شوکت علی صاحب ۱—۰—۰			
		ایم رفیع علی صاحب ۵—۰—۰			
		ایم عبدالمغنی صاحب ۱—۰—۰			
		میزان ۱۹—۸—۰		۸	۱۹

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۹ مئی	۱۴۱	کرم الٰہی صاحب			۵
۲۰ ”	۱۴۵	ڈاکٹر ابن اکبر خانصاحب بابت ۱۱ء عہ چندہ مشن	۰	۰	۴
۲۱ ”	۱۵۱	عباداللہ صاحب		۱۰	۲۶
۲۲ ”	۱۵۷	کے ایچ منیار اسکوائر			۲
۲۸ ”	۱۷۸	علی احمد صاحب داشمن			۳۰
۳۱ ”	۱۸۲	احمد دین عبداللہ صاحب امانت	۶	۹	۶
”	۱۸۳	معرفت میرزا عبدالحق صاحب ومنشی امانت محمد صاحب		۱۲	۷۱
		فروخت اسلامک ریویو مئی ۱۹۳۷ء	۴	۱۰	۵۶۰
		” اشاعت اسلام ”		۸	۴۲
		” گزٹ		۸	۴۰
		” کتب	۶	۷	۲۲۸
		میزان ۷—۱—۲۲۳۱			

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطیان	پائی	آنہ	روپیہ
۸ مئی	۳۴	جناب اے ایم رحمٰن اسکوائر			۵
۱۵ ”	۱۲۳	” عمر اسمٰعیل صاحب ایک پونڈ	۲	۱۱	۱۲
		میزان ۲—۱۱—۱۷			

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۳۷ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۸ مئی	۱	امپرسٹ بل بتفصیل ذیل:-			
		محصول ڈاک ازنمبر ۱۸۴۹ تا ۱۴۹۶			
		کاغذ برائے اپیل ۱۲ ہزار ۵ ریم			
		سٹیشنری کاپیاں ہیڈ فائل وغیرہ			
		کتب برائے فروخت			
		بنوائی ریپر اسلامک ریویو ۹ ہزار			
		کتابت نمونہ جات قرآن مجید			
		متفرق			
		۲۸۷—۹—۶	۶	۹	۲۸۷
”	۲	پیشگی بنام صاحب مسجد ووکنگ ۶۰ پونڈ		۱۰	۷۹۹
	۳	تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت اپریل ۱۹۳۷ء		۶	۲۵۷
	۴	میسرز رین پریس لاہور طباعت گزٹ ازنمبر ۹ تا ۱۲ و ضمیمہ اسلامک ریویو		۸	۵۳
	۵	کاغذ برائے اشاعت اسلام ۸ ریم	۹	۶	۵۰
	۶	میسرز نیو یونین پریس لاہور علی الحساب بابت طباعت اسلام الیسٹ ٹو ویسٹ	۰	۰	۵۰

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۸ مئی	۷	طباعت فہرست کتب اردو ۳ ہزار	۶	۴	۲۷
	۸	میسرز کمرشل یونین پریس طباعت و بنوائی ۱۲ ہزار ریپر اسلامک ریویو			۲۷
	۹	میسرز فوٹو آرٹ کمپنی بنوائی بلاک برائے اسلامک ریویو			۱۸
	۱۰	میسرز معراج الدین - جلد بندی اسلامک ریویو فروری و مارچ ۱۹۳۷ء اشاعت اسلام اکتوبر ۱۹۳۶ء و دسمبر ۱۹۳۶ء و فروری و مارچ ۱۹۳۷ء و کوپن وغیرہ	۴		۵۸
	۱۱	سفر خرچ ایجنٹ مشن بابت پشاور ٹور	۹	۷	۲۵
	۱۴	” پشاور، کیمل پور، جہولا، جہلم، راولپنڈی، گجرات، سیالکوٹ وغیرہ	۶	۷	۴۹
	۱۵	پیشگی برائے سفر خرچ ایجنٹ مشن اندراج سابقہ	۹	۴	۳۵
		۹—۱۴—۱۷۳۹			

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ جون ۱۹۳۷ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲ جون	۱۸۷	خانبہادر شیخ منہاج الدین صاحب مشن			۱۰
۳ ”	۱۹۲	میاں محمد سلیم نظام جان صاحبان ”			۲۰
۵ ”	۱۹۸	ایم عبد المطلب صاحب ”			۲۵
۷ ”	۱۹۹	سید ریاض الدین احمد صاحب ”			۳۰
”	۲۰۲	کرم الٰہی صاحب			۵
۸ ”	۲۱۳	سر میرزا محمد اسمٰعیل صاحب ”			۵۰
”	۲۱۴	سید امین الدین صاحب ”			۲۵
۱۰ ”	۲۴۱	جنابہ زبیدہ خاتون صاحبہ ”			۲۵
”	۲۴۲	کے بی احمد اسکوائر			۱۵
”	۲۴۳	جناب لفٹنٹ کرنل ایم اے جعفری اسکوائر			۱۵
”	۲۴۴	” عبد الکریم صاحب ”			۵
”	۲۴۵	” میسرز غلام محمود چغتائی ”			۵
۱۱ ”	۲۵۵	” سید امین الدین صاحب ”			۲۵
”	۲۵۶	” محمد ایوب صاحب ”			۲۰
”	۲۵۰	جنابہ مس عقیلہ خانم صاحبہ ”			۱۰
”	۲۵۷	جناب معتسیط خانصاحب ”			۸
۱۲ مئی	۲۸۱	” اے یو حاجی احمد صاحب ”			۳۰
۱۴ ”	۲۹۲	” عظیم الدین خانصاحب ”			۲۰
”	۲۹۳	” محمد بو سعید صاحب ”			۱۰
۱۵ ”	۳۱۰	” رسالدار میجر نظر علی صاحب ”			۲
۱۶ ”	۳۱۳	” ایم اے عروار اسکوائر ”			۵
۱۷ ”	۳۱۷	” محمد شریف خانصاحب			۱۵
۱۷ مئی	۳۲۹	جناب ڈاکٹر ایں اکبر صاحب امانت عہ مشن	۰	۰	۴
”	۳۳۰	” ڈاکٹر محمد یعقوب علی صاحب		۱۴	۳
۱۸ ”	۳۴۳	” ڈاکٹر وزیر احمد صاحب			۱۸
۱۹ ”	۳۴۲	” ڈاکٹر راجہ خانصاحب			۱۰
”	۳۴۹	” محبوب خانصاحب			۳
۲۱ ”	۳۵۳	” ایس اے قدوائی صاحب			۱۰
”	۳۵۴	” شیخ منظور احمد صاحب			۵
”	۳۵۵	” سید عبد الحلیم صاحب		۷	۴
۲۳ ”	۳۶۵	” ایم محمد اظہر الحق صاحب			۴
۲۴ ”	۳۷۶	” ایم محمد حسین علی صاحب			۵
۲۵ ”	۳۸۳	” عبد الحق صاحب			۵
۲۶ ”	۳۹۰	” محمد عبد اللطیف صاحب			۳
۲۹ ”	۳۹۹	” یو مانگ گبل اسکوائر			۱
		فروخت اسلامک ریویو جون ۳۷ء	۶	۹	۷۵۴
		” اشاعت اسلام ”		۸	۵۹
		” گزٹ ”		۱۲	۳۴
		” کتب ”	۹	۰	۱۹۷
					۱۵۰۳—۳—۳

تفصیل آمد برائے مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۷ جون	۱۹۹	جناب ریاض الدین احمد اکابلی			۵
”	۲۰۰	” عبد الحفیظ صاحب ” ۳		۸	۲۲
۱۲ ”	۲۸۴	ڈاکٹر موسیٰ خانصاحب ” ۱			۵
۱۳ ”	۲۹۴	خانصاحب ڈاکٹر سلیمان خانصاحب ” ۱			۵
۱۸ ”	۳۰۶	محمد ابو الحسن صاحب ” ۱			۵
					۴۲—۸

تفصیل اخراجات دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ جون ۱۹۳۷ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل اخراجات	پائی	آنہ	روپیہ
۷ جون	۱۶	تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت مئی ۳۷ء		۶	۲۵۷
	۱۷/۱۸	” سکرٹری بحساب اپریل و مئی ۳۷ء		۱۰	۲۶۵
	۱۹	امپریسٹ بل بتفصیل ذیل: محصول ڈاک از نمبر ۲۰۱ تا ۳۹۹؛ سٹیشنری رجسٹر سیاہی وغیرہ؛ کتب برائے فروخت؛ بجلی کا بل؛ کتابت اشاعت اسلام مئی؛ متفرق — ۲۷۴—۱—۰		۱	۲۷۴
	۲۰	کرایہ فرود گڈیو بابت اپریل ۳۷ء		۰	۴۵
	۲۱	جلد سازی			۲۰
	۲۲	میسرز ملک پرنٹنگ پریس علی الحساب طباعت ۴۶ صفحات جیٹ اسلامک ریویو			۱۵
	۲۳	امپریسٹ بل بہ تفصیل ذیل: محصول ڈاک از نمبر ۴۰۰ تا ۵۰۳؛ سٹیشنری لفافے سیاہی وغیرہ؛ کتب برائے فروخت؛ ایک ٹین سیاہی برائے پریس؛ ایک رِم فلسکیپ کاغذ ایک ڈبہ پنسل؛ ایک رِم آرٹ پیپر؛ کتابت اشاعت اسلام علی الحساب جون ۳۷ء؛ پروف ریڈنگ اسلامک ریویو ملیع نمبر ۳۷ء؛ متفرق — ۲۹۶—۴—۳	۳	۴	۲۹۶
	۲۴	ایم کاغذ برائے ضمیمہ اشاعت اسلام نومبر دسمبر	۳	۸	۵۵
	۲۵	میسرز نیو یونین پریس علی الحساب طباعت اسلام اسٹ ٹوئنٹ			۵۰
	۲۶	میسرز رین بو پرنٹنگ پریس طباعت گزٹ نمبر ۶، ۷، ۸، ۹			۴۰
	۲۷	میسرز ملک پرنٹنگ پریس بقایا ازل ۱۹۱ علی الحساب بل ۹۳۱ طباعت جیٹ اسلامک ریویو			۳۰
	۲۸	میسرز نورانی پریس طباعت اشاعت اسلام ماہ فروری مارچ ۳۷ء و سرورق ملیع اپریل ۳۷ء			۲۹
۱۹ جون	۲۹	۵ رِم کاغذ برائے ووکنگ گزٹ	۳	۷	۲۵
	۳۰	میسرز ملٹن پریس طباعت جیٹ اسلامک ریویو۔ لیٹر سرکلر اور بجٹ ۳۷-۱۹۳۶ء		۱۲	۱۶
	۳۱	میسرز رسول اینڈ ملٹری گزٹ طباعت اسلامک ریویو از جنوری تا مئی ۱۹۳۷ء			۷۰۰
	۳۲	میسرز سول اینڈ ملٹری گزٹ طباعت اسلامک ریویو بابت جون ۳۷ء			۱۴۰
					۲۳۶۰—۰—۶

مسجد ووکنگ میں آجاتے ہیں۔ نماز و خطبہ عیدین کے بعد تمام احباب کو مشن کی طرف سے ہندوستانی طرز کی دعوت دی جاتی ہے۔ (۷) رسالتمآب حضرت نبی کریم صلعم کے یوم ولادت کو بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے حالات پیش کئے جاتے ہیں (۸) دور دراز ممالک کے غیر مسلمین کو خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ انہیں اسلامی لٹریچر مفت بھیجا جاتا ہے۔ (۹) مسجد ووکنگ میں جو غیر مسلم و نومسلم زائرین آتے ہیں۔ ان کو اسلام کے متعلق صحیح معلومات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ (۱۰) ووکنگ مشن کے زیر اہتمام نومسلمین کی ایک جماعت لنڈن میں "برطانیہ عظمےٰ کی مسلم سوسائیٹی" کے نام سے اشاعت اسلام کی تحریک میں کوشاں رہتی ہے۔

(۵) **مشن کے آرگن** ۔ اس مشن کے فقط دو ہی ماہواری رسالے ہیں (۱) رسالہ اسلامک ریویو انگریزی۔ (۲) اس کا اردو ترجمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور۔ ان دو رسالوں کی کل کی کل آمد مشن ووکنگ انگلستان پر صرف ہوتی ہے جس قدر مسلم پبلک ان رسالوں کی خریداری بڑھائے گی اسی قدر مشن کی مالی تقویت ہوگی۔ ان دو رسالوں کے سوا مشن ووکنگ کا کسی اور رسالہ یا اخبار سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

(۶) **مشن کے تاثرات** ۔ (۱) مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و دو سے اس وقت تک ہزاروں کی تعداد میں یورپین و امریکن اخوان و خواتین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ جن میں بڑے بڑے لارڈز۔ رؤساء۔ فضلاء۔ علماء۔ فلاسفر۔ پروفیسر۔ مصنف۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علم طبعیات تاجر۔ مغربی مستشرقین و فوجی شہرت کے نومسلمین ہیں۔ یہ نومسلمین نمازیں پڑھتے۔ روزے رکھتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں بعض تو تہجد تک کو خاص سوز و گداز سے پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم کا بامعنی روزانہ مطالعہ کرتے ہیں۔ چند ایک فریضہ حج بھی ادا کر چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر تبلیغ اسلام کی جد و جہد میں عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ (۲) ان اکیس سالوں میں لاکھوں کی تعداد میں اسلامی کتب۔ رسائل۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ مختلف مسیحی ممالک میں مفت تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ جن کا نہایت ہی اچھا اثر ہوا ہے اس مفت اشاعت سے یورپین حلقہ میں عیسائیت سے تنفر پیدا ہو چکا ہے۔ وہ لوگ عیسائیت سے بالکل بیزار ہو چکے ہیں۔ ان کا زیادہ تر رجحان طبع اب اسلام کی طرف ہو رہا ہے۔ کل کے کل مغرب و امریکہ میں اس وقت اسلامی تعلیم کی تشنگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس وقت مغربی دنیا کے مذہبی خیالات میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے۔ یورپ و امریکہ میں اب دشمنان اسلام۔ اسلام پر حملہ کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ اس مشن کی اکیس سالہ تبلیغی تگ و تاز نے اسلام کے متعلق مغربی ممالک میں ایک روادارانہ فضا پیدا کر دی ہے۔ کثرت سے لوگ مغربی لائبریریوں میں ووکنگ کی مرسلہ اسلامی کتب و رسالہ اسلامک ریویو کا مطالعہ کرتے ہیں مسجد ووکنگ میں ان غیر مسلمین کے خطوط کا رات دن تانتا بندھا رہتا ہے۔ غیر مسلم طبقہ میں سے اکثر احباب اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کرنے کے بعد مختلف قسم کے استفسار کرتے ہیں۔ اور آخر کار اپنے شک و شکوک کو رفع کرنے کے بعد۔ اعلان اسلام کا فارم پر کر کے شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں معہ اپنے فوٹو کے روانہ کر دیتے ہیں۔ ان کا اعلان اسلام معہ انکے فوٹو کے مشن کے آرگن میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۷) **انگلستان میں اشاعتِ اسلام مسلمانوں کی سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ ہے** قرآن کریم نے فلاح کے اصول کا ایک راستہ اشاعت اسلام تجویز کیا ہے۔ اشاعت کی غرض۔ غیروں کو اپنے میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ یعنی انہیں اپنا ہمخیال اور ہم مذہب بنانا ہوتا ہے۔ اگر کسی قوم کی شماری طاقت۔ اس قوم کی سیاسی قوت کو بڑھا سکتی ہے۔ تو اس کے اصول کے لئے اشاعت ہی ایک بہترین طریق ہے۔ مغربی اقوام نے اس راز کو سمجھا۔ انہوں نے اسلام کی اتباع میں فوراً مشن قائم کئے۔ پھر اس وقت ہندوؤں نے پہلے شدھی کا راگ گایا۔ لیکن آج اچھوتوں کو اپنے میں ملانے کے لئے تیار ہو گئے اس ساری سرگرمی کی تہ میں وہی شماری طاقت مضمر ہے۔ ان حالات میں کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم اشاعت اسلام میں کوشاں ہوں۔ اور جب کہ گذشتہ پچیس سالوں میں ہم ہر ایک دوسری کوشش اور مختلف قومی تحریکوں میں جو ہم نے اپنے سلجھاؤ کے لئے کیں۔ بالکل ناکام ہو چکے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ مغرب میں اشاعت اسلام کو بھی ہم بطور تجربہ اختیار کریں۔ اگر بالفرض ہم آئندہ دس سال میں انگلستان میں بیٹھ کر حکمران قوم کے دس ہزار نفوس کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ تو کس قدر ہماری سیاسی قوت بڑھ سکتی ہے۔ اس کا اندازہ صرف تصور ہی کر سکتا ہے۔ آج اگر انگلستان کے لوگوں کا ایک کثیر حصہ اسلام قبول کر لے۔ جن میں ہوس آف لارڈز و ہوس آف کامنز کے ممبر بھی ہوں۔ تو مسلمانوں کو اپنے حقوق کے لئے کسی سیاسی جد و جہد کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اس صورت میں ہم کو ضرورت نہیں کہ ہم مسلم مدبران سیاست کے وفود کو انگلستان بھیجکر انگریزی قوم کو اپنے ہم آراء کریں یا اپنے حقوق کی طرف توجہ دلائیں۔ وہ اسلام سے مشرف ہو کر مسلمانوں کے لئے اسلامی درد و احساس سے خود بخود وہی کہیں گے اور کریں گے۔ جو ہم چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری موجودہ سیاسی الجھنوں کا بہترین سلجھاؤ۔ انگلستان میں فریضۂ اشاعت اسلام کو ادا کرنا ہے۔ یوں تو مغرب کے اور ممالک بھی محض سیاسی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے دائرے میں آنے چاہئیں لیکن انگریزی قوم میں **اشاعتِ اسلام ہمارا اولین نصب العین ہونا چاہئیے۔**

(۸) **ووکنگ مُسلم مشن ایک عالمگیر اسلامی تحریک ہے** دنیا بھر میں فقط ایک ہی اسلامی تحریک ہے جس سے کُل مسلمانانِ عالم کو دلی محبت و ہمدردی ہے۔ کیونکہ یہ تحریک قیاسی و وہمی حالات سے نکل کر اب ایک حقیقت ہو چکی ہے۔ یہ مشن اس وقت تک ٹھوس اسلامی خدمات سرانجام دے چکا ہے۔ اس تحریک کے ذریعہ۔ شاندار نتائج نکل چکے ہیں۔ دنیا بھر کی اسلامی تحریکوں میں اگر کوئی تحریک گذشتہ تیس سالوں میں سرسبز و کامیاب ہوئی ہے۔ تو وہ یہی ووکنگ مشن کی اسلامی تحریک ہے۔ اس تحریک کے جاذبِ عالمِ اسلام ہونے کی وجہ صرف فرقی امتیازات سے اسکی بالاتری و آزادی ہے۔ یہ مشن جمیع مسلمانانِ عالم کا واحد مشن ہے اسکو کسی فرقۂ اسلام یا جماعت یا انجمن سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ اس کے ذریعہ سے یورپ و امریکہ میں فقط توحید و رسالت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ اور اس غیر فرقہ وارانہ تبلیغی مسلک کی وجہ سے دنیا بھر کے مختلف مقامات کے مسلمان مسلسل اس کی مالی امداد کر کے یورپ میں اسے چلا رہے ہیں اس اسلامی مشن کو عالمگیر مقبولیت حاصل ہے۔ ہندوستان کے علاوہ جاپان۔ چین۔ فلپائین۔ آسٹریلیا۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ سنگاپور۔ سیلون۔ افریقہ۔ بلاد اسلامیہ۔ شمالی و جنوبی امریکہ کے مسلم بھائی اس تحریک کی امداد کرتے رہتے ہیں۔

(۹) ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) بحیثیت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں۔ (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا ہے۔ (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کارِ خیر کے لئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں۔ سالانہ چندہ ۱۲ ہے۔ (۵) یورپ۔ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ۔ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں۔ اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہے گا۔ اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں۔ اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں۔ اس کا سالانہ چندہ ۳ ہے اور ممالک غیر کیلئے ۴ ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ جو کتابوں۔ ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے۔ اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں۔ تاکہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا ہے۔ اس مقصد کے لئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتہ موجود ہیں۔ جن کو آپ کی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے۔ اور اس کی ترسیل کی رسید۔ ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دی جاویگی۔ (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہو جاتا ہے نماز و خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں۔ (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ میلاد النبی صلعم ہوتا ہے۔ اس پر بھی زر کثیر صرف ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی غیر مسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین یورپین احباب کو اس شخصیت کاملہ سے روشناس کرتا ہے۔ اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کارِ خیر کو نہ بھولیں۔ (۱۲) عید قربان کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں۔ (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو۔ تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتوے دے دیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لینگے تو اسلام کی اشاعت و حمایت کی بجائے۔ یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ چلی جاویگی۔ جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کرینگے (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ خیرات۔ زکوٰۃ بجنیٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

(۱۰) ووکنگ مسلم مشن کا سرمایہ محفوظ (ریزرو فنڈ)

ایک کارکن نظام کے لئے ازبس ضروری ہے کہ اس کے پاس معقول محفوظ سرمایہ ہو۔ یہ کام اکیس سال سے باحسن وجوہ یورپ میں اسلام کی اشاعت کر رہا ہے اس مشن کو ہمیشہ کے لئے انگلستان میں زندہ و قائم رکھنے کے لئے مینیجنگ کمیٹی ٹرسٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس مشن کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ محفوظ میں جمع کیا جاوے۔ اس دس لاکھ روپے کو بنک میں بطور فکسڈ ڈیپازٹ رکھ دیا جائیگا۔ اگر مسلم قوم ہمت کرے۔ تو کوئی مشکل بات نہیں۔ اس سکیم کے روبراہ ہونے سے مشن آئے دن کی مالی مشکلات اور روز روز کی دریوزہ گری سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ اور آئے دن کی فراہمی امداد کی زحمت سے ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو کر آیندہ کیلئے کسی چندے کا محتاج نہ رہیگا۔ کیا چالیس کروڑ مسلم بھائی دس لاکھ روپیہ بھی اس کارِ خیر کیلئے فراہم نہ کر سکینگے۔

(۱۱) ووکنگ مسلم مشن کا نظم و نسق

یہ مشن ایک معتبر رجسٹری شدہ ٹرسٹ کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کے ٹرسٹیز او ممبران مینیجنگ کمیٹی کی امانت و دیانت مسلمہ ہے۔ یہ مشن اس وقت چار نگران کمیٹیوں کے ماتحت چل رہا ہے۔ (۱) بورڈ آف ٹرسٹیز۔ (۲) ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ۔ (۳) لنڈن میں مسجد ووکنگ انگلستان کے مشن کی نگرانی کرنے والی کمیٹی۔ (۴) لٹریری کمیٹی (جو کتب کی طباعت و اشاعت کی منظوری دیتی ہے)۔ (۵) یہ ایک غیر فرقہ وارانہ ٹرسٹ ہے۔ اس ٹرسٹ کا کسی جماعت۔ کسی انجمن یا کسی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مغربی ممالک میں اس کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے۔

(۱۲) مشن کا مالی انتظام

(۱) مشن کی جملہ رقوم جو باہر سے آتی ہیں تین کارکنان مشن کی موجودگی میں موصول ہو کر۔ رجسٹرات آمد میں چڑھ کر ان ہر سہ کے تصدیقی دستخطوں کے بعد اسی روز بنک میں چلی جاتی ہیں۔ (۲) جملہ اخراجات متعلقہ دفتر لاہور و دفتر ووکنگ انگلستان۔ امپرسٹ کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ جسے فنانشل سکرٹری صاحب منظور شدہ بجٹ کی حدود کے اندر پاس فرماتے ہیں (۳) آمد و خرچ کا بجٹ باضابطہ ہر سال پاس ہوتا ہے۔ (۴) سال بھر بجٹ کے ماتحت بل پاس ہوتے ہیں (۵) چیکوں پر تین عہدہ داران ٹرسٹ کے دستخط ہوتے ہیں۔ (۶) آمد و خرچ کی پائی پائی تک ہر ماہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور میں شائع کر دی جاتی ہے (۷) ہر ماہ کے حساب کو آڈیٹر صاحب پڑتال کرتے ہیں۔ تمام حساب کا سالانہ بیلنس شیٹ۔ جناب آڈیٹر صاحب کے تصدیقی دستخطوں کے ساتھ رسالہ اسلامک ریویو انگریزی میں شائع کر دیا جاتا ہے۔

(۱۳) ضروری ہدایات

(۱) ٹرسٹ کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام سکرٹیری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ لاہور۔ پنجاب ہونی چاہیئے۔ (۲) جملہ ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹیری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب (ہندوستان) ہو۔ (۳) ہیڈ آفس۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب) ہے۔ (۴) انگلستان کا دفتر دی ماسک ووکنگ۔ سرے انگلینڈ ہے۔

Address in England :- The Imam , The Mosque, WoKing, Surrey, England

(۵) بنکرس۔ لائیڈ بنک لمیٹڈ لاہور و لنڈن ہیں۔ (۶) تار کا پتہ "اسلام"۔ لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان) +

تمام خط و کتابت بنام سکرٹیری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ۔ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان) فرمائیں

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا، لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عیہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بنا کردہ

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

بورڈ آف ٹرسٹیز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا جملہ تبلیغی کاروبار ذیل کے معتمدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے

۱۔ عالیجناب دی رائیٹ آنریبل سر رولینڈ جارج الینسن ون بیرن الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ الفاروق۔ بی اے (کینٹب) ایم۔ آئی سی۔ آئی ای۔ آف۔ اگاڈا ہوس۔ کیلارنے۔ آئرلینڈ (چیرمین)

۲۔ جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لا سشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج (پنجاب)

۳۔ جناب دی آنریبل شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی۔ بیرسٹرایٹ لا ممبر کونسل آف سٹیٹ۔ رئیس گدیہ۔ ضلع بارابنکی لکھنؤ۔

۴۔ کنور شری جناب بدر الدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائینس شیخ جہانگیر میاں صاحب والئے ریاست منگرول۔ کاٹھیاوار۔

۵۔ جناب حکیم محمد جمیل خان صاحب رئیس اعظم فرزند عالیجناب حکیم اجمل خان صاحب مرحوم ومغفور۔ رئیس اعظم۔ دہلی۔

۶۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)۔

۷۔ جناب خان بہادر غلام صمدانی صاحب ریونیو اسسٹنٹ پشاور (سرحد)

۸۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلو ملز۔ لائل پور۔

۹۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب مالک انگلش ویئر ہوس۔ لاہور۔

۱۰۔ جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سپیشل سکریٹری ٹو ہز ہائینس مہاراجہ صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر۔

۱۱۔ جناب ڈاکٹر ایس۔ محمدی صاحب۔ لندن۔

۱۲۔ جناب مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی۔ مترجم و مفسر قرآن کریم انگریزی واردو۔

عہدہ داران

۱۳۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔ (وائس پریذیڈنٹ)

۱۴۔ جناب شیخ محمد الدین جان صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ۔ لاہور۔ (وائس پریذیڈنٹ)۔

۱۵۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی ایس سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکریٹری)۔

۱۶۔ جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے۔ بی۔ ٹی۔ امام شاہجہان مسجد ووکنگ۔ انگلستان۔

۱۷۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکریٹری۔ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔

اسماء ٹرسٹیان جو فوت ہو چکے ہیں

۱۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بانی مسلم مشن ووکنگ۔ انگلستان۔ (سابق پریذیڈنٹ)۔

۲۔ جناب سر عباس علی بیگ صاحب مرحوم۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل ایل۔ ڈی۔ بی۔ اے۔ ایف۔ یو۔ بی۔ آف بمبئی اینڈ کلکتہ۔

۳۔ جناب سر میاں محمد شفیع صاحب مرحوم۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ڈاکٹر آف لٹریچر۔ بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔

ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

۱۔ جناب خان صاحب سعادت علی خان صاحب رئیس اعظم وسکریٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

۲۔ جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سکریٹری ٹو مہاراجہ صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر

۳۔ جناب کنور شری بدر الدین صاحب بی اے خلف الصدق عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ریاست منگرول۔ کاٹھیاوار۔

۴۔ جناب خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب جنرل مرچنٹ۔ راولپنڈی۔

۵۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)۔

۶۔ جناب میجر مولوی شمس الدین صاحب بی اے فارن سکریٹری ریاست بہاولپور۔

۷۔ خان صاحب جناب محمد اسلم خان صاحب برہ خان خیل آنریری مجسٹریٹ ورئیس اعظم مردان (سرحد)۔

۸۔ جناب احمد ملا داؤد صاحب مدنی سوداگر۔ رنگون۔ (برما)۔

۹۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور۔

۱۰۔ جناب حاجی شیخ رحیم بخش صاحب بی اے ریٹائرڈ سشن جج۔ لاہور۔

عہدہ داران

۱۱۔ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور۔ (وائس پریذیڈنٹ)۔

۱۲۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا لاہور (وائس پریذیڈنٹ)۔

۱۳۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکریٹری)۔

۱۴۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکریٹری ووکنگ مشن ٹرسٹ۔

ضروری نوٹ:۔ تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن۔ عزیز منزل لاہور۔ تمام خط وکتابت بنام سکریٹری ووکنگ ٹرسٹ

Mr. HASSAN PEPPER.

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے کل اخراجات کی ذمہ وار ہو سکتی ہے۔

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۱ | بابت ماہ جولائی ۱۹۳۵ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ | نمبر ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ جولائی ۱۹۳۵ء

شذرات

اس ماہ کے رسالے کو جناب ہوالیس پیپر صاحب کی تصویر سے زینت دیجاتی ہے۔ آپ کے اعلان اسلام کا حال ستمبر ۳۴ء کے پرچہ میں شائع ہوچکا ہے۔

ایک نان کنفرمسٹ چرچ میں لیکچر ۵ مارچ ۱۹۳۵ء کو بروز منگل بوقت آٹھ بجے شام برانڈسبری پارک چرچ لندن این ڈبلیو ۲ میں امام صاحب نے "پیغام اسلام" کے عنوان سے تقریر فرمائی۔ اس گرجا کا پادری جس نے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ بڑے وسیع خیالات رکھنے والا انسان اور عمدہ اخلاق کا مالک ہے۔ اس نے امام صاحب کا استقبال اس طرح کیا جیسے ایک بھائی دوسرے بھائی کا استقبال کرتا ہے۔ اور ہر قسم کی باتیں ان سے کیں۔ اپنا تمام گرجا انہیں پھر کر دکھایا۔ اور تمام ان اشیاء کی وضاحت کی جو اس سے متعلق تھیں۔ باتوں ہی باتوں میں انہوں نے یہ بھی بتایا۔ کہ مسٹر حبیب اللہ لوگرو نے جو ایک سابق موقعہ پر امام صاحب کے بجائے وہاں لیکچر دینے گئے تھے۔ اسلام پر جو تقریر کی۔ اس سے سامعین اسقدر متاثر ہوئے۔ کہ دوسری مرتبہ جب وہ آئے تو سامعین کا اثر دوام حد سے زیادہ تھا۔

جلسہ موحد عیسائیوں کی دعا سے شروع ہوا۔ جس کے بعد امام صاحب کا تعارف حاضرین سے کرایا گیا۔ امام صاحب کو یہ دیکھ کر کسیقدر حیرت ہوئی کہ پادری صاحب اسلامی اصطلاحات کا نہایت صحیح تلفظ ادا کرتے تھے۔ امام صاحب نے تقریر شروع کرتے ہوئے یہ بتایا کہ اسلام نے مسیحیت کو جو پیغام

دیا ہے۔ اس کا خلاصہ اور نچوڑ قرآن کریم کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے جس میں اسے توحید الہٰی کے مشترک پلیٹ فارم پر آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اسلام کے تمام مختلف پیغامات حاضرین کو سنائے۔ مثلاً یہ کہ فطرت انسانی اپنی اصلیت کے اعتبار سے گناہ سے پاک ہے۔ الہام الہٰی کل دنیا میں نازل ہوتا ہے۔ وہ مذہبی ہدایات جو مجلسی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے نسلِ انسانی پر نازل ہوتی ہیں۔ ان کی ارتقائی صورت، اعمال انسانی کیلئے روحانی زندگی میں لازمی ہے اور یہ کہ اسلام میں اخلاق کا تخیل ایک احساس یا جذبہ کے مفید ہونے پر مبنی ہے۔ لیکچر قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا خاتمہ پر پریذیڈنٹ نے کہا کہ مجھے لیکچر اور جس جذبہ کے ماتحت وہ دیا گیا ہے۔ اس سے بہت مسرت حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اپنے گرجا میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بلانے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ مادیت اور دہریت کی طاقتوں کے خلاف جو مغرب میں نہایت سرعت سے غالب آرہی ہیں جنگ کرنے کیلئے ایک متحدہ پلیٹ فارم تیار کیا جائے۔ اسکے بعد انہوں نے حاضرین سے دریافت کیا کہ آیا وہ مقرر سے کوئی سوالات کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن کوئی سوالات نہ کئے گئے۔ اس پر پادری صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ جناب عالی یہ بہترین قدر دانی ہے۔ جو آپ کے لیکچر کی گئی ہے"۔

تاہم جلسہ کے منتشر ہونے پر چند خواتین اور کچھ آدمی امام صاحب کے گرد جمع ہوگئے۔ اور چند سوالات انہوں نے کئے۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ مسلمان نماز کے موقعہ پر گانے کی اجازت کیوں نہیں دیتے۔ اس کے بعد امام صاحب ساڑھے نو بجے اپنے طویل سفر پر روانہ ہوگئے۔

امام صاحب ایک مناظرہ میں جمعرات مورخہ ۷ مارچ کو بوقت ۸ بجے شام امام صاحب نے کنگس وے ہال لندن میں ایک مناظرہ میں شرکت کی جو اسلام پر ہوا۔ اسلام کے حق میں بولنے والے صاحب ایک قانون کے طالب علم تھے۔ جن کا نام مسٹر عبدالغفور تھا۔ اور مخالفت میں بولنے والے ایک الہیات کے طالب علم تھے۔ پریذیڈنٹ الہیات کے ایک پروفیسر تھے۔ لیکن مخالف مناظر نے اپنے مذہب کا حق ادا کرتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملوں کی بوچھاڑ کردی اور وہ تمام غلط بیانیاں جو عام طور پر اسلام کے متعلق کہی جاتی ہیں۔ انکو دوہرا دیا۔ جلسہ میں ہندوستانی اور انگریزی مسلمانوں کی ایک نمایاں تعداد تھی۔ جن میں سر عبدالقادر بھی تھے۔ جلسہ کے ختم ہونے سے پہلے مولوی آفتاب الدین صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے وہ تمام الزامات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات سے منسوب کئے گئے تھے صاف کردئے امام صاحب کی یہ مختصر تقریر مسلمانوں کی حوصلہ افزائی اور غیر مسلموں پر جو جلسہ میں موجود تھے نیک اثر پیدا کرنے میں بہت مؤثر اور مفید ثابت ہوئی۔

مذہب امن

بتاریخ ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء مسلم طلب مجلس کے زیر اہتمام مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے امام مسجد ووکنگ نے ..... شانتی دھرما یعنی مذہب امن پر ایک بصیرت افروز تقریر فرمائی مسٹر ایس ۔ ڈی ۔ پوٹی جی ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی ایک معزز ہندو وکیل صدر تھے ۔ یہ لیکچر خصوصیت سے مقامی ہندوؤں کے لئے تجویز کیا گیا تھا ۔ مقرر موصوف نے مذہب امن کی خصوصیات پر بحث کرتے ہوئے ان اسباب کی طرف اشارہ کیا جو دنیا کی سیاسی زندگی میں اختلال برپا کر رہے تھے ۔ مقرر کے نزدیک استعمار ۔ سرمایہ داری ۔ قومی منافرت ۔ مطلق العنانی ۔ جذبات کا فقدان خاص اسباب میں سے تھے مولوی صاحب نے ان کے علاج بھی بتلائے ۔

لالے ہال مدراس میں لیکچر
اسلام اور امن

مسلم ویلفیر اسمبلی کے زیر اہتمام مولوی عبدالمجید صاحب امام مسجد ووکنگ نے مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۳۵ء بمقام لالے ہال ۔ ماؤنٹ روڈ مدراس "ضرورت عالم" کے موضوع پر ایک بصیرت افروز تقریر کی ۔ مسٹر ایم ۔ اے عظیم صدر تھے ۔

دوران لیکچر میں مولویصاحب نے فرمایا کہ فی زمانا دنیا میں امن کی اشد ضرورت ہے ۔ مغربی ارباب حل وعقد اس مسئلہ کے حل کے لئے کوشاں اور ذرائع حصول امن کے متلاشی ہیں لیکن جسقدر اس مسئلہ کے عمیق پہلو پر زور دیا جاتا ہے ۔ اسی قدر اس کے اندر پیچیدگیاں پیدا ہوتی جاتی ہیں ۔ اسلام کا مقصد اولے اخوت انسانی کا قیام ہے ۔ مسلمانوں کو مذہبًا حکم ہے کہ وہ عام اس سے کہ اپنی بہبودی کیلئے کوشاں ہوں ۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی بھی ان پر فرض ہے ۔ گویا اسلامی تعلیم میں جذبۂ ہمدردی کا عنصر غالب ہے ۔

مولوی عطا اللہ صاحب نے "اسلام اور تعلیم" کے عنوان سے اردو میں تقریر کی ۔ اخیر میں صاحب صدر کی جانب سے چند کلمات کے بعد جلسہ برخاست ہوا ۔

القرآن کی ایک سطر

مقالہ الموسوم بہ مسلمانانِ الجیریا میں جریدہ "مانچسٹر گارجین" نے مندرجہ ذیل سطور ۲۸ مارچ ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت شائع کی ہیں

متعدد فرانسیسی اخبارات مسلمانوں کے متعلق بالاتفاق اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔ کہ تبلیغی سلسلہ میں خود مسلمانوں کی مبالغہ آمیز لسانیت کسی قدر مشکوک ہے۔ جریدہ "پیٹ جرنل" رقمطراز ہے کہ القرآن کی رُو سے منکرین اسلام کے ساتھ دروغگوئی کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک امر مستحسن ہے

امام مسجد ووکنگ نے مدیر اخبار مذکورہ کو ایک احتجاجی پیغام ارسال کیا۔ جس کی اشاعت ایک محب ذی اثر کے توسط سے مانچسٹر گارجین میں بتاریخ ۲۶ مارچ ۱۹۳۵ء بالفاظ ذیل عمل میں آئی۔

ایک مسلمان کا احتجاجی پیغام

ہمارے نامہ نگار نے پیرس سے حال ہی میں مسلمانان الجیریا کے متعلق جریدہ "پیٹ جرنل" کے اس جملہ کا اقتباس کیا تھا۔ کہ القرآن کی رُو سے منکرین اسلام کے ساتھ دروغگوئی کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک امر مستحسن ہے"۔ ایک مسلم نامہ نگار نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ اس کی تردید میں رقمطراز ہے۔ کہ قرآن کریم میں ہرگز کہیں ایسی دروغگوئی اور عہد شکنی کو روا نہیں رکھا گیا۔

علاوہ الرغم ازیں کتاب پاک میں تقدیس مواعید پر شدّ ومد کے ساتھ زور دیا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل جواب منجانب نائب مدیر "دی ٹو ورلڈس" احتجاجی پیغام کے سلسلہ میں موصول ہوا ہے

مکرمی بندہ۔ معاف کیجئے میں جلد آپ کے عنایت نامہ کی وصولیابی کی اطلاع نہ دے سکا جس میں آپ نے میرے مقالہ پر تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے اسلامیات کا خصوصیت کے ساتھ مطالعہ نہیں کیا۔ گو قرآن کریم کا ایک نسخہ میرے کتبخانہ میں اکثر میرے زیر مطالعہ رہا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ مجھے اس سے روحانی فیض حاصل ہوا ہے۔ مجھے ایک مسلم دوست مسٹر جعفر سے کئی بار ملاقات کا موقعہ نصیب ہوا ہے۔ جو مانچسٹر ہی میں رہتے ہیں۔ صاحب موصوف نے یہاں متعدد موقعوں پر لوکل سپریچولیسٹ چرچ کے اجلاس میں تقریریں کی ہیں۔ بنا بریں میرا اعتقاد ہو گیا ہے۔ کہ جدید جمعیت روحانیین کے لئے اسلام کا تاریخی پہلو غیر سودمند نہ ہوگا از بسکہ اس صورت میں

زاویائے نظر کے اندر ائتلاف و توازن قائم ہو جائے گا۔ اور روشن خیال مسلمانوں میں باہم سے مغائرت نہ رہے گی۔

میرے خیال میں مختلف مذاہب کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں۔ میں ان اصحاب سے ہرگز متفق نہیں ہوں۔ جو ایک مخصوص اعتقاد کے مالک ہوتے ہیں اور مذہبی حملوں کو دینی شعار خیال کرتے ہیں۔ مذہبی زندگی میں حملہ کی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے۔

میں آپ کے خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ ایک دن یا ئیں خود یا جریدہ "دی ٹو ورلڈس" آپ کی خدمت سرانجام دے گا۔ آپ کا خیر اندیش

(دستخط) جیمس لیبے

نائٹ مدیر "دی ٹو ورلڈس"۔ ۱۸ کارپوریشن سٹریٹ مانچسٹر۔

ووکنگ مشن کی سرگرمیاں جاپان میں ایک عرصہ سے ہم جاپان میں ایک باقاعدہ اور منظم اسلامی پراپیگنڈا کی راہ تک رہے ہیں۔ اسکے ثبوت میں شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی آف گدیہ کے مضمون "جاپان کو ایک دعوت" میں سے جو اگست ۱۹۳۳ء کے "اسلامک ریویو" میں شائع ہوا ذیل کے فقرات نقل کر دینا ضروری ہے:۔

"لیکن میں جاپان کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ یورپ اور امریکہ ہر دو سے پہلے اسلام کو اختیار کرے اور فوراً اس بارہ میں قدم آگے بڑھائے۔ جاپان کے لئے اب عین موقع ہے۔ کہ وہ اسلام کو قبول کرے اور تمام ایشیا کی عنان قیادت اپنے ہاتھ میں لے..... ووکنگ مشن ہز ہائینس آغا خاں اور یہ بندہ ناچیز اسلام کے مختلف پہلوؤں کو پورے طور پر سمجھانے میں جاپان کی پوری مدد کریں۔ تاکہ وہ اپنی تمام ترقی پذیر افادی تحریکات کو اسلام کے ماتحت چلانے کے قابل ہو۔"

اسی وقت سے جب یہ مضمون لکھا گیا ہم رستہ صاف کر رہے ہیں۔ اور الحمد للہ کہ حسب معمول ہماری مخلصانہ کوششیں ابھی سے پھل لا رہی ہیں۔ بعض جاپانی دوستوں اور بالخصوص مسٹر اے جے قادر کے اشتراک عمل سے جو ہمارے بھائی اور خدا کی راہ میں ہم سے ملکر کام کرتے ہیں

مسٹر قدوائی کا مضمون جاپان کے بہت سے سرکردہ اخبارات میں شائع ہوا۔ اور ایک پمفلٹ کی شکل میں ہزارہا کی تعداد میں تقسیم بھی ہوا۔ ہمارا چھوٹا سا پمفلٹ "اسلام کیا ہے" بھی جاپانی زبان میں ترجمہ ہو کر ضروری طلقوں میں تقسیم ہوا۔

اپنے بعض فیاض اور مخیر ترین معطیوں کی سرپرستی اور امداد سے ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ الحاج خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی مشہور ترین اور سٹینڈرڈ کتابوں (آئیڈیل پرافٹ سورسز آف کرسچینٹی) کا ایک ایک نسخہ جاپان کی ان تمام پبلک لائبریریوں۔ مجالس۔ اور مذہبی اداروں کو جو ہمارے علم میں ہیں مفت بھیج سکیں۔

جاپان کی پبلک لائبریریوں اور اداروں میں اسلامک ریویو جو ہم مفت بھیج رہے ہیں۔ اسکی تعداد ابھی سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے۔ ان بیشمار خطوط میں سے جو جاپان سے ہمیں موصول ہوئے ہیں چند ایک ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ کام کرنے کے لئے کسقدر وسیع میدان ہمارے سامنے ہے۔ اور اگر ہمارے احباب ہماری مدد کے لئے آگے نہ بڑھیں تو ہم کوئی قدم آگے نہیں بڑھا سکتے۔ ہم اپنے مفت تقسیم کے کام کو وسیع کرنا چاہتے۔ اور اسطرح ہزارہا جاپانیوں کے نام اپنی فہرست پر لانا چاہتے ہیں۔ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ جب تک مسلمان اپنی خیرات اس سکیم کو چلانے اور اسے کامیاب بنانے پر صرف نہ کریں۔

خطوط جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے۔ حسب ذیل ہیں۔

(۱)

بخدمت شریف امام صاحب مسجد ووکنگ

میرے پیارے اسلامی بھائی ۔ ۔ ۔ ۔ ہاں میں آپ سے چند اور کاپیاں لینا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ کچھ مجھے بھیج سکیں۔ یہ فی الحقیقت ایک نہایت شاندار کتاب ہے۔ یعنی کتاب Islam and the Muslim Prayer جو مسٹر حبیب اللہ لوگر وو نے لکھی ہے اور جس کا دوسرا ایڈیشن ہمارے سرپرست اور ٹرسٹی سیٹھ الحاج قاسم علی جیراز بھائی کے فیاضانہ عطیہ سے شائع ہوئی ہے۔ جو موجودہ غیر مسلموں کے لئے جو اسلام کے متعلق کبھی کچھ نہیں پڑھتے مفید ثابت ہوگی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ ہوا جب میں جاپان سے واپس آیا تھا تو آپ نے میرے پہنچتے ہی مجھے خط لکھا تھا۔ اور اسلامک ریویو کا وہ پرچہ بھیجا

تھا۔ جس میں میرے بھائی مسٹر قدوائی کا مضمون "جاپان کو ایک دعوت" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ آپکی خواہش کے مطابق میں نے وہ مضمون جاپان میں اپنے ایک ذاتی دوست کو بھیج دیا۔ اور درخواست کی کہ وہ اپنے تمام اثر اور رسوخ کو کام میں لاکر اس مضمون کو کسی سرکردہ جاپانی اخبار میں شائع کرادے۔ اس پر فوراً عمل کیا گیا جاپان کی سرکردہ پبلک نے اس مضمون کو نہایت پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا اور میرے اس دوست کے مکان پر بہت سے مسلمان اور غیر مسلم اس غرض کے لئے آئے کہ انہیں کچھ اور اسلامی لٹریچر دیا جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی اثنا میں ایک اور دوست مسٹر ہادا نے جو ایک نئے مسلمان ہیں اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا اور اب جاپان میں اسکی خوب اشاعت ہو رہی ہے آپکا عاجز خادم اسلام (اے۔ جے۔ اے قادر)

(۲)

پیارے بھائی۔ خوش رہیں اور اللہ تعالےٰ آپ پر رحمت اور برکت نازل کرے ہم آپکی مہربانی کے بہت ہی شکر گذار ہیں کہ آپ نے ہماری آواز کا جواب دیا۔ اور ایسا ہی آپکے ۲۱ جنوری ۳۵ء کے خط مفت لٹریچر اور پوسٹروں اور اسلامک ریویو کیلئے بھی آپکے شکر گذار ہیں۔ پرسوں ۱۵ تاریخ کو بروز جمعہ تمام مسلمان مختلف صوبوں سے جمع ہوئے اور مکہ معظمہ کی طرف منہ کر کے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ نماز انڈین کلب میں پڑھائی گئی۔ جلد ہی مسجد تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ کچھ لٹریچر جو آپ نے مجھے بھیجا تھا۔ تقسیم بھی ہو چکا ہے۔ اور ذیل میں ایک غیر مسلم جاپانی کا پتہ میں آپ کو لکھتا ہوں۔ جو اسلام کی طرف پورے طور پر مائل ہے۔ ان کا نام ہساؤ شیما ہے اور جاپان کے شہر اوساکا کے رہنے والے ہیں اور مجھے امید ہے کہ جلد ہی وہ مذہب اسلام کو قبول کرینگے اور ایک مخلص مسلمان ثابت ہونگے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں انشاء اللہ تعالےٰ توفیق ایزدی اور بھی پتے معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور انہیں لٹریچر پہنچاؤں گا۔ آپ کے اس سوال کے جواب میں کہ کیا میں اپنے آپ کو خدمت اسلام کے لئے بطور رضاکار پیش کر سکتا ہوں۔ میری یہ عرض ہے۔ کہ مجھے اس میں کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کام کو کرنا میرے فرائض میں سے ہے۔ اور میں اپنے پورے دل کے ساتھ اپنی تمام طاقتوں کو اس امر میں آپ کی امداد پر لگا دوں گا۔ کہ جاپان میں صداقت اسلام کا دریا بہا دوں۔ اس لئے از راہِ نوازش مجھے اپنی مفید ہدایات اور قیمتی مشوروں سے سرفراز کیجئے۔

آپ کا تابعدار

آل کذ شیف مصری شاہی قنصل خانہ۔ کوب جاپان

اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ

از جناب ڈاکٹر بشیر بکر ڈی بی اے (کنٹب)

"وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۝ وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ" (سورہ حٰمٓ ع ۵)۔

"اور اُس سے بہتر کون شخص بول سکتا ہے جو اللہ کو پکارتا ہے۔ جب کہ وہ خود نیکی کرتا ہے۔ اور کہتا ہے میں یقیناً اللہ کے فرمانبرداروں میں سے ہوں"۔ اور نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ بدی کا جواب نیکی سے دو، اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ جو تمہارا دشمن تھا سرگرم دوست ہو جائے گا (قرآن ۴۱: ۳۳ و ۳۴)۔

سورۂ حٰم کی ان آیات میں یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ بُرائی کا مقابلہ بھلائی سے کرو۔ اور میں اس حکم کی قدرے تفصیل کروں گا۔ بُرائی ایسی چیز نہیں کہ انسان اُس کی طرف سے غافل ہو جائے۔ قرآنی تعلیمات کا رجحان یہ ہے کہ انسان اس کی طرف سے غافل نہ ہو۔ بلکہ اپنے آپ کو اُس سے بدرجہا احسن طریق پر محفوظ رکھے۔ چنانچہ اسی لئے قرآن میں بار بار مومنوں کو بدی سے اجتناب کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ وہ حتی الامکان بُرائی سے دور رہیں اور تقوٰی اختیار کریں۔ آخر یہ سب کس لئے ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جس قدر اشیاء پیدا کی ہیں۔ ان میں دو باتیں پوشیدہ ہیں۔ خیر اور شر۔ ہر شے میں آپ کو نیکی ملے گی اور ہر شے میں بُرائی کا امکان ہے۔ اس لئے اُس بُرائی سے اجتناب کرو۔ خدا پر توکل کرو، لیکن حتی الوسع احتیاط سے کام لو۔

بدی کا مقابلہ نیکی سے کرو۔ جہاں دیکھو کہ بدی پیدا ہو گئی ہے۔ تو نیکی کی مدد سے اس کا دفیعہ کرو۔ اور یقیناً نیکی، بدی سے بہتر ہے۔ بدی کا دفیعہ نیکی سے کرو۔ اس کا نتیجہ زیادہ حالات میں اچھا ہی نکلے گا۔ جس کا لوگوں کو علم نہیں ہوتا۔ نیکی کے سامنے بدی زائل ہو جائے گی جس طرح نور کے سامنے ظلمت زائل ہو جاتی ہے۔ اگر تم بدی سے دوچار ہو جاؤ تو خیال رکھو کہ بدی میں بدی کا اضافہ نہ ہو جائے کیونکہ اکثر اوقات اس کا نتیجہ شقاوت قلب ہوتا ہے۔ اور انسان کی ہستی پر ظلمت کی چادر پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ

جس دل سے بدی نکلتی ہے وہ خود بھی بد ہو جاتا ہے۔ لہذا ہوشیار رہو مبادا تم سے بدی سرزد ہو جائے۔

لیکن ہمیں اب اپنے طرز عمل کا نتیجہ دیکھنا چاہیئے۔ ہمیں یہ نکتہ مد نظر رکھنا چاہیے۔ کہ ہمیں بہرحال بدی کا مقابلہ نیکی سے کرنا ہے۔ اگر کسی موقعہ پر نیکی اور بھلائی اور مہربانی کا نتیجہ یہ ہو کہ موجودہ بدی کو اس سے تقویت پہنچے، تو پھر سزا دینا مناسب ہوگا۔ کیا یہ تمہارے خدا کی صفات کا عکس نہیں ہے؟ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے "بیشک تمہارا خدا معاف کرنے والا بھی ہے۔ اور انتقام لینے والا بھی ہے" (۱۳:۴۳) اس کے علاوہ جب کسی مسلمان کو بدی سے دوچار ہونا پڑے تو اس کے لئے ایک راستہ اور بھی ہے۔ اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے خدا کی طرف رجوع کرے جو علیٰ کلِ شیئٍ شہید ہے۔ اور علیٰ کلِ شیئٍ قدیر ہے۔ اُسکو خدائے قدیر وسمیع و علیم کے دامن میں پناہ لینی چاہیئے۔ کیونکہ تمہارے خدا کو معاملات کا انتظام کرنا آسان ہے۔ اُسے پکارو۔ وہ رہنما ہے۔ تمہاری پکار کا جواب دینے والا ہے اور مددگار ہے۔

اے برادرانِ دینی! تم اُس کفر و الحاد اور نفرت کی پرواہ مت کرو۔ جس کے درمیان ہم لوگ آجکل رہتے ہیں۔ بلکہ یہ غور کرو کہ تم میں سے ہر ایک کو کسقدر بڑا فخر حاصل ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ اور سچے مذہب کے نمائندہ ہو (الحمد صمد الاحد) جس کی تکمیل آنحضرت صلعم کے زمانۂ رسالت میں ہوئی جسے ہم اسلام کہتے ہیں۔ تمہاری تعداد یہاں جس قدر کم ہے اسی قدر تم میں سے ہر متنفس تائید صداقت کے لئے اہمیت رکھتا ہے۔ استقامت سے کام لو اور ایمان پر قائم رہو۔ اللہ تعالےٰ کے احکام کی اطاعت کرو، اور خدا کے علاوہ انسان اور خود اپنے نفس کیطرف جو فرائض عائد ہوتے ہیں۔ انکو انجام دو۔ اور خدا تعالےٰ پر کامل اعتماد کرو۔ اور یہ یقین رکھو کہ کامیابی دراصل اُسی کے ہاتھ میں ہے۔" اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے"

اس سورت کے آخری حصہ کے متعلق، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسمیں اس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ قرآن مجید مومنوں کے درمیان ایک ناقابل شکست پیمان ہے کامیابی کا منبع ہے۔ اور مختلف ممالک کے مسلمانوں کے مابین مفاہمت کا ذریعہ ہے۔ خواہ وہ کسی زمانہ میں کسی قوم اور کسی طبقہ سے ہوں۔ الفاظ پر غور کرو۔ "بیشک یہ ایک زبردست کتاب ہے! باطل نہ سامنے

سے اس میں راہ پا سکتا ہے نہ پیچھے سے، کیونکہ یہ قدرت والے اور حمید خدا کی نازل کردہ ہے“۔ (قرآن ۴۱:۴۲)۔

وہ کیا چیز ہے جو دوستوں کو جدا کرتی ہے۔ اور اعداء کی محبت کو برباد کرتی ہے؟ کیا وہ چیز دروغ اور غلط فہمی اور بدگمانی نہیں ہے؟ کیا ایک دشمن جب کہ وہ دوستوں میں جنگ وجدل برپا کرتا ہے جھوٹ سے کام نہیں لیتا؟ اور چالاکی سے دوستی کے روشن پیمان کو برباد نہیں کرتا؟ لیکن اگر تم قرآن پاک کو مضبوطی کیساتھ پکڑے ہو۔ تو تمہیں کون جدا کر سکتا ہے؟ کون تم میں دشمنی ڈال سکتا ہے؟ ناقابل تسخیر پیمان صداقت کو، جو تمہیں ایک اخوت، ایک ایمان، اور ایک قرآن سے وابستہ کئے ہوئے ہے۔ کون توڑ سکتا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اس کتاب میں نہ سامنے سے باطل راہ پا سکتا ہے نہ پیچھے سے کیونکہ یہ قدرت والے اور حمید خدا کی نازل کردہ ہے۔ پس تم اسے مضبوط پکڑے رہو۔

آنحضرت صلعم کی صداقت کے متعلق اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے جو اس سورت کی بعض آیات میں دی گئی ہے: وہ یہ ہے۔

”تم سے کوئی ایسی بات نہیں کہی گئی جو تم سے پہلے انبیاء سے نہ کہی گئی ہو۔ بلاشبہ تمہارا خدا غفار الذنوب اور ذوانتقام ہے“ (۴۱: ۴۳)۔

اس پر کافی غور کرو۔ آنحضرت صلعم کسی نئے مذہب کے مدعی نہیں ہیں۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ سابقہ انبیاءؑ سب غلط تھے اور صرف میں ہی راستی پر ہوں بلکہ آپ نے اس پر زور دیا کہ مجھ سے پہلے جو رسول آئے اُن کی تعلیم پر بھی ایمان لاؤ۔ آپ نے کوشش کی کہ صداقت ازلی کو دوبارہ زندہ کر دیا جائے۔ اور لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا جائے۔ اور غلط راستہ سے نکالکر صحیح راستہ پر ڈالدیا جائے۔ اور صحیح مذہب کا متبع بنا دیں۔ وہ راستہ جس پر پہلے انبیاء نے لوگوں کو چلنے کا حکم دیا یعنی خدائے واحد کی پرستش اور لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اور خدا اور انسان کے متعلق جو فرائض ہر پر عائد ہوتے ہیں۔ ان کو ادا کرنا۔

پھر آنحضرت صلعم کی انکساری پر بھی غور کرو۔ آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ میں بھی منجملہ دوسرے رسولوں کے ایک رسول ہوں۔ یہ نہیں کہ میرے علاوہ کوئی رسول نہیں گزرا یا میں نفس رسالت میں اُن سے بڑھکر ہوں۔ چنانچہ قرآن میں صاف لکھا ہے۔

" لا نفرق بین احد من رسلہ " ہم رسولوں میں کوئی امتیاز نہیں کرتے تاہم جب ہم غور کرتے ہیں۔ اور اس حقیقت کی جانچ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ صداقت اسکے علاوہ اور کچھ نہیں ہوسکتی۔ صداقت تو ازلی اور غیر متغیر ہے۔ پس کس طرح ہوسکتا تھا۔ کہ کوئی رسول اُس صداقت وحدہ کے علاوہ کسی اور بات کو صداقت قرار دیتا؟ صرف ایک ہی راستہ ہے۔ جیسے سب نے بتایا، جو کامل راہ ہے اور خدا کی طرف لیجاتی ہے۔ جو اول اور آخر ہے۔ ازلی اور حکیم ہے۔ علام الغیوب ہے اور ہر شے کا مالک ہے، اور تمام اقوام، تمام مخلوقات، تمام اشیاء کل کائنات مشہود اور غیر مشہود کا رحمٰن اور رحیم خدا ہے۔ الحمد للہ القیوم۔ اس دنیا میں بہت سے لوگ لاپرواہ۔ غافل۔ غیر متوجہ۔ جاہل متعصب اور مخالف ہیں۔ جو مادی اشیاء میں منہمک اور سرگرداں ہیں اسلئے وہ روحانیت کیطرف سے اگر بدظن نہیں ہیں تو غافل ضرور ہیں۔ لیکن یقین کیجیے کہ ہمارا کام صبر کرنا۔ تحمل کرنا۔ اور کوشش کرنا اور خدا پر توکل کرنا ہے اور مومنوں کا فرض یہ ہے۔ کہ وہ اللہ پر بھروسہ کریں۔ بیشک جس طرح پہلے زمانہ میں اُس خدائے قدیر نے اپنی رحمت سے عرب کے مخالفین میں سے ایک جماعت مومنوں کی پیدا کردی کیا وہ اب اس زمانہ میں۔ اس ملک کے مخالفین میں سے ایسی ہی جماعت پیدا نہ کریگا؟ کیا وہ اس ملک میں اپنی صداقت کی چمک کو ظاہر نہ کریگا۔ بیشک باطل مٹ جائیگا۔ اور یہ کام بلاشبہ رفتہ رفتہ ہوگا۔ پس خدا پر بھروسہ اور خوف نہ کرو۔ کیونکہ تمہارا خدا ہر شے پر قادر ہے۔ الحمد للہ الرحیم۔ بیشک ہم اسکے بندے ہیں اور اُسی کی اطاعت کرتے ہیں۔

ایک بات ضروری ہے وہ یہ کہ ایمان پر ثابت قدم ہو جاؤ۔ اسلام کی رسی کو مضبوط تھام لو اور ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور اگر تم ایمان پر ثابت قدم ہوگئے تو یقیناً ایک دوسرے کی مدد بھی کروگے کیونکہ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تمہارا ایمان تمہیں بھائی بنا دے گا۔ اور اگر تم اپنے ایمان کے مطابق زندگی بسر کروگے تو تم اخوت انسانی کی بہترین تصویر دنیا کے سامنے پیش کروگے۔

تمہارے درمیان کوئی نسلی امتیاز موجود نہیں ہے۔ جب تم ایک مسلمان کو دیکھتے ہو تو وہ تمہاری نظر میں یقیناً اُس شخص سے زیادہ قریب اور محبوب ہوتا ہے۔ جو تمہاری ہی نسل سے ہے۔ اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔ حتیٰ کہ تمام نسلیں اخوت انسانی کی شکل میں تبدیل ہو جائیں۔ اور امن کا درخت اپنی سایہ دار شاخیں تمام انسانیت پر پھیلا دے۔

پس اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔ خواہ وہ جرمن ہوں یا فرنچ انگریز ہوں یا یورپین۔ ایشیائی ہوں یا امریکن، افریقی ہوں یا بحر جنوبی کے کیونکہ تمہارا خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔" الٰہکم الٰہ واحد" الحمد للہ الاحد۔ اس لئے تم سب ایک سلک اخوت میں منسلک ہو جاؤ۔

اسلام میں عورت کا مرتبہ

از جناب این۔ ایچ برلاس

تیرہ سو سال سے زائد گزرے، جب کہ سرزمین عرب میں اسلام کا ظہور ہوا۔ پہلی صدی کے ختم ہونے سے پہلے پہلے اسلام مشرق میں ہندوستان تک اور مغرب میں اسپین تک پھیل چکا تھا اور آج تیس کروڑ سے زائد مسلمان دنیا کے مختلف ممالک میں موجود ہیں۔

اسلام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے پیغمبرؐ کے اقوال و افعال کو احادیث کی شکل میں جمع کرنے میں حد درجہ کا انہماک دکھایا۔ احادیث کے مطالعہ سے ہم کو آنحضرت صلعم کی زندگی سے پوری واقفیت ہو سکتی ہے۔ اور اسی قسم کی زندگی ہم کو بھی بسر کرنی چاہئے۔ آپؐ کی زندگی، انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے۔ لیکن انکی تفصیل کے لئے بہت بڑے دفتر کی ضرورت ہوگی۔ سردست میں آپؐ کی زندگی پر ایک خاوند اور ایک باپ کی حیثیت سے نظر ڈالنی چاہتا ہوں اور اس رنگ میں عورتوں کے متعلق قوانین کا ایک مکمل دستور العمل ہمارے سامنے آجاتا ہے۔

اسلامی شریعت کے چار مأخذ ہیں ان میں سے پہلے دو قرآن اور حدیث ہیں، میں انہی دونوں سے اپنے مضمون میں استدلال کروں گا اور جہاں ضرورت ہوگی، انہی دو سو سے اقتباسات بھی پیش کروں گا۔

اسلام نے عورت کے ساتھ سب سے عمدہ سلوک یہ کیا ہے۔ کہ اُسے حقوق عطا کئے اور اس کا مرتبہ بہت ہی بلند کر دیا ہے۔ چینی یونانی اور ہندی تہذیب میں اسکی پوزیشن ایک خادمہ کی سی رہی ہے۔ اور مسیحی ممالک میں اسکی حالت، دیگر ممالک سے کسی طرح بہتر نہیں

تھی مسیحی کلیسا نے اُسے لازمی بدی قرار دیا اور پادریوں میں عرصہ تک اس امر پر بحث ہوتی رہی کہ اُس میں روح پائی جاتی ہے یا نہیں؟ اور آج بیسویں صدی میں بھی بعض مسیحی ممالک نے اُسے وہ حقوق عطا نہیں کئے جو اسلام نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر، عطا کر دئے تھے۔

اسلام مرد اور عورت میں، سوائے اُس تفریق کے جو انکی ذات میں داخل ہے۔ اور کوئی تفریق نہیں کرتا۔ فطرت نے اُنکی طبائع معین کر دی ہیں۔ کیونکہ ان کو زندگی میں مختلف قسم کے فرائض انجام دینے پڑتے ہیں۔ روحانی، اخلاقی اور ذہنی طور پر وہ دونوں یکساں ہیں۔ اور قرآن مجید اور احادیث دونوں نے اس مساوات کا اعلان کیا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ "یقیناً مسلمان مرد اور عورتیں، مومن مرد اور عورتیں عابد مرد اور عورتیں، صائم مرد اور عورتیں۔ یاد خدا کرنے والے مرد اور عورتیں، بیشک اللہ نے انکے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے" (۳۳: ۳۵)

یہ آیت بالکل واضح ہے اور مرد اور عورت کو یکساں مرتبہ دیتی ہے۔ اخلاقی اور روحانی دونوں پہلوؤں سے۔ ذہنی پہلو سے بھی کوئی امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔

طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ ہاں زندگی میں اُن کے میدانِ عمل جداگانہ ہیں۔ مرد کو زیادہ محنت و مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اُسے کشمکش حیات سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے عیال و اطفال کیلئے بھی روزی مہیا کرنی پڑتی ہے۔ علاوہ بعض اوقات اُسے اپنی قوم کی خاطر اپنی زندگی بھی قربان کرنی پڑتی ہے۔ ان دو باتوں کیوجہ سے اُسے عورت پر فوقیت حاصل ہے۔ عورتوں کے لئے رحمدل ہونا فطرتاً ضروری ہے۔ کیونکہ انہیں بچوں کی پرورش اور نگہداشت کرنی پڑتی ہے اور اسی رحمدلی کے باعث وہ زندگی کے سخت پہلو میں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ قرآن مجید نے اس آیت میں اس حقیقت کیطرف اشارہ کیا ہے۔ "عورتوں کے بھی مردوں کی طرح حقوق ہیں۔ ایک دُوسرے پر، لیکن مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فوقیت حاصل ہے۔" (قرآن مجید ۲: ۲۲۸)۔

نیز فرمایا "مرد عورتوں پر فائق ہیں۔ کیونکہ خدا نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کمائی کا ایک حصہ ان پر صرف کرتے ہیں" (قرآن مجید ۴: ۳۴)۔

لیکن مردوں کی یہ فوقیت عورتوں کے جائز حقوق پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ ہر سوسائٹی میں درجات

کے مختلف مراتب ہوتے ہیں۔ اور جو اصول قرآن میں بیان ہوئے ہیں۔ وہ ایسی بنیادیں ہیں۔ جن پر کسی سوسائٹی کی عمارت قائم کی جاسکتی ہے اور اسلامی سوسائٹی انہی اصولوں پر قائم ہے۔ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ مرد کا طرز عمل ناقابل برداشت نہیں ہونا چاہیئے۔

"اور تم اس فوقیت پر جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عورتوں پر دی ہے فخر نہ کرو مردوں کو انکی کمائی میں سے ایک حصہ ملے گا۔ اور عورتوں کو بھی ایک حصہ ملے گا۔ اور خدا سے اس کا فضل طلب کرو۔ بیشک خدا ہر چیز سے خبردار ہے" (قرآن ۴: ۳۲)۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ مردوں کو عورتوں پر فوقیت کیوجہ سے فخر کرنا زیبا نہیں ہے اور اس کا ناجائز فائدہ ہرگز نہیں اٹھانا چاہیئے۔ لیکن عورتوں کی کمزوری کا اعلان کر دیا گیا ہے اور اُن کو حقوق و مراعات دے دی گئی ہیں۔ تاکہ مرد ان کی کمزوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔ آنحضرت صلعم کو عورتوں کا اسقدر خیال تھا کہ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا "عورتوں کے حقوق کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو"

وہ خاص معاملہ جس میں مرد اور عورت کے حقوق میں تصادم ہو سکتا ہے۔ شادی کا معاملہ ہے۔ اسلام میں نکاحی زندگی ایک مقدس رسم ہے۔ لیکن نکاح کا معاہدہ ایک دیوانی معاہدہ ہے۔ اور مرد اور عورت کی آزادانہ مرضی پر منحصر ہے۔ ایک بالغہ عورت کو خاوند منتخب کرنے کا اسی قدر اختیار ہے جسقدر ایک بالغ مرد کو اپنے لئے زوجہ منتخب کرنے کا۔ عورت کی رضامندی کے بغیر کوئی نکاح نہیں ہو سکتا۔ اگر قاضی کے سامنے خود موجود ہو تو بہت خوب ورنہ اس کا وکیل ضرور موجود ہوگا۔ اور اس معاملہ میں عورت کو فوقیت دیجاتی ہے۔ کہ اس کی رضا سب سے پہلے معلوم کیجاتی ہے۔ اور مرد اس پیشکش کو قبول کرتا ہے۔ تاکہ شادی میں رنگ اخفاء نہ پیدا ہو جائے۔ دو گواہوں کا ہونا اشد ضروری ہے اور فریقین پر اعلان کرنا بھی فرض ہے۔ نکاح عموماً قاضی پڑھاتا ہے۔ جو کہ محکمۂ دیوانی کا افسر ہوتا ہے۔ جو کہ نکاح نامہ میں اس کا اندراج کرتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کا حکم ہے کہ معاہدات کو قلمبند کر لیا جائے۔

جب تک مہر معین نہ ہو شادی مکمل نہیں ہوتی۔ مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک معین رقم بطور مہر ادا کرنے کا وعدہ کرے اور یہ رقم عورت کی ذاتی ملکیت ہو جاتی ہے۔ اس کا اس کے والدین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مہر کی دو قسمیں ہیں۔ معجل اور مؤجل اسکی تعین فریقین کی مرضی پر ہے۔ مہر معجل عندالطلب واجب الادا ہوتا ہے۔ اور عورت جسوقت چاہے مطالبہ کر سکتی ہے۔ اور نصف رقم مطالبہ

تو وہ خلوت سے پہلے بھی کر سکتی ہے۔ اور اگر عند الطلب شوہر رقم معینہ ادا نہ کرے تو وہ اس کے پاس رہنے سے انکار کر سکتی ہے۔ اور مہر مؤجل جب خاوند کے پاس ہو تو ادا ہوگا۔ لیکن اگر طلاق واقع ہو جائے تو اس کی ادائیگی لازمی ہے۔ اگر خاوند، اسکی ادائیگی سے پہلے فوت ہو جائے تو اسکی جائداد پر پہلا مطالبہ مہروں کا ہوگا۔ عورت کا حق جملہ قرضخواہوں اور رشتہ داروں کے حقوق پر مافوق ہے۔ اگر مرد وصیت کرے تو وہ اپنی بیوی کو اس کے مہروں سے محروم نہیں کر سکتا۔

مہر کا طریقہ عورت کے لئے بہت فوائد کا موجب ہے۔ اور پردہ سسٹم کیوجہ سے جہاں کہیں عورت کی پوزیشن کمزور ہو گئی ہے۔ تو مسلم سوسائٹی نے مہر کی مقدار بڑھا کر، اُس کمزوری کو دور کر دیا ہے عام طریقہ یہ ہے کہ نصف مہر اُسی وقت ادا کر دیا جاتا ہے اور نصف بعد ازاں۔ ناظرین خود تصور کر سکتے ہیں۔ کہ مہر کیوجہ سے عورت کو اپنے خاوند پر کسقدر رجہ اقتدار حاصل ہے۔ واضح ہو کہ مرد اگر اپنی عورت کو تحائف دے تو مہر کی رقم میں محسوب نہیں ہو سکتے۔ جبتک صراحت نہ کر دیجائے اسوقت تک کوئی تحفہ، مہر کی رقم میں محسوب نہیں ہو سکتا۔ اور عورتیں، اس لفظ کا استعمال کرتی ہی نہیں۔ اور اگر خاوند، غلطی سے کہہ بیٹھتا ہے تو، زوجہ فوراً اُس تحفہ کو واپس کر دیتی ہے۔ اس لئے خاوند کو ناچار اپنے الفاظ واپس لینے پڑتے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی زوجہ کی ساری خواہشات پوری کرتا رہتا ہے۔ اور مہر کی رقم مستقل طور پر اس کے ذمہ رہتی ہے۔

شادی کے بعد نان نفقہ بھی خاوند کے ذمہ ہو جاتا ہے۔ اور اسی لئے مرد کو عورت پر تفوق حاصل ہے۔ اور نان نفقہ، خاوند کی اُس حیثیت کے مطابق ہوگا۔ جو اُسے سوسائٹی میں حاصل ہے۔

مردوں کو حکم ہے کہ عورتوں کے ساتھ مہربانی کا سلوک کریں چنانچہ قرآن میں آتا ہے۔ "اور ان کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرو، کیونکہ اگر تم عورتوں کے ساتھ نفرت کرو گے، تو ممکن ہے کہ تم ایسی چیز سے نفرت کرو گے۔ جسمیں خدا نے تمہارے لئے بھلائی رکھدی ہے" (قرآن مجید ۴ : ۱۹)۔

آنحضرت صلعم کی ایک حدیث ہے "مومنوں میں بلحاظ ایمان کامل ترین وہ ہے جو اپنی زوجہ کیساتھ بہت زیادہ مہربان ہے"

قرآن مجید میں مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم قرار دیا گیا ہے۔ "عورتیں تمہارا لباس ہیں۔ اور تم اُن کا لباس ہو"۔ (قرآن ۲ : ۱۸۷)۔

اختلاف کیصورت میں قرآن مجید نے پنچوں کے معاملہ میں عورت اور مرد دونوں کو یکساں حقوق دئے ہیں۔" اگر میاں بیوی میں اختلاف کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد کے خاندان سے اور ایک پنچ عورت کے خاندان سے طلب کرو۔ اور اگر وہ مصالحت کے خواہاں ہوں تو خدا اُن کے درمیان صلح کر دے گا۔ یقیناً خدا علیم و خبیر ہے" (قرآن مجید ۴: ۳۵)۔

عورت کیساتھ حسن سلوک کرنے کے لئے مرد پر بہت سی قیود عائد کر دیگئی ہیں۔ مثلاً اگر وہ کوئی جرم کرے یا اپنی بیوی کیساتھ سختی سے پیش آئے یا ظلم وستم کی دھمکی دے یا اپنے فرائض میں کوتاہی کرے یا اگر عورت کو یہ خطرہ ہو۔ کہ اس کے ساتھ بدسلوکی کی جائے گی یا اُسے اپنی صحت یا جان کا خطرہ ہو تو ان تمام صورتوں میں اُسے علیحدہ رہنے کا حق حاصل ہے اور خاوند سے نان نفقہ وصول کر سکتی ہے ان میں سے بعض حالات میں وہ خُلع بھی حاصل کر سکتی ہے اور اُسے تعلقات زناشوئی کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب تک اُسے طلاق نہ دی جائے، اسوقت تک وہ اسکی بیوی کہلائیگی۔ اور نان نفقہ وصول کرنے کی حقدار رہوگی۔ اور خاوند کی جائداد سے حصّہ بھی وصول کر سکتی ہے۔

اسلام نے طلاق کو بعض قیود کے ماتحت رکھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔" کہ جائز امور میں طلاق خدا کی نظر میں سب سے زیادہ بُری چیز ہے"۔

اختلاف فیمابین کا آخری علاج طلاق تجویز کیا گیا ہے۔ لیکن اختلاف عارضی یا کسی فوری جذبہ کے ماتحت بھی ہو سکتا ہے۔ اگر یہ حالات دفع ہو جائیں تو زندگی پھر استوار ہو سکتی ہے۔ لہذا طلاق کی صورت ایسی رکھی گئی ہے۔ کہ مرد کو اپنی حالت میں اصلاح کا موقع مل سکتا ہے۔

طلاق بھی نکاح کی طرح ایک دیوانی معاہدہ ہے۔ عدالت میں جا کر ازالۂ حیثیت عرفی کا دعوے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ طلاق کا اعلان ہی اس کے مؤثر ہونے کے لئے بالکل کافی ہے۔

عورت اور مرد دونوں ایک دوسرے کو طلاق دے سکتے ہیں۔ مرد اگر طلاق دے تو اُسے مہر ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر عورت طلاق لے تو اُسے مہر کا کچھ حصّہ یا پورا مہر معاف کرنا ہوگا۔ مہر کی رسم، طلاق کی راہ میں ایک رکاوٹ کا کام دیتی ہے۔ (اور جانبین اُسی وقت اس کا استعمال کرتے ہیں۔ جب وہ مصالحت کی کوئی صورت ممکن العمل نہ ہو سکے۔

طلاق کی کئی قسمیں ہیں۔ عموماً ان کو دو عنوانوں کے ماتحت رکھ سکتے ہیں (۱) وہ طلاق جس کے

بعد دوبارہ تعلقات زناشوئی قائم ہو سکتے ہیں۔ (۲) دوسری وہ جس کے بعد اعادہ تعلقات ناممکن ہے۔ مثلاً اس حالت میں جب کہ خاوند اپنی بیوی پہ بے وفائی کاالزام لگائے اگر عورت طلاق پر رضامند ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اور پھر دوبارہ ملاپ ناممکن ہے۔ اور اوّل الذکر صورت کی مثال یہ ہے کہ اگر خاوند اپنی عورت کو سادہ الفاظ میں طلاق دے۔ اس صورت میں وہ دوبارہ ملاپ کر سکتے ہیں۔ ایک اور آسانی بھی رکھی گئی ہے۔ اگر دونوں تین ماہ کے اندر تعلقات کی تجدید کر لیں تو دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں ہے طلاق کی دوسری اقسام بھی ہیں۔ جن میں تعلقات زناشوئی، مقررہ میعاد کے اندر قائم ہو سکتے ہیں۔ اگر مرد کفارہ ادا کر دے۔

مرد کو لفظ "طلاق" کے ساتھ مخول کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر وہ لفظ طلاق تین مرتبہ زبان سے ادا کر دے تو طلاق پڑ جائے گی۔ اور پھر وہ اپنی عورت کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ قرآن مجید فرماتا ہے: "طلاق دو مرتبہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد یا ان کے ساتھ انسانیت کا سلوک کر دو یا انہیں مہربانی سے رخصت کر دو (۲: ۲۲۹)۔

مرد کو تینوں طلاقیں یکبارگی دینے کا اختیار نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ ایسا کرے گا تو طلاق پڑ جائیگی اور وہ ایک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دیدیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا "کیا تم خدا کی کتاب کے ساتھ مخول کرتے ہو۔ جب کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟ اور آپ اسقدر ناراض ہوئے کہ ایک صحابی نے یہ خیال کیا کہ شاید آپ اس شخص کے قتل کا حکم دے دینگے۔ اس لئے اس نے عرض کی کیا میں اُس شخص کو قتل کر دوں؟

باوجود طلاق کے اسقدر آسان ہونے کے، اسلامی ممالک میں طلاق بہت ہی کم واقع ہوتی ہیں اور اس کی وجہ محض اقتصادی نہیں۔ بلکہ اخلاقی اور مذہبی بھی ہے۔

عورتوں کے لئے طلاق کے فائدہ کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی بدولت وہ مصیبت سے نجات پاتی ہے۔

اسلام میں، عورت کے لئے مرد کی ذمہ داری طلاق پر ختم نہیں ہو جاتی۔ اُسے طلاق کے تین چار ماہ بعد تک اُسے نان نفقہ دینا پڑتا ہے۔ جب یہ یقین ہو جائے کہ وہ حاملہ نہیں ہے اُسوقت وہ

دوسرے آدمی کیساتھ شادی کر سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ حاملہ ہو تو اس صورت میں ولادت تک اُسے نان نفقہ ملیگا۔ اور ولادت کے بعد بھی اگر مرد یہ چاہے کہ وہ عورت بچہ کو دودھ بھی پلائے تو اس صورت میں اُسے، عورت اور بچّہ کو دو سال تک نان و نفقہ دینا ہوگا۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔

"اور عورتیں بچوں کو دو سال تک دودھ پلائیں۔ اس صورت میں کہ کوئی اُن سے دودھ پلوائے اور والد پر بچہ اور ماں کا نان نفقہ فرض ہے اللہ کسی پر اُس کی وُسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ لیکن اگر وہ باہمی رضامندی سے دُودھ چھڑانا چاہیں تو پھر اُن کے حق میں یہ بات کوئی جرم نہ ہوگی اور اگر تم اپنے بچوں کے لئے کوئی دایہ رکھنا چاہو تو تم پر کوئی الزام نہیں ہے جب کہ تم عورت کے جملہ حقوق ادا کردو، اور خدا کا خوف کرو۔ اور یقین جانو کہ خدا تمہارے افعال کو دیکھتا ہے"
(قرآن مجید ۲: ۲۳۳)۔

اگرچہ مرد کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی اجازت ہے لیکن اسلام نے اس پر بھی بہت سی قیود عارض کر دی ہیں جو اسقدر سخت ہیں کہ اُن سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اسلام کا منشا دراصل وحدت ازدواج ہی ہے۔ اسلام میں ایک عورت کو کئی مردوں کے پاس جانے کی اجازت نہیں ہے اس لئے لفظ تعدد ازدواج مستعمل ہے۔ تاکہ غلط فہمی نہ ہو۔ تعدد ازدواج کے متعلق یہ واضح ہو کہ اسلام تعلقات مرد و زن کے بارہ میں بہت پاکی پر زور دیتا ہے اور زناکاری کی سزا جسمانی ہے۔ جو کہ شادی شدہ مجرم کے حق میں دگنی ہوگی۔ اور اسقدر سختی سے اس پر عملدرآمد تھا۔ کہ خلیفہ عُمر کا بیٹا، جو کہ اس جُرم کا مرتکب ہُوا تھا۔ اُس کی تاب نہ لا کر جاں بحق ہو گیا تھا۔

دنیا میں غیر معمولی حالات آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے ایک شخص کی پہلی بیوی بانجھ ہو۔ شادی کا مقصد یہ ہے کہ انسان افزائش نسل میں حصّہ لے۔ اگر بیوی بانجھ ہے تو یقیناً وہ اس فرض کو ادا کرنے سے قاصر رہے گا۔ لہٰذا اندریں صورت وہ دوسری شادی کر سکتا ہے۔

جنگ کی حالت میں تعدد ازدواج ضروری ہے۔ کیونکہ ہزاروں آدمی قتل ہو جاتے ہیں۔ اور عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں بہت بڑھ جاتی ہے۔ اگر تعدد ازدواج پر عمل نہ کیا جائے تو عورتیں تجرد کی غیر فطری زندگی بسر کرنے پر مجبور ہونگی۔ زناکاری بڑھ جائے گی۔ اور بہت سی سوشل خرابیاں پیدا ہو جائینگی۔ ایک تو وہ بدقسمت عورتیں عزت کھو بیٹھینگی۔ دوسرے خود غرض لوگ

سوسائٹی کے غیر ذمہ دار رکن بن جائینگے۔ تیسرے اولاد نہ صرف اپنی عزت سے ہاتھ دھو بیٹھیگی بلکہ والدین کی کمائی سے بھی اُسے حصّہ نہیں ملے گا۔ اور نہ اُن کی میراث سے حصّہ ملے گا۔

ان بُرائیوں کا سدِ باب کرنے کے لئے اسلام نے تعدد ازدواج کو بعض قیود کے ماتحت جائز کیا ہے۔ اور یہ حکم دیا ہے کہ سب کے ساتھ عدل ملحوظ رہے۔ اور قرآنی حکم اسی طرح دیا گیا ہے کہ الفاظ سے وحدت ازدواج ہی کا حکم نکلتا ہے۔

"تب تم ان عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو تین یا چار تک شادی کر سکتے ہو۔ لیکن اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم اُن میں عدل نہ کر سکو گے۔ تو پھر ایک ہی عورت پر اکتفا کرو۔ کیونکہ ظلم سے بچنے کا یہی محفوظ طریقہ ہے" (قرآن مجید ۴: ۳)۔

نوٹ: اس سورت کی آیت ۱۲۹ میں یہ لکھا ہے۔ "اگر تم کوشش کرو تو بھی عورتوں میں عدل نہ کر سکو گے"۔

واضح ہو کہ عورت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے سے انکار کر دے۔ اگر وہ دوسری عورت سے شادی کرے۔ لیکن اس بات کی صراحت نکاح کے وقت ہو جانی چاہئے اگر اسوقت یہ شرط ہو جائے کہ خاوند دوسری شادی نہیں کر سکے گا تو عورت کی پوزیشن محفوظ ہو جائیگی اگر اس معاہدہ کے بعد مرد دوسری شادی کرے تو پہلا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ اور اُسے مہر ادا کرنا ہوگا

اسلامی ممالک میں مردوں کی عظیم اکثریت ایسی ہے جو ایک بیوی پر اکتفا کرتی ہے۔ دو بیویوں والے مردوں کی مثالیں بہت کم ہیں اور اگر حکمران طبقہ کے افراد کو مستثنیٰ کر دیا جائے تو پھر تین یا چار بیویوں والے مردوں کی کوئی مثال نہیں ملسکتی۔ اسلام نے مردوں اور عورتوں کے اختلاط باہمی کو سختی کے ساتھ منع کیا ہے لیکن عورتوں کو زندگی کے مختلف شعبوں میں حصّہ لینے سے نہیں روکا۔ اس ضمن میں قرآن نے دو اصول بیان کئے ہیں۔ اوّلاً مردوں اور عورتوں دونوں کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنے مقامات زینت کو پوشیدہ رکھیں آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کے متعلق بہت سی احادیث مروی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی عورتوں کو پوری آزادی عطا کی تھی۔ چنانچہ وہ نمازوں میں، مباحثوں میں اور جنگوں میں شریک ہوتی تھیں۔ بلکہ فوجوں کی سرداری بھی کرتی تھیں۔ مختصر یہ کہ تمام شریفانہ امور میں حصّہ لیتی تھیں۔

پردہ کا رواج جو آجکل مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ قرون اولیٰ کے بعد کی پیداوار ہے۔

اور دوسری بُری رسموں کی طرح یہ بھی ایک سوشل بُرائی ہے۔ اور اسلامی سوسائٹی میں بہت سی عورتیں اِس رواجی پردہ کو خیرباد کہہ رہی ہیں۔ لیکن اسلامی نقطۂ نظر سے وہ آزادی بھی ایک سوشل خرابی ہے جو آج مغربی عورتوں کو حاصل ہے۔

عورتوں کی ملکیت جائداد کے متعلق بھی اُسلام نے بہت اصلاح کی ہے چنانچہ مسلمان عورتیں ابتدائے اسلام سے اپنی جائداد کی مالک و مختار رہی ہیں۔ اور مسیحی ممالک میں عورتوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ اور جن چند ملکوں میں یہ حق حاصل بھی ہے۔ وہ ان کو گزشتہ صدی میں جا کر ملا ہے۔ مسلمان عورت خواہ شادی شدہ ہو یا کنواری وہ اپنی جائداد پر مالکانہ حقوق رکھتی ہے۔ اور جس طرح چاہے تصرف کرسکتی ہے۔ خاوند اس کے معاملات میں دخل نہیں دے سکتا۔

وراثت کے معاملہ میں بھی اسلام نے عورتوں کو کافی حقوق عطا کئے ہیں۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ خاوند کی جائداد پر پہلا حق عورت کے مہر کا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اُسے میراث میں حصہ ملتا ہے۔ اگر خاوند اولاد چھوڑے تو عورت کو ⅛ اور اگر کوئی اولاد نہ ہو تو جائداد کا ¼ اُسے ملیگا۔ چنانچہ قرآن مجید میں وراثت کا قانون بایں الفاظ مرقوم ہے "اور تمہارے واسطے ہے آدھا اس کا کہ چھوڑ گئی ہیں بیویاں تمہاری، اگر نہ ہو واسطے اُن کے اولاد۔ لیکن اگر ہو واسطے اُن کے اولاد تو واسطے تمہارے چوتھائی ہے۔ اس چیز کا کہ وہ چھوڑ گئی ہیں پیچھے وصیت کے کہ وصیت کر جائے۔ ساتھ اس کے یا قرض کے۔ اور واسطے اُن کے ہے۔ چوتھائی اُس چیز کی کہ چھوڑ جاؤ تم اگر نہ ہو واسطے تمہارے اولاد۔ تو پھر اُن کے لئے آٹھواں حصہ ہے۔ اُس چیز کا کہ چھوڑ جاؤ تم پیچھے اپنے وصیت کے کہ وصیت کر جاؤ تم ساتھ اُس کے یا قرض کے، . . . . یہ ایک حکم ہے اللہ کیطرف سے اور اللہ جاننے والا اور تحمل والا ہے۔ (سورۂ نساء ع ۲)۔ علاوہ بریں بیٹی اور ماں ہونے کی حیثیت سے بھی وہ وراثت میں حقدار ہے چنانچہ اللہ پاک کا ارشاد ہے" وصیت کرتا ہے تمکو اللہ بیچ اولاد تمہاری کے، واسطے مرد کے ہے مانند حصہ دو عورتوں کے پس اگر ہوں عورتیں زیادہ دو سے پس واسطے اُنکے ہے ⅔ اس چیز کا چھوڑ گیا۔ اور اگر ہو ایک ہی پس واسطے اُسکے ہے آدھا۔ اور واسطے ماں باپ اسکے کے ہر ایک کو اُن دونوں میں سے چھٹا حصہ اُس چیز سے کہ چھوڑ گیا ہے۔ اگر ہو واسطے اُسکے اولاد۔ پس اگر نہ ہو واسطے اُس کے اولاد اور وارث ہوں ماں باپ اسکے، پس واسطے اس کی ماں کے ہے تیسرا حصہ۔ پس ہوں

واسطے اسکے بھائی ہو تو اس کی ماں کیواسطے چھٹا حصّہ پیچھے وصیت کے ۔ جو وصیت کر جائے ساتھ اس کے یا قرض کے ۔ تمہارے باپ اور بیٹے نہیں جانتے کہ کون ان میں سے بہت نزدیک ہے واسطے تمہارے نفع میں مقرر کیا ہوا ہے اللہ کیطرف سے تحقیق اللہ ہے جاننے والا اور حکمت والا (قرآن مجید سورہ نساء ع ۲)۔

اصول یہ ہے کہ عورت کو مرد کے مقابلہ میں نصف ملیگا ۔ اگر متوفی سے انکا رشتہ یکساں ہو ۔ واضح ہو کہ کوئی شخص وصیت میں اپنے ورثاء کو محروم الارث قرار نہیں دیسکتا ۔ زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتا ہے کہ وہ ایک ثلث کی حسب منشاء وصیت کر سکتا ہے ۔ بقیہ دو ثلث لازمًا اسکے ورثاء میں تقسیم ہوگی متبنٰی کو جائداد میں کوئی حصّہ نہیں مل سکتا ۔

اسلام والدین کیساتھ حسن سلوک اور انکی عزت کا حکم دیتا ہے ۔ اور اس پر اسقدر زور دیا گیا ہے کہ اطاعت والدین اسلام کی رُو سے عبادت الٰہی کے بعد سب سے بڑی نیکی ہے چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ خدا کی عبادت اور اسکے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ اور والدین کیساتھ بھلائی کرو نیز رشتہ داروں اور یتامیٰ کیساتھ ، مساکین اور ذوی القربٰی کیساتھ ۔ ہمسایہ کیساتھ ۔ خواہ وہ رشتہ دار ہو یا اجنبی اور اپنے رفقاء کیساتھ اور مسافروں کیساتھ اپنے ماتحتوں اور خادموں کیساتھ یقینًا اللہ شیخی خور اور مغرور لوگوں کو پسند نہیں کرتا ۔

دوسری جگہ یوں فرماتا ہے ” اور تمہارے خدا کا حکم ہے کہ اسکے سوائے کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کیساتھ بھلائی کرو خواہ انمیں سے ایک یا دونوں ضعیفی کی عمر کو پہنچ جائیں ۔ اور انہیں سرزنش نہ کرو ۔ اور نہ کوئی کلمہ تحقیر انکے لئے نکالو ۔ بلکہ ہمیشہ محبت آمیز الفاظ میں اُن سے گفتگو کرو “ ۔

ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے ۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے ۔ کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے عرض کی یا رسول اللہ مجھ سے ایک گناہ کبیرہ سرزد ہو گیا ہے ۔ کیا اسکی تلافی کی کوئی صورت ہو سکتی ہے ؟ آپ نے فرمایا ماں زندہ ہے ؟ اُس نے جواب دیا نہیں ۔ پھر آپ نے پوچھا کیا تمہاری ماں کی بہن زندہ ہے ؟ آپ نے فرمایا اُس کے ساتھ حسن سلوک کرو ۔

دوسری روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے پوچھا یا رسول اللہ ! بھلائی کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے ؟ آپ نے فرمایا ” تمہاری ماں “ پھر اُس نے پوچھا اُس کے بعد ؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں “ پھر اُس نے اُس کے بعد ؟ آپ نے فرمایا تمہارا باپ “ ۔

مسلمانانِ پولینڈ

لیتھوآنی تاتاریوں کا آغاز اور ان کی تاریخ

از جناب ایل بوہڈ نووز کے قسلم سے

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو جلد ۲۱ نمبر ۶ صفحہ ۲۱۴)

پولش قوم نے جو فطرتاً فیاض اور روادار واقعہ ہوئی ہے۔ تاتاریوں کی وفاداری پر ان سے منصفانہ برتاؤ کیا اور بتدریج مسلسل آئین وضوابط کے ذریعہ ان کے پرانے حقوق و مراعات انہیں واپس دے دئے ہیں۔ ۱۶۵۹ء میں ضابطہ آئین اگرچہ ان ناراض لوگوں کے لئے تھا۔ جن کو جنگ میں منا لیا گیا تھا۔ تاہم اس میں تاتاریوں کی وفاداری کا اعتراف کیا گیا۔ اور سابقہ مراعات کا ایک حصہ انہیں پھر عطا کیا گیا۔ یہ سچ ہے کہ اولاً یہ سپاہیوں سے تعلق رکھتا تھا۔ ۱۶۶۲ء میں انہیں عبادت کرنے کی بھی آزادی دے دی گئی۔ لیکن ان کی حالت زیادہ تر سوبیسکی کے عہد حکومت میں بہتر ہوئی۔ سب سے پہلے تمام تارکان وطن کو ایک عام آزادی اور امان دیا گیا پھر ۱۶۷۶ء میں بادشاہ نے پارلیمنٹ سے ایک ایسا قانون بنوایا جس میں تاتاریوں کو ان کے تمام سابقہ حقوق اور مراعات۔ واپس دے دئے گئے۔ سترھویں صدی میں بھی مسلسل ایسے توانین بنتے چلے گئے۔ جن سے ان کی پوزیشن اور بہتر ہوگئی، یہانتک کہ اٹھارھویں صدی کے اختتام پر پولینڈ کی تقسیم کے وقت انہیں (مسیحی عورتوں سے شادی کرنے کے حق کے سوائے) قریباً وہ تمام حقوق حاصل تھے۔ جو ۱۵۶۹ء میں لیتھوآنیا اور پولینڈ کے حقیقی اتحاد کے وقت حاصل تھے۔

پولینڈ کو تاتاریوں کے متعلق اس پالیسی کیوجہ سے پچھتانا نہیں پڑا کیونکہ جنگ خودمختاری (انڈیپنڈنس وار) میں چھ کیولری رجمنٹیں صرف لیتھوآنی تاتاریوں پر مشتمل تھیں۔

اس طرح تاتاریوں کی تاریخ کا وہ حصہ جو خاص پولش عہد حکومت سے تعلق رکھتا تھا۔ ختم ہوگیا۔

تاتاری جو لیتھوآنیا میں چودھویں صدی کے شروع میں آئے۔ ان میں اکثر کی سابق اتحادی

ہونے کی وجہ سے خوب آؤ بھگت ہوئی۔لیتھوآنی شہزادے اور بعدازاں پولینڈ کے پادشاہ اس بات سے خوش تھے۔کہ ایک ایسا عنصر ان کے زیر حکومت آگیا، جو وفادار مطیع و منقاد فوجی خدمت کے لئے تیار اور ہر موقعہ پر لڑنے کے لئے آمادہ ہے۔ہمیں بھول نہیں جانا چاہئیے کہ اس زمانہ میں تاتاری فوج کو عالمگیر شہرت حاصل تھی۔اپنے خاص ہتھکنڈے انہیں آتے تھے اور آج جو چیز "لایٹ کیولری" کے نام سے موسوم ہے۔ وہ انہیں کی ایجاد ہے۔انہیں حکومت دینے اور اس طرح خوشحالی کا ایک نہ زائل ہونے والا حصہ ان کے لئے محفوظ کر لینے کا خیال بہت دُور کی بات تھی۔کیونکہ ان کا شکریہ اور قناعت اس طرف متوجہ ہی نہیں ہونے دیتا اس کے برخلاف چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ نہ تھی اور اپنے ہم وطنوں سے بہت دور پڑے ہوئے تھے۔جو کمزور ہونے شروع ہو گئے تھے۔اس لئے وہ خود مختاری کا خیال بھی دل میں نہ لا سکتے تھے۔

انہیں نہایت فیاضی اور دریا دلی سے بہت سی مراعات عطا کی گئیں۔لیکن تمام شہری حقوق سے وہ متمتع نہ تھے۔اس وقت بھی جب وہ بہت پھیلے ہوئے تھے۔انہیں سیاسی حقوق دینے سے انکار کر دیا گیا۔

قدیم اتحادی ہونے کی وجہ سے گویا یوں کہنا چاہیئے کہ بطور "مہمان" ان کا خیر مقدم پورے طور پر کیا گیا۔سولھویں صدی کے اخیر میں جب پولستان کی سلطنت متحدہ اور لیتھوآنیا کی بنیاد مستحکم ہو گئی۔اور تاتاری کیولری کی امداد زیادہ کارآمد نہ رہی۔کیونکہ اس عرصہ میں اسکی خصوصیات پولش لیتھوآنی کیولری نے اختیار کر لی تھیں۔اسلئے حکومت نے کیتھولک مذہب والوں کو آزادی دے دی۔جو تاتاریوں کے ساتھ ویسی ہی سختی سے پیش آئے۔جیسے دوسرے کفار سے لیکن وہ اس وقت بھی آجکل کی طرح اپنے مذہب سے وابستگی رکھنے اور اپنی گزشتہ تاریخ پر بہت نازاں تھے۔اسلئے کیتھولک مذہب کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے بجائے انہوں نے ملک چھوڑ دینا ضروری سمجھا۔ وہ لوگ جو کمزور تھے۔ وہاں رہے اور مسیحی بنا لئے گئے۔اور باقی لوگوں نے اپنے ان مذہبی اخلاق کی جو حکام کیساتھ وفادارانہ سلوک کرنے کے متقاضی ہیں۔اور ان گزشتہ روایات کی جو ایک جنگجو قوم ثابت کرتی ہیں۔ اطاعت کرتے

ہوئے میدان جنگ میں نئے ملک کیساتھ اپنی وابستگی اور محبت کے اظہار میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ یہ کوششیں رائگاں نہ گئیں۔ کیونکہ آہستہ آہستہ انہوں نے اپنے سابقہ حقوق دوبارہ حاصل کرلئے

قرآن اور مستشرقین

از جناب پروفیسر مظفرالدین صاحب ندوی ایم اے ایف ایم بی ای ایس

"اگر آپ تاریخ نویسی کی ذمہ داری کو قبول کریں تو اس کام سے آپ دیانتداری کے ساتھ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ جب تک ان لوگوں کے متعلق جو ایسے واقعات میں جن سے تاریخ بنتی ہے قائدانہ حصہ لیتے ہیں۔ ان عیوب یا محاسن کو بیان نہ کیا جائے۔ جو ان کا واجبی حق ہے اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنے والی بات ہے کہ ان کے کارناموں پر تنقید کا حق یا ان کی پسندیدگی کا فرض انکے مرنے کے بعد بھی ختم نہیں ہو جاتا"۔

یہ الفاظ ہیں جو مسٹر لائڈ جارج (سابق وزیر اعظم انگلستان) نے اپنی حال ہی میں شائع ہونے والی کتاب وار میموئرز (واقعات جنگ کی یادداشتیں) کی تیسری جلد کے دیباچہ میں لکھے ہیں۔ یہ ایک پختہ خیال ہے بشرطیکہ کوئی شخص فی الواقعہ تاریخ لکھ رہا ہو۔ لیکن ہمیں یہ قطعی یقین نہیں کہ تاریخ نویسی کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے مسٹر لائڈ جارج نے اس کام کو ہاتھ میں لیا ہو بلکہ ہم یہ کہینگے کہ انہوں نے ایک مورخ کے علاقہ میں شاندار جارحانہ پیش قدمی کی ہے۔ تاکہ وہاں اپنے لئے اچھی پوزیشن حاصل کرلیں۔ اور یہی بات اگر زیادہ نہیں تو مساوی طاقت کیساتھ بہت سے مسیحی مشنریوں اور مستشرقین پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے دوسری اقوام اور ان کے مذاہب کی تاریخ لکھی ہے۔ وہ کسی عیب یا بھلائی کو اس موقعہ پر بیان نہیں کرتے جہاں اس کی ضرورت ہو۔ بلکہ ان لوگوں پر جن کے عقائد و خیالات ان سے مختلف ہوں ہر ممکن الزام لگاتے اور تمام محاسن اور مدح و ستائش کو اپنے لئے ایسا مخصوص رکھتے ہیں کہ گویا وہ ان کے واحد مالک اور اجارہ دار ہیں یہیں تک نہیں بلکہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں۔ جو اپنے مذاہب کے نقائص کو نہایت عیاری کیساتھ دوسرے مذاہب کے پیرووں پر تھوپ دیتے ہیں۔ اپنے مذہب کو فطری یا بناوٹی کمزوریوں سے مبرا ثابت کرنے میں ناکام ہونے کی وجہ سے انہیں یہ زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہی کمزوریاں اور نقائص دوسرے مذاہب کے

سر تھوپ دیں۔ تاکہ اپنے دل کو یہ تسلی دے سکیں کہ ان کا مذہب ویسا ہی عمدہ ہے جیسے دوسرے مذاہب، مخالفانہ الزام لگانے کا یہ طریق جو متعصب مصنفین اختیار کرتے ہیں۔ دوسرے مذاہب کے لئے تو نقصان دہ کیا ہوگا۔ خود ان کے اپنے مذہب کی کسی خوبی اور حسن کو بھی واضح نہیں کرتا۔

یہ امر کہ بہت سے مستشرقین جو اسلامی علوم کے متعلق تحقیق و تدقیق کے کام میں لگے ہوئے ہیں مشنری پراپیگنڈا کے بدنما داغ سے مبرا نہیں۔ اس طریق سے بخوبی واضح ہے جو وہ اسلامی تعلیم کو غلط طور بیان کرنے اور اسکے مطالب کو بگاڑ کر پیش کرنے کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً جے۔ این راڈویل نے اپنے انگریزی ترجمۃ القرآن کے دیباچہ میں اسلامی تعلیمات کے ماخذ ان کے مفہوم و مطالب اور ان کے معلم کے کیرکٹر کے بارہ میں ایک نہایت شرانگیز دروغ گوئی سے کام لیا ہے علمی خدمت کے پردہ میں اس نے نہ صرف اسلام کو بلکہ نسل انسانی کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اور ذیل کے الفاظ میں پراپیگنڈا کا جو طریق اس نے بتایا ہے۔ اس سے تمام حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

"ایک عیسائی مشنری کو محمدی مذہب پر بحث کرتے ہوئے دلائل کا ایسا رنگ اختیار نہ کرنا چاہیئے۔ کہ وہ اسلام پر اس قسم کا حملہ کرے۔ کہ گویا وہ عیوب اور غلطیوں کا ایک مجموعہ ہے۔ بلکہ اسے یہ بتانا چاہیئے کہ یہ مذہب غیر منسلک صداقتوں کے ٹکڑوں پر مشتمل ہے۔ (یعنی اسکی بناء عیسائیت اور یہودیت پر ہے۔ جن کا کچھ حصہ ہی اسکی سمجھ میں آیا ہے۔ یہودیت بالخصوص اس کا بنیادی پتھر ہے) اور اس مذہب کے اصل اور ذاتی خصائص کی کوئی تعریف نہ کرنی چاہیئے۔ یہی ظاہر کرنا چاہیئے کہ مسیحیت ہی خدا تعالےٰ کا آخری پیغام ہے"

بہت سے یورپین فضلاء نے جنہوں نے قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے، اس کے متعلق کچھ لکھا ہے اسے اسلام کی بنیاد قرار دیتے ہوئے تین پہلوؤں سے اس پر حملے کئے ہیں (۱) اس کی تالیف پر (۲) اس کے تقدس پر اور (۳) اس کی اصلیت پر ان حملوں سے ان کی اصل غرض صرف اسقدر ہے کہ قرآن کریم کو وہ اپنی مذہبی کتاب بائبل کے درجہ پر لے آئیں۔ پروفیسر ڈی۔ ایس۔ مارگولیتھ نے بھی اپنی کتاب "دی ارلی ڈیویلپمنٹ آف محمڈنزم" میں قرآن کریم پر اس کے اسلام کی بنیاد ہونے کی حیثیت سے حملہ کیا ہے۔ اور اس مضمون میں ہم انہی مسائل پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ جو مذکورہ بالا تین عنوانات کے تحت میں آتے ہیں۔

۱۔ قرآن کریم کی تالیف بہت سے مستشرقین کا جن میں پروفیسر مارگولیتھ بھی شامل ہے یہ بیان ہے کہ قرآن کریم کی آیات اور سورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں منتشر اور

غیر مترتب صورت میں رہیں۔ اور آپ کی وفات کے بعد صحابہ کی زبانی شہادتوں کی بنا پر انہیں جمع کیا گیا یہ بیان ان کی اپنی جہالت کو واضح کرنے والا ہے۔ یہ کہنا کہ قرآن کریم کی آیات اور سورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جمع ہوئیں۔ صداقت کا خون کرنا ہے۔ کیونکہ اس امر کے ثبوت میں زبردست تاریخی شہادت موجود ہے۔ کہ قرآن کریم کی تمام آیات براہ راست آنحضرت صلعم کی ہدایات کے ماتحت جمع ہوئیں۔ اور اس کی سورتوں کے نام رکھے گئے۔ آیات کو جمع کرنے کا طریق یہ تھا کہ جب کوئی آیات نازل ہوئیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاتبوں کو جن میں سے سب سے بڑے زید بن ثابت تھے۔ حکم دیتے کہ اس قسم کی آیات کو ایک سورت میں رکھیں اور اس سورت کا نام خود رکھتے

بعض اوقات ایسا بھی اتفاق ہؤا۔ کہ دو سورتوں کی آیات یکے بعد دیگرے نازل ہوئیں۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاط سے بچنے کے لئے انہیں علیحدہ علیحدہ لکھوا دیا۔ اس طریق سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام تک تمام آیات کو ترتیب دے دیا گیا۔ اور سورتوں کے نام رکھے گئے تھے خلیفہ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صرف یہ کام کیا کہ آپ نے ان تمام سورتوں کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ترتیب کے ساتھ لکھوا دیا۔ اس سے زیادہ انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ تیسرے خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ نے صرف اس نسخہ سے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تیار کرایا تھا۔ ایک نقل سرکاری طور پر شائع کرادی تاکہ مختلف قرائتیں عقائد میں اختلاف پیدا نہ کردیں جیسا کہ مسیحی کلیسا میں واقع ہوا ہے تین سو سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا۔ اور ایک بھی مسلمان ایسا پیدا نہیں ہؤا۔ جس نے قرآن کریم کی اصلیت اور اس کے معتبر ہونے کو مورد اعتراض ٹھیرایا ہو۔ لیکن تعجب اور حیرانی کی بات ہے۔ کہ مستشرقین نے اس کو مورد اعتراض ٹھیرانا شروع کر دیا۔

ان بہت سی شہادتوں میں سے جو مندرجہ بالا واقعات کی تائید میں ملتی ہیں، چند ایک میں ذیل میں پیش کرتا ہوں:۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بقرہ ع ۲ آل عمران ع ۳ اور نساء ع ۱۲ کی بعض آیات بعض نمازوں میں تلاوت فرمائیں۔

۲۔ حدیث کی معتبر ترین کتاب صحیح بخاری میں لکھا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ اعراف ع ۸ کی بعض آیات نمازوں میں تلاوت فرمائیں۔

۳۔ حدیث کی بہت سی کتابوں میں کئی ایسی روایات ہیں۔ جن سے بغیر شک وشبہ یہ ظاہر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان مختلف سورتوں کے نام معلوم تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلیتًا یا جزوًا وقتًا فوقتًا نمازوں میں پڑھا کرتے تھے۔

۴۔ حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں لکھا ہے کہ قرآن کریم تین مرتبہ جمع ہوا اور کہ پہلی مرتبہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جمع ہوا۔

۵۔ اسی راوی نے ذیل کی روایت زید بن ثابت کے نام سے بیان کی ہے۔

"ہم قرآن کریم کی آیات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں جمع کیا کرتے تھے۔ اور بہت سے کاغذ کے ٹکڑوں سے انہیں نقل کرتے تھے" (یہ روایت بالکل معتبر اور صحیح ہے اور بخاری اور مسلم کی ان تمام شرائط کو جو کسی روایت کی صحت کے لئے ضروری ہیں پورا کرتی ہے)۔

(۶) قرآن کریم کی نقل کوئی نئی بات نہ تھی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسکو نقل کرنے کا حکم دیا۔۔۔۔" اس شہادت کی تائید اور تصدیق خود قرآن کریم کی آیات سے ہوتی ہے۔ ایسی چند آیات ذیل میں درج ہیں:۔

کلا انہا تذکرۃ۔ فمن شاء ذکرہ۔ فی صحف مکرمۃ۔ مرفوعۃ مطہرۃ بایدی سفرۃ کرام بررۃ۔ نہیں بلکہ یہ تو نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اسے یاد کرے۔ معزز صحیفوں میں، بلند مرتبت پاکیزہ لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو معزز اور نیک ہیں۔

امام رازی کے نزدیک یہاں لکھنے والوں سے صحابہؓ مراد ہیں۔ لیکن بعض شارحین کے نزدیک اس سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے قرآن کریم حفظ کیا۔

پھر فرماتا ہے۔

انہ لقرآن کریم فی کتب مکنون لا یمسہ الا المطہرون یقینًا یہ عزت والا قرآن ہے۔ جو محفوظ کتاب میں ہے۔ کوئی اسے چھوئے گا نہیں سوائے پاک لوگوں کے،

ان علینا جمعہ وقرآنہ فاذا قرانہ فاتبع قرانہ ثم ان علینا بیانہ۔ بیشک ہمارے ذمہ ہے اس کو جمع کرنا اور اس کا پڑھنا۔ پس جب ہم اسے پڑھیں تو پڑھنے میں ہماری پیروی کر بیشک ہمارے ذمہ ہے اس کا بیان کرنا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ ہم ہی نے اس ذکر کو اتارا ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

رسول من اللہ یتلوا صحف مطھرۃ فیھا کتب قیمۃ۔ خدا کا رسول ان پر پاک صحیفے پڑھتا ہے۔ اس میں معقول باتیں ہیں۔ مندرجہ بالا آیات سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوقت میں قرآن کریم صرف بکھرے ہوئے اور بے جوڑ ٹکڑوں پر ہی لکھا ہوا نہ تھا۔ بلکہ وہ ایک خوب مرتب کی ہوئی اور محفوظ ترین کتاب تھی۔ اس طرح قرآن کریم کو پہلی مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عین حیات میں جمع کیا گیا۔ اور دوسری مرتبہ آپ کے وصال کے فوراً بعد خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے پہلے ہی سال میں جب بہت سے صحابہ جن میں وہ بھی تھے جنہوں نے قرآن کریم حفظ کیا ہوا تھا جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی درخواست پر زید بن ثابت کو ہدایت کی کہ وہ قرآن کریم کو دوسری مرتبہ جمع کریں۔ اور اس کی سورتوں کو ترتیب دیں۔ دوسرے لوگوں کے جمع کئے ہوئے نسخے بھی تھے۔ لیکن وہ حضرت ابوبکرؓ کے نسخہ کی قراتوں سے مختلف تھے۔ یہ سرکاری جمع شدہ نسخہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کے ہاتھ آیا اور ان کی وفات پر ان کی بیٹی حفصہ کے قبضہ میں چلا گیا۔ حضرت عثمان کے عہد میں جب غیر عرب مسلمان قرآن کریم کو اپنے طرز پر پڑھتے ہوئے پائے گئے۔ تو بعض خاص الفاظ اور حروف کی قرات اور صحیح تلفظ کے متعلق بحث شروع ہو گئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے جب یہ سنا تو انہوں نے اس سرکاری نسخہ کو منگوایا۔ جو حضرت ابوبکرؓ نے لکھوایا تھا۔ اور بعد میں حضرت حفصہ کے پاس چلا گیا، اور اس سے چار (بعض کہتے ہیں کہ سات) نسخے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعد بن العاص اور عبدالرحمان بن الحارث نے تیار کئے، اور انہیں اپنی سلطنت کے مختلف صوبوں میں بھجوا دیا۔ اسی وجہ سے حضرت عثمان کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔ ورنہ اسکے علاوہ آیات کے جمع کرنے یا سورتوں کی ترتیب میں ان کا کوئی ہاتھ نہ تھا۔ یہ قرآن کریم کو جمع کرنے کا کام تیسری مرتبہ ہوا۔ یہ تین مرتبہ کی جمع دراصل قرآن کریم کی تالیف کے تین مدارج تھے۔

مندرجہ بالا شواہد و دلائل کی روشنی میں کیا مستشرقین کا یہ کہنا مبنی بر انصاف ہے۔ کہ قرآن کریم زبانی روایات کی بنا پر مرتب ہوا ہے۔ اور اسلئے اس کو اصل اور قابل اعتبار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس جگہ یہ امر قابل غور ہے کہ عرب کی اسلام سے پہلے کی تمام نظمیں جو ہم تک پہنچی ہیں۔ ان کو مستشرقین نے عام طور پر

اصل اور صحیح قرار دیا ہے۔ اگرچہ وہ بھی عربوں کی زبانی روایات سے ہی مرتب ہوئی ہیں۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ وہی مستشرقین قرآن کریم کو جسے صحابہ کی ایک بڑی جماعت نے حفظ کر لیا اور بعض لوگوں نے اسے لکھ بھی لیا۔ اگرچہ بکھرے ہوئے کاغذ کے ٹکڑوں پر ہی سہی۔ اصل اور قابل اعتبار تسلیم نہیں کر سکتے۔ کیا ان کا یہ طریق بھی مشنری پراپیگنڈا کا ایک حصہ قرار نہیں دیا جا سکتا؟

ب۔ قرآن کریم کا تقدس قرآن کریم پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ اس تقدس کا دعویٰ نہیں کر سکتا جو دوسری الہامی کتب کو حاصل ہے۔ اولاً اس لئے کہ اس کی بنا زبانی روایات پر ہے۔ دوم اس وجہ سے کہ قرآن کریم بالاقساط تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوا اور دوسری آسمانی کتب انبیائے کرام پر یکلخت نازل ہوئیں۔ یہ اعتراض اس خیال کی بنا پر ہے۔ کہ قرآن کریم کی آیات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین حیات میں جمع نہیں کیا گیا۔ اور جب ایک دفعہ یہ خیال غلط ثابت ہو جائے تو اعتراض کی ساری عمارت زمین پر آ رہے گی۔ مشنری طبع مسیحیوں کا جب وہ کسی مذہب یا دستور العمل پر حملہ کرتے ہیں عام رجحان یہ ہوتا ہے کہ بعض امکانات کا وہ پہلے سے اندازہ کر لیتے ہیں۔ اور انہی امکانات کی بنا پر ایک قضیہ وضع کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد جو مصنفین اسی قسم کا رجحان طبع رکھتے ہیں۔ وہ اس مزعومہ خیال یا قضیہ کی تقویت کے درپے ہو جاتے ہیں اور کچھ وقت گذرنے کے بعد اس بالکل فرضی قضیہ کی بنا پر ایک وسیع عمارت کھڑی ہو جاتی ہے۔ پس یہ کہنا بے جا نہیں کہ ریت پر بنا ہوا گھر دیرپا نہیں ہو سکتا۔

جہانتک اس دوسرے اعتراض کا تعلق ہے۔ کہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اور بالاقساط نازل ہوا۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کتاب مقدس کا مقصد و منشا عرب کو اور عرب کے ذریعہ سے تمام دنیا کو ہدایت دینا ہے اہل عرب مدتوں سے شرک و بت پرستی میں غرق تھے۔ اور اس کے علاوہ شراب نوشی، جوئے بازی اور تمام قسم کی بداخلاقیوں میں مبتلا تھے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان کیا کہ آپ کی بعثت کا مقصد لوگوں کی ہدایت انہیں بدیوں سے پاک کرنا اور ان کی برائیوں کو دُور کرنا ہے تو تمام ملک آپ کے خلاف اُٹھ کھڑا ہوا۔ عربوں نے ابتداءً آپ کی بات سُننے کی طرف میلان بھی ظاہر نہ کیا چہ جائیکہ آپ کی دعوت کا کوئی جواب دیا جاتا۔ ایسی ضدی اور سخت دل قوم کے لئے قرآن کریم جیسی ضخیم کتاب کا یکلخت نازل ہونا موزوں اور مناسب نہ تھا۔ انہیں وقتاً فوقتاً ڈرانے اور جگہ بجگہ سمجھانے اور انذار کرنے ایک طویل مدت تک ان کے دروازوں کو کھٹکھٹانے اور ایک لمبے عرصہ تک بار بار اور

متواتر چوٹ لگانے کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو قرآن کریم نے پورا کیا جس کا الہام اور تعلیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام پیغمبرانہ زندگی کا مرقع ہے۔ قریباً تیرہ سال زمین کو صاف اور ہموار کرنے اور عرب کی فضا کو خوشگوار بنانے میں قرآن کریم کو صرف کرنے پڑے، اور بعثت نبوی صلعم کے آخری نصف حصہ میں لوگوں کی اکثریت نے آیات قرآنی کو عزت و عظمت کی نگاہوں سے دیکھنا شروع کیا۔ اسطرح بتدریج تھوڑا تھوڑا کر کے اس کا نازل ہونا ہی درحقیقت اس انقلاب عظیم کا موجب ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے عرب میں پیدا ہوا اور جو کسی اور طریق سے اسقدر سرعت کیساتھ پیدا نہ ہو سکتا تھا۔

ایک غیر متعصب مورخ خواہ وہ یورپین ہو یا غیر یورپین، پورے یقین کے ساتھ اس حقیقت کا معترف ہے۔ کہ قریباً تمام آسمانی کتب میں کچھ نہ کچھ تحریف ضرور ہوئی ہے۔ اور وہ ایک ہی کتاب جس نے کسی قسم کی تبدیلی کو قبول کرنے سے نہایت معجزانہ طور پر انکار کیا ہے اور ہر قسم کی ملاوٹ کو کامیابی کے ساتھ روکا ہے۔ وہ قرآن کریم ہے۔ پروفیسر مارگولیتھ بھی جس نے قرآن کریم پر دائیں اور بائیں سب طرف سے حملے کئے ہیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکا کہ "موجودہ مصنف نے جو مضمون منتخب کیا ہے۔ اسے قرآن کی تائید قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ وہ طریق ہے۔ جسکے ذریعہ سے اتفاقی باتوں کو اس کے اندر جمع کر دیا گیا ہے۔ اور اس نے ایک ایسی تالیف کا کام دیا ہے۔ جس نے اس زمانہ کی تمام بدیوں کا شاندار مقابلہ کر کے انہیں دور کر دیا!

ج۔ قرآن کریم کی جدت ایک اور اعتراض جو قرآن کریم پر کیا جاتا ہے یہ ہے کہ اس میں کوئی چیز نئی نہیں۔ اس اعتراض کو سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔ اور وہ لوگ بھی جن کے مونہوں سے یہ اعتراض نکلا ہے۔ اسے زیادہ اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے، اگر اس سے یہ مراد ہے کہ قرآن کریم میں تمام ایسے معتقدات اور اصول ہیں۔ جو دوسری الہامی کتب نے اپنے اپنے وقتوں میں نسل انسانی کو تعلیم کئے تو ہم مسلمانوں کو اس سے قطعاً اختلاف نہیں، یہی بعینہ ہمارا ایمان ہے۔ اسلام مذاہب کی زنجیر میں کوئی غیر معمولی کڑی نہیں۔ اصولاً یہ وہی چیز ہے جو آدمؑ۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسٰےؑ۔ مسیحؑ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ نسل انسانی کو دی گئی۔ اس مفہوم کے لحاظ سے کوئی مسلمان قرآن کریم کے متعلق جدت کا دعوے کرنے میں حق بجانب نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر اس کا یہ مطلب ہو۔ کہ

قرآن کریم میں جو صداقتیں بیان ہوئی ہیں وہ بائبل اور دوسری کتب سے نقل کی گئی ہیں۔ تو ہم بڑے زور سے یہ کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔ کیا ایک ایسے شخص کے لئے جو بالکل ان پڑھ ہو یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ان دوسری کتب کو ایسا اچھی طرح حفظ کرے اور ان کی تعلیمات کو اپنے مذہب میں ایسے عمدہ اور ٹھیک طور پر جمع کرے؛ اس کے علاوہ عرب میں یہودی اور نصرانی پہلے سے موجود تھے۔ جو بائبل کی تعلیمات سے پورے طور پر ماہر تھے تاہم ان کا کوئی اثر نہ تھا۔ نہ تو وہ لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف ہدایت کر سکے، اور نہ ہی بدیوں اور برائیوں سے انہیں چھڑا سکے۔ پس یہ کس طرح ہو گیا۔ کہ قرآن کریم نے جسے بائبل کی ناقص نقل سمجھا جاتا ہے۔ تیئیس سال کے قلیل ترین عرصہ میں وہ انقلاب عظیم پیدا کر دیا جو یہودی اور عیسائی اپنی الہامی کتب کے ذریعہ صدیوں میں پیدا نہ کر سکے؛

اصل کی حقیقت یہ ہے کہ مذہب کے دو پہلو ہیں، ایمانیات اور اعمال، جہانتک ایمانیات کا تعلق ہے۔ مثلاً ہستی باریتعالےٰ۔ توحید باریتعالےٰ۔ انبیاء کی بعثت، اور الہامی کتب کا نزول، اس بارہ میں تقریباً تمام مذاہب کی تعلیم یکساں ہے۔ لیکن زندگی کے عملی پہلو میں جہاں تک بعض اعمال کے جواز اور بعض کے عدم جواز کا تعلق ہے۔ مختلف مذاہب نے وقتی ضروریات کے لحاظ سے مختلف ہدایات دی ہیں۔ اسوقت سے جب سے کہ اسلام پیدا ہوا۔ تہذیب اور شائستگی نے بہت ترقی کی ہے اور یہ مذہب بھی آخر کار انسانی زندگی کے ترقی یافتہ حالات کے عین مطابق ثابت ہوا۔ اس سے بھی بڑھکر آئندہ ترقی کے سامان مہیا کرنے کے لئے اسلام کے وجود کے اندر ترقی کا وہ بیج ہے جو گرد و پیش کے حالات کی روشنی میں نسل انسانی کے بہترین فوائد کے لئے نشوونما پا سکتا ہے۔ اسلام ایک ترقی پذیر مذہب ہونے کی وجہ سے جائز طور پر قدم آگے بڑھانے سے روک نہیں سکتا، اور اس لئے یہ کہنا بے جا نہیں کہ یہ ہر زمانہ کے حالات سے مطابقت حاصل کر سکتا اور اپنے اندر اس قسم کی لچک رکھتا ہے۔ اس لئے یہ امر موجب تعجب نہیں کہ قرآن کریم کے اندر وہ تمام بہترین عناصر موجود ہیں جو دوسری الہامی کتب میں پائے جاتے تھے (کیونکہ ان تمام کتابوں کا مصنف ایک ہی ہستی ہے یعنی اللہ تعالےٰ) اور نسل انسانی کی ترقی میں اپنی طرف سے بہت بڑی امداد دی ہے۔

مکتوبات

ایک دلی مسلمان

جرمنی جناب سن

میں کئی برس سے اسلامک ریویو کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ بلکہ اس وقت سے جب کہ میں نے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کو انٹرنیشنل ریلیجس کانفرنس میں جو کہ ۱۹۱۳ء میں پیرس میں منعقد ہوئی۔ سنا۔ اسلامک ریویو کا خریدار ہوں۔

میں ذرا راسخ الاعتقاد واقع ہوا ہوں۔ اور اس مذہب کو مانتے ہوئے مرنا پسند کرتا ہوں۔ جس مذہب میں کہ میں پیدا ہوا۔ لیکن میں باوجود اپنے اس اصول کے رسول عربی کی سچائی پر کبھی شک نہیں لایا۔ میرا خیال ہے۔ کہ وہ وقت دور نہیں جب کہ یورپ اور نیز امریکہ اس امر کو ماننے پہ مجبور ہو جاوینگے کہ ان کی بہبودی اسی میں ہے۔ کہ یا تو اسلام قبول کر لیں۔ اور نہیں تو اسلامی اصولوں پر کاربند ہوں۔ کیونکہ آج تمام دنیا میں ایک تلاطم برپا ہو رہا ہے۔ اور میری رائے ہے کہ فقط اسلام کا روحانی جہاد ہی ان کو بچا سکتا ہے۔ تاریخ اسپات کی شاہد ہے۔ کہ جہالت کے زمانہ کے بعد اسلام نے ہی اپنی تہذیب و تمدن کی ایسی روح پھونکی کہ آج یورپ کی تہذیب و تمدن کو مکمل کرنے کے لئے لوگ دور دراز کے سفر طے کر کے پہنچتے ہیں۔ اور یہ پھر ہو سکتا ہے۔ تاریخ اپنے تئیں دوہراتی ہے۔ لیکن یہ نتیجہ پیدا کرنے سے پہلے مسلمانوں کو دو بڑی مصائب پر فتح حاصل ہوگی اسلام میں یقیناً کوئی "فرقہ" نہیں۔ میں اس لفظ کو ان معنی میں استعمال کر رہا ہوں۔ جن معنی میں کہ وہ یہاں یورپ میں۔ استعمال ہوتا ہے۔ کیونکہ اسلام ۔ ۔ ۔ ۔ میں اصولوں کا فرق نہیں ہے بہ ایں ہماں مسلمانوں میں تقسیم ہے۔ مجھے بھی اس واقع کے پڑھنے سے تکلیف ہوئی جو حال ہی میں عید کے موقع پر مسجد ووکنگ میں ظہور پذیر ہوا۔ اس ناگفتہ حالت کا وجود وہ کب تک رہیگا دوسری مصیبت اسلام کی راہ میں تجارت کا نہ ہونا ہے۔ وہ وقت اب جا چکا ہے جب کہ مسلمان

تجارت میں سب اقوام کے سردار گنے جاتے تھے

..ران پر یہ امر واضح رہے۔ کہ فتح حاصل کرنے کے لئے ان کو کم از کم وہ جدید طریقے اختیار کرنا چاہئیں۔ جو کہ ان کی صدہا متقابل اقوام استعمال میں لاتی ہیں۔ اقوام یورپ اپنی پوری طاقت کو استعمال کرتی ہوئیں۔ اس امر کی کوشش میں سرگرداں ہیں۔ دنیا بھر کے تجارتی مراکز پر اپنا تسلّط قائم کرلیں۔ مسلمان اگر مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو کم از کم اپنے تجارتی مراکز پر اپنا قبضہ رکھنے کی کوشش کریں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اسلام اپنے تجارت پیشہ لوگوں کی تبلیغی کوششوں اور حسن اخلاق سے پھیلا؟ کیوں وہ بات پھر عمل میں نہ لائی جائے۔ جو پہلے کارگر ثابت ہو چکی ہے۔

آپ کا سچائی پسند۔ جبرام لائی گرگیس۔

مکرمی بندہ۔ مجھے آپ کا خط اور پارسل ملنے پر از حد خوشی ہوئی۔ زیادہ تر آپ کے خط سے کیونکہ اسکی وجہ سے مجھے معلوم ہوگیا۔ جس مذہب کا میں مدت سے متلاشی تھا۔ وہ میں نے آخرالامر پالیا ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں آپ کے سوالات کا جواب دوں۔ میں اپنے اعلان قبول اسلام کی طرف آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔ جو کہ آپ نے مانگا تھا۔ اور جو میں اس خط کے ہمراہ آپ کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں۔ اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جنہوں نے اپنے اعلانوں سے مجھے اپنا اعلان کرنے کی جرأت دلائی۔ نہایت خوشی سے آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ اسے شائع کردیں۔

آپ کے اس سوال کے جواب میں کہ مجھے کیونکر اسلام سے رغبت ہوئی ہیں آپ کو ڈوائن اٹیریبیوٹ اینڈ ہیومن کیریکٹر Divine attribute and human character کے صفحہ (۲) کی طرف متوجہ کرتا ہوں۔

کیونکہ میرے تمام عزیز و اقارب روحانیین کے فرقہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔ اس لئے مجھے "روشن ضمیری" میں قدرے دخل حاصل ہے۔ اور میری رہبری کا انحصار غیبی طاقتوں کی نیکیوں پر ہی مبنی ہے۔ جنہوں نے نہ صرف میری رہبری کی بلکہ مدد دی کہ اسلام کی عظیم الشان اور دقیق و عمیق خوبیوں اور خوبصورتیوں سے مستفیض ہوں۔ آپ کا پتہ میں نے سنڈے نیوز پیپرز میں پایا۔ گویا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ انہیں طاقتوں سے پایا جو کہ قرآن کریم میں میری رہبری کے لئے مفصل بیان

کی گئی ہیں۔ جو وقت کہ مجھے اسلام سے پہلے واقفیت حاصل کئے ہوئے گذر چکا ہے۔ اس نے میرے اعتقادات کو اور بھی مستحکم کر دیا ہے۔

اب میں آپ کو اپنی ذاتی زندگی کے کچھ حالات سے آگاہ کرتا ہوں۔ نہ تو میں شراب خوار ہوں اور نہ ہی میں اس پیسہ کو جو کہ میرے بچوں اور بیوی کی خوشحال زندگی میں کام آ سکتا ہے قمار بازی میں اڑاتا ہوں۔ میری عمر ۵۰ برس کی ہے۔ لہذا میرا رجحان طبیعت زندگی کے سنجیدہ اصولوں کی طرف ہے۔ نہ کہ اس کے برعکس پہلو کی طرف جسکو کہ میں مطلقاً پس پشت ڈالتا ہوں۔ مجھے ایسے مزے اڑانے پر بھروسہ نہیں جو پیسہ سے خریدے جاویں اور جن کو کہ میں ناپائیدار سمجھتا ہوں۔

میں اب آپ کو ان چند واقعات سے جن میں میں نے چند سال ہوئے۔ قومی حصہ لیا آگاہ کرنا چاہتا ہوں مجھ سے صدر صاحب جمعیت الروحانیین نے گذارش کی کہ دینی معلومات کے تجسس کے لئے کارکن بن جاؤں میں نے یہ اس شرط پر عہدہ قبول کر لیا۔ کہ مجھے مسلمان سمجھا جائے اور میرے ان اسلامی اصولوں جنہیں میں نے از خود حاصل کر رکھا تھا۔ کسی طرح بھی ٹھکرایا نہ جاوے لہذا کلیسائے روحانیین میں لوگ مجھے اسی عقیدہ ہی سے جاننے لگے۔ گرجا کی لائبریری میں ایک قرآن شریف اور ایک سید امیر علی کی "سپرٹ آف اسلام" موجود ہیں۔ رسمی طور سے اسلام قبول کرنے پر میں نے کارکن ہونے سے استعفاء دے دیا۔ لیکن اب مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ اسلام قبول کرنے کے باوجود نہ صرف وہ خوش ہیں۔ بلکہ واقعی چاہتے ہیں کہ میں اپنی نشست و برخاست ان میں اور بڑھاؤں۔ مہربانی فرما کر آپ مجھے واضح طور پر لکھیں کہ آیا میں اس بردبارانہ سلوک کو روا رکھوں یعنی پھر کارکن اصول اور دیگر خیالات کو ہی پھیلاؤں اور اسی طرح بہت سی غلط بیانیوں کو جو کہ رائج ہیں رفع کروں۔ میں مسجد سے کہیں دور ہوں لیکن باوجود اس کے میں اسلامی خدمات کو بخوبی اور بہت خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکتا ہوں۔ اور اپنے مذہب کی گویا چوکی کا کام دے سکتا ہوں

آپ کا وفادار

ڈبلیو۔ بی۔ مشتم گیٹس ہیڈ

(نوٹ) آپ کی ارسال کردہ کتب کا شکریہ یہ میرے کام میں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں میں امید

کرتا ہوں۔ کہ میرے سوال کا جواب جلد تر دیں گے۔

انوریم۔

میں آپ کو یہ خط لکھ رہی ہوں کہ آپ میری مدد کریں۔ کیونکہ میں ایک ایسی مسلمہ ہوں جس کو کہ مذہب سے بہت انس ہے۔ اور مجھے بہت سے ایسے لوگوں سے ملاقات حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے جن کو کہ اسلام میں دلچسپی ہو۔ اور اسی لئے میں اسلام کے متعلق اور بھی زیادہ جاننا چاہتی ہوں۔ فی الحال مجھے خصوصاً رمضان شریف کے لئے معلومات حاصل کرنے ہیں۔ گذشتہ رمضان کے موقعہ پر میں چند اپنے احباب کے ہاں ٹھیری ہوئی تھی اور کیونکہ وہ رمضان شریف کی خوبیوں سے بے بہرہ تھے میں نے جو کچھ مجھ سے بن پڑا اُن کو بتایا۔ لیکن اب تک اُن کے دل کو تشفی نہیں ہوئی میں نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔ اگر ہو سکے تو اُن کو اس مضمون پر کتب ارسال کرونگی۔ کیونکہ وہ چاہتے کہ کوئی کتب یا رسائل ان کو روانہ کئے جاویں۔ کیا آپ مجھے ایسی کتب ارسال کر سکتے ہیں۔ جو اسلام کی راہ دکھائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے حالات بیان کریں اور یہ بتائیں کہ مسلمان کیوں روزہ رکھتے ہیں! مجھے یقین ہے کہ لوگ ہمارے مذہب کو زیادہ سمجھ سکیں گے۔ اگر ان کو رسالوں اور کتب کے ذریعہ سے صحیح واقعات بہم پہنچائے جاویں۔ کئی ایک لوگ مجھ سے اسلام کے متعلق دریافت کرتے ہیں۔ مجھے خبر ملی ہے۔ کہ لندن میں ایک مسجد ہے۔ لندن میں میرا اصلی گھر ہے میں امید کرتی ہوں کہ آپ میری اور اُن کی جو کہ منتظر ہیں مدد کرینگے۔

آپکی مسلمہ بہن

مسز ایتھل فاطمہ کیلم آسٹریلیا

ڈیر مسٹر لوگرو

میرے پاس الفاظ نہیں کہ میں آپ کی دلچسپی اور روح پھونک دینے والی تقریر کا شکریہ ان الفاظ میں ادا کروں جن میں کہ آپ کا شکریہ ادا کرنا موزوں ہو۔ میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی مردانہ صفت ہیئت نے مجھ پر اور دیگر حاضرین پر بہت اثر جمایا۔ دن بھر آپ کی تصویر

میری آنکھوں کے سامنے تھی۔

ہم آپ کے آئندہ لیکچر کے ہمیشہ بیقراری سے منتظر ہیں۔ اور اسی معاملہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے گذارش کرتا ہوں۔ کہ آپ بجائے ۲۸ فروری کے کسی اپنے لیکچر کی تاریخ ۴ مارچ فرما دیں۔ چاہیے یہ آپ کو خود غرضی ہی معلوم ہو۔ اصل واقع یہ ہے کہ مجھے اپنے والد صاحب سے ۲۴ فروری کو ملنے جانا ہے۔ اور میں صاف عرض کئے دیتا ہوں کہ میں آپ کی تقریر سنے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اسلئے اگر آپ کو کوئی عذر نہ ہو۔ تو میں مشکور ہوں گا۔ اگر آپ از راہ کرم تاریخ جدید کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے۔ تبدیل کر لیں۔

جواب دیتے وقت مہربانی فرما کر یہ بھی تحریر فرما دیں۔ کہ آیا آپ بعد از لیکچر میرے غریب خانہ پہ چائے نوش فرما دیں گے؟

مجھے یقین ہے کہ ہمارے پادری صاحب (اگر وہ اس روز شہر میں ہوتے تو) آپ سے تبادلہ خیال کر کے بہت خوش ہونگے۔ میں پھر تہ دل سے آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خصوصاً اس لئے کہ آپ اپنے ہمراہ ایسا اعلےٰ پیغام لائے جس کے سننے سے ہمیں کئی ایک روز کے سوچ بچار کا مسودہ مل گیا۔

آپ کا وفادار

لیزلی۔ الیف۔ ترکٹ۔

(نوٹ) مسٹر حبیب اللہ لوگر وو جو کہ ہمارے پرانے نومسلمین میں سے ہیں۔ برنفنڈبری پارک کے گرجہ میں لیکچر دینے کے لئے تشریف لے گئے ہیں۔

جاوہ سے ایک خط

جناب من! اسلامک ریویو جو قریباً ایک سال سے آپ مجھے بھیج رہے ہیں۔ میرے علم کو وسیع کرنے اور میرے دوستوں کے لئے اسلام کے بلند اصولوں کو سمجھنے کا موجب ہے۔ میں فخریہ اس بات کا ذکر کرتا ہوں کہ جب سے میں اسلامک ریویو کو غور اور احتیاط کی نگاہوں سے مطالعہ کرنے لگا ہوں۔ اسلام کے متعلق کئی مسائل مجھے حل ہو گئے۔ آجکل میں ایک نئی جگہ پر منتقل ہو گیا ہوں۔ جہاں میرا خیال ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں کوئی خدمت بجالا سکتا ہوں جیسا کہ اس نے قرآن کریم میں انسانوں کا فرض قرار دیا ہے۔ امید ہے کہ آپ از راہ مہربانی میرا نیا پتہ جو ذیل میں مندرج ہے۔ نوٹ کر لینگے۔ تاکہ میں اسلامک ریویو باقاعدہ حاصل کر سکوں۔ اس تکلیف فرمائی کیلئے آپ کا پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں ہوں جناب

دستخط سے ڈی سینا کا۔ پی ملنگ ٹی جاوہ

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۳۵ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	آنہ	روپیہ
۲ / ۵ / ۳۵	۲	جناب سلطان احمد صاحب مشن	۰	۲۵
"	۳	امانت	۰	۲
۳ / ۵ / ۳۵	۵	جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب مشن	۰	۳
"	۶	" محمد سعید صاحب "	۱۱ ۹	۰
"	۷	رقم واپسی	۲	۰
۷ / ۵ / ۳۵	۱۴	جناب مسز شمس خانم صاحبہ مشن	۴	۰
"	۱۷	رقم واپسی	۹	۰
۸ / ۵ / ۳۵	۱۹	جناب حضور نواب صاحب منگرول مشن	۰	۹۹
"	۲۰	" میرزا فرحت علی فروخت کتب	۴	۹
۱۱ / ۵ / ۳۵	۲۳	" قاضی عبدالاحد صاحب مشن	۱۲	
۱۳ / ۵ / ۳۵	۳۳	" ایس-ایم سعید الدین صاحب برائے مفت تقسیم کتب	۰	۸۰
"	۳۵	" عبدالکریم صاحب مشن	۰	۵
"	۳۸	بیگم صاحبہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مغفور مشن	۰	۲
۱۴ / ۵ / ۳۵	۳۹	مہربان میجر نواب عبدالمجید خانصاحب ـــ ۱۰۰		
"	"	سردار محبوب علی خانصاحب ـــ ۱۰۰		
"	"	سردار محبوب علی خانصاحب ـــ ۵۱		
"	"	سیٹھ عبدالرحیم صاحب ـــ ۵۱		
"	"	انعامدار صاحب ـــ ۲۵		
"	"	ریاض الدین صاحب پلیڈر ـــ ۲۵		
"	"	محمد نعمان صاحب ـــ ۲۵		
"	"	مقصود خانصاحب ـــ ۲۵		
"	"	عبدالغفور صاحب ـــ ۲۵		
"	"	محبوب خاں صاحب ـــ ۲۰		
"	"	راجہ صاحب منصور ـــ ۱۵		
"	"	بابا جان فاروقی صاحب ـــ ۱۰		
"	"	منشی صاحب ـــ ۱۰		
"	"	ابراہیم خانصاحب ـــ ۱۰		
"	"	بدرالدین صاحب ـــ ۱۰		
"	"	عبدالقادر صاحب ـــ ۱۰		
"	"	عبداللہ صاحب ـــ ۱۰		

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	روپیہ آنہ پائی
۱۴ / ۵ / ۳۵	۳۹	علی صاحب	۱۰ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	پیرزادہ صاحب پلیڈر	۱۰ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	چشتی صاحب محی الدین	۱۰ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	گوانک برادرس	۱۰ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	عبدالقادر صاحب جمعدار	۷ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	عبدالوحید صاحب	۱۰ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	محمد حسن صاحب	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	سوداگر عبدالعزیز "	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	محمد حسن صاحب	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	عبدالکریم صاحب	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	محمد عثمان صاحب	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	محمد غوث صاحب	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	بہادر خانصاحب	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	گودو صاحب	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	ایچ ڈی- بالی والی	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	حسن شریف	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	محمد علی عبدالعزیز صاحبان	۵ ـــ ۰ ـــ ـــ
"	"	آدم صاحب	۲ ـــ ۸ ـــ ۰
"	"	علی صاحب	۲ ـــ ۸ ـــ ۰
"	"	قادر صاحب	۲ ـــ ـــ ۰
"	"	امین صاحب	۲ ـــ ـــ ۰
"	"	محمد صاحب اڈوانی	۲ ـــ ـــ ۰
"	"	ڈاکٹر سوداگر صاحب	۲ ـــ ـــ ۰
"	"	بندوق بینز جبلی	۲ ـــ ـــ ۰
"	"	کھادر کھا عطار	۲ ـــ ـــ ۰
"	"	محمد عثمان صاحب	۲ ـــ ـــ ۰
"	"	حسن صاحب	۱ ـــ ۰ ـــ ۰
"	"	شیخ حسن "	۱ ـــ ۰ ـــ ۰
"	"	محمد حسن "	۱ ـــ ۰ ـــ ۰
"	"	جبار کھا صاحب	۱ ـــ ۰ ـــ ۰

تفصیل آمدنی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ مئی ۱۹۳۵ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۱۲ مئی ۳۵	۳۹	مقطوم صاحب ۰ — — ۱			
"	"	اسمٰعیل صاحب ۰ — — ۱			
"	"	بابا صاحب ۰ — — ۱			
"	"	محمد حسن صاحب ۰ — — ۱			
"	"	حسن صاحب ۰ — — ۱			
"	"	بیگ علی صاحب ۰ — — ۱			
"	"	رحمان صاحب کرنول ۰ — — ۱			
"	"	کاسوسیٹ ۰ — — ۱			
"	"	داؤد کھا صاحب جاگیردار ۰ — — ۱			
"	"	قاسم صاحب ۰ — ۲ — ۱			
"	"	حیات صاحب ۰ — — ۱			
"	"	اہلم صاحب لودجی ۰ — — ۱			
"	"	حضرت صاحب ڈوڈنی ۰ — — ۱			
"	"	عبدالستار صاحب ۰ — — ۱			
"	"	محمد صاحب ۰ — — ۱			
"	"	عبداللہ صاحب سوداگر ۰ — — ۱			
"	"	پٹھان صاحب پلیڈر ۰ — — ۲۰			
"	"	عمر خاں اینڈ سنز ۰ — — ۱۰			
"	"	محمد حافظ صاحب ۰ — — ۱۰			
"	"	متفرق چندہ ۰ — ۵ — ۱۴			
		مشن	۰	۱	۷۲۵
"	۴۰	منہاج الدین صاحب مشن	۰	۰	۱۰
"	۴۱	کے۔ ایچ۔ منیار صاحب "	۰	۰	۲
۱۶ مئی ۳۵	۵۵	محمد سعید صاحب "	۶	۰	۰
۲ مئی ۳۵	۶۵	حضور راجہ صاحب باپنارہ عید میلاد النبی فنڈ	۰	۰	۵۰
۱۸ مئی ۳۵	۸۱	وصول از لائڈ بنک لمٹیڈ مشن	۰	۰	۵
"	۸۲	محمد بوسعید صاحب "	۰	۰	۵
"	۸۵	معرفت عبدالقادر "	۰	۴	۱۳
۲۱ مئی ۳۵	۱۰۸	سید عبدالحلیم صاحب عید میلاد النبی فنڈ	۰	۱۴	۲
۲۲ مئی ۳۵	۲۰۶	آغا محمد ابراہیم صاحب مشن	۰	۰	۲

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۲۳ مئی ۳۵	۱۳۳	خان بہادر ایچ محمد عبدالعزیز بادشاہ ۰ — — ۱۰۰			
"	"	حاجی اے جی عبدالرحیم صاحب ۰ — — ۱۰۰			
"	"	دیوان بہادر ایم بلاسن رام صاحب ۰ — — ۱۰۰			
"	"	ایم نذیر حسین صاحب ۰ — — ۴۰			
"	"	جمال محمد صاحب ۰ — — ۵۰۰			
			۰	۰	۸۴۰
۲۴ مئی ۳۵	۱۳۶	مس شمسی خانم صاحبہ مشن	۰	۰	۵
۲۵ مئی ۳۵	۱۴۱	ظرافت اللہ خاں صاحب سب انسپکٹر آف سکولز برائے مفت تقسیم کتب	۰	۰	۴۰
۲۷ مئی ۳۵	۱۴۸	کرم الٰہی صاحب قریشی سب جج مشن	۰	۰	۵
"	۱۵۱	شیخ گھاسی محمد صاحب مشن	۰	۰	۱
"	۱۵۴	قاضی منہاج الدین صاحب "	۰	۰	۲
۳۰ مئی ۳۵	۱۶۴	ٹنگ احمد پادشاہ صاحب "	۰	۰	۱۰۰
"	۱۶۳	ایس ایم سعید الدین صاحب برائے مفت تقسیم کتب	۰	۰	۱۰۰
"	۲۱۵	" " " " "	۰	۰	۴۵
"	۱۶۸	ڈاکٹر محمد موسیٰ خاں صاحب عید میلاد النبی فنڈ	۰	۰	۲
"	۱۷۰	ڈاکٹر ابن اکبر صاحب مشن	۰	۰	۱
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو	۰	۱۱	۵۴۲
		" " اشاعت اسلام	۰	۵	۱۴۴
		" " ووکنگ گزٹ	۰	۱	۳۰۶
		۷۸۹۷ — ۸ — ۶			

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۳۵ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ	تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
		مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو						سرمایہ محفوظ			
۱۰-۵-۳۵	۲۷	ایس ایس احمد صاحب				۱-۵-۳۶	۱	خواجہ عبدالغنی صاحب	۰	۸	۲
		۱ کاپی	۰	۰	۵			خواجہ صلاح الدین محمود صاحب	۰	۰	۱
۱۳-۵-۳۵	۳۶	رشید محمد نعمان صاحب ۱ کاپی	۰	۰	۳			خواجہ جلال الدین صاحب	۰	۰	۱
۱۴-۵-۳۵	۷۲	بیگم صاحبہ حبیب اللہ صاحب	۰	۰	۵			بیگم صاحبہ خواجہ صلاح الدین محمود صاحب	۰	۰	۱
								منشی امانت محمد صاحب	۰	۴	۰
۱۸-۵-۳۵	۸۳	پروفیسر ایچ کے شروانی صاحب						مرزا عبدالحق صاحب	۰	۴	۰
		۱ کاپی	۰	۰	۵			وارث خاں صاحب	۰	۴	۰
۲۱-۵-۳۵	۱۱۷	عبدالمجید۔ عبدالرحمن صاحبان						کیو۔ ڈی خانصاحب	۰	۴	۰
		۱ کاپی	۰	۰	۵			محمد سعید صاحب	۰	۴	۰
۲۷-۵-۳۵	۱۴۷	اقبال اے خاں صاحب						محمد اشرف ″	۰	۴	۰
		۴ کاپی	۰	۰	۲۱			رشید احمد ″	۰	۴	۰
۳۰-۵-۳۵	۱۶۴	حنسا اینڈ کو ۲ کاپی	۰	۱۲	۱۲	۳-۵-۳۵	۲	ڈاکٹر وزیر احمد ″	۰	۰	۵
۳۰-۵-۳۵	۱۷۵	صدیق احمد صاحب ایک کاپی	۰	۰	۵	۳۰-۵-۳۵	۳	سید مجیب الرحمن ″	۰	۰	۴
میزان			۰	۱۲	۶۱			میزان	۰	۴	۱۶

تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۳۵ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۲۷-۵-۳۵	۱	رقم پیشگی جو ووکنگ ارسال کی گئی	۰	۱۱	۶۶۶
″	۲	″ ″ ″ دفتر لاہور کو ادا کی گئی	—	—	۱۰۰۰
		میزان	۰	۱۱	۱۶۶۶

اسلام کیا ہے؟

ذیل میں اسلام کی تعلیمات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ہم **ووکنگ مسلم مشن انگلستان** کے تبلیغی مرکز سے تحریر و تقریر کے ذریعہ انگلستان مغربی ممالک اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔ ووکنگ مشن کی تبلیغ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** تک محدود ہے اور یہ وہ مشترکہ اسلامی تعلیم ہے جس پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق و ایمان ہے۔

اسلام سلامتی اور امن کا علمبردار ہے اسلام کے لفظی معنے ہیں (۱) سلامتی اور امن (۲) وہ طریق جس کی بدولت سلامتی اور امن ہو سکتی ہے (۳) اطاعت۔ کیونکہ دوسرے کی اطاعت۔ امن قائم کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اصطلاحی یا مذہبی اعتبار سے اسلام کے معنے "اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت ہیں"۔

مذہب کا مقصد اسلام اپنے پیرؤں کو ایسا کامل دستور العمل عنایت کرتا ہے جس کی بدولت انسان کی مخفی خوبیاں اور نیکیاں بروئے کار آسکتی ہیں! اور اس بناء پر انسانوں میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جنہیں عام طور سے پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے ربانی مذہب کے آخری پیغمبر ہیں۔ مسلمان یعنی اسلام کے پیرو ان تمام انبیاء مثلاً حضرت ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جنہوں نے بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے اللہ کی مرضی بندوں پر ظاہر کی، راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن مجید مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے۔ مسلمان ہر ایک مقدس کتاب کو الہامی الاصل یقین کرتے ہیں! اور چونکہ سابقہ کتب انسانی دستبرد کی وجہ سے محرف و مبدل ہو گئیں! اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں جملہ کتب سابقہ کی صداقتیں موجود ہیں۔

عقائد اسلام ایمان کے سات ارکان ہیں (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) الہامی کتب پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اندازۂ خیر و شر پر ایمان (۷) حیات بعد الموت پر ایمان۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے حیات بعد الموت کوئی نئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اسی زندگی کا سلسلہ ہے۔ جس میں اس کی مخفی قوتیں ظاہر ہونگی۔ یہ غیر محدود ترقی کی زندگی ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں آئندہ ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیں گے۔ وہ جنت میں داخل ہونگے۔ جو آئندہ ترقی کی حالت کا دوسرا نام ہے! اور جو لوگ اس دنیا میں بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے قواء کو ناکارہ کر لیں گے۔ وہ دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ جنت کی برکات سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ اور تمام نقائص سے پاک کرنے، نیز جنتی زندگی میں حصہ لینے کی صلاحیت کی غرض سے اُن کو عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ موت کے بعد کی حالت اس دنیا میں روحانی حالت کا عکس ہوگی۔

ایمان کے چھٹے رکن کو بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر "قسمت" یا تقدیر کے مشہور معنوں میں سمجھ رکھا ہے۔ اس معنے میں مسلمان نہ قسمت کے قائل ہیں نہ تقدیر کے بلکہ ہر شئے کے اندازہ ما قبل پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر شئے جو خدا نے پیدا کی ہے وہ مقررہ حالات اور مقررہ طریق استعمال میں اچھی ہے۔ اُس کا غلط استعمال اُسے برا بنا دیتا ہے۔

ارکان اسلام اسلام کے ارکان پانچ ہیں (۱) خدا کی وحدانیت! اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج بیت اللہ۔

صفات باری تعالیٰ مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو قادر مطلق۔ عالم الغیب۔ عادل۔ رب العالمین۔ رفیق۔ ہادی اور وکیل ہے۔ کوئی ہستی اُس کی مانند نہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اُس نے کوئی بیٹا یا بیٹی جنے۔ اُس کی ذات قابل تقسیم نہیں۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے، رحمٰن اور رحیم ہے، اعلیٰ اور اکبر ہے۔ جمیل اور قدیم ہے۔ غیر محدود ہے۔ اول اور آخر ہے۔

ایمان اور عمل ایمان بغیر عمل کے مُردہ ہے۔ ایمان بطور خود کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ ہو۔ مسلمان یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کے جوابدہ ہونگے۔ ہر شخص اپنے افعال کا خود ہی ذمہ وار ہے۔ دوسرا آدمی کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

اسلامی اخلاق آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو صفات الٓہیہ سے متصف کرو۔ خدا انسان کیلئے بطور نمونہ ہے۔ اور اُس کے صفات اسلامی ضابطۂ اخلاق کی بنیاد ہیں۔ اسلام کی رُو سے نیکی یہ ہے کہ انسان کی زندگی خدا کی صفات کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کے خلاف عمل کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے۔

انسانی استعداد از روئے اسلام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرتی طور پر گناہوں سے پاک ہے۔ اور اُس کی تخلیق بہترین طور پر ہوئی ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ فرشتوں سے بالاتر اور الوہیت کے نزدیک پہنچ سکتا ہے۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہوئی ہے۔ دونوں میں ایک ہی رُوح ہے اور انہیں دماغی رُوحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے یکساں قوتیں عنایت کی گئی ہیں۔ اسلام مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرائض عاید کرتا ہے۔

مساواتِ انسانی اور اخوتِ اسلامی اسلام خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔ نسل، دولت اور خاندانی اعزاز سب ضمنی چیزیں ہیں۔ نیکی اور خدمت انسان ہی اصلی خوبی کی باتیں ہیں۔ اسلام میں رنگ اور نسل اور عقیدہ کے امتیازات مطلق پائے نہیں جاتے۔ تمام بنی نوع آدم ایک خاندان ہے۔ اور اسلام نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کر دیا ہے۔

ذاتی غور و فکر اسلام ذاتی غور و فکر کا حامی ہے۔ اور اسلام میں اختلاف رائے کی عزت کی جاتی ہے جو بقول آنحضرت صلعم اُمت کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

طلبِ علم طلب علم اسلام میں ایک فرض ہے۔ اور اسی حصول علم کی بدولت انسان ملائکہ سے افضل ہو جاتا ہے۔

تقدیسِ کسب اسلام ہر اُس مزدوری کی عزت کرتا ہے جس کی بناء پر انسان اپنی روزی کما سکے۔ کاہلی گناہ ہے۔

بذلِ اموال انسان کو جس قدر قواء عنایت کئے گئے ہیں۔ وہ سب خدا کی امانت ہیں۔ تاکہ انسان ان کو دوسروں کی فائدہ رسانی میں استعمال کرے۔ اس کا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ اور اُسکی سخاوت سب لوگوں پر بلا امتیاز شخصیت عام ہونی چاہئے۔ سخاوت انسان کو خدا کا مقرب بنا دیتی ہے۔ اسی لئے سخاوت اور زکوٰۃ دونوں اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اور اسی لئے ہر شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس کے مقررہ نصاب سے زیادہ دولت جمع ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور یہ وہ ٹیکس ہے جو مالداروں پر محض غربا کے فائدہ کے لئے لگایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ

اسلام کے متعلق مزید معلومات اور ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے تبلیغی کارہائے نمایاں کی مفصل رپورٹ حاصل کرنے کیلئے

سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب ہندوستان)

کو تحریر فرمائیں

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ ([illegible]) سالانہ — قیمت پانچ روپے ([illegible]) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بنا کردہ

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

بورڈ آف ٹرسٹیز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا جملہ تبلیغی کاروبار ذیل کے معتمدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے

۱۔ عالیجناب دی رایٹ آنریبل سر رولینڈ جارج الینسن ون بیرن الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ الفاروق۔ بی اے (کینٹب)، ایم۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آف۔ اگاڈاہوس۔ کیلارنے۔ آئرلینڈ (چیرمین)

۲۔ جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لا سشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج (پنجاب)

۳۔ جناب دی آنریبل شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی۔ بیرسٹرایٹ لا ممبر کونسل آف سٹیٹ۔ رئیس گدیہ۔ ضلع بارابنکی۔ لکھنؤ۔

۴۔ کنور شری جناب بدرالدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائینس شیخ جہانگیر میاں صاحب والئے ریاست منگرول۔ کاٹھیاوار۔

۵۔ جناب حکیم محمد جمیل خان صاحب رئیس اعظم فرزند عالیجناب حکیم اجمل خان صاحب مرحوم ومغفور۔ رئیس اعظم۔ دہلی۔

۶۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)۔

۷۔ جناب خان بہادر غلام صمدانی صاحب ریونیو اسسٹنٹ پشاور (سرحد)

۸۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور۔

۹۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب مالک انگلش ویرہوس۔ لاہور۔

۱۰۔ جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سپیشل سکرٹیری ٹو مشیر مال صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر۔

۱۱۔ جناب ڈاکٹر ایس۔ محمدی صاحب۔ لندن۔

۱۲۔ جناب مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی۔ مترجم و مفسر قرآن کریم انگریزی واردو۔

عہدہ داران

۱۳۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔ (وائس پریذیڈنٹ)

۱۴۔ جناب شیخ محمد الدین جان صاحب بی اے ایل ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ۔ لاہور۔ (وائس پریذیڈنٹ)۔

۱۵۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکرٹیری)۔

۱۶۔ جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے۔ بی۔ ٹی۔ امام شاہجہان مسجد ووکنگ۔ انگلستان۔

۱۷۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹیری۔ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔

اسماء ٹرسٹیان جو فوت ہو چکے ہیں

۱۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بانی مسلم مشن ووکنگ۔ انگلستان۔ (سابق پریذیڈنٹ)۔

۲۔ جناب سر عباس علی بیگ صاحب مرحوم۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل ایل۔ ڈی۔ بی اے۔ ایف۔ یو۔ بی۔ آف بمبئی اینڈ کلکتہ۔

۳۔ جناب سر میاں محمد شفیع صاحب مرحوم۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ڈاکٹر آف لٹریچر۔ بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔

ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

۱۔ جناب خان صاحب سعادت علی خان صاحب رئیس اعظم و سکرٹیری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

۲۔ جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سکرٹیری ٹو مشیر مال صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر

۳۔ جناب کنور شری بدرالدین صاحب بی اے خلف الصدق عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ریاست منگرول۔ کاٹھیاوار۔

۴۔ جناب خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب جنرل مرچنٹ۔ راولپنڈی۔

۵۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)۔

۶۔ جناب میجر مولوی شمس الدین صاحب بی اے فارن سکرٹیری ریاست بہاولپور۔

۷۔ خان صاحب جناب محمد اسلم خان صاحب برہ خان خیل آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم مردان (سرحد)۔

۸۔ جناب احمد ملا داؤد صاحب مدنی۔ سوداگر۔ رنگون۔ (برہما)۔

۹۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور۔

۱۰۔ جناب حاجی شیخ رحیم بخش صاحب بی اے ریٹائرڈ سشن جج۔ لاہور۔

عہدہ داران

۱۱۔ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور۔ (وائس پریذیڈنٹ)۔

۱۲۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا لاہور (وائس پریذیڈنٹ)۔

۱۳۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکرٹیری)۔

۱۴۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹیری ووکنگ مشن ٹرسٹ۔

ضروری نوٹ۔ تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹیری ووکنگ مسلم مشن۔ عزیز منزل لاہور ہو۔ تمام خط وکتابت بنام سکرٹیری ووکنگ ٹرسٹ

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

فہرستِ مضامین

رسالہ

اشاعتِ اسلام لاہور

جلد ۲۲ | بابت ماہ مئی ۱۹۳۶ء مطابق صفر ۱۳۵۵ھ | نمبر ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ مئی ۱۹۳۶ء عیسوی

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو عیدالاضحیٰ کے فوٹو سے مزین کیا جاتا ہے۔ جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب بی اے - امام مسجد ووکنگ انگلستان نماز عید کے بعد خطبہ فرما رہے ہیں۔ ذیل میں اس سعید تقریب کی مفصل روئداد پیش کی جاتی ہے۔ آئندہ اشاعت میں جناب مولوی صاحب موصوف کا بصیرت افروز خطبہ ہدیۂ ناظرین کرام ہوگا۔

قربانی کی سالانہ تقریب پر بعض اہم مضامین اس نمبر میں درج کئے گئے ہیں جو ازحد دلچسپ ہیں۔

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں عیدالاضحیٰ کی سعید تقریب

انگلستان میں خواہ موسمی کیفیت خوشگوار ہو یا ناخوشگوار عیدین سعیدین مسجد ووکنگ میں ہمیشہ کامیابی کے ساتھ منائی گئی ہیں۔ امسال عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر اس امر کا بین ثبوت ملتا ہے کہ گو کہر اور برف کی وجہ سے دن سخت سرد تھا۔ تاہم فدایان اسلام یہودی تاریخ میں اس قابل یادگار واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے اپنے مذہبی مرکز مسجد ووکنگ میں تشریف لائے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ واقعہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مطلوبہ قربانی کی یاد دلاتا ہے۔ اور دنیا کے تین مقتدر مذاہب اس واقعہ کو وقعت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ موسمی تغیرات کا مقابلہ کیا گیا۔ اور عید سعید کامیاب ثابت ہوئی۔ شرکا کی تعداد تین سو افراد سے زائد تھی۔

مدعوئین کے استقبال اور ضیافت کی تیاریاں دو یوم قبل سے ہو رہی تھیں۔ یوم گزشتہ کے سہ پہر کو چمن کے ایک دور افتادہ حصہ میں ایک شاندار شامیانہ ایستادہ کیا گیا۔ فرش پر مختلف قسم کی دریاں بچھائی گئی تھیں۔

جن کا انتخاب اس موقعہ کے لئے نہایت موزون معلوم ہوتا تھا۔ جائے نمازیں بھی کہیں کہیں بچھائی گئی تھیں۔ موسمی حالات کا ردعمل گرم انگیٹھیوں سے کیا گیا۔ جو شامیانے کے طول وعرض میں جابجا رکھی گئی تھیں علے الصباح نہایت سویرے انگیٹھیاں گرم کی گئی تھیں۔ لہذا نماز کے وقت تک ان میں کافی حرارت تھی۔

دیگر خاص کارگزاریاں پونے بارہ بجے عمل میں آئیں۔ بہت سے مدعوئین سوا گیارہ بجے ہی تشریف لے آئے تھے۔ پگڈنڈی پر متعدد موٹر کاروں کا منظر ہمیں "حضرت محمد صلعم اور برقیت" یا یوں کہنا چاہئے کہ "حضرت ابراہیم علیہ السلام اور برقیت" ایک مضمون کی یاد دلاتا تھا۔

چونکہ تقریب سعید ابراہیمی قربانی کی یادآوری ہے۔ اس لئے ادائیگی نماز کے بعد خطبہ میں قربانی ہی کا مضمون پیش کیا گیا۔ خطبہ کے آخری حصہ میں حاضرین پر اس حقیقت کا انکشاف کیا گیا کہ عالمگیر امن وصلح کے قیام کے لئے جذبۂ نخوت کا فوری استیصال کیا جائے۔ خطبہ میں اس جذبہ کا مغرب میں وجود ثابت کیا اور بتلایا گیا کہ ممالکت یورپ میں زمانۂ حال میں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں۔

حالانکہ مقرر نے ایک خاص طرز سے تقریر ختم کی۔ تاہم دن بھر مختلف علاقوں میں خطبہ کی نہایت مدح سرائی کی گئی۔ طرز تقریر نہایت واضح تھا۔

اس کے بعد جلد ہی شامیانہ میں دوپہر کے کھانے کا بندوبست کیا گیا۔ جس سے مدعوئین کو ایک گونہ مسرت حاصل ہوئی۔ حسب موقعہ طعام مشرقی رنگ لئے ہوئے تھا۔

جس وقت مدعوئین خوردونوش سے فراغت حاصل کر چکے۔ موسم میں کافی اصلاح ہو چکی تھی۔ نیر اعظم آسمان پر نمودار ہو چکا تھا۔ لہذا مدعوئین نہایت آسانی سے منتشر ہوئے۔ اور ایک عجیب وغریب تصویر نما منظر پیش کیا۔ جس کی وجہ خصوصاً حاضرین میں مشرقی عنصر کا غلبہ تھا۔

قبول اسلام

ایک نوجوان انگریزی خاتون نے اعلان اسلام کیا۔ کہ میں آج سے اسلام کو اپنا مذہب تسلیم کرتی ہوں موصوفہ کا اسلامی نام زبیدہ قرار پایا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کی رہنمائی کرے۔

بہت سے مدعوئین تین بجے شام کے رخصت ہوئے۔ بعض چائے کے وقت تک بھی ٹھہرے۔ یہ انتظام میموریل ہاؤس میں کیا گیا۔ مدعوئین کی دو جماعتوں کو یکے بعد دیگرے، چار اور پانچ بجے شام کے درمیان چائے نوشی کی دعوت دی گئی۔ دعوت چائے میں جو حضرات شامل تھے ان میں ٹرکش لیگیشن کے پرائیویٹ سکرٹری قابل ذکر ہیں

چند مدعوئین نے عملۂ مسجد ووکنگ کے ہمراہ طعام نوشی کی۔

المختصر۔ عید الاضحیٰ ہر نقطۂ نگاہ سے نہایت کامیاب ثابت ہوئی۔ اور اس روز اسلامیان عالم کا صلح کل رویہ ہر سو جھلکتا نظر آتا تھا۔ حاضرین میں ہز ایکسیلنسی شیخ حافظ وہبہ سعودی وزیر عرب۔ نمائندگان ترکستان ایران ومصر۔ مسٹر آرمسٹن۔ ڈاکٹر واکر۔ مس بٹوگن۔ مس زاہدہ پرل۔ مس امینی فلیمنگ۔ مسز ہوویل۔ سر عبد القادر۔ دیوان الطاف حسین۔ پروفیسر عبد العزیز۔ پوری مسٹر پراچہ۔ لفٹننٹ بہاو الدین۔ مسٹر یونس۔ کیپٹن ایچ اے کریم۔ شامل تھے۔ علاوہ بریں جزائر برطانیہ کی اور بعض جماعتوں کے نمائندے بھی شریک تھے۔ متعدد مدعوئین نے لیڈی ہیڈلے اور مسز خالدہ بچانن ہملٹن والس پریزیڈنٹ مسلم سوسائٹی کی غیر حاضری کا نہایت افسوس کیا۔ ہر دو خواتین موسم کی خرابی کے باعث تقریب سعید میں شریک نہ ہوسکیں۔

ایک باپ اور ایک بیٹا

عید الاضحیٰ کی قربانی میں مسلمانوں کے لئے ایک سبق

غالباً قربانی کے علاوہ اسلام کا کوئی دوسرا ایسا مسئلہ نہیں جو ہماری زندگیوں کے نفاق اور ریاکاری کو اس سے بڑھ کر صفائی اور وضاحت کے ساتھ ظاہر کر سکے۔ ہماری اس تحریر کے ایک دو دن بعد تمام دنیا کے مسلمان عید قربان منا رہے ہوں گے اور وہ کیا بات ہے جو اس موقعہ پر ہر مسلمان کو مد نظر رکھنی ضروری ہے؟ کیوں موٹے دنبوں اور ایک ایسے تہوار کے دن کے لئے ہم بیقرار ہونے لگتے ہیں جس میں بھنا ہوا گوشت۔ پلاؤ کباب اور کوفتے وغیرہ ہمارا مطمح نظر بن جاتے ہیں۔ ہر شخص ایک ہی خواہش اپنے دل میں لئے ہوئے ہے۔ نہ کوئی خوب موٹا سا دنبہ یا بکرا مل جائے۔ بعض لوگ اسی عظیم الشان دن کے لئے سال بھر تک ایک یا کئی کئی دُنبے پالتے رہتے ہیں۔ یہ واقعات وحالات صرف اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ دنبے اور بکرے کھانے کا نام ہے۔ اور دُنبے اور بکرے کھانا عید الاضحیٰ ہے۔ ان تمام واقعات کا مقابلہ جب اس عظیم الشان صداقت کے ساتھ کیا جائے جس کو اس موقعہ پر تصویری زبان میں ظاہر کرنا مقصود ہے تو یہ ایک مضحکہ خیز چیز نظر آتے ہیں۔

حضرت ابراہیم جیسے عظیم الشان نبی کو چھیاسی سال کی طویل عمر میں ایک لڑکا (حضرت اسمٰعیل) اللہ تعالیٰ نے عنایت کیا۔ جب یہ لڑکا کچھ بڑا ہوا تو حضرت ابراہیمؑ کو خواب آیا کہ اس بچہ کو ذبح کرنا چاہئے۔ ہم موجودہ زمانہ کے لوگ ایک خواب کے خیال پر ہنس دیں گے اور اسے پیٹ بھر کر کھانے یا پریشان دماغی کا نتیجہ قرار دے کر پھینک دیں گے۔ مغربی مادہ پرستی اس قدر ہمارے اندر سرایت کر چکی ہے کہ اس قسم کے روحانی مناظر کو ہم کھلی توہم پرستی قرار دینے لگتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیزیں قدیم زمانوں میں ممکنات میں سے تھیں لیکن موجودہ زمانہ میں خدا اور انسان کے مابین ذاتی تعلق قایم نہیں رہا۔ خدا کو آج پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا گیا ہے اور اس کے بجائے جو چیز باقی رہ گئی ہے وہ فلسفہ کی "حقیقت انتہائی" یا سائنس کا "سبب اول" ہے جس سے انسانی آرزوؤں اور التجاؤں کا کوئی جواب ممکن نہیں۔

لیکن حضرت ابراہیم نہ تو فلاسفر تھے اور نہ ہی سائنس دان اور نہ ہی اپنے مطمح نظر کے لحاظ سے "مغربی" تھے۔ آپ کی سب سے بڑی اور نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ آپ اصل لغوی معنوں میں "مسلم" تھے یعنی رضائے الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرنے والا۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے:- اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا کہ فرمانبردار ہو جا تو اس نے کہا کہ میں رب العالمین کا فرمانبردار ہوں۔ وہ اس بات کو جو اسے خواب میں نظر آئی لفظی معنوں میں پورا کرنے اور اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور اس کے بیٹے کا کیا حال تھا؟ اگر وہ ہمارے زمانہ کا کوئی سکول یا کالج کا لڑکا ہوتا تو اپنے باپ پر یہ کہہ کر ہنس دیتا کہ یہ کیا پرانا دقیانوسی انسان ہے اور غالباً اسے پاگل خانہ میں پہنچا کر رہتا لیکن وہ کسی اور ہی جرأت و دلیری کا انسان تھا۔ وہ بیت اسلام کے کونے کا پتھر بننے والا تھا۔

اس خواب کا یہ مطلب نہ تھا کہ حضرت اسمٰعیل کو فی الواقعہ ذبح کر دیا جائے۔ دوسرے خوابوں کی طرح اس میں بھی کسی اور مفہوم کو تصویری زبان میں ظاہر کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کو اعلائے کلمۃ اللہ اور نور الٰہی کی اشاعت کے لئے وقف کر دیا جائے۔ اس بات کو سن کر ان کا باپ انہیں مکہ کی وادی میں لے گیا۔ اور جو واقعات وہاں پیش آئے وہ تاریخ کی ایک معلوم اور مشہور بات ہے۔ یہ مقام جیسا کہ قرآن کریم نے بتایا ہے۔ ایک غیر ذی زرع وادی ہے۔ جس میں کوئی سبزی پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی معاش کا کوئی ذریعہ ہے اسمٰعیلؑ کو اپنی بے کس ماں کے ساتھ (جو بطور سرپرست تھی) اس بیابان کے اندر چھوڑ دینا جس میں پانی کا ایک قطرہ بھی پینے کے لئے نہ تھا بحر ظلمات میں چھلانگ لگانے اور اسمٰعیل اور اس کی ماں دونوں کو قربان کر دینے کے برابر تھا

لیکن خدا کا یہی حکم تھا اور ایک سچے مسلمان ہونے کی حیثیت سے حضرت ابراہیمؑ پر اس کی اطاعت ہی واجب تھی اور اسی توکل علی اللہ اور رضائے الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ نسل انسانی کو اسلام جیسی عظیم الشان نعمت عطا کی ۔ کیونکہ اس قربان شدہ بچہ کی نسل سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم الشان اور آخری نبی پیدا ہوا ۔

عید الاضحیٰ اسی عظیم الشان صداقت کو تصویری زبان میں پیش کرتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اس کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کر دینا کبھی ضائع نہیں جاتا ۔ صرف انہی دو باتوں سے نسل انسانی کو وہ عظیم الشان فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کا نمونہ حضرت اسمٰعیل کے معاملہ میں نظر آتا ہے ۔ وہی وادی غیر ذی ذرع اس عظیم الشان قربانی کی وجہ سے نور اور علم کا مرکز بن گئی ۔ جس سے ایک ایسی تہذیب پیدا ہوئی جو تاریخ کا ایک محیر العقول کرشمہ ہے عید الاضحیٰ کے اس عظیم الشان پیغام کو سننے کی اس سے پیشتر کبھی اتنی ضرورت پیش نہیں آئی جتنی موجودہ زمانہ میں ہے ۔ جبکہ مغرب کی مادیت زدہ تہذیب نے خدا کو مسلمانوں میں بھی ایک بے حقیقت چیز بنا دیا ہے ۔ اور اسے ایسی حیثیت دے دی ہے جس کی معاملات زندگی میں کوئی وقعت نہیں ۔ عید الاضحیٰ زندگی کے اس مادی نظریہ کو باطل قرار دیتی ہے ۔ سال بہ سال وہ یہ اعلان لے کر آتی ہے کہ سچی تہذیب کی بنیاد خدا اور اس کی رضا پر رکھنی ضروری ہے ۔ خدا کو معاملات زندگی سے اگر علیحدہ کر دیا جائے تو سوسائٹی کی عمارت خواہ کتنی بھی احتیاط اور مستعدی سے تیار کی جائے کسی نہ کسی وقت منہدم ہو کر رہے گی ۔

ہمیں ڈر ہے کہ مسلمان اس بارہ میں بالکل مغرب زدہ ہو گئے ہیں یہ انجمن ان دونوں عظیم الشان صداقتوں کو لیکر کھڑی ہوئی ہے جن کو عید الاضحیٰ ہر سال زندہ کرتی ہے ۔ اور وہ یہ ہیں کہ خدا اب بھی انسان کو مل سکتا ہے اور وہ اس کی دعاؤں کو سنتا اور ان کا جواب دیتا ہے ۔ اور اس طرح اس کے ساتھ ذاتی تعلقات قائم کر سکتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اسلام کو پھر اسی طریق سے از سر نو زندگی حاصل ہو سکتی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کے رستہ کو اختیار کیا جائے جو خدا کے نور کو پھیلانے کی راہ ہے ۔ اور اس راہ پر گامزن ہونے کے لئے اگر جان کی بھی قربانی کرنی پڑے تو اس سے دریغ نہ کیا جائے ۔ زندگی کے اس نظریہ سے آج مسلمان نہایت سرد مہری کا برتاؤ کرتے ہیں ۔ اور جو لوگ پورے طور پر مغرب زدہ ہیں وہ تو اس پر مضحکہ اڑاتے ہیں ۔ تاہم ایک یا دو دن میں ہم سب ایک ایسے واقعہ کی یادگار منا رہے ہوں گے جو اس عظیم الشان صداقت کو تصویری زبان میں پیش کرتا ہے کہ انسانی زندگی صرف ایک ہی مرکز ثقل رکھتی ہے اور وہ ہے خدا اور اس کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہے ۔　(کلائنٹ)

عید الاضحیٰ

عید الاضحیٰ کا اسلامی تہوار پھر ایک دفعہ آیا ہے وہ تہوار جو اپنے آغاز اور اس سپرٹ کے لحاظ سے جو کل اسلامی دنیا اس تقریب پر ظاہر کرتی ہے دنیا کے تمام مذہبی تہواروں میں بے نظیر اور غیر متوازی خصوصیت رکھتا ہے۔ اسلام کی خاص سپرٹ اس خاص تعلیم سے شروع نہیں ہوا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے بلکہ آغاز عالم سے ہی دنیا میں پایا جاتا ہے اس کی سپرٹ ہر سچے مذہب کی بنیادی تعلیمات میں موجود ہے۔ جو برگزیدہ انبیائے کرام کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً مختلف زمانوں میں مختلف اقوام کی طرف بھیجے گئے۔ فرق صرف یہ ہے کہ جہاں وہ مذاہب خاص اقوام یا قبائل کی ہدایت کے لئے ان کی ضروریات کے مطابق بھیجے جاتے رہے اسلام اپنی آخری اور مکمل شکل میں اللہ تعالیٰ کے آخری اور سب سے بڑے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تمام نسل انسانی کی طرف بھیجا گیا۔ اسی وجہ سے اسلام کی ایک بنیادی تعلیم یہ ہے کہ تمام ان سابق انبیأ کی جن پر الہام الٰہی نازل ہوا، ایک جیسی عزت و توقیر کی جائے ۔

وہ تہوار جسکو کل تمام اسلامی دنیا مناتی ہے ہمارے اس بیان کا کھلا ثبوت ہے۔ یہ وہ تہوار ہے جو ہر سال قربانی کے ان عظیم الشان اور بلند ترین کاموں کی یادگار قائم کرنے کے لئے آتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ایک مخلص بندہ نے اپنے خالق کے لئے سرانجام دینے کی تیاری کی۔ یہ انسان ابراہیم خلیل اللہ تھا۔ اور ابراہیم علیہ السلام اس زمانہ میں ہوئے ہیں جب اسلام کی وہ شکل جس کی بعد میں تلقین کی گئی ابھی موجود نہ تھی۔ لیکن اس سے اس پوزیشن میں کوئی فرق نہیں پڑتا جو بعد ازاں ابراہیم علیہ السلام کو ان برگزیدہ انبیأ میں دی گئی جن کی توقیر کرنا اور انہیں خدا کے نبی سمجھنا مسلمانوں کا فرض ہے اور یہ کوئی بے حقیقت بات نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ کا خطاب دیا گیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے ایسی زبردست محبت تھی جو صدیوں تک ایک شاندار مثال بنی رہے گی۔ آپ کی محبت الٰہی میں کوئی کلام اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور رضائے الٰہی کی اطاعت میں آپ کمال درجہ پر پہنچے ہوئے بلکہ یقیناً اس بارہ میں اعلیٰ اور شاندار درجہ رکھتے تھے۔

یہ داستان ہمارے خیال میں ہمارے قارئین کو اچھی طرح معلوم ہے کہ کس طرح حضرت ابراہیمؑ کو اپنی سب سے پیاری چیز خدا کے رستہ میں قربان کرنے کا حکم ہوا۔ کس طرح سے انہوں نے بڑی بڑی تعداد میں جانور قربان کئے لیکن اس کے باوجود خدا کا حکم بار بار خوابوں کے ذریعہ دہرایا جاتا رہا۔ یہانتک کہ یہ ظاہر ہو گیا کہ جس چیز کی قربانی کا اللہ تعالیٰ نے مطالبہ کیا ہے وہ حضرت ابراہیمؑ کے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل کے سوا اور کوئی نہیں۔ یہ اشارہ پاتے ہی اس عظیم الشان اور خدا کے فرمانبردار نبی نے اپنی محبت الٰہی کا ثبوت دینے کے لئے اس اعلیٰ درجہ کی قربانی دینے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ لیکن یہ

صرف ابراہیمؑ کے ایمان کی آزمائش کے لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس امتحان میں ڈالا۔ اور جب انہوں نے موریا کی سرزمین میں پہاڑ کے اوپر اپنی آنکھیں باندھ کر اپنے رضامند بیٹے کو لٹا دیا اور چھری اٹھائی اور قربانی کے لئے اسے نیچے کر کے چلانا چاہا تو اسمٰعیل کے بجائے اللہ تعالیٰ نے ایک بکرا وہاں لٹا دیا۔ اور اس کے بعد ابراہیمؑ پر خدا کا یہ کلام نازل ہوا۔ یا ابراھیم قد صدقت الرویا انا کذالک نجزی المحسنین۔ اے ابراہیمؑ تو نے اپنی ساری زندگی کے خوابوں کو حقیقت کا جامہ پہنا کر انہیں سچ کر دکھایا اور اپنے ایمان کو ثابت کر دیا۔ اسی طرح ہم محسنوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔

اسی اطاعت الٰہی کی یاد کو تازہ رکھنے اور اس کی قدر وقیمت کو سمجھنے کے لئے مسلمان اس وقت سے ہر سال قربانیاں کرتے ہیں۔ جب سے اسلام پیدا ہوا ہے۔ یہ قربانیاں اس غرض سے نہیں کی جاتیں کہ جانوروں کا گوشت کھانے کے لئے ان کا خون بہایا جائے۔ یہ تو عیدالاضحیٰ کی قربانیوں کا ایک ادنیٰ ترین مقصد ہے۔ اگر اس حقیقت کو وہ تمام مسلمان مدنظر رکھیں جو سال بسال قربانیاں کرتے ہیں۔ اور اگر ان کے اس فعل کا حقیقی مفہوم ان کے دو میں پورے طور پر گڑ جائے تو اس تہوار کا حقیقی مقصد حاصل ہو سکتا ہے اور اس کا نتیجہ بہترین اخلاق اور روحانی بھلائی کی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے۔

گزشتہ سال اس مضمون پر لکھتے ہوئے ہم نے اس بات پر بہت زور دیا تھا کہ ان مذہبی تہواروں کے صحیح مفہوم کا علم نوجوان مسلمانوں میں پھیلانے کی بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ ان باتوں سے اس قدر زیادہ واقف معلوم نہیں ہوتے جس قدر ہمارے اسلاف واقف تھے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس بارہ میں ابھی تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ آج حج یا اسلام کی عظیم الشان مذہبی کانگرس کا دن ہے جس میں شمولیت کے لئے دنیا کے ہر حصہ سے ہزارہا مسلمان جاتے ہیں۔ اس جریدہ کے عیدالفطر نمبر میں ہم نے اسلام کی اس مذہبی تقریب کے مفہوم اور اس کے متعلقات پر خاص مضمون لکھا تھا۔ ہمیں یاد ہے کہ گزشتہ سال حج کے موقعہ پر ایک ناگوار واقعہ ظہور پذیر ہوا تھا جس میں سلطان ابن سعود کی زندگی پر حملہ کیا گیا تھا۔ ہمیں امید ہے کہ اس سال یہ تقریب امن و سلامتی کے ساتھ گزر جائے گی۔

اب ہم اپنے تمام قارئین کرام کو خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہوں تہہ دل سے عید مبارک عرض کرتے ہیں اور اپنے مسلمان قارئین سے علی الخصوص اور تمام مسلمانوں سے علی العموم ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ اس قربانی کا جو ابراہیم علیہ السلام نے کی اور جس کی یاد ہم ہر سال تازہ کرتے ہیں صحیح مفہوم اپنے دل میں رکھیں دعا ہے کہ اس قربانی کی حقیقی روح ہم میں پیدا ہو اور ایک ایسے وقت میں جبکہ اسلام کی زندگی کیلئے دوسرے شعبوں میں اعلیٰ درجہ کی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ یہ روح ہم میں پھر تازہ ہو جائے۔

شراب اور دیگر منشیات کا اثر انسانی اخلاق و اعمال پر

قرآن کریم کا حکیمانہ ارشاد

(جناب مولوی ڈبلیو بی بشیر ریکر ڈ بی - اے)

مجھے کہا گیا ہے کہ چند مختصر جملوں میں انسانیت کے قلعہ کو ایک پر فریب اور بظاہر خوشنما بدی سے بچانے کے لئے مستحکم کروں۔ وہ بدی جو عیش و عشرت کے جگمگاتے ہوئے دام تزویر میں بلا اطلاع پھانس لیتی ہے۔ جب ایک دفعہ کوئی شخص اس جال میں پھنس جائے تو دیکھنے والا بدی کی زہریلی فطرت کو فوراً شناخت کر لیتا ہے۔ وہ دیکھ سکتا ہے کہ اس کا زہر عقل و فکر کو چاٹ رہا ہے۔ طاقت و قوت کے سرچشمہ پر اثر ڈالتا، اعتدال یا تناسب کے احساس کو خراب کرتا اور اس قوت فیصلہ کو مخدوش کر دیتا ہے کہ نیکی کیا ہے اور بدی کس چیز کا نام ہے، صحیح کیا ہے اور غلط کیا؟ اس تمہید کے ساتھ میں اب اصل مضمون کو بیان کرتا ہوں۔ بدی کا ظاہری ملمع اتار دو اور اس کی جو اندرونی بدنما شکل رہ جاتی ہے اس کے اندر کشش کی کوئی طاقت نہیں ہوتی۔

قرآن کریم فرماتا ہے:- یا ایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون۔

(ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو بیشک شراب اور جوا ناپاک شیطانی عمل ہے۔ پس اس سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ بیشک شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوے کے ذریعہ سے عداوت اور بغض ڈالدے اور اللہ کے ذکر سے اور نماز سے روکے۔ پس کیا تم رک جاؤ گے؟ (المائدہ ۵: ۹۰-۹۱)

مخمور ہونا عقل کے منور چہرہ کو داغدار اور ناپاک بناتا ہے۔ آپ خود کیچڑ کے اس چھینٹے کو دیکھ سکتے ہیں جو آپ کے جسم پر پڑے۔ اسی طرح ایک دوسرا آدمی کسی مخمور مرد یا عورت کی عقل کی بری حالت کو پہچان لیتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر مخمور ہونا اس وجہ سے اور بھی برا ہے کہ جب ایک دفعہ عقل کا توازن باقی نہ رہے اور اس میں لغزش آجائے تو وہ اس قابل نہیں رہتی کہ اس حالت کو جس میں وہ مبتلا ہے سمجھ سکے۔ انسانی عقل اس وقت اپنی خرابی اور رسوائی کو نہیں جانتی۔ اس لئے نسل انسانی کا یہ فرض ہے کہ نشہ کے بظاہر مرہم دکھائی دینے والے اور دغا باز

دشمن کے تمام رستوں کی ان تھک نگہداشت وحفاظت کرے۔ شراب اپنے اس عمل کے اندر داخلہ کو نہایت خوشگوار اور آرام دہ بنا دیتی ہے جو نسیان اور خود فراموشی کو پیدا کرنے والا ہے۔ شراب نہایت نرمی کے ساتھ بے معلوم طور پر انسان کو خود پسندی کی طرف بلاتی ہے۔

شراب بزبان حال کہتی ہے "ذرا میرے پاس آیئے اور حقایق حالات نے جو خشکی پیدا کر دی ہے اس کو دور کر لیجئے۔ آپ تھکے ماندے ہیں۔ آج آپ کو بہت جد وجہد کرنی پڑی ہے۔ بہت محنت آپ نے کی ہے۔ میرے پاس بہت سے نرم ونازک گدیلے ہیں۔ آپ کا فی الواقعہ حق ہے کہ انہیں استعمال کریں اور ان پر سر رکھ کر آرام سے لیٹیں۔ یہ تمام خوشی اور عیش اب آپ کا حق ہے۔ پس ذرا ٹھہریئے اور میرے ساتھ آرام کیجئے اس سے آپکو نفع ہوگا۔ اگر کوئی مرد یا عورت پہلے سے متنبہ نہ ہو اور اس بات کا پختہ عزم نہ رکھتا ہو کہ بری باتوں میں مشغول نہ ہوگا تو نتیجہ کیا ہوتا ہے؟ وہ حقایق کی خشکی جس کو فراموش اور دور کرنا تھا وہ تو جوں کی توں رہتی ہے اور بدلتی نہیں لیکن شراب حواس کو اور خیال میں لگا دیتی ہے۔ عقل کو شراب کے ذریعہ سے بیوقوف بنا دیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ خیال کرنے لگتی ہے کہ کوئی بہتر حالت پیدا ہو رہی ہے۔ شراب اور منشیات عقل اور حقایق کے مابین ایک خوبصورت گلابی پردہ حائل کر دیتی ہے۔ اور اس طرح عقل کو اس کے فرض کی ادائیگی سے روک دیتی ہے۔ کہ وہ حقایق کا جائزہ لے سکے۔

منشیات عقل کی اس طاقت کو کہ وہ واقعات وحادثات کے خلاف حفاظت کا سامان پیدا کرے زائل کر دیتی ہے۔ منشیات عقل سے متسخر کرتی ہیں اور ظاہری پُرفریب خیالات سے عقل کو اندھا کر دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ صداقت کو صفائی کے ساتھ پہچان نہیں سکتی۔ اور نہ اس کے مطابق زندگی کو ٹھیک طور پر بنا سکتی ہے۔

شراب اور منشیات جو استعمال کرتے ہیں ان میں یہ عجیب وغریب عدم توازن پایا جاتا ہے کہ وہ انسان کا بہترین حصہ (یعنی اس کی عقل) کو زائل کر دیتی ہیں۔ اس وقت جب وہ آدھا رہ جاتا ہے تو وہ کام اسے کرنا پڑتا ہے جو مکمل ہونے کی حالت میں وہ کرنا نہ چاہتا تھا۔ ایک مرتبہ جب وہ ایسا کر چکے تو پھر اس کا نشہ ہرن ہو جاتا ہے اور اس مرد یا عورت کو ایک ایسی احمقانہ حالت میں چھوڑ دیتا ہے جو پریشان کن نیند کی صورت رکھتی ہے۔ خواہ وہ جسمانی ہو یا ذہنی یا روحانی یا تینوں اکٹھی ہوں۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جب وہ جاگتا ہے تو اپنے آپ کو درد وتکلیف کے کانٹوں میں الجھا ہوا پاتا ہے۔ پشیمانی اور ندامت کی چبھن اور غیر مشکوک اور ناقابل ازالہ حقیقت حال کے تیر اور چبھنے والے کانٹے اس کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اس طرح شراب کا عمل تین درجے رکھتا ہے

۱۔ حقیقت حال پر بے اطمینانی۔

۲۔ غیر حقیقت حال پر اطمینان۔

۳۔ اس حقیقت حال پر افسوس و ندامت جس کو بے وقوفی سے پہلے سے بدتر بنا لیا جائے۔

اس تیسرے درجہ پر شراب پینے والے مرد یا عورت کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے کسی اور شخص کے اعمال و افعال کے نتائج کو بھگتنا اور اس کی سزا کو اٹھانا ہے۔ کیونکہ حقیقت ہے کہ جب نشہ کی حالت ہو تو اس وقت مخمور مرد یا عورت کا اپنا آپ نہیں ہوتا۔ جب ایک عقلمند آدمی حالت ہوش و حواس میں اپنے سوچ بچار سے کئے ہوئے کام کے نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہتا ہے تو ایک انڈھادھند فعل کی (جو اس حالت میں کیا جائے جب انسان نصف آپے میں ہو) یہ سخت سزا بھگتنی پڑتی ہے کہ پشیمانی و ندامت، شرم اور تکلیف دگنی ہو جاتی ہے۔

اب میں شراب کی اس قطعی اور آخری ممانعت کی خوبی اور سادگی کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو قرآن کریم کے الفاظ میں پائی جاتی ہے۔ شراب اور منشیات کے استعمال کو صفائی کے ساتھ بغیر کسی شک و شبہ کے رجس من عمل الشیطان قرار دیا گیا ہے۔ پھر کون شخص ہے جو اس نجس شیطانی چیز کو "تھوڑی سی" "احتیاط کے ساتھ" بھی استعمال کرنا چاہے۔ اور یہ کہے کہ "میں جانتا ہوں کب اس کو ترک کرنا ہے" نہیں بلکہ ایک "نجس شیطانی کام" کو ترک کرنے کا وقت شروع ہی نہیں ہونا چاہئے۔ اس سے بھی قطعی طور پر بچنا چاہئے۔ خفیہ یا ظاہر اس میں مبتلا ہی نہ ہونا چاہئے۔

شراب سے قطعی پرہیز کرنا، ایک بہت بڑی نیکی اور موجودہ زندگی کی بہت سی الجھنوں اور پیچیدگیوں کو دور کر کے سیدھی سادی زندگی پیدا کرنا ہے۔ اس سے علیحدگی اختیار کرنے سے نہ صرف زندگی کا ایک حصہ ہی فوراً پیچیدگیوں سے نکل آتا ہے بلکہ شراب سے قطعی پرہیز کرکے جو فائدہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ عقل میں توازن پیدا ہو جاتا ہے۔ ان مشکلات اور پیچیدگیوں پر قابو پانے کے لئے زیادہ صاف اور کھلے دلائل سامنے آجاتے ہیں جو موجودہ زندگی کے بعض دوسرے پہلوؤں میں ابھی تک باقی ہیں۔

اس کو احتیاط سے نوٹ کر لیجئے۔ شراب ترک کرنے سے دوگنا نفع اور دو برکات حاصل ہوتی ہیں :-

۱۔ زندگی سادہ ہو جاتی ہے اور ایسے بلاسوچے سمجھے غلط کاموں سے بچاؤ ہوتا ہے جن کی وجہ سے دردناک نتائج اور بہت سے افسوسناک حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ انسان، بدی۔ لڑائی جھگڑے۔ بیوقوفی۔ احمقانہ غلطیوں۔ ناواقفیت کے افعال۔ ظلم و ستم۔ بے پروائی۔ اور فراموشی کے کاموں میں بلا ارادہ مبتلا ہونے سے بچ جاتا ہے

اور یہ وہ کام ہیں جو اگرچہ کتنے ہی معمولی اور حقیر صورت کیوں نہ رکھتے ہوں بہت سے عظیم الشان اور بیشتر سے قطرہ کنے والے نتائج ان میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ایک جلتی ہوئی دیا سلائی کا پھینکنا یا روشن موم بتی سے غفلت یا چولہے کے اندر جلتی ہوئی آگ سے بے پروائی، مکانات کے جلنے۔ آگ کے پھیل جانے، لوگوں کی اموات اور کئی قسم کے نقصانات کا موجب ہوجاتی ہے۔ یہ تمام نقصانات بے پروائی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور بے پروائی کیونکر پیدا ہوئی؟ اس لئے کہ دماغ متوجہ نہ تھا۔ وہ عارضی طور پر اپنی چوکیداری سے ہٹ گیا تھا۔ اور وہ چیزیں جو دماغ کو بہت جلد خیال اور نگہبانی سے ہٹا دیتی ہیں۔ ان میں سے ایک شراب اور منشیات ہیں۔

۲۔ دوسرا فائدہ شراب سے قطعی پرہیز کا یہ ہے کہ آنکھیں دیکھنے کے لئے صاف ہوجاتی ہیں۔ دماغ فیصلہ کے لئے تیز ہوجاتا اور عقل اندازہ لگانے کے لئے درست ہوجاتی ہے۔ اور صحیح مقاصد کے حصول کے لئے عملی قوی زیادہ تیز اور روشن ہوجاتے ہیں۔

شراب اور منشیات سے پرہیز ایک ایسا عقلمندانہ اور سیدھا راستہ ہے جو صداقت کی طرف لے جاتا اور خدا کے فرائض اور اپنے نفس کے فرائض اور دوسروں کے فرائض کی ادائیگی کے قابل بنا دیتا ہے۔

شراب سے قطعی پرہیز ہی ایک کامل و مکمل طریق ہے۔ سفید و سیاہ۔ نیک و بد اور صحیح و غلط کے مابین یہی ایک امتیازی نشان ہے۔ کوئی ایسا غبار آلود میدان اس رستہ میں نہیں جس میں اسبات پر نا قابل اختتام بحث و مباحثہ اور لڑائی جھگڑا پیش آئے۔ کہ کوئی چیز کتنی دور ہے؟ یا کسقدر ہے؟ یا کتنی چھوٹی ہے؟ کتنا زیادہ تو پائی جاتی ہے؟ "حالات کیا ہیں؟" "کچھ لوگوں کو اتنا ملنا چاہئیے؟" "دوسروں کو اس قدر" وغیرہ وغیرہ۔ نہیں۔ اگر شراب سے قطعی پرہیز کیا جائے۔ تو ایسی حالت پیدا کوئی سفید چیز ہوگی جس کی سفیدی زائل ہونے لگے۔ اور نا قابل احساس طریق سے آہستہ آہستہ وہ حقیقی طور پر سیاہ ہوجائے۔ کوئی فریب خوردہ دل شراب نوشی کی کسی حد پر پہنچکر بھی اسے "بہت زیادہ" نہیں کہہ سکتا۔ اور جب وہ حد آجائے جس کو کوئی اپنے لئے انتہا قرار دے تو اس کی قوت ارادی اس قدر زائل ہوجاتی ہے کہ جھومتے ہوئے جسم اور جوش سے بھرے ہوئے دل کو اس مفروضہ حد اسراف سے آگے بڑھنے سے روک نہیں سکتی۔ جوں ہی کوئی شخص اس حد تک پہنچتا ہے وہ حرکت ہی کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اور بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ اس لئے تھوڑی اور بہت کا سوال کوئی نہیں قطعی ممانعت ہی ضروری ہے۔

اب بعض ان مضرات اور برائیوں پر نظر کرتے ہوئے جو منشیات کے استعمال سے پیدا ہوتی ہیں۔ ہم

دیکھتے ہیں کہ ان میں سے بعض کا ذکر قرآن کریم نے خاص طور پر کیا ہے۔ مثلاً سورہ مائدہ کی آیت ۹۱ میں فرماتا ہے:۔ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون ۔بیشک شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعہ سے عداوت اور بغض پیدا کر دے۔ اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے۔ پس کیا تم اس سے باز آؤ گے؟۔

اب نماز اور اللہ کے ذکر سے روکے جانا فی الحقیقت دُگنا نقصان ہے۔ وہ لوگ جو منشیات اور جوئے بازی میں حصہ لیتے ہیں دو نقصان اٹھاتے ہیں۔ پہلا نقصان یہ ہے کہ اللہ کی یاد ان کے دلوں سے محو ہو جاتی ہے۔ نماز اور اس کی وجہ سے جو اطمینان پیدا ہوتا ہے وہ باقی نہیں رہتا۔ اور بھول جاتا ہے۔ دوسرا نقصان یہ ہے کہ لڑائی، جھگڑا، مشکلات اور دنیوی کشمکش اور سراسیمگی پیدا ہوتی ہے۔ جو ذکر اللہ اور نماز سے پیدا نہیں ہوتی اور اگر پیدا بھی ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی نصرت و امداد سے اس پر کامیابی سے قابو پا لیا جاتا ہے۔

اب منشیات کی برائیاں کافی طور پر ظاہر ہو جانے اور ناقابل انکار ثابت ہونے کے بعد ہمیں قمار بازی پر خاص طور پر غور کرنا چاہئے۔ مغربی تہذیب پر قمار بازی کی وجہ سے تمدنی خرابی ایسی بُری طرح سے حاوی ہے کہ جیسے انسانی جسم پر پھوڑا پیدا ہو جائے۔ کیا مغربی لوگوں کی اکثریت قمار بازی کو فی الحقیقت نقصان دہ اور مضرت رساں سمجھتی۔ اسے بہت بڑی تمدنی اور قومی تکلیف یقین کرتی اور سچی تہذیب کا دشمن خیال کرتی ہے؟ اگر نہیں تو بھی وہ فی الحقیقت تہذیب کی دشمن اور اجتماعی خوشی اور خوشحالی کو تباہ کرنے والی چیز ہے۔ قمار بازی اعتماد کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ وہ تمدنی حالات کو غیر مستقل اور ناقابل اعتبار بنا دیتی ہے۔ وہ روپیہ اور مادی اشیاء کی صحیح قدر و قیمت کو زائل کر دیتی، اور اس کے بجائے ایک بخار اور بے یقینی اور اعصابی تباہی کو پیدا کرتی۔ تکالیف زوال اور بربادی کو لاتی ہے۔ قمار بازی کا مقصد یہ ہے کہ کمائے بغیر روپیہ حاصل ہو جائے۔ اس لئے قمار بازی اپنی اصلیت کے لحاظ سے بے انصافی اور پختہ اور صحیح مالی نظام کی بربادی ہے۔ قمار بازی مسلسل طور پر خطرناک صورت اختیار کرنے کی عادت اور بے اطمینانی کے بخار کو ترقی دیتی ہے۔ اور دیانتدارانہ محنت کی کمائی کی قدر و قیمت کو برباد کر دیتی ہے۔ قمار بازی یا تو مسرفانہ روپے کو برباد کرنے کا نام ہے جس سے دیانتدارانہ محنت کے فوائد زائل ہو جاتے ہیں۔ اور یا اس سے غیر دیانتدارانہ طمع و لالچ پیدا ہوتا ہے۔ جس سے روپیہ کے بے قدر قیمت

ڈھیر جمع کر لئے جاتے اور انہیں اتنی ہی آسانی سے خرچ کر دیا جاتا ہے۔ جس ناقدری سے انہیں حاصل کیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے کام لیتے ہوئے ان تمام چیزوں کو قرآن کریم میں نہایت خوبصورتی سے روکنا اور اتفاقی کھیلوں اور قمار بازی سے منع کر دیا۔ اگر ان احکام کو تمام دنیا مد نظر رکھے تو سوسائٹی کی حالت کس قدر بہتر اور دل خوش کن توازن پر آجائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خوشگوار اور صلاحیت پیدا کرنے والی چیز کی عام اشاعت میں امداد دے۔
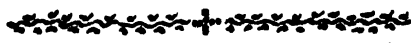
چین میں اسلام کی حالت کے متعلق بعض مشاہدات

(سید مقبول احمد صاحب بی۔اے کے قلم سے)

مسٹر محمد سلیمان ین کو انغ یو نے چین میں اسلام کی حالت کے متعلق ایک دلچسپ مضمون سپرد قلم فرمایا ہے اگر مسٹر سلیمان وہی جنٹلمین ہیں جن سے میں شنگھائی کی مسجد میں ملا تھا۔ اور جو چینی مسلمانوں کے اس پرائمری سکول کو دکھانے کے لئے مجھے لے گئے تھے جو اس ان تھک خادم اسلام کے زیر اہتمام چل رہا ہے جس کا عربی نام ہلال الدین ہے۔ (ہر چینی کا ایک عربی نام ہوتا ہے اور ایک چینی نام) تو مجھے خوشی ہے کہ یہ نوجوان چینی جنٹلمین جو ۱۹۳۳ء میں جب میں اس سے ملاقی ہوا تھا بمشکل ابھی انیس بیس سال سے متجاوز ہوا تھا۔ چین میں اسلام کی موجودہ حالت پر کچھ دلچسپ روشنی ڈالنے کا موجب ہوا ہے۔ اس کا نام مجھے اس دل خوش کن میٹنگ کی یاد دلاتا ہے جب اس نے اور اس کے افسر حاجی ہلال الدین نے مسجد کے اندر اپنے دفتر میں میری تواضع چائے سے کی تھی اور ہم نے چین میں اسلام اور مسیحیت کے کئی پہلوؤں پر عربی زبان میں تبادلہ خیالات کیا۔ افسوس ہے کہ اس وقت مجھے معلوم نہ ہوا کہ مسٹر محمد سلیمان انگریزی میں ایسی اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے ہیں۔ ورنہ ہماری گفتگو زیادہ آسان اور دلچسپ ہوتی کیونکہ عربی زبان میں جسکو ہم نے تبادلہ خیالات کا ذریعہ بنایا تھا اظہار خیالات کرنے میں ہمیں طبعاً بہت مشکل پیش آتی تھی۔ حاجی ہلال الدین کے پاس چین میں مسیحیت کی اشاعت کے بارہ میں بعض خطرناک خبریں تھیں اور ان کی یہ رائے تھی کہ چین میں کسی دوسرے مذہب کی نسبت مسیحیت زیادہ ترقی کر رہی ہے۔ فی الحقیقت ان کا یہ خیال تھا کہ چین

کے ساحلی صوبجات کے لوگوں اور علمی جماعت نے جو عام طور پر چینی حکومت کی ملازمت میں ہے۔ مسیحیت کو اپنا قومی مذہب بنا لیا ہے اور ان کی تعداد سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔

یہ قریبًا ناممکن بات ہے کہ چین میں کسی مذہب کی موجودہ طاقت معلوم ہو سکے۔ حکومت نانکنگ نے اپنی گزشتہ مردم شماری میں جس کے اندر بتایا گیا ہے کہ چین کی آبادی پینتالیس (۴۵) کروڑ تک پہنچ چکی ہے مذہب کے متعلق تمام اعداد و شمار کو جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا ہے۔ اور چینی مسلمان اور ایسا ہی چینی عیسائی معمولی چینیوں سے ایسے ناقابل امتیاز ہیں کہ مختلف چینی اقوام کی طاقت کے اظہار کے لئے جو ایسی تعداد بھی کوئی شخص بتاتا ہے جو چینی حکام اور وہاں کے لوگوں کے نزدیک مسلم نہیں وہ محض اس کا اندازہ اور اٹکل پچو بات ہے۔ چینی مسلمان خود اپنی تعداد پانچ اور سات کروڑ کے درمیان بتاتے ہیں اور انگریز مشنری بالخصوص چائنا انلینڈ مشن ایک کروڑ یا ایک کروڑ بیس لاکھ سے زیادہ تعداد نہیں بتاتے۔ مسٹر سلیمان کہتے ہیں کہ چین میں سات کروڑ مسلمان ہیں۔ لیکن بظاہر یہ اس عام اندازہ ہی کی صدائے بازگشت ہے جو بالخصوص ان مقامات کے چینی مسلمانوں نے لگایا ہے۔ جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں۔

حال ہی میں صوبہ یونان کے شہر یونگ کا ایک نوجوان مسلم لڑکا ہندوستان میں حصول علم کے لئے آیا۔ اس نے مولانا محمد علی مرحوم کی قایم کردہ جامعہ ملیہ دہلی سے ڈگری حاصل کی۔ اب وہ جامعہ ازہر میں تکمیل تعلیم کے لئے قاہرہ گیا ہے۔ مسٹر بدرالدین جو اس چینی نوجوان کا نام ہے۔ میرے ساتھ اس وقت سے خط و کتابت کرتا رہا ہے جب سے میں مشرق بعید سے واپس آیا ہوں۔ وہ نہایت اچھی اردو یا ہندوستانی زبان لکھتا ہے۔ میں نے چینی مسلمانوں کی تعداد کا سوال اس کے سامنے رکھا۔ اور اس نے ذیل کی تفصیلات مجھے دیں۔ اس نے وعدہ کیا ہے کہ چینی مسلمانوں کے لئے ایک کتاب اردو زبان میں لکھے گا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ کتاب اب زیر طبع ہے۔ لیکن اس کی اشاعت تک ہمیں چینی مسلمانوں کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کے لئے مسٹر بروم ہال کی کتاب پر اکتفا کرنا پڑے گا۔ سوائے ان کی تعداد کے جس کو چائنا انلینڈ مشن کے سوا، اور کوئی صحیح طور پر بیان نہیں کرتا۔ جب میں نے مسٹر بدرالدین سے یہ پوچھا کہ جو تعداد اس نے بتائی ہے اس کی صحت کا کیا ثبوت ہے تو اس نے اعتراف کیا کہ یہ بھی ایک اندازہ ہے۔ لیکن اس نے اپنی گنتی کی بنیاد تین چیزوں پر رکھی۔ پہلے تو اس ریکارڈ کو مدنظر رکھا ہے جو مجلس اشاعت اسلام چین نے تیار کئے ہیں۔ اس مجلس کا مرکز پیکنگ میں ہے۔ اور اس کے سرپرستوں میں بہت سے چینی مسلمان جنرل اور حکومت کے اعلیٰ افسر شامل ہیں۔ اس نے اپنے بہت سے مراسلہ

نگاروں سے جو چین کے طول وعرض میں پائے جاتے ہیں معلومات فراہم کرنی شروع کر دی ہیں۔ یہ معلومات ابھی نامکمل ہیں۔ سوائے شمالی صوبجات کے جہاں کی مسلمان آبادی کے اعداد وشمار نہایت احتیاط سے لکھ لئے گئے ہیں مگر اس سوسائٹی کا وعدہ ہے کہ اپنی مساعی کو ۱۹۳۰ء تک پایۂ تکمیل کو پہنچائیگی اور اسے توقع ہے کہ یہ معاملہ زیادہ دیر تک ایک راز نہ بنا رہے گا۔ ثانیاً مسٹر بدالدین نے مساجد اور اسلامی اداروں کی تعداد کو گن لیا ہے۔ جو چین میں بلحاظ آبادی اسی تناسب سے ہیں جس تناسب سے انگلستان میں پیرش چرچ ہیں۔ ثالثاً اس کی اپنی معلومات ہیں جو اس نے کئی ایک ذرائع سے حاصل کی ہیں۔ اور کم از کم اپنے صوبہ ہونان کی اسلامی آبادی کے متعلق تو اسے پورا اعتماد ہے اور اس کی بنا پر بروم ہال اور دوسرے لوگوں کی معلومات کو وہ جھٹلا سکتا ہے۔

مجلسی زندگی کے اعتبار سے چینی مسلمان ایک جم غفیر کا حکم رکھتے ہیں۔ اگرچہ اپنے دوسرے ہموطنوں سے کوئی امتیاز نہیں رکھتے۔ ان کے درمیان کوئی فرقہ وارانہ خلیج حائل نہیں۔ ان میں سے تیس فیصدی تجار ہیں۔ پندرہ فیصدی سپاہی۔ پانچ فیصدی سرکاری افسر۔ چالیس فیصدی زراعت پیشہ۔ اور دس فیصدی مزدور ہیں۔ چین میں شاید ہی کوئی رجمنٹ ہو جس میں مسلمان سپاہیوں اور افسروں کا حصہ نہ ہو۔ ایسے صوبہ میں بھی جہاں مسلم آبادی اقلیت میں ہے۔ جیسے بطور مثال وانگ سی میں مسلمانوں کی اقلیت ہے۔ فوج کا کمانڈر پاچنگ سی ایک مسلمان جنرل ہے۔ اور ایسی زبردست طاقت رکھتا ہے کہ مرکزی حکومت کو بھی اس سے باز پرس کرنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ اپنے غیر مسلم ہموطنوں کے ساتھ ان کے تعلقات بہت اچھے ہیں۔ کنفیوشس کے پیرو نمازوں اور دیگر مذہبی مراسم میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ سوائے اس مختصر زمانے کے جب مانچو کی حکومت تھی اور تباغض وتحاسد زوروں پر تھا۔ اور ۱۹۲۶ء کے قریبی زمانہ میں بھی لوٹنگ (کانسو) کے علاقہ میں ڈاکوؤں اور وحشی چینی سرحدیوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا قتل عام ہو گیا تھا۔ تاہم حکومت اپنے سلوک میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتی بلکہ بعض اوقات ان سے بہت مرعوب ہوتی ہے۔ جیسے اس واقعہ سے واضح ہے کہ جب حکومت نے بعض مذہبی عمارات کو ضبط کرنا چاہا تو وہ صرف بدھ مذہب کے معبدوں کو ہی ہاتھ لگا سکی۔ اور مسلمانوں کی مساجد کو چھیڑ تک نہیں گیا۔ وہ اعداد وشمار جو میرے نوجوان چینی دوست نے فراہم کئے ہیں حسب ذیل ہیں:-

شمالی چین

۱۔ کانسو ۳۲۰۰۶۰۰۰

۲- شینسی	۳۲۰۰۰۰۰	مسلمان
۳- شانسی	۱۸۰۰۰۰۰	"
۴- چیہیلی	۳۵۰۰۰۰۰	"
۵- شانٹنگ	۳۲۰۰۰۰۰	"
۶- کیانگسو	۳۰۰۰۰۰۰	"
۷- ہونان	۲۶۰۰۰۰۰	"
میزان	۲۰۵۰۶۰۰۰	"

جنوبی چین

۸- چیکیانگ	۱۳۰۰۰۰	"
۹- انہوی	۳۰۰۰۰۰	"
۱۰- ہانکو	۸۰۰۰۰	"
۱۱- فوکین	۲۰۰۰۰	"
۱۲- وانگ ٹنگ	۱۸۰۰۰۰	"
۱۳- وانگسی	۵۰۰۰۰	"
۱۴- کینا گسی	۴۳۰۰۰۰	"
۱۵- ہونان	۱۰۰۰۰۰	"
میزان	۸۹۰۰۰۰	"

مغربی چین

۱۶- یونانا	۴۶۹۰۰۰۰	"
۱۷- سیچوان	۲۵۰۰۰۰۰	"
۱۸- ہیکیانگ	۸۷۰۰۰۰	"
۱۹- چینگھائی	۳۶۳۰۰۰	"
میزان	۷۷۳۳۰۰۰	"

مانچوریا

۱- کیرین	۶۰۰۰۰۰	مسلمان
۲- لیوننگ	۸۰۰۰۰	//
۳- خلیونگ	۶۲۰۰۰۰	//
۴- جیہول	۱۴۰۰۰۰۰	//
میزان	۳۲۲۰۰۰۰	//

منگولیا

۱- سیبان	۱۴۰۰۰۰	//
۲- چہار	۸۰۰۰۰	//
۳- ننگھیا	۸۰۰۰۰	//
۴- ارکا یا بیرونی منگولیا	۱۰۰۰۰۰	//
میزان	۴۰۰۰۰۰	//
سینکیناک یا چینی ترکستان	۳۵۰۰۰۰۰	//
تبت	۸۰۰۰۰	//
میزان کل	۳۶۴۲۳۰۰۰	//

ان اعداد و شمار میں کچھ کمی رہ گئی ہے۔ مثلاً تنگان یا وہ قبائل جو زنگاریا میں رہتے ہیں ان کا قطعاً ذکر تک نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ خاصی تعداد میں ہیں۔ وہ اپنے اصل گھر سے نکل کر منتشر ہو گئے۔ اور انہوں نے چینی طرز بود و باش اور رسوم و رواج کو اختیار کر لیا۔ اور اس بارہ میں وہ چین کے مانچوؤں (یا یہودیوں اور ارمنیوں) سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ گویا وہ اپنے گھر میں اجنبی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کی تعداد تھوڑی نہیں۔ جنوبی چین کے مسلمانوں کے اعداد و شمار صرف اندازاً لکھے گئے ہیں۔ ہمارے دوست نے اپنے صوبہ کے سوا بردم ہال کے اعداد و شمار سے مدد لی ہے۔ لیکن اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ اس علاقہ کے مسلمان بہت اقلیت میں ہیں۔ مجموعی تعداد تیس یا چالیس لاکھ کے بین بین ہوگی۔ اس سے زیادہ نہیں۔ میں خود اس امر سے واقف ہوں کہ ہانگ کانگ کی برطانوی نوآبادی میں صرف دو مسجدیں

ہیں اور چینی مسلمان وہاں دو ہزار سے زیادہ نہیں جس میں وہ مخلوط النسل کے لوگ شامل نہیں جن کے باپ ہندوستانی ہیں اور مائیں چینی۔ اس طرح چینی مسلمانوں کی تعداد کا محتاط اندازہ چار کروڑ سے زیادہ نہیں۔

مکتوبات ووکنگ

از یارک شائر۔

بخدمت امام صاحب مسجد ووکنگ۔

جناب من! میرا خیال ہے۔ آپ اس خط کو ایسا غیر معمولی خیال کرینگے جو شاید ہی کبھی آپ کو موصول ہوا ہو۔ تاہم میں جانتی ہوں کہ جب آپ اس خط کو پڑھیں گے تو میری وجوہ کو سمجھ جائیں گے۔

گزشتہ سال میں ایک پبلک مارکیٹ میں ایک کتابوں کی دکان پر دو ایک افسانوں کی کتابیں خریدنے کے لئے ٹھہر گئی۔ وہاں میں نے دیکھا کہ دو نوجوان ایک کتاب پر ہنستے اور مخول اڑا رہے تھے۔ آپ میری حیرانی اور استعجاب کا خیال کیجئے جو مجھے اس وقت ہوئی جب میں نے ان میں سے ایک کو قرآن کریم کی آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ میں کوئی مذہبی عورت نہیں لیکن میرا باپ مشرق میں رہ چکا ہے۔ اور اس کے ایک دوست الازہر میں تھے جو میرا خیال ہے کہ ایک کالج کا نام ہے۔ یا جو کچھ بھی اسے کہا جائے۔ بہرحال میرے باپ کے پاس ایک قرآن اور ایک تسبیح تھی اور وہ اس کی بہت قدر کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے بتایا کہ مسلمان ان چیزوں کو بہت محبوب رکھتے ہیں۔ اور جب تک ان کو چھونے بھی لگیں تو کس طرح وضو کرتے اور اپنے آپ کو پاک کر لیتے ہیں۔ اس لئے اپنے باپ کی یاد تازہ رکھنے کے لئے میں نے ان سے التجا کی کہ قرآن کا نسخہ مجھے دیدیں۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ میں دکاندار کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ مجھے وہ کتاب دیدے۔ اس نے فوراً قیمت دوگنی کر دی۔ اس سے وہ نوجوان بڑبڑاتے ہوئے چلے گئے اور میں دو شلنگ دیکر قرآن کی مالک بن گئی۔ صفائی کی بات یہ ہے کہ مجھے اس کی کوئی احتیاج نہ تھی۔ براہ نوید عالم اسلام کے کوئی متبع مجھے نظر نہیں آئے۔ ورنہ میں اس وقت انہیں یہ کتاب دیدیتی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد میں دل کی بیماری کی وجہ سے علیل ہو گئی اور مجھے اپنا کام ترک کرنا پڑا۔ اس کے بعد بے خوابی کا مرض لاحق ہو گیا جس کی وجہ سے رات کے طویل گھنٹوں کو گزارنے کے لئے میں نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ پہلی مرتبہ

جب میں نے پڑھا تو مجھے مذہبی روشنی میں اس سے کچھ زیادہ دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ میرے اس بیان سے ممکن ہے آپ کو تکلیف ہو۔ لیکن خود اپنے اور آپ کے سامنے سچائی پر رہنے کے لئے میں یہ بہترین بات سمجھی ہوں کہ جہانتک ممکن ہو واقعات کو ٹھیک ٹھیک بیان کر دوں۔

تاریخی واقعات جو اس میں بیان کئے گئے ہیں دلچسپ تھے۔ اور بائبل کی وہ کہانیاں بھی جو میں نے بچپن میں سنی تھیں پہلے پہل میری دلچسپی کا موجب ہوئیں۔ کفار کی قسمت کے متعلق جو انتہائی بیانات ہیں ان سے میں محظوظ ہوئی۔ نبی (صلے اللہ علیہ وسلم) نے عورت کو جو دوسرے درجہ پر رکھا ہے وہ مجھے پسند نہ آیا طلاق کی آسانی میری نفرت کا موجب تھی۔ لیکن بعدازاں میں نے دیکھا اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ مشرقی عورتیں ہم مغرب کی عورتوں سے بہت مختلف ہیں۔ ہم اپنے گھروں اور بچوں کے علاوہ تمام باتوں میں جو دنیا میں واقع ہوتی ہیں بہت دلچسپی لیتی ہیں۔

بعدازاں میں نے بالاستیعاب اسے مطالعہ کیا۔ اور ہر ایک لفظ میں دلچسپی لینی شروع کی یہانتک کہ میں نے اس کتاب اور اس کی تعلیمات کی صداقت کو وہیں دیکھ لیا۔ جہاں ہم عیسائی اس کے سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ عیسائی یہ کہتے ہیں کہ ہم سب خدا کے بچے، اس کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ یہ ایک ادبی اصطلاح ہے جس کے یہ معنی نہیں کہ خدا ہمارا حقیقی باپ ہے۔ یا تصور میں ایسا موجود ہے۔ لیکن چونکہ اس نے دنیا اور ما فیہا کو پیدا کیا ہے اس لئے وہ ہم سب کا باپ ہے۔ جب اس نے مسیح کو دنیا میں بھیجا تو انہوں نے یہ ادبی اصطلاح استعمال کی "میرا باپ جو آسمان میں ہے"۔ اب یہ اس دنیا میں عیسائیوں کے لئے بہت بڑی غلطی کا موجب ہو گئی ہے۔ اور رومن کیتھولک تو اسے خدا کا بیٹا سمجھکر پوجتے ہیں۔ پروٹسٹنٹ اگرچہ کسی قدر نرم ہیں لیکن فی الحقیقت کام وہی کرتے ہیں۔ جیساکہ میں نے کہا میں کبھی مذہبی عورت نہ تھی۔ اور کسی خاص فرقہ یا مسیحیت کی شاخ یا کسی اور مذہب میں شامل ہونے کی تکلیف اپنے آپ کو کبھی نہیں دی۔ میں کس قدر اپنے دل کو اس بات پر شکریہ سے لبریز پاتی ہوں کہ جس مذہب پر میرا ایمان ہے وہ ایک اسلام ہی ہے۔ ایک ہی دعا جو میں جانتی ہوں وہ صبح کے وقت کی دعا ہے یعنی قرآن کریم کی پہلی سورت۔ میں جانتی ہوں کہ اور نمازیں بھی ہیں۔ ایک دوپہر کے وقت کی نماز ہے۔ ایک شام کی اور شب سے پہلی نماز رات کے وقت کی ہے۔ قرآن کریم کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ نماز سے پہلے مجھے وضو کرنا چاہئے۔ میں ایسا کرتی ہوں۔ پھر یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مجھے اپنی حیثیت کے مطابق ضرور خیرات کرنی چاہئے۔ میں ہمیشہ ایسا کرتی ہوں۔ میں نے کبھی خنزیر کا گوشت نہ لیا۔

نہ چھوا اور نہ کھایا ہے۔ اس لئے نہیں کہ یہاں کھایا نہیں جاتا۔ وہ تو ہر روز انگلستان میں استعمال ہوتا ہی بلکہ اس لئے کہ میرے باپ نے بچپن ہی میں مجھے سکھایا کہ وہ ناپاک ہوتا ہے۔ انہوں نے مجھے سنایا کہ مسیح نے آدمیوں میں سے جن نکالے اور وہ سوروں کے گلے میں داخل ہو گئے۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ والدین کے گھر بڑی ہو کر میں اس سے رک جاتی۔ ایک دن شادی سے تھوڑی دیر پہلے میں اپنے خاوند کے گھر گئی۔ ان کی کینیڈا میں ایک بہت بڑی فارم تھی جو ہماری فارم کے بالکل قریب تھی۔ مویشی اور گھوڑوں کو دیکھنے کے بعد ہم اس کے سوروں کو دیکھنے کے لئے گئے۔ اس کے پاس دس سور تھے۔ وہاں نہایت خطرناک بدبو تھی۔ اور جو خوراک وہ کھا رہے تھے اس میں عملاً لیٹ رہے تھے۔ اس سے میرے تمام وہ خیالات ختم ہو گئے جو سور کھانے کے متعلق میرے دل میں تھے۔ شراب میں نے پی ہیں لیکن نہایت اعتدال کے ساتھ۔ جب سے میں قرآن پر ایمان لائی ہوں۔ میں نے کوئی شراب نہیں پی۔ صرف سچائی کو قایم رکھنے کے لئے میں کہتی ہوں کہ جب مجھ پر بیماری کا حملہ ہوا تو تھوڑی سی برانڈی اور پانی کا میں نے استعمال کیا۔ کیونکہ ڈاکٹر نے اس کا حکم دیا تھا۔ میں نے ایمانداری کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم پر لفظاً لفظاً عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔

کسی بیرونی ذریعہ سے کوئی ایسی امداد مجھے نہیں ملی جس سے ایک سچے ایماندار کی طرز زندگی مجھے معلوم ہو جاتی۔ کیونکہ اس شہر میں کوئی ایسا آدمی مجھے معلوم نہیں جو اس سچے مذہب کو مانتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اے باپ میں آپ کی خدمت میں لکھ رہی ہوں کہ میں ایک فریادی کی حیثیت سے آئی ہوں۔ ایک ایسے شخص کی حیثیت میں جو سچائی اور روشنی کی تلاش میں ہو۔ میں جانتی ہوں کہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے آنے اور اس کے ساتھ حفاظت مذہب۔ توحید الٰہی اور ایک ہی خداوند کی عظمت وجلال کی خاطر لڑنے سے پہلے بہت سی ایسی باتیں ہونگی جن کا جاننا اور ان پر عمل پیرا ہونا میرے لئے ضروری ہے۔

میری خواہش ہے کہ دوسری نمازوں اور اُن کے صحیح اوقات سے بھی مجھے واقفیت حاصل ہو جائے۔ میں جانتی ہو کہ صبح کے طلوع یا سورج کے انتہائی غروب کے وقت صبح اور شام کی نماز نہیں ہوتی بلکہ اس سے ذرا پہلے اور ذرا بعد ہوتی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی بعض صفات از بر یاد ہیں۔ کیونکہ میں اپنے باپ کو بار بار دہراتے ہوئے انہیں سُن چکی ہوں۔ ۵۹ ویں صفت یہ ہے" اے زندگی بخشنے والے اے موت دینے والے۔ یاحی یاقیوم، اے سرچشمۂ معلومات، اے وہ جو تمام اعزاز کے لایق ہے اے وہ جو ایک ہی ہے" میں اپنے باپ کے پاس تھی جب وہ مر رہا تھا۔ اس نے اپنی تسبیح کو توڑ دیا۔ اور کہا اللہ اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

کوئی طاقت اور قوت سوائے خدا کے نہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن - خدا ہی کے ہم ہیں اور ہم خدا کی طرف ہی جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ وہ ضرور اپنے دل میں پڑھ رہے ہوں گے۔ وہ آخری دعا سے پہلے نہایت سکون سے لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے اٹھکر بیٹھنے کی کوشش کی۔ میں نے ان کو پھر لٹا دیا۔ اور وہ فوت ہوگئے۔ میں نے ان کا قرآن اور تسبیح ان کے ساتھ دبادی۔ کیونکہ ان سے انہیں بہت محبت تھی۔ سالہا سال تک مجھے افسوس اور رنج رہا۔ میرا خیال تھا کہ میرے باپ نے ایک غیر معلوم مشرقی مذہب پر ایسی سختی کے ساتھ عمل کرنے اور اس پر ایمان رکھنے کی وجہ سے بہشت میں داخل ہونے کے حق کو زائل کرلیا ہے۔ میرے باپ! آپ دیکھتے ہیں کہ میں نہیں جانتی تھی کہ میں غلطی پر ہوں۔ سکول اور کلیسا میں مجھے یہ تعلیم دی گئی تھی۔ کہ صرف مسیحیت ہی ایک سچا مذہب ہے۔ تمام دوسرے لوگ ملحد اور کافر ہیں۔ جب میں نے اپنے قرآن کو پڑھا تو یہ دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ میرا باپ ان ہولناک عذابوں سے بچ گیا ہے جو غیر ایمانداروں کے لئے ہیں۔ اور کہ ہم قیامت کے دن ایک دوسرے سے ملیں گے۔ میرے باپ میں آپ سے نہایت پر زور استدعا کرتی ہوں کہ اس انجام تک پہنچنے کے لئے میری مدد کیجئے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے ایک سوال بھی پوچھنا چاہتی ہوں۔ قرآن کریم کا جو نسخہ میرے پاس ہے وہ ایک انگریزی ترجمہ ہے جو سیل کا کیا ہوا ہے۔ بعض مقامات پر جو تشریحات کی گئی ہیں وہ میرے خیال میں غلط ہیں۔ میرے خیال میں کئی جگہوں پر اس نے الفاظ کے معنوں کو توڑ مروڑ کر کچھ کا کچھ بنادیا ہے۔ میں ان کو نہیں مانتی۔ اور نہ ہی وہ اپنے غلط مفہومات سے اس کتاب میں سے صداقت کو برباد کرسکتے ہیں۔ (کیا میں صحیح کہتی ہوں یا غلط؟)

اے میرے باپ! میں پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ آپ سے اس کوشش میں امداد کی طالب ہوں کہ میں ایک سچی ایماندار عورت بن جاؤں۔ کوئی ایسا شخص نہیں جو اس ایک ہی سچے مذہب پر جو مجھے اسلام کے نام سے معلوم ہے جہانتک انگلستان میں ممکن ہے لفظاً لفظاً عمل کرنے سے مجھے باز رکھ سکے۔

آپکی مخلص:- ای۔اے۔ایم۔

از ۴۵ ہینو واسکوئر
براڈ فورڈ پارک شائر ۲۱ر جولائی ۱۹۳۵ء

بخدمت مولوی آفتاب الدین صاحب امام مسجد ووکنگ۔

جناب من اور میرے باپ!

میں آپ کے مشفقانہ اور فیاضانہ خط کی بہت ممنوں ہوں ۔ جو کل دوپہر کو مجھے موصول ہوا ۔

آپ کو اجازت ہے کہ میرے خط کو جس طریق سے چاہیں استعمال کریں ۔ میرے باپ کا ایک فوٹو ہے لیکن میرا اپنا کوئی نہیں ۔ کل بازار سے سودا سلف لیتے ہوئے میں ایک فوٹوگرافر کے ہاں گئی ۔ اور اس سے فوٹو اتروائے وہ ابھی اس حالت میں ہیں کہ ان کو درست اور مکمل کرنا باقی ہے ۔ اور اس اثنا میں آپ کو انتظار کرنا ہوگا ۔ میری تصویر اگرچہ چنداں موجب کشش نہیں ۔ تاہم فوٹو میرا ہی ہے ۔ آپ نے میرے والد کی زندگی کے کچھ حالات معلوم کئے ہیں ۔ وہ آج سے ۸۱ سال پہلے ڈیون میں پیدا ہوئے ۔ جب وہ پانچ سال کی عمر کے تھے ۔ ان کا باپ انہیں چین لے گیا ۔ جہاں انہوں نے ایک خاص قسم کا کام شروع کیا ہوا تھا ۔ میں نہیں جانتی کہ کیا کام تھا ۔

انہوں نے ایک ٹھیٹھ چینی گھر میں رہائش اختیار کی ۔ اور ان کی ہی خوراک کھایا کرتے تھے ۔ ان دنوں سوچو (Soochoo) میں بہت ہی تھوڑے سفید رنگ کے لوگ ہوتے تھے ۔ میرے باپ کا بچپن کا زمانہ بہت خوشگوار تھا ۔ اور وہ اکثر وہاں کے لوگوں کی زندگیوں کا حال مجھے سنایا کرتے تھے ۔ وہ اس ملک کو خوبصورت بھی بتاتے تھے ۔ جب وہ جوان ہوئے تو سول سروس میں ہندوستان چلے گئے ۔ وہیں انہوں نے میری ماں سے شادی کی ۔ اور خاندان کے بڑے آدمیوں نے وہیں پرورش پائی ۔ کیونکہ جب ان کی ملازمت کی میعاد ختم ہوگئی تو انہوں نے چائے کی کاشت کی کوشش کی ۔ ہندوستان ان دنوں آج کی طرح نہ تھا ۔ اور چونکہ خاندان بڑھتا چلا جا رہا تھا ۔ اس لئے وہ انگلستان چلے آئے ۔ ہم ایک چھوٹے سے ساحلی گاؤں میں رہنے کے لئے چلے گئے ۔ جس کا نام ریڈکار (Redcar) ہے وہیں میں پیدا ہوئی جب خاندان کا آخری بچہ پیدا ہوا تو میرے باپ نے خیال کیا کہ اسے کینیڈا میں جاکر کاشت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ وہاں ان کے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں رہتی تھیں ۔ وہ وہاں صرف دو سال رہے ۔ نیو یارک میں بعض جنٹلمین انہیں ملے ۔ جو مصر میں وہاں کے بادشاہوں کی قبروں میں کام کرنے کے لئے جا رہے تھے ۔ فارم بک چکی تھی اور میرے بھائی سب اِدھر اُدھر مختلف جگہوں پر چلے گئے تھے ۔ ایک تو انگلو امریکن آئل کمپنی میں ملازم ہوگیا تھا ۔ دوسرا آرتھر ویسٹ مونٹڈ پولیس میں چلا گیا تھا ۔ تیسرا ٹیڈی (Teddy) مونٹانیا میں مویشی بڑھانے کے فن کو مطالعہ کرنے میں مصروف تھا ۔ لیو (Leo) ایک فرنچ کینیڈین کے ساتھ چلا گیا تھا ۔ میرا خیال ہے کہ وہ سونے یا اور کسی قسم کی دھاتوں کے نکالنے کا کام کر رہے تھے ۔

میری شادی ایک لڑکے سے ہوگئی تھی۔ جو قریب ہی رہتا تھا۔ میری عمر اٹھارہ برس تھی اور اس کی بیس سال۔ میری پیاری بہن اس سے پہلے ہی گھر سے فرار ہو کر سٹیج پر چلی گئی تھی۔ اب اس کی شادی ہوگئی اور وہ نیویارک میں رہتی ہے۔ میری چھوٹی بہن جس کی عمر ۱۲ سال تھی جہاز پر سردی سے بیمار ہوگئی۔ اور گھر پہنچ کر فوت ہوگئی۔ دو چھوٹے بچے اپنے گھر ماں کے پاس چلے گئے۔ باپ چار پانچ ماہ تک مصر میں رہے۔ اس کے بعد گورنمنٹ نے بلا لیا۔ چنانچہ وہ انگلستان آئے اور کسی سرکاری کام پر انہیں بھیجدیا گیا۔ دوبارہ وہ جنگ عظیم کے اعلان سے ایک دن پہلے انگلستان پہنچے۔ اس کے بعد دُنیا کے تمام حصّوں سے میرے بھائی جنگ میں جانے کے لئے جمع ہوگئے۔ میرا خاوند بھی جنگ میں گیا۔ میرے بچہ کی عمر چار ماہ تھی۔ چھ ماہ میں ہمارے خاندان کے دو افراد ہلاک ہوگئے۔ سب سے بڑا جان ایک جہاز ابوکیر (Aboukir) کے ساتھ ہی ڈوب گیا غریب ٹیڈی جو انیس سال کی عمر میں تھا اور اس کے سنہری بال تھے اسے کسی نے کمین گاہ سے گولی ماردی۔ وہی اس کا پہلی صف میں آنے کا پہلا دن تھا۔ یہ اور جوزف اکٹھے بلیجم میں دفن ہوئے۔ میرا خاوند پیرس میں دفن ہے۔ اس کے بعد یہ ۱۸ سالہ بھائی بحری فوج میں شامل ہوگیا اور مئی ۱۹۱۶ء میں وہ بھی ڈوب گیا اس کے بعد سب سے چھوٹا اور ایک ہی لڑکا جیمس باقی رہ گیا۔ جو صنعت سیکھنے کے لئے فسگارڈ میں داخل ہوگیا۔ ان صدمات نے میری ماں کو ہلاک کر دیا۔ جس کا فوٹو میں آپ کو بھیجتی ہوں۔ اب میرا باپ انگلستان میں اکیلا تھا۔ اور میں بیس سالہ بیوہ کینیڈا میں تھی۔ میں نے اپنا مکان وہاں بیچدیا اور اس کے پاس چلی آئی۔

اسے اپنے بچوں کا کتنا غم تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ یہ دنیا کے گناہوں کا نتیجہ ہے کہ یہ جنگ برپا ہوئی نومبر ۱۹۱۶ء میں وہ فوت ہوگیا۔ میں نے اپنا مکان بیچ دیا۔ اپنے بچہ کو پرورش کے لئے ایک اچھی دایہ کے سپرد کیا۔ اور خود فرانس چلی گئی۔ میں اس سے پہلے دو سال تک ہسپتال کا کام کر چکی تھی۔ اس لئے مجھے بڑے شوق سے وہاں ہسپتال میں لے لیا گیا۔ وہاں اس دلدوز منظر کے اندر میں کام کرتی رہی۔ جو ہولناک نظارے میں نے وہاں دیکھے انہیں میں کسی سے بیان نہیں کرسکتی۔ یہ وہ وقت تھا جب میں نے کہا کہ خدا کوئی نہیں ہوسکتا جو ان غریب بے گناہ زندگیوں کی تباہی کی اجازت دے۔ زخمی۔ لولے۔ اندھے گیس کے جلے ہوئے۔ اور کئی ایک جو پاگل ہوگئے تھے وہاں آرہے تھے۔ میں سمجھتی ہوں کہ میری روح وہاں تمام اقوام کے بہادروں کے ساتھ جو وہاں دفن تھے مرگئی۔

جب تک میں نے قرآن کریم کو نہیں پڑھا اور دوبارہ سہ بارہ نہیں پڑھا۔ اس وقت تک وہ روح واپس نہیں آئی۔ کون اس کا چارہ کرسکتا تھا؟ قرآن کریم کے الفاظ سے میں نے ذہنی اور روحانی دونوں طریق سے میں نے دوبارہ زندگی حاصل کی۔ کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصول اور آپ کی اعلیٰ تعلیمات بہت دوررس اور جامع ہیں۔ اپنی سادہ اور ایک ہی خدا کی عبادت میں آپ نے مذہب کو بوجھ نہیں رہنے دیا۔ بلکہ خوشی کا کام بنادیا ہے۔ یہ مذہب بہت ہی پرسکون اور دلی اطمینان کا موجب ہے۔ مسیحیوں میں ہمیشہ میں غیر مطمئن رہی اور میرے دل میں سوالات ہی پیدا ہوتے رہے۔

پس نہیں جانتی کہ کس طرح اس مہربانی اور حوصلہ افزائی کا شکریہ ادا کروں جو آپ نے میری کی ہے یہی میں کہہ سکتی ہوں کہ "آپ کا شکریہ" میں اس مذہب کے لئے جسکو میں نے قبول کیا ہے۔ اپنے آپ کو فخر کا موجب ثابت کرنے کی کوشش کروں گی۔ اور اس مذہب کو اپنی قابلیت کے مطابق کمال تک پہنچانے میں آپ کی مدد ومعاون رہوں گی۔

کتابیں مجھے پہنچ گئیں۔ انہی کتابوں کی مجھے ضرورت تھی۔ آج اتوار ہے۔ اور ڈاک خانہ بند ہے لیکن میں اگلی ڈاک میں ان کی قیمت کے معاوضہ میں پوسٹل آرڈر بھیجوں گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کام کا اجر عطا کرے جو آپ نے میرے لئے کیا ہے۔

میں ہوں آپ کی مخلص:۔ ایلی مچل

تحریک اتحاد اسلامی

مسلمانو! خانہ جنگی ترک کردو!!

قرآن شریف میں بار بار ایسی قوموں کا ذکر آیا ہے جو آپس کی نااتفاقی اور اغراض پرستی کی وجہ سے تباہ وبرباد ہوگئی تھیں۔ یہ اس لئے ہے تاکہ مسلمان خانہ جنگی میں مبتلا نہ ہوں۔

مگر آج ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان خانہ جنگی اور اغراض پرستی میں مبتلا ہیں اور اسی باعث ان پر تباہی وبربادی کے بادل امنڈ امنڈ کر آرہے ہیں۔ اگر مسلمان اس تباہی سے بچنا چاہتے ہیں تو ان کو خانہ جنگی کو ترک کردینا چاہیئے۔ (خادم کشفی شاہ)

اسلام میں تعدّد ازدواج

(جناب بشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لاء لکھنؤ)

ڈاکٹر کرجی کی اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت پر مجھے اس قدر تعجب نہیں ہوا جس قدر اسلام کی گزشتہ اور موجودہ تاریخ سے ناواقفیت پر۔ جبکہ چند روز ہوئے لکھنؤ میں اچھوت اقوام کے متعلق ایک لکچر میں انہوں نے اچھوتوں کو یہ کہکر اسلام سے باز رکھنے کی کوشش کی کہ مذہب اسلام تعدد ازدواج کا حامی ہے۔ انہوں نے بلا دلیل یہ بات فرض کرلی کہ اگر اچھوت اسلام قبول کرلیں گے تو بہ حیثیت جماعت وہ لوگ تعدد ازدواج پر عامل ہوجائیں گے۔ اور اس طرح انہیں اور ہندوستان دونوں کو اقتصادی طور پر نقصان عظیم پہنچ جائیگا۔

جہانتک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے۔ قرآن نے تعدد ازدواج کی صرف اجازت دی ہے۔ اس کی حمایت نہیں کی ہے بلکہ صاف طور پر اس فعل کو ناپسند کیا ہے۔ کیونکہ تعدد ازدواج کے لئے جو شرط عائد کی گئی ہے وہ (۴ : ۳۳) پوری ہونی مشکل ہے اور اس صورت میں صرف ایک ہی بیوی پر اکتفا کرنے کا حکم دیا گیا ہے (۴ : ۳) واضح ہو کہ اسلام کے تمام معاشرتی قوانین میں لچک پائی جاتی ہے۔ اور جبکہ اسلام کا دعویٰ ہے کہ وہ تمام قوموں اور تمام زمانوں اور تمام ممالک، اور انسانی ترقی کی تمام منزلوں کے لئے کافی ہے۔ تو ایسا ہونا بھی لازمی تھا۔

مصلح اخلاق ہونے کی حیثیت سے عالمگیر پیغمبر اسلام کے لئے ضروری تھا کہ آپ انسانوں کی ان عادات کو بھی مدنظر رکھتے جنکی بنا پر وہ عورتوں کے ساتھ ظالمانہ اور غیر ذمہ وارانہ طور پر سلوک کرتا ہے جس کا نتیجہ غیر شادی شدہ ماؤں کی شکل میں آج مغربی ممالک میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ جہاں ناجائز طور پر بچے پیدا ہوتے ہیں اور قوم کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگا دیتے ہیں۔ پس عورتوں کی عصمت کی حفاظت کے لئے تعدد ازدواج کی اجازت دینی ضروری امر تھا۔ لیکن دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے تعدد ازدواج کو محدود کیا اور وحدت ازدواج کا صریحی حکم نافذ کیا۔ خود یورپ کے علما معترف ہیں کہ اسلام میں چار فیصدی سے زیادہ لوگ ایک سے زیادہ شادیاں نہیں کرتے۔ اس کے مقابلہ میں ہندو مذہب، تعدد ازدواج پر کوئی قید عائد نہیں کرتا۔ خود مجھے کئی واقعات ایسے معلوم ہیں کہ ایک شخص نے دو سگی بہنوں سے شادی

کریں۔ اور غالباً ڈاکٹر مکرجی ہنود کی تاریخ سے تو ضرور ہی واقف ہوں گے اور اس لئے وہ جانتے ہوں گے کہ ایک مشہور ہندو عورت جو تاریخ میں نمایاں درجہ رکھتی ہے بیک وقت پانچ بھائیوں کی بیوی تھی۔ مجھے دیہات کی زندگی کا وسیع تجربہ حاصل ہے۔ اور میں ڈاکٹر صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ثابت کریں کہ مسلم عوام، ہندو عوام سے زیادہ تعدد ازدواج پر عامل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں بحیثیت جماعت اس مسئلہ پر عمل نہیں کر سکتے۔ جہانتک اچھوتوں کا سوال ہے۔ میں ڈاکٹر مکرجی سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا "کرم" کا فلسفہ ہندو مذہب کا بنیادی اصول نہیں ہے؟ اور ہندو مذہب کی تعلیم یہ ہے کہ ادنیٰ ذاتوں کی پست حالت ان کے سابقہ اعمال کا نتیجہ ہے جو پچھلے جنم میں سرزد ہوئے تھے۔ اور ان کو روحانی طور پر بلند کرنا ناممکن ہے۔ خواہ وہ معاشرتی طور پر قدرے بہتر ہی کیوں نہ ہو جائیں یا تعلیمی یا سیاسی طور پر ان کی اصلاح ہی کیوں نہ ہو جائے۔ ان کے موجودہ اعمال حسنہ کا نتیجہ آئندہ زندگی میں مرتب ہوگا۔

مسلمانو! خدا نااتفاقی کو پسند نہیں کرتا

آؤ

آپس میں بھائی بھائی بنجاؤ

اپنے تمام تفرقے مٹا ڈالو۔ اپنے ذاتی اختلافات ہوں یا ذاتی جھگڑے ان کو ترک کر دو۔ تمہارا خدا ایک وحدہٗ لاشریک ہے تمہارا رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تم کو سبق ایک قرآن مجید کا دیا گیا ہے۔ تمہارا کعبہ ایک بیت اللہ شریف ہے۔ آؤ تم بھی ایک ہو جاؤ۔ تاکہ نااتفاقی جو تم کو بزدل بنا رہی ہے تم سے دُور ہو جائے۔

(خادم کشفی شاہ)

مسلمانو! متحد ہو جاؤ!!

اور

اپنے تفرقے مٹا ڈالو!

ورنہ یہ پھوٹ یہ نااتفاقی تم کو بزدل بنا دے گی۔ اور تمہاری طاقت پارہ پارہ ہو جائے گی۔ کیا نااتفاقی کے باعث ایسا نہیں ہو رہا؟ کیا مسلمانو کو نااتفاقی نے تباہ و برباد نہیں کیا۔ کیا اسی نااتفاقی اور اختلافات نے مسلمانوں کو ذلت کی زندگی بسر کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ پھر اے مسلمانو! کبتک نااتفاقی کی زندگی بسر کرتے رہوگے۔ کبتک اسی آگ سے کھیلتے رہوگے؟ اپنے تفرقے مٹا دو اور متحد ہو جاؤ۔

(خادم کشفی شاہ)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عمرانی مصلح اعظم

(از جناب مولوی عبدالکریم صاحب)

میخواری

قبل از اسلام قبائل عرب منشیات کا بے محابا استعمال کیا کرتے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل حکم الٰہی کی تاثیر سے ایک نہایت قلیل مدت میں ان کے دامن کو اس ہولناک گناہ کی آلودگی سے پاک صاف کر دیا۔

یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطٰن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو! میخواری - قمار بازی - غلاظت ہے - طاغوتی فعل ہے - لہذا اس سے پرہیز کرو تاکہ تم فلاح و بہبود حاصل کرو۔

خم و قدح و ساغر کو بے رحمی سے چور چور کر دیا گیا - مدینہ منورہ کی گلی گلی میں شراب کی ندیاں بہہ گئیں۔ اس وقت سے اس چہاردہ صد سالہ مدت کے دوران میں اخوت اسلامی کے زہد و تقوے کی مثال سے ایک عالم انگشت بدنداں ہے - کیا تاریخ اس قدر سہل الوقوع - سریع العمل اور پائدار انقلاب کی دیگر نظیر پیش کر سکتی ہے؟

مسیحی ممالک میں میخواری کی لعنت مدت الایام سے چلی آتی ہے - انجیل میں اس کی تقدیس کی گئی ہے عشائے ربانی میں اس کا استعمال کیا جاتا ہے - مغرب میں اس کے خوفناک اثرات نے بعض مفکر رہنماؤں کو قدرتاً خبردار کر دیا ہے - لہذا انہوں نے اس کے سدباب کے لئے ترک شراب کی مہم شروع کی ہے مگر ان کو اس کا استیصال دشوار نہیں بلکہ قریب قریب ناممکن نظر آتا ہے - مسیحی امریکہ سے شراب نوشی کی لعنت دور کرنے کے لئے زر کثیر خرچ کرنے کے بعد بھی قانونی و نیز انتظامی تدابیر کامیاب نہ ہو سکیں۔

حفظان صحت

اولین مذہب جس نے جسم و روح کو اجزائے لاینفک قرار دیا ہے اسلام ہے - بروئے اسلام جملہ اخلاقی و روحانی ارتقا کا انحصار حفظان صحت پر ہے - ایک مسلم کی نگاہ میں اہلیت کے بعد صفائی جزو ایمان

کا درجہ رکھتی ہے۔ عبادت الٰہی کے لئے صفائی شرط اولیٰ ہے۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کے حضور جسمانی و روحانی ہر دو حیثیت سے پاک صاف ہو کر جانا چاہئے۔ حسب ضرورت غسل کے علاوہ قبل از نماز پنجوقتہ وضو بدیں وجہ لازم قرار دیا گیا ہے تاکہ اس صورت سے جسم کے وہ حصے صاف رہیں جو روزانہ تگ و دو میں غبار آلود ہو جاتے ہیں۔ پیغمبر اسلام صلعم صفائی کے معاملات میں نہایت سخت تھے۔ اگر کوئی شخص آپ کی مجلس میں پریشان مو یا بے غسل داخل ہوتا تھا تو آپ خشمگیں ہو جاتے تھے۔ آپ نے صفائی دنداں کے متعلق بھی زور دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے اپنی امت کی دشواری کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز سے قبل اسے فرض قرار دیدیتا۔ ارشاد نبوی کی حقیقت کا راز آج سیزدہ صد سالہ مدت کے بعد آشکارا ہوتا ہے۔ امریکن جو عنقریب محروم الدندان ہو جائیں گے اور نیز دیگر مہذب اقوام نے انجام کار اس حقیقت نفس الامری کو تسلیم کر لیا ہے کہ صحت صحیحہ بحدے او فر صفائی دندان پر منحصر ہے۔ اور یہ کہ متعدد بیماریوں کی اصل دانتوں کی غلاظت کے سوا اور کچھ نہیں۔ ماسخورہ۔ تعفنت الاسنان اور دیگر امراض دندان محض غلاظت سے پیدا ہوتے ہیں صحت انسانی کے لئے ان امراض سے زیادہ مضر اور کوئی عارضہ نہیں۔ ایک افسر اعلیٰ نے جو ایک کافی مدت سے بیمار تھے خیال کیا کہ میں ضرور کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوں۔ لیکن جب آپ نے رخصت کے لئے درخواست دی اور طبی معائنہ کے لئے پیش ہوئے تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ کیونکہ ان سے کہا گیا کہ آپ بیمار نہیں ہیں آپ کو محض اس وجہ سے تکلیف ہے کہ آپ نے دانتوں کی احتیاط نہیں کی۔ ایک اور افسر جو میرے دوست تھے ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ آج کل صفائی دندان اور دندان سازی کی طرف توجہ مبذول کی جا رہی ہے۔ اس سے اس حکم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ جو صفائی دندان کے لئے نافذ کیا گیا تھا۔

ازیں قبیل حفظان صحت کے متعلق دیگر احکامات تہی از مصلحت نہیں۔ مثلاً ریش داری۔ بروت تراشی میں بھی حکمت ہے۔ نظام قدرت میں کوئی شے فضول یا لایعنی نہیں۔ ریش سے چہرہ و گلو کی حفاظت مقصود ہے۔ بروت منخرین کی پشت پناہ ہوتی ہے۔ ڈاکٹر آرتھر میکڈانلڈ آف واشنگٹن نے ریش و بروت تراشی کی رسم متداولہ پر بحث کرتے ہوئے (PHILADIPHIA) کی طبی دنیا میں تحریر کیا ہے۔ اگر مو تراشی مقصود ہے۔ تو گلہری اور گنجشک کے پر و بال کیوں نہیں تراش دیئے جاتے۔ بروت قدرتی آلہ مفرح النفس ہے۔ بال جو فک اسفل۔ فک اعلیٰ اور نیز حلقوم پر پردہ کئے ہوئے ہیں۔ خصوصاً حلقوم اور فقحۃ الغزار ایسے لطیف عضلات کے محافظ ہوتے ہیں۔ بروت میں کہر کی رطوبت اور حمیت کے انجذاب کی قابلیت ہوتی ہے۔ ریش

سینہ سے برآمدہ نفس حارہ سے حرارت حاصل کرتی ہے۔ اور ما بعد درآمدہ باد سرد میں منتقل کرتی ہے۔ اگر کوئی شخص وجع الاسنان، سقوط اللہاۃ۔ سعال۔ زکام۔ احتراق۔ استسقا اور دیگر جملہ عوارض سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ریش بہترین چارۂ کار ہے۔ تغیر پذیر آب و ہوا میں ریش حرارت و برودت میں تعدیل کرتی ہے۔ ریش تراشی سے انسان تغیرات موسم سے بہت جلد اثر پذیر ہوتا ہے اور بیمار ہو جاتا ہے۔ سرد مقامات میں ریش نہایت کارآمد ہے۔ خصوصاً تحفظاً نہ نقطۂ نگاہ سے۔ وسط گرما میں بھی اس کے فقدان سے بحت الصوت کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ ہوا جوف انف یعنی ناک میں داخل ہونے سے پیشتر قریباً چہار دہ صد مختلف الاقسام اجزا کی حامل ہوتی ہے۔ بیرونی کلاں دروازے یعنی ریش و بروت جو ابتدا ہی میں غبار آلود اجزا کو دور کر دیتے۔ نظرانداز کر دیئے جاتے ہیں"۔

پیغمبر اسلام صلعم نے نظریۂ جراثیم گویا پیشتر ہی قایم کر دیا تھا۔ ہیئت طبی کو اولیت کا شرف حاصل نہیں غالباً مسلمانوں کو بروت کا بدیں وجہ حکم دیا گیا تھا تاکہ منخرین کے ذریعہ جراثیم جسم میں نہ داخل ہوسکیں بروت کی مختصر تراش کے لئے اس لئے حکم دیا تاکہ بوقت آب نوشی غرق آب نہ ہو جائے اور جراثیم آسانی سے معدہ میں داخل نہ ہوسکیں۔

بے ریش و بروت اصحاب کو ازیں قبیل خطرات لاحق ہیں۔ تاہم افسوس ہے کہ ریش و بروت کی صفائی کا داعیہ نہ صرف غیر مسلموں میں بلکہ مسلمانوں میں بھی یوماً فیوماً ترقی پذیر ہے۔ حالانکہ اسلام کی روایات قدیمہ رسم و رواج اور مذہبی مواعیظ اس کے منافی ہیں۔ کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ ڈاکٹر میکڈانلڈ کی تحریر سے ان کے دماغ میں خیال کی رو پیدا ہو۔

رسم ختنہ کے متعلق جو احکامات نبوی ہیں وہ بھی ایک خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں ختنہ کے عنوان پر ڈاکٹر اکزنرایم ڈی نے اپنی تصنیف (Rational sex life for man) میں جو کچھ لکھا ہے اس کا اقتباس قابل تحریر ہے۔

"متواتر احتلام کا اصل سبب فم قضیب کا خول ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے اندر فاسد رقیق مواد جمع ہوتا رہتا ہے۔ جسمانی حالت اس کے اندفاع سے قاصر ہے۔ یہ رقیق مادہ نائرہ کے لطیف اجزا میں احتراق پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے صحت النسانی زبوں ہو جاتی ہے۔ دریں حالات ختنہ منفعت رساں ثابت ہوتی ہے۔ حفظان صحت اور نیز دیگر اہم اسباب کی بنا پر عہد طفولیت میں ختنہ انسب ہے"۔

یورپ میں حفظان صحت کے بانی مبانی مسلمان ہی تھے۔ سر تھامس اولیور ایک مشہور و معروف پزشک نے سچ تحریر کیا ہے۔ "موسمی حالات کی رعایات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مہذب ترین اقوام وہ ہیں جو زیادہ غسل کرتی ہیں" نظریہ ہذا مسیحی اساقفہ کے نظاری کے منافی ہے "Order of the ..." کے تحت میں سینٹ برناڈو رقمطراز ہے کہ فوجی افسران کو شاذ و نادر غسل کرنا چاہیئے۔ بالوں کی ہرگز آرائش نہیں کرنی چاہیئے۔

ڈاکٹر ولیم ڈریپیر رقمطراز ہے "معتد بہ ذاتی مفاد کے لئے ہم سراسانیوں کے شرمندۂ احسان ہیں مذہبی پاکبازی کے خیال سے باشندگان یورپ کی طرز پوشش ان کے قطعاً پسند خاطر نہ تھی۔ کیونکہ اہل یورپ لباس تبدیل نہیں کرتے تھے۔ حتےٰ کہ از خود کرم خوردگی یا فرسودگی کے باعث ریزہ ریزہ اور ان کے جسم سے علیحدہ ہو جاتا تھا۔ سراسانیوں نے ہمیں تبدیلی لباس کی تعلیم دی۔ وہ کتان اور روئی کے زیر جاموں کی اکثر شست و شو کیا کرتے تھے۔"

گستاوڈ کرک کا بیان ہے کہ "چونکہ مسلمان گرم آب و ہوا سے آئے تھے ان کو عموماً غسل اور صفائی کی زیادہ ضرورت محسوس ہوئی۔ مسیحیان یورپ کی عادات اس قدر صفائی کی جانب میلان نہیں رکھتی تھیں۔ انجام کار انہوں نے مسلمانوں کی عادات اختیار کر لیں اور کثرت سے غسل کے عادی ہو گئے۔" لہذا موجودہ اہل مغرب کا میلان پاکبازی مطلقاً ہسپانوی سراسانیوں کا مرہون منت ہے۔ (حفظان صحت کے بعض اہم اصول تاحال مسیحیوں نے نظر انداز کئے ہوئے ہیں۔ مدیر)

منظم خیرات اور سرمایہ داری

اسلامی مذہبی احکامات میں زکوٰۃ یا خیرات بھی شامل ہے۔ مذاہب دیگرہ نے بھی خیرات کا حکم صادر کیا ہے لیکن ان میں سے کسی مذہب نے اس کی تشریح نہیں کی۔ نہ انجیل اور نہ کسی دیگر الہامی کتاب میں اس کا صریح بیان ہے۔ قرآن کریم میں حکم ہے کہ ہر مسلمان کو سالانہ اپنی مقبوضات کا ڈھائی فیصدی حصہ خواہ نقدیہ ہو خواہ از قسم زیور محتاجوں کو بطور زکوٰۃ نذر کرنا چاہیئے۔ وہ محتاج جن کی کوئی وجہ معاش نہ ہو۔ وہ مقروض جو ادائیگی قرضہ کے ناقابل ہیں۔ وہ غلام جو آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ مسافر اور اجنبی جن کے پاس زاد راہ نہیں۔ زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔ زکوٰۃ کے علاوہ ہر ایک بزرگ خاندان کو اختتام رمضان یعنی عید الفطر کے موقع پر فطرہ کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ جو خود اس کی ذات خاص اور متوسلین کی طرف سے خیرات

تسلیم کی جاتی ہے -

اسلام سرمایہ داری کا حامی نہیں - انفرادی زراندوزی کو مانع ہے - دنیاوی حالات کی تعدیل میں اسلام نے کافی حصہ لیا ہے - احکامات زکوٰۃ وفطرہ کے علاوہ تقسیم زر کے نیز دیگر مساویانہ ذرائع اختیار کئے گئے اسلام میں قانون وراثت اولاً بعد اخریٰ نہیں - اسلامی قانون وراثت کی رو سے متوفی کی جائداد - اس کی بیوہ فرزندوں اور دختروں میں علی التناسب تقسیم کی جاتی ہے - فرزندوں کو دختروں سے دُگنا حصہ دیا جاتا ہے - عمر یا اولیت کے لحاظ سے کسی خاص رکن کو ترجیح نہیں دی جاتی -

اسلام میں ربا یا ممنوع ہے - مقروض پر محض اصل زر کی بازدہی واجب ہے - کسی کی ذاتی حاجتمندی سے استفادہ سخت ممنوع قرار دیا گیا ہے - چنانچہ جملہ مذاہب میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے - جس نے سرمایہ داری کے عیوب کی تقلیل کے ذرائع اختیار کئے -

پیغمبر اسلام صلعم نے اپنے متبعین کو ذاتی مثال - موعظت - توقیر عمل سے متاثر کیا - جب مدینہ منورہ میں ایک مسجد کی تعمیر شروع تھی - آپ نے ایک جفاکش معمولی مزدور کی طرح کام کیا - سر مبارک پر اینٹوں کا بوجھ لادا - ایک دفعہ ایک معزز شخص نے جو تلاش روزگار سے عاجز آچکا تھا آپؐ سے دریافت کیا کہ میں اپنے خاندان کی شکم پروری کے لئے کیا ذریعہ اختیار کروں - آپ نے فرمایا کہ تیشہ لو اور قریبی جنگل سے ہیزم سوختنی فراہم کرو اور فروخت کرو - چنانچہ مسلمان کو کسی نیک کام سے خواہ وہ جماعت کی نظر میں ذلیل ہی کیوں نہ ہو پرہیز نہیں کرنا چاہئے - جب کوئی گدا آپ کے دروازے پر آتا اور آپ کے پاس اس وقت نقدی یا از قسم طعام نہ ہوتا - آپ اس سے فرماتے کہ ذرا انتظار کرو - اس اثنا میں آپ کسی اور خوشحال ہمسایہ کے پاس جاتے (اکثر یہودی یا نصرانی ہوتے تھے) ، اور محنت مزدوری کرتے - محنت سے فارغ ہوکر گھر آتے - مزدوری کو اپنے اہل وعیال اور دریوزہ گر کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیتے -

پابندی وقت اور انضباط

بے اعتدال اور مے نوش اہل عرب کو نہ وقت کی قدر ومنزلت کا خیال تھا - اور نہ منظم جماعت کے لئے انضباط کو ضروری خیال کرتے تھے - پیغمبر اسلام صلعم کو ابتدا ہی سے اس امر کا احساس ہوگیا تھا - کہ عربوں کی تنظیم اس صورت میں ممکن ہوسکتی ہے جبکہ وہ ایک ضابطہ کے ماتحت ہوں - اشاعت اسلام میں آپ نے پابندی اوقات اور انضباط کے متعلق احکامات نہیں شامل کئے تھے - آپ نے مذہبی

فرائض کی سرانجام دہی کے لئے اوقات مقرر کیئے۔ خصوصاً پنجوقتہ نماز کے لئے۔ اس کا مقصد صرف مسلمانوں کو پابندی اوقات سے باخبر کرنا تھا۔ یہ نہیں کہ چند لمحات ماقبل یا مابعد اگر نماز ادا کی جائے تو حق تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ بلکہ خاص اوقات کی قید سے مراد یہ تھی کہ مسلمانوں کو پابندی وقت کا پنجوقتہ احساس ہو اور وہ ہر کام میں اس کا لحاظ رکھیں۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج مسلمان حکم الٰہی کی حقیقت کو فراموش کر چکے ہیں۔ آج مسلمانوں کی ناپندی وقت ایک ضرب المثل بن گئی ہے۔

پیغمبر اسلام صلعم نے انضباط کی اہمیت پر کافی زور دیا۔ اور فرمایا کہ صلح اور جنگ میں بلکہ جملہ معاملات میں یہ نہایت مقدم ہے۔ نماز با جماعت میں اس کا عملی گو غیر محسوس مظاہرہ ہوتا ہے۔ نظام و انضباط کا رنگ ہر صف میں جھلکتا نظر آتا ہے۔ رہنما (امام) کے احکام کی متابعت کس قدر عجلت سے کی جاتی ہے آپ نے اپنی امت کو حکم دیا کہ وہ اس شخص کی فرمانبرداری کریں جسکو رہنما یا امام کی حیثیت سے منتخب کیا جائے ایک اعلیٰ نژاد یورپین نے جب ایک ایسی جماعت کا امام کی اقتداء میں قیام وقعود۔ رکوع وسجود کرتے نظارہ کیا۔ بے ساختہ کہا کہ میں نے ایسا حیرت انگیز منظر کسی ملک میں نہیں دیکھا۔

کتخدائی

رہبانیت جسکی مسیحی کلیسا حامی ہے۔ بنی نوع انسان کے لئے بجائے برکت کے لعنت ثابت ہوئی۔ ازدواجی زندگی کی برکات سے متاثر ہوکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حقیقت کا انکشاف ہوگیا کہ شادی انسانی بہبود کے لئے مقدمات سے ہے۔ چنانچہ آپؐ نے زناشوئی اور عیالداری کو جماعتی تنظیم کی بنیاد قرار دیا۔ ترک دنیا کی مزاحمت کی۔ پرورش اہل وعیال اور تربیت اطفال انسانی فرائض میں داخل کئے گئے۔ فرزندی کی اطاعت گزاری۔ شوہر کی فرض شناسی۔ والدین کی شفقت محاسن شمار کئے گئے۔ نیکوکارانہ دنیاوی زندگی اور خدمت خلق انسان کا اولین فرض قرار دیا گیا۔ یعنی عبادت خداوندی کے بعد۔ چنانچہ اسلام نے اس طرح دنیاوی زندگی کے ہر پہلو کی تقدیس کی اور یہ امر اس کی امتیازی خصوصیات پر دال ہے۔

یہ امور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع کردہ چند عمرانی اصلاحات ہیں۔ ان کے عالمگیر مفاد پر مزید خامہ فرسائی بے سود ہے۔ اسلام نے انسانی مساوات۔ مرتبہ نسواں۔ آزادی غلامان۔ انسداد مئے خواری و حرامکاری۔ حمایت یتامیٰ۔ ممانعت ربا۔ ناداروں کی محنت سے استفادہ کی مذمت۔ توقیر عمل۔ انضباط و پابندی وقت۔ شادی کی فضیلت اور تجرد کی تردید ایسے کارنامے پیش کئے۔ اگر یہ اصلاحات جو اسلام کی بدولت عمل میں آئیں نہ ہوتیں۔ انسانی

ترقی کا خواب بھی نظر نہ آتا۔ نسل انسانی کی حالت دگرگوں ہو جاتی۔ اس لئے تمام عالم کے سر پر رسول کریم صلعم کے احسانات کا ایک بار عظیم ہے۔ آپ کو صحیح معنے میں عمرانی مصلح اعظم کے لقب سے یاد کیا جاسکتا ہے۔

قربانی کی سالانہ تقریب

اس کا حقیقی پیغام اور اصل سپرٹ

(جناب سید ایم اچ زیدی کے قلم سے)

کتب مقدسہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ہابیل اور قابیل پہلے دو آدمی ہوئے ہیں جنہوں نے قربانی کی اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ قربانی ہر مذہب کا ایک باقاعدہ طریق عمل ہے۔ اغلبا یہ طریق عمل مذہب کے ساتھ ہی پیدا ہوا۔ اس لئے قربانی کا آغاز اگر نسل انسانی کی پیدائش کے وقت سے نہیں ہوا تو کم از کم اس زمانہ سے ہے جب سے مذہب دنیا میں آیا۔

تمام قدیم اقوام بد روحوں کی ظالمانہ تدابیر کو غیر موثر کرنے یا اللہ تعالیٰ سے شرف مکالمہ حاصل کرنے کے لئے خونیں اور غیر خونیں قربانیاں دیتی تھیں۔ ویدوں کے زمانہ میں ہندوستان کے لوگ بہت سے دیوی دیوتاؤں بالخصوص اگنی اور سوما کے سامنے قربانی کی روٹیاں - دودھ کے مٹکڑے - بکرے اور گھوڑے نذر کرتے تھے۔ قدیم ایرانی اہرمن اور شیطانوں کے غصہ سے محفوظ رہنے کے لئے دعائیں کرتے اور قربانی کی روٹیاں پیش کرتے تھے۔ قدیم یونانی مٹھائیاں اور شربت، شرابیں اور پھل اور قربانی کی روٹیاں اور شہد کے کیک نذر کرتے تھے۔ رومی لوگ بھیڑیں - سور - اور بیل قربان کرتے تھے۔ چین میں ہر سال قربانی ہوتی ہے۔ اور شہنشاہ چین ملک اور مذہب کا سردار ہونے کی وجہ سے شوربا - گوشت اور سبزیاں آسمان کی نذر کرتا ہے۔

مصریوں کے ہاں اعلیٰ درجہ کا امامت کا سلسلہ اور ویسا ہی وسیع قربانی کا طریق رائج تھا۔ سامیوں کے دیوتاؤں کو بھی خوشبودار نذر و نیاز اور قربانی کے جانوروں سے خوش کیا جاتا تھا۔ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ - حضرت یعقوبؑ اور حضرت موسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسے پیغمبران الٰہی کے پیروؤں میں مختلف قسم کے جانوروں کی قربانی مذہبی احکام میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اور حضرت مسیحؑ ایسے پیغمبر نے صلیب

کے درخت پر خونی قربانی دی۔ سب کے آخر میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں۔ اور مذہبی مراسم اور عبادات کے اس سلسلہ میں ان کا قیام بھی زیادہ دور نہیں۔ قربانی کی رسم ہر سال ان میں زیادہ جوش اور مظاہرہ کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔

عیدالاضحیٰ یا بقرعید دسویں ذی الحجہ کو منائی جاتی ہے جو اسلامی کیلنڈر کا آخری مہینہ ہے۔ یہ اسلام سے پہلے کی رسم ہے۔ عرب کے بت پرست ہر سال اس موسم میں مکہ کا حج کیا کرتے تھے۔ اور اس سالانہ اجتماع کا آخری کام جانوروں کی قربانی تھا۔ اس رسم کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حاجیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے قربانی کے دن یا ایک عظیم الشان تہوار کے طور پر قایم رکھا۔

مسلمانوں کے اس تہوار کا سرچشمہ مسیحیت اور یہودیت دونوں ہیں۔ وہ اس دن کو فرعون کے ہاتھ سے حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کی آزادی کی یاد منایا کرتے تھے۔

حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی

وہ خاص واقعہ جس سے یہ تہوار پیدا ہوا۔ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی بنیاد رکھی تو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس کے لئے دعوت تیار کی جائے۔ ابراہیمؑ نے خدا سے دریافت کیا کہ اس قابل یادگار دن کو نسی چیز وہ چاہتا ہے۔ خدا نے کہا کہ "اپنا بیٹا اسمٰعیل قربان کرو"۔ خدا کی مرضی پر رضامند ہو کر وہ اسمٰعیل کو (نہ کہ اسحٰق کو جیسا کہ بعض کتب مقدسہ میں لکھا ہے) کعبہ میں قربان کرنے کے لئے لے گیا۔ اور اسے لٹا کر کئی غیر موثر ضربات چھری کے ساتھ اس کے گلے پر ماریں۔ جس پر اسمٰعیلؑ نے کہا چونکہ آپ کی آنکھیں کھلی ہیں اس لئے یہ افسوسناک اور قابل رحم بات ہے کہ چھری آپ سے نہیں چلتی۔ یہ بہتر ہوگا کہ آپ اپنی پگڑی کے سرے سے اپنی آنکھوں کو باندھ لیں۔ اور پھر مجھے قربان کریں"۔ ابراہیم علیہ السلام نے اسی طرح کیا۔ جیسے بیٹے نے کہا تھا۔ اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر انہوں نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی۔ اسی اثناء میں جبرئیلؑ نے ایک چوڑی دُم والی بھیڑ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جگہ لٹا دی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنکھیں کھولیں تو یہ دیکھ کر انہیں بہت حیرانی ہوئی کہ بھیڑ ذبح ہو گئی اور ان کا بیٹا اسمٰعیلؑ ان کے پیچھے کھڑا ہے۔

قربانی کی اسلامی تقریب قرآن کریم کے حکم کی بنا پر قایم کی گئی ہے۔ جو سورت ابراہیم۔ آیات ۳۲ تا ۳۸ میں ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقریب کو مذہبی رسوم سے مقدس بنا دیا۔ اور قواعد کے ذریعہ سے اس کی فرضیت واجب کی ہے۔ نہ صرف اس غرض سے کہ آپ کے پیروؤں کو امن کا وقت اور تہوار کا موسم

گزارنے کا موقعہ مل جائے بلکہ تجارتی مفاد بھی نہیں حاصل ہو سکیں۔ مذہبی مقاصد میں سیاسی نقطۂ نظر آپ کے پیش نظر تھا۔ آپ کی خواہش تھی کہ مکہ تمام مسلمانوں کے لئے اتفاق و اتحاد کا مرکز بن جائے۔ اور مکہ معو یا رہ کر اپنے اپنے ممالک کے سونے اور پیداوار کا تبادلہ عرب کی مقدس اشیا کے ساتھ کر سکیں۔ وہ بڑے بڑے کاروان جو ہر سال ایران۔ دمشق۔ مراکو۔ اور قاہرہ سے سفر کرتے ہیں مکہ میں آ سکتے ہیں اور حج کے ایام میں اس شہر اور جدہ میں جو اس کا بندرگاہ ہے۔ بہت بڑی تجارت ہوتی ہے۔"

قرآن کریم کے ارشادات کے مطابق ہر آزاد مسلمان کے لئے اپنی توفیق اور حالات کے مطابق اس موقعہ پر کم از کم ایک جانور قربان کرنا ضروری ہے۔ اگر وہ اکیلا قربانی کا جانور نہیں خرید سکتا تو اسے اختیار ہے کہ دوسروں کے ساتھ حصہ دار بن جائے۔ بعض لوگ اونٹ کی قربانی دیتے ہیں۔ بعض بھیڑیں۔ بکرے۔ دنبے اور بیلے لیکن قربانی کے لئے جو جانور چنا جائے ضروری ہے کہ وہ پوری عمر کا ہو۔ اور کسی قسم کا نقص اس میں نہ ہو۔ وہ کانا یا لنگڑا یا کسی اور وجہ سے عیب دار نہ ہونا چاہئے۔ جانوروں کو اس جگہ پر لیجایا جاتا ہے جو اس غرض کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ انہیں قبلہ رخ لٹایا جاتا ہے۔ اور اس موقعہ کے لئے جو دعا مقرر ہے وہ پڑھی جاتی ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے قربانی کی قبولیت کی التجا کی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد کوئی شخص بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے جانور کی گردن پر تیز چھری پھیر دیتا ہے جانور کو ذبح کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیا جاتا ہے کہ وہ بھوکا یا پیاسا نہیں۔

یہ تہوار عملاً تین دن تک رہتا ہے۔ اور تمام جماعتوں اور سب خیالات و طبقات کے لوگ عید الفطر کی طرح جو ماہ رمضان کے بعد آتی ہے۔ بڑے جوش و خروش سے اسے مناتے ہیں۔ یہ تہوار بھی مسلمانوں میں ایک نہایت خوشی کا دن ہے۔ اور خوشی منانے کا موسم سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ایک زاہد و پارسا انسان کے نزدیک یہ صرف اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزاری کے لئے ہے۔

ہر مسلمان امیر ہو یا غریب اپنے ہموم و غموم کو اس دن یکطرف کر کے نہایت اچھی شکل و صورت بناتا اور عمدہ لباس پہنتا ہے۔ یا کم از کم جوتیوں کا ایک نیا جوڑہ ہی پہن لیتا اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ غریب ہوں یا امیر کھلے دل سے اور باہیں پھیلا کر بغلگیر ہوتا ہے۔

ہر شخص اس دن اپنے بڑے سے کچھ نہ کچھ تحفہ تحائف کا امیدوار ہوتا ہے۔ ایک ساٹھ سالہ عمر کا بیٹا بھی اپنے بوڑھے باپ سے کسی عمدہ تحفہ کی توقع رکھتا ہے۔ نوکر اپنے آقا سے بخشش کا متوقع ہوتا ہے۔ اور ایک گداگر

ہر رہگذر کو بلا بلا کر اسی عید کے نام پر خیرات طلب کرتا ہے۔ اور جب اس کی جمع کردہ پونجی میں ایک پیسہ اور ڈالا جاتا ہے۔ تو کبھی اس کا چہرہ اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا اس دن ہوتا ہے۔ اور کبھی وہ خیرات کرنے والوں کے لئے خدا سے برکات کی دعا اس خلوص و محبت سے نہیں کرتا جتنا اس دن کرتا ہے۔ خیرات کرنے والا اور لینے والا دونوں اپنے اپنے افعال پر یکساں طور پر خوش ہوتے ہیں۔ خواتین کے اجتماع جو اس دن ہوتے ہیں ان میں بھی وہ تمام خوشی اور مسرت کی چیزیں موجود ہوتی ہیں جو گھروں کی چار دیواری میں میسر آسکتی ہیں۔ وہ دن کا بڑا حصہ بند گاڑیوں میں سہیلیوں اور رشتہ داروں کے ہاں جانے یا اپنے ہاں ان کا استقبال کرنے میں بسر کر دیتی ہیں۔ وہ اپنا بہترین زیور اور نہایت اعلیٰ درجہ کا لباس پہنکر اس دن کو اس طریق سے مناتی ہیں جیسا کہ اس کا حق ہے۔ زنانہ جگہیں خوشی و مسرت کے گیتوں اور بعض اوقات بلند آواز باجوں اور سہیلیوں اور رشتہ داروں کے پر مسرت اجتماعات سے گونج اٹھتی ہیں اور تمام دن بڑی سرگرمی اور خوشی و مسرت میں گزرتا ہے۔ سب سے بڑھ کر اس دن نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عظیم الشان پیغام جو محبت و اتحاد کی جڑ ہے۔ اور جس میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ عمل میں لاکر دکھایا جاتا ہے۔ مسجد یا میدان میں سے جہاں مسلمان جمع ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔ جس جگہ آپ جائیں اسلامی اخوت اور برادرانہ محبت کی سپرٹ پورے جذب و کشش کے ساتھ آپ کو نظر آئے گی۔

ایک مسلمان خواہ وہ شہزادہ ہو یا دہقان۔ شمالی ہندوستان کا نواب ہو یا بمبئی اور کلکتہ کا تاجر۔ جاوا جیسے دور دراز ملک کا رہنے والا ہو یا چین کا بادشاہ ہو یا بغداد کی گلیوں کا گداگر۔ ایران کا ہوشیار قہوہ فروش ہو یا ترکی کا ٹوپیوں کا تاجر۔ ماوراء سرحد کا ہینگ بیچنے والا ہو یا کابل کا سودی روپیہ دینے والا۔ قاہرہ یا قسطنطنیہ کا کوئی آفندی ہو یا یورپ کا کوئی پھرتیلا نوجوان۔ چین کا کوئی حلیم مزاج افیمی ہو یا جاپان کے دیا سلائی کے کارخانے کا کوئی کلرک۔ ابی سینیا کا سیاہ رنگ حبشی ہو یا مغرب کا وہ سفید رنگ انسان جو شمالی یورپ کے بے رنگ اور خون نہ رکھنے والے انسان کا مثنیٰ ہو۔ عرب کا کوئی سردار ہو یا کوئی ناچنے والا درویش۔ کوئی مستند شیخ ہو یا مظلوم سید۔ سب کے سب اسلام کے جھنڈے کے نیچے مساوات کا ایک شاندار نظارہ پیش کرتے ہیں نہ تو ان میں سے کوئی دوسرے سے بڑھ کر ہے نہ کمتر۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب کے سب برابر ہیں۔ یہ اسلامی تعلیمات کا حقیقی پیغام اور اس کی اصل سپرٹ ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ مسلمان خواتین کو اس زمانہ میں ان اجتماعی فوائد سے محروم کر دیا گیا ہے جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیر تک انہیں حاصل رہے۔ اور تمدنی اور مذہبی قانون کی رو سے انہیں مردوں

کے ساتھ نمازوں میں شمولیت اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفا کے خطبات سننے کی اجازت تھی
ہندوستان میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی غلط تعبیر کی وجہ سے اس تہوار کی حقیقی سپرٹ باقی نہیں رہتی ۔ عورتوں کو گھروں کی چار دیواری میں قید رکھنا ان کی عصمت اور عزت و توقیر کا نشان سمجھا جاتا ہے ۔ اور اس تہوار کو بقر عید (گائیں ذبح کرنے کا تہوار) کا نام دیا گیا ہے ۔ تاکہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ عناد کی آگ کو بھڑکایا جائے ۔ کاش حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو قرآنی احکام کی حقیقی سپرٹ کو سمجھتے اور ان کی ایسی تعبیر کرتے جو تعصب و عناد اور مذہبی دیوانگی کے جذبات سے آزاد ہوتی

قرآن کریم فرماتا ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماءھا ولکن ینالہ التقوی منکم ۔ اللہ تعالیٰ کو نہ اس کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون بلکہ اللہ کو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے ۔ اگر مسلمان اپنی تقریبات کو اس قرآنی ارشاد کے مطابق کریں تو دونوں اقوام کے مابین ہر سال جو مصیبت اور کشیدگی پیدا ہوتی ہے وہ اگر بالکل دور نہ ہو تو بھی بہت حد تک کم ہو جائے ۔

تاریخ کا ایک شاندار واقعہ

(از جناب حسن محی الدین صاحب عباسی)

اس ناخوشگوار حقیقت سے دامن چھڑانے کا کوئی رستہ نظر نہیں آتا کہ اس ملک کی دو بڑی قوموں کے باہمی تعلقات زمانہ حال میں اس قدر کشیدہ ہو گئے ہیں کہ ہر سال بقر عید کے عظیم الشان تہوار پر جو عربی کلنڈر کے آخری مہینہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ہوتا ہے ۔ اور اس سال یہ تاریخ ۵ [1] مارچ ۱۹۳۰ء کو ہوگی ۔ اس وسیع نگہبانی اور پاسبانی کے باوجود جو ملک بھر میں پبلک اور پولیس کی طرف سے ہوتی ہے ۔ فرقہ وارانہ فسادات کے ہولناک واقعات سے اس کی بدشگنی کی جاتی ہے ۔ اور لازماً کسی نہ کسی جگہ کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ اس عید کو ماتم کا دن بنا دیتا ہے ۔ یہ خوفناک صورت حالات ملک کی پہلے درجہ کی بدقسمتی کا نشان ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ تمام اسلامی دنیا عید قرباں کی تقریب مناتی ہے ۔ لیکن اسے صرف مسلمانوں ہی کا تہوار نہ سمجھنا چاہئے ۔ اس تقریب کے منانے کی

[1] امسال ۹ مارچ کو ہوئی ۔ ایڈیٹر

اصل غرض ایک ایسے واقعہ کی یاد کو تازہ کرنا ہے۔ جو ایک خاص قوم کی نسلی دلچسپی کے علاوہ تاریخ میں ایک ناقابل برداشت اعتقاد سے قلب انسانی کی آزادی کا نمایاں نشان ہے۔ اور ایک ایسی قابل عزت شخصیت کی زندگی اور اس کے کارناموں سے تعلق رکھتا ہے۔ جن کو تین بڑے بڑے مذاہب یہودیت۔ نصرانیت اور اسلام یکساں عزت و قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

قصہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ قدیم ایام میں گناہ کے کفارہ اور دیوتاؤں کے سخت ترین غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے جو لوگ اپنے اوپر ہر قسم کے سخت سے سخت سزا اور تکلیف جو سمجھ میں آسکے وارد کر لیتے تھے۔ یہ تکلیف بڑھتے بڑھتے انسانی قربانی کی حد تک پہنچ گئی۔ جوشیلے پرستار اپنے جوش میں دیوتاؤں کے آگے انسانوں اور بعض وقت اپنے اعزہ و اقرباء کو ذبح کر دیتے تھے۔

یہ قابل نفرت فعل کسی خاص جماعت یا زمانہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا۔ قریباً تمام دنیا اس عذاب الیم کے درد و کرب میں مبتلا تھی۔ بطور مثال افریقی لوگ ایک غصہ ور دیوتا پر اپنے ایمان و یقین کا اظہار اس طریق سے کرتے تھے۔ کہ اپنے سب سے زیادہ خوبصورت انسان کو اس کے آگے قربان کر دیتے تھے۔ بابلی لوگ نہایت شاندار تہذیب اور کلچر کے ہوتے ہوئے جب ضرورت پیش آتی تو قیدیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارتے تھے۔

مغربی گانا میں ایک بادشاہ کی موت پر دو ہزار بے گناہ انسانوں کو ذبح کر دیا گیا۔ تاکہ وہ فوت شدہ بادشاہ کے جلوس میں رہ سکیں۔ چینی لوگ اپنے بادشاہ کے جلوس کے بازاروں سے گزرنے کا اعلان کرنے کے لئے کسی غریب کا سر علم پر لئے پھرتے تھے۔

وسطی امریکہ میں انسانی قربانی بہت مرغوب تھی۔ قدیم برطانوی اپنے خدا کو خوش کرنے کے لئے مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتارا کرتے تھے۔ یہاں اس ملک میں بھی ہندوستانی اس رسم کے بہت دلدادہ تھے۔

ہندوستان کے وہ مندر جو کالی دیوی کے لئے مخصوص تھے انسانی قربانیوں کے مناظر پیش کرتے تھے۔ قدیم جے پور میں امبر کے محلات میں ابھی تک دینے کی وہ جگہ محفوظ ہے۔ جو خونریزی کی رسم کے لئے مخصوص تھی اور اب وہاں حیوانی قربانیاں دی جاتی ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام، جد الانبیاء غالباً سب سے پہلا انسان تھا۔ جو اس ہولناک طریق عمل کے مفہوم سے پوری طرح واقفیت رکھتا اور نسل انسانی کو اس سے آزاد کرنے کی ضرورت محسوس کرتا تھا۔

ایک شب کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی چاہتا ہے۔ اس بارہ میں یہودی۔ نصرانی اور اسلامی روایات متفق ہیں۔ ہاں لڑکے کے تعین کے متعلق ان میں اختلاف ہے۔ اول الذکر دونوں مذاہب اس سے حضرت اسحٰق مراد لیتے ہیں اور اسلامی روایات کی رو سے حضرت اسمٰعیل کو اس کا مصداق قرار دیا جاتا ہے۔ تاہم خواب کے دیکھنے میں کوئی شبہ نہیں۔ جس کو باپ نے اپنے پیارے بچے کے سامنے بیان کیا۔ جس نے خدائی احکام کے سامنے فوراً نہایت خوشی کے ساتھ سر تسلیم خم کر دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انسانی قربانی کو بے معنی ثابت کرنے کے لئے معجزانہ طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ سے آپ کے بیٹے کے بجائے بکرا ذبح کرا دیا۔ یہ واقعہ اس زمانہ کے ان وحشی انسانوں کے لئے سبق آموز ہے جو انسانوں کو ذبح کرنا پسند کرتی تھیں

اگر مسلمان تمام دنیا میں حیوانی قربانیاں کرتے ہیں تو یہ صرف اس بکرے کی قربانی کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہے۔ جو حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے کے بجائے کی۔ اور جو اس ظلم سے جو اس زمانہ انسانی قربانی کے رنگ میں عام طور پر کیا جاتا تھا۔ نسل انسانی کی آزادی کا مترادف سمجھا گیا۔ اگر مسلمان دنیا کے تمام گوشوں سے مکہ معظمہ کی مقدس سرزمین جمع ہوتے ہیں تو یہ اس عظیم الشان جد الانبیا کی عزت و عظمت کو قایم کرنے کے لئے ہے۔ جو حضرت موسےٰ حضرت عیسےٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مشترک باپ تھا۔ فی الحقیقت کعبہ کی تاریخ کا پتہ اس وقت سے چلتا ہے جب اس ابو الاقوام نے اس کی بنیادوں کو اٹھایا۔ اس لحاظ سے حج کا تعلق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہے۔

مسلمان جب کوئی بکرا۔ یا دنبہ۔ یا بیل۔ یا گائے۔ یا اونٹ ذبح کرتے ہیں تو اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہوتی کہ اس سے دوسری اقوام کے جذبات کو کوئی ٹھیس لگائی جائے۔ بلکہ وہ صرف اس اعلےٰ نصب العین کی یاد کو تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو آج سے ہزارہا سال پہلے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا؛

گزارش

جن احباب کا سالانہ چندہ ماہ مئی و جون میں ختم ہوتا ہے وہ براہ کرم آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر شکریہ کا موقع دیں۔ اس طرح وہ بھی وی پی کے خرچ سے محفوظ رہینگے اور دفتر کو بھی سہولت رہے گی۔ (مینجر)

اسلام کیا ہے؟

ذیل میں اسلام کی تعلیمات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ہم **ووکنگ مسلم مشن انگلستان** کے تبلیغی مرکز سے تحریر و تقریر کے ذریعہ انگلستان مغربی ممالک اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔ ووکنگ مشن کی تبلیغ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تک محدود ہے اور یہ وہ مشترکہ اسلامی تعلیم ہے جس پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق و ایمان ہے۔

اسلام سلامتی اور امن کا علمبردار ہے اسلام کے لفظی معنے ہیں (۱) سلامتی اور امن (۲) وہ طریق جس کی بدولت سلامتی اور امن ہو سکتی ہے (۳) اطاعت۔ کیونکہ دوسرے کی اطاعت۔ امن قائم کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اصطلاحی یا مذہبی اعتبار سے اسلام کے معنے "اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت ہیں" ؂

مذہب کا مقصد اسلام اپنے پیرؤں کو ایسا کامل دستور العمل عنایت کرتا ہے جس کی بدولت انسان کی مخفی خوبیاں اور نیکیاں بروئے کار آسکتی ہیں۔ اور اس بناء پر انسانوں میں امن قائم ہو سکتا ہے ؂

پیغمبر اسلام حضرت **محمد مصطفےٰ** صلے اللہ علیہ وسلم جنہیں عام طور سے پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے' ربانی مذہب کے آخری پیغمبر ہیں مسلمان یعنی اسلام کے پیرو' ان تمام انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جنہوں نے بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے اللہ کی مرضی بندوں پر ظاہر کی' راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں ؂

قرآن مجید مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے' مسلمان ہر ایک مقدس کتاب کو الہامی الاصل یقین کرتے ہیں۔ اور چونکہ سابقہ کتب انسانی دستبرد کی وجہ سے محرف و مبدل ہو گئیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں جملہ کتب سابقہ کی صداقتیں موجود ہیں ؂

عقائد اسلام ایمان کے سات ارکان ہیں (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) الہامی کتب پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اندازۂ خیر و شر پر ایمان (۷) حیات بعد الموت پر ایمان ؂ اسلامی تعلیمات کی رُو سے حیات بعد الموت کوئی نئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اسی زندگی کا سلسلہ ہے جس میں اس کی مخفی قوتیں ظاہر ہونگی۔ یہ غیر محدود ترقی کی زندگی ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں آیندہ ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں گے۔ وہ جنت میں داخل ہونگے۔ جو آیندہ ترقی کی حالت کا دوسرا نام ہے۔ اور جو لوگ اس دُنیا میں بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے قواء کو ناکارہ کرلیں گے۔ وہ دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ جنت کی برکات سے فائدہ نہ اُٹھا سکیں گے اور تمام نقائص سے پاک کرنے' نیز جنّتی زندگی میں حصّہ لینے کی صلاحیّت کی غرض سے اُن کو عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ موت کے بعد کی حالت اس دُنیا میں روحانی حالت کا عکس ہوگی ؂

ایمان کے چھٹے رکن کو بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر "قسمت" یا تقدیر کے مشہور معنوں میں سمجھ رکھا ہے۔ اس معنے میں مسلمان نہ قسمت کے قائل ہیں نہ تقدیر کے بلکہ ہر شئے کے اندازۂ ماقبل پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر شئے جو خدا نے پیدا کی ہے' وہ مقررہ حالات اور مقررہ طریق استعمال میں اچھی ہے۔ اُس کا غلط استعمال اُسے بُرا بنا دیتا ہے ؂

ارکانِ اسلام اسلام کے ارکان پانچ ہیں (۱) خدا کی وحدانیت۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج بیت اللہ ؂

صفات باری تعالیٰ مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو قادرِ مطلق۔ عالم الغیب۔ عادل۔ رب العالمین۔ رفیق۔ ہادی اور وکیل ہے۔ کوئی ہستی اُس کی مانند نہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس نے کوئی بیٹا یا بیٹی جنے۔ اُس کی ذات قابلِ تقسیم نہیں۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے' رحمٰن اور رحیم ہے' اعلیٰ اور اکبر ہے' جمیل اور قدیم ہے' غیر محدود ہے' اوّل اور آخر ہے ؂

ایمان اور عمل ایمان بغیر عمل کے مُردہ ہے۔ ایمان بطور خود کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ ہو مسلمان یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دُنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کے جوابدہ ہونگے۔ ہر شخص اپنے افعال کا خود ہی ذمہ وار ہے۔ دوسرا آدمی کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔

اسلامی اخلاق آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو صفات آلہیہ سے متصف کرو۔ خدا انسان کیلئے بطور نمونہ ہے۔ اور اُس کے صفات اسلامی ضابطۂ اخلاق کی بنیاد ہیں۔ اسلام کی رُو سے نیکی یہ ہے کہ انسان کی زندگی خدا کی صفات کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کے خلاف عمل کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے۔

انسانی استعداد از روئے اسلام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرتی طور پر گناہوں سے پاک ہے۔ اور اُس کی تخلیق بہترین طور پر ہوئی ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ فرشتوں سے بالاتر اور الوہیت کے نزدیک پہنچ سکتا ہے۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہوئی ہے۔ دونوں میں ایک ہی رُوح ہے اور انہیں دماغی رُوحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے یکساں قوتیں عنایت کی گئی ہیں۔ اسلام مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرائض عاید کرتا ہے۔

مساوات انسانی اور اخوت اسلامی اسلام خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا علمبردار ہے نسل، دولت اور خاندانی اعزاز سب ضمنی چیزیں ہیں۔ نیکی اور خدمت انسان ہی اصلی خوبی کی باتیں ہیں۔ اسلام میں رنگ اور نسل اور عقیدہ کے امتیازات مطلق پائے نہیں جاتے۔ تمام بنی نوع آدم ایک خاندان ہے۔ اور اسلام نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کر دیا ہے۔

ذاتی غور و فکر اسلام ذاتی غور و فکر کا حامی ہے۔ اور اسلام میں اختلاف رائے کی عزت کی جاتی ہے جو بقول آنحضرت صلعم اُمت کے لئے باعث رحمت ہے۔

طلب علم طلب علم اسلام میں ایک فرض ہے۔ اور اسی حصول علم کی بدولت انسان ملائکہ سے افضل ہو جاتا ہے۔

تقدیس کسب اسلام ہر اُس مزدوری کی عزت کرتا ہے جس کی بناء پر انسان اپنی روزی کما سکے۔ کاہلی گناہ ہے۔

بذل اموال انسان کو جس قدر قواء عنایت کئے گئے ہیں۔ وہ سب خدا کی امانت ہیں۔ تاکہ انسان ان کو دوسروں کی فائدہ رسانی میں استعمال کرے۔ اس کا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ اور اُسکی سخاوت سب لوگوں پر بلا امتیاز شخصیت عام ہونی چاہئے۔ سخاوت انسان کو خدا کا مُقرب بنا دیتی ہے۔ اسی لئے سخاوت اور زکوٰۃ دونوں اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اور اسی لئے ہر شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس کے مقررہ نصاب سے زیادہ دولت جمع ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور یہ وہ ٹیکس ہے جو مالداروں پر محض غربا کے فائدہ کے لئے لگایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ

اسلام کے متعلق مزید معلومات اور ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے تبلیغی کارہائے نمایاں کی مفصل رپورٹ حاصل کرنے کیلئے

سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب ہندوستان)

کو تحریر فرمائیں

APRIL 1936. Regd. L. No. 908.

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا ، لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (صہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام ۔ عزیز منزل ۔ برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور پنجاب انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بنا کردہ

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

بورڈ آف ٹرسٹیز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا جملہ تبلیغی کاروبار ذیل کے معتمدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے

عہدہ داران

اسماء ٹرسٹیان جو فوت ہو چکے ہیں

ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

عہدہ داران

ضروری نوٹ: تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن۔ عزیز منزل لاہور۔ تمام خط وکتابت بنام سکریٹری ووکنگ ٹرسٹ

ABDUR RAHMAN STANLEY ANYAN

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت، ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ دار ہو سکتی ہے ؛

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۲ | بابت ماہ اپریل ۱۹۳۶ء مطابق محرم الحرام ۱۳۵۵ھ | نمبر ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ اپریل　　　　سنہ ۱۹۳۶ء

شذرات

اس سال بھی حسب معمول شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں عید اضحٰی کی سعید تقریب بڑی کامیابی کے ساتھ منائی گئی گو کہر و برف کی وجہ سے بہت سردی تھی۔ تاہم فدائیان اسلام اس قابل یادگار واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لئے اپنے مذہبی مرکز میں تشریف لائے بغیر نہ رہے۔ شرکا کی تعداد تین سو افراد سے زائد تھی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد خطبہ میں قربانی کا مضمون پیش کیا گیا جو ایک بصیرت افروز خطبہ تھا۔ اسی سعید تقریب پر ایک نوجوان انگریز نژاد خاتون نے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد حاضرین کو شامیانہ میں کھانا کھلایا گیا۔ اگلے ماہ کے رسالہ میں عید اضحٰی کی مفصل روئداد پیش کی جائے گی۔

گلوسٹر شائر میں امام مسجد ووکنگ کا لیکچر

وائی ایم سی اے ہال میں اگلے دن ورلڈ فیلوشپ آف فیتھ کے زیر اہتمام انگلستان کے اسلامی لیڈر کی دلچسپ گفتگو سننے کے لئے چالیس پچاس آدمیوں کا اجتماع ہوا۔ ۷½ بجے شام مسٹر الیف ای سمتھ کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ مسٹر سمتھ نے فیلوشپ کے مقاصد کو واضح کیا۔ اور بتایا کہ اس کی غرض تمام مذاہب کے لوگوں کی باہمی افہام و تفہیم سے دُنیا میں امن قایم کرنا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے امام صاحب کا تعارف کرایا۔ جنھوں نے شروع لیکچر میں ہی یہ بتایا کہ میں اس بات کا قائل نہیں کہ مذہب جنگ کا باعث ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ مذہبی آدمی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے۔ یہ صرف خود غرض اور طامع لوگ ہیں جو لڑائیاں کرتے اور ان میں امداد دینے کے لئے مذہبی لوگوں کے جذبات کو برانگیختہ کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میرا احساس یہ ہے کہ مذہب یہ نہایت مفید کام کر رہا ہے کہ انسان کے اندرونی قوائے، اور بہترین استعدادوں کو ترقی دینے میں اس کی مدد کرتا ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جو کچھ عرصہ بعد اس کی فطرت کے سفلی پہلو پر غالب آجائے گی۔ آپ نے قرآن کریم کی تعلیمات کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

مسجد شاہ جہان میں شادی

چند ماہ ہوئے کہ ڈاکٹر سید رضا حسین صاحب رضوی اور مس گبرئیل سلویا گولڈ کی شادی مسجد شاہ جہان ووکنگ میں ہوئی۔ اگرچہ خاتون ممدوحہ نے شادی کے دن ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ تاہم امام صاحب نے اس معاملہ کو اس وقت تک ملتوی رکھا جب تک شادی کی رسم ادا نہیں ہوئی۔ جس سے ان کا مقصد بظاہر یہ تھا کہ اس خاص شادی کو ایک مسلمان اور عیسائی کے رشتہ ازدواج کی مثال قرار دیا جا سکے۔

مختصر خطبۂ نکاح میں جو امام صاحب نے حاضرین مجلس کو دیا۔ آپ نے اقرار زوجیت کے تقدس پر پورا زور دیا۔ اور اسے تمام دوسرے اقرار ناموں سے زیادہ مقدس بتایا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے بتایا کہ میرا یہ ایمان ہے کہ ازدواجی زندگی عام طور پر مرد و عورت میں محبت کے جذبات کو ترقی دینے کی موجب ہے۔ وہ جذبات جن کو انہوں نے نہایت موزوں طور پر شادی کے بعد جذبات قرار دیا اور جو مغربی ممالک کے شادی سے پہلے کے جذبات سے نمایاں تضاد رکھتے ہیں۔ لیکچر کے آخر میں امام صاحب نے اس بات کو واضح کیا کہ اسلام نے طبقہ نسواں کی عفت پر اس قدر زور دیا ہے کہ دنیا میں کبھی اس سے بیشتر نہیں دیا گیا۔

مسٹر رضوی کی درخواست پر شادی کی رسم ختم ہونے کے بعد ۱۱ بجے لنچ کھایا گیا۔ جس کے لئے بعض مقامی مسلمانوں کو دعوت دی گئی تھی۔ لنچ پر بارہ مہمان تھے۔ جن کی تواضع پورے طور پر کی گئی۔ اور نوجوان جوڑا جو تین بجے تک ٹھیرا رہا۔ اپنے استقبال پر بہت مطمئن اور مسرور تھا۔

برٹش مسلم سوسائٹی کا واقعہ اہمہ

ہم اس واقعہ کا محض بدیں وجہ ذکر کرتے ہیں کہ عامۃ الناس پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے کہ پروپاگنڈہ کس طرح ذاتی اغراض کی خاطر جانبدارانہ رویہ اختیار کر لیتا ہے۔ غیر معلوم فرقی تنازعات ہی نے مغرب میں اسلام کے خوبصورت چہرے کو حال میں داغدار کیا ہے۔ اور اس کا باعث کسی خود غرض فرد کی ریشہ دوانیاں نہیں تو اور کیا ہے۔ ذاتی مطلب برآری کے پس پردہ احمدیت کا شوشہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ برٹش مسلم سوسائٹی کے منظر پر نظر ڈالتے ہوئے ہمیں نہایت افسوس ہے کہ فیلسوف مزاج افراد نے سر عمر ہیوبرٹ رنکین کے جوش پر خروش پر شعلہ پاشی کی

اور موصوف کا آلاتی استعمال کیا۔ (امر واقعی یہ ہے کہ ووکنگ مسلم مشن کے ذریعہ جو برطانوی نژاد احباب حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس تحریک کا رکن نہیں قرار دیا گیا) لہذا اعتراض یا سوال کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ ووکنگ مسلم مشن بیس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ سے مغرب میں اسلام کا علمبردار ہے۔ صدہا غیر مسلم اس کی وساطت سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں لیکن ان میں کوئی بھی "احمدی" نہیں۔ کیا فرقی کتان کی سرزمین مغرب میں درآمد معقول قرار دی جا سکتی ہے؟ اور اسلام کی تمام عالم کے سامنے تحقیر کی جا سکتی ہے؟ جبکہ ہندوستان میں عوام خود اس کی شست وشو میں مصروف ہیں۔ اگر اہل غرض اصحاب کو مغرب میں اسلام کی نیک نامی اور وقار کا ذرا بھی لحاظ ہوتا تو کم از کم ان کو مغرب اسلام کے شیرازہ کو منتشر کرنے سے پیشتر دوبارہ ضرور غور کر لینا چاہئے تھا۔ مغرب ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام غیر اسلامی دنیا کی نظر میں اسلام کا اتحاد۔ استحکام اور اس کی عالمگیر اخوت۔ ایک خصوصیت رکھتے ہیں۔ اور اس کی دلآویزی کی ایک روشن دلیل ہیں۔ اور انہی خصائص میں بلاشبہ بنی نوع انسان کے لئے اس کی اطاعت کی تعلیم اور دیگر محاسن کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسلام سے ان امور کا ازالہ کر دیجئے۔ پھر عیسائیت، ہندویت اور اسلام میں کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔ متعدد فرقوں اور شاخوں کے اعتبار سے ہر سہ مذاہب یکساں نظر آئیں گے۔ مغرب سے واقفیت رکھنے والے اصحاب بخوبی جانتے ہیں کہ وہاں ایک فرقی اسلام کی باریابی محالات سے ہے۔ کوئی حامی اسلام مغرب میں اسلام کی فرقی تصویر نہیں پیش کرے گا۔ بعض اوقات ہمیں ان اصحاب کے متعلق شبہ ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی معاند جماعتوں کے وظیفہ خوار نمائندے ہیں۔ جو مغرب میں اسلام کے استحکام کو متزلزل کرنے میں مصروف ہیں۔ کیونکہ ان علاقوں میں اسلام کے خلاف کوئی زیادہ کاری حربہ نہیں استعمال کیا جا سکتا۔

ووکنگ مشن

ووکنگ مسلم مشن پچیس سال سے ایک متحد اسلام کا علم بلند کر رہا ہے۔ مختلف الاقوام اور متفرق الآراء مسلمان اس کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ شانہ بہ شانہ رکوع وسجود کرتے ہیں۔ یہی ایک خصوصیت ہے جس نے مغرب پر اس حقیقت کا انکشاف کر دیا ہے کہ اسلام بنی نوع انسان کو عالمگیر اخوت واتحاد کی تعلیم دیتا ہے۔ بار اول اسلام کی مختصر تاریخ میں یہ متحدہ ادارہ متزلزل نظر آتا ہے۔ اور ہمیں خوف ہے کہ ان جزائر میں اسلام کا مستقبل بھی اس کے ساتھ معرض خطر میں ہے۔ زہر خندیہ یہ ہے کہ اس کو استحکام کا رنگ دیا جاتا ہے۔

اسلام میں قدامت پرستی

خطبۂ جمعہ جو ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء کو بروز عید الفطر مولوی آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ نے مسجد ووکنگ میں دیا :-

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا ۔ وکنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا کذالک یبین اللہ اٰیاتہ لعلکم تھتدون ولتکن منکم اُمۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ۔ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینٰت واولئک لھم عذابٌ عظیم ۝

(ترجمہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے ۔ اور نہ مرو مگر مسلمان ہونے کی حالت میں ۔ اور اللہ کے رسہ کو سب کے سب مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو تم پر کی گئی جب تم دشمن تھے ۔ اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی ۔ پس تم اس کے فضل سے بھائی بھائی ہو گئے ۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے ۔ اُس نے تمہیں بچایا ۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ ۔ اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو نیکی کی طرف بلائے ۔ اور اچھی باتوں کا حکم دے ۔ اور برائیوں سے منع کرے ۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۔ اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے تفرقہ کیا ۔ اور کھلے دلائل آجانے کے بعد اختلاف کیا ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے بہت بڑا عذاب ہے ۔ (قرآن کریم سورۂ آل عمران ۔ آیات ۱۰۱ تا ۱۰۴)

برادران ۔ جمعہ اور عید کا اکٹھے ایک ہی دن آنا اگرچہ کسی قدر تکان کا موجب ہے ۔ تاہم ایسا اتفاق شاذ و نادر اور خوشگوار ہوتا ہے ۔ آج صبح نماز عید کے امام صاحب نے اپنے خطبہ میں ایک نہایت بروقت اور باموقع بات کی طرف توجہ دلائی تھی ۔ اور حال ہی میں برطانوی پریس میں " اسلام کے اندر قدامت پرستی " کے مسئلہ پر جو باتیں شائع ہوئی ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے میں چاہتا ہوں کہ کسی قدر انہی امور کو

دہراؤں جن کو میرے معزز دوست ہز ایکسیلنسی حافظ وہبہ نے اپنے خطبہ میں چھیڑا تھا۔ قرآن کریم کی جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں میرے خیالات کی بنا انہی پر ہوگی۔ صداقت کی خاطر میں اس بات کے خلاف کہ اسلام میں کئی فرقے پائے جاتے ہیں نہایت پرزور احتجاج کرنے پر مجبور ہوں۔ اپنے اس بیان کی نزاکت سے میں بخوبی واقف ہوں اور اس کی پوری ذمہ داری لیتا اور بڑے زور کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا کے دیگر مذاہب کے خلاف اسلام کسی فرقہ دارانہ تقسیم کو گوارا نہیں کرتا۔ اس کی وجوہ ظاہر ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن کریم کے الہامی ہونے پر ایمان لائے۔ جس میں تمام پوزیشن کو اچھی طرح بیان کر دیا گیا۔ اور مذہبی اعتقادات اور اعمال دونوں کی وضاحت کر دی گئی۔ اور اختلاف رائے کے لئے کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رکھی۔ اس طریق سے بنیادی عقائد اور مذہبی زندگی کی عام تصویر کے واضح ہو جانے کے بعد حلقۂ اسلام کے اندر کسی ملحدانہ رائے کے پیدا ہونے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہ جاتی۔ اس میں شک نہیں کہ اسلامی سوسائٹی میں اختلاف رائے بھی ہوتا ہے۔ اور اس پر لڑائی جھگڑے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ جھگڑے ہیں جنھیں بدقسمتی سے بیرونی لوگ اسلامی فرقوں کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن میں آپ پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اصل صورت حالات کی بالکل غلط تعبیر ہے۔ اس کی وجہ قرآن کریم کی اس آیت سے آپکو معلوم ہوگی :۔ هوالذی انزل علیك الكتاب منه آیات محكمات وهن ام الكتاب وآخر متشابهات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله۔ (ترجمہ) اللہ وہ ذات ہے جس نے تیری طرف کتاب نازل کی۔ اس میں فیصلہ کن آیات ہیں اور وہ کتاب کی بنیاد ہیں۔ اور دوسری متشابہ ہیں۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کی پیروی کرتے ہیں فتنہ اٹھانے کے لئے اور تاویل کے لئے۔

بالفاظ دیگر قرآن کریم کے بیانات دو قسم کے ہیں ایک تو وہ ہیں جو مذہب کے معتقدات اور اعمال سے تعلق رکھتے ہیں اور انہیں ایسے واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جو ناقابل تاویل ہیں۔ دوسری قسم کے بیانات وہ ہیں جو واضح نہیں اور باطنی معنے رکھتے ہیں۔ ان کے کئی معنے کئے جا سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہر انسان کے نزدیک اور ہر زمانہ میں ان کا مفہوم بدلتا رہتا ہے۔ اسلام چونکہ ایک جامع مذہب ہے جسکے اندر تمام زمانوں اور تمام اقوام کیلئے ہدایت موجود ہے اس لئے کسی نہ کسی خاص سوسائٹی یا خاص زمانہ کی وقتی ضروریات اس بات کی متقاضی ہوتی ہیں کہ ان مختلف تعلیمات میں سے کسی ایک پر خاص طور پر زور دیا جائے اور ایسے نازک اوقات میں

ایسے مسلمانوں کا ایک گروہ ہمیشہ پایا جاتا رہا ہے جو اس خاص بات کی طرف قوم کی توجہ کو منعطف کراتے رہے ہیں۔ لیکن کسی مخصوص امر پر زور دینا اصول دین سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ محض اس کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔ نئی تحریک کے حامی ہمیشہ ایسی کمزوری کا اظہار کرتے رہے ہیں کہ اس چیز کو جو صرف بعض باتوں کے مفہوم سے تعلق رکھتی ہے کسی نام نہاد اصول کا معاملہ بنا دیتے ہیں۔ لیکن چونکہ اصول دین کو صفائی کے ساتھ ناقابل تاویل الفاظ میں قرآن کریم کے اس حصہ میں بیان کر دیا گیا ہے جو ام الکتاب کے نام سے موسوم ہے۔ اس لئے جوشیلے مذہبی لوگ متشابہ حصہ کو اپنی طبع آزمائی کا آماجگاہ بنا لیتے ہیں۔ جو کچھ بھی ہو۔ اور تو اور اصول کی آواز بھی اہل الرائے لوگوں کی نہ صرف توجہ کو کھینچنے کا موجب ہو سکتی تھی اور ہوئی۔ بلکہ جیسا کہ امید تھی ایک حد تک اس کی مخالفت بھی انہوں نے کی۔ جس سے گرما گرم بحث شروع ہو گئی۔ اور کچھ وقت کے لئے منقسم ہو گئے۔ لیکن اسلام کو یہ ابدی فخر حاصل ہے کہ ہر ایسی بحث ہمیشہ ایک مشترکہ مرکز ہی کے گرد چکر کھاتی ہے۔ اور وہ قرآن کریم ہے جو مذہبی استدلال کے لئے غیر مشتبہ معلومات بہم پہنچانے سے کبھی نہیں چوکتا۔ ہر اختلافی معاملہ میں ایک وقتی جوش وخروش کے بعد قرآن کریم طبعاً متنازعہ فیہ مسائل کے متعلق اصل اصولوں کو از سر نو بیان کر کے متخالف فریقین کے مابین دوبارہ صلح واتحاد قایم کر دیتا ہے۔ جو قوم کے لئے جمعیت مجموعی بہت بڑے فوائد کا موجب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس جدید پیدا شدہ جوش وخروش کے دوران میں قدیم الخیال لوگ بھی اپنی فروگزاشتوں کو غیر معلوم طور پر محسوس کر کے انکی اصلاح کر لیتے ہیں۔ میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ اسلام کے تمام اختلافات میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ ابتدا سے لیکر جبکی تاریخ خلیفہ ثالث کے عہد سے شروع ہوتی ہے۔ ٹھیک آج کے دن تک تمام اسلامی اختلافات کا یہی حال ہے۔ جس سے دنیا بھر میں مسلمانوں کے ایمان کو ٹھیک طور پر آزمایا جاتا ہے ایسے اختلافات سے قوم کے اندر خواہ کتنی بھی کشیدگی پیدا ہو میں ان لوگوں کو جنھیں ایسے یقین کی ضرورت ہو یہ یقین دلاتا ہوں کہ دونوں فریق کو آخرکار قرآن کریم کی طرف واپس آنا پڑتا ہے۔ جس کے اندر یہ معجزانہ طاقت ہے کہ دونوں طرف کے جوشیلے لوگوں کو ان کے جوش کی افراط کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اگر وہ قدیم الخیال لوگوں کی توجہ کو جدید صورت حالات کے مفہوم کی طرف منعطف کرتا اور ایک جدید رائے کو پیدا کرتا ہے تو جدید الخیال لوگوں کو بھی یہ سمجھا کر کہ وہ اصول اور فلسفہ یعنی محکمات اور متشابہات کو باہم مختلط کر رہے ہیں انکی زیادتیوں کو روک دیتا ہے۔ تاریخ میری تائید کریگی جب میں یہ کہوں کہ اسلام میں جو بھی احتجاجی آواز بلند ہوتی ہے آخرکار دنیائے اسلام کی رائے عامہ اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ اور کسی نام نہاد فرقہ کا سواد اعظم سے اختلاف اصول کا اختلاف نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی اصولی بات پر زور دینے کا نتیجہ ہوتا ہے اور یہ سب کچھ قرآن کریم کے وقار اور عظمت ومعقولیت کا نتیجہ ہے۔

ضروری ہے کہ ہم ان اختلافات کی وجہ سے جو ہمارے انفرادی حالات کے واقعات زندگی کے ردعمل کا نتیجہ ہیں ایک دوسرے سے رائے میں اختلاف کریں۔ لیکن یہ امر نہایت اطمینان بخش ہے کہ ہم سب کے فائدے کے قرآن کریم اس اختلاف کو مٹانے کے واسطے موجود ہے پس ہمیں زیادہ دیر کئے بغیر مطابعہ مداخلت اور تصفیہ کے لئے قرآن کریم کی طرف جلد لوٹنا چاہئے لیکن مجھے ڈر ہے کہ عام طور پر ہم ایسا کرنے کے لئے بالکل تیار نہیں۔ ہم اپنی ہی عقل اور تجربہ پر بہت زیادہ انحصار اور ہمارے عمل سے وہ بات نہیں پائی جاتی جس کو قرآن کریم نے تقویٰ اللہ کا نام دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے جھگڑے اس قدر طویل ہو گئے ہیں۔ یہی میرا پیغام آج کے دن جو کئی سالوں کے دوران میں نہایت خوشگوار دن ملا ہے برطانیہ عظمیٰ کے تمام مسلمان دوستوں کے نام ہے خواہ وہ برطانوی ہوں یا غیر برطانوی۔

اسلام کی بڑھنے والی نسل کے لئے جس کو میں ابھی خوش قسمتی سے اپنی نسل کہہ سکتا ہوں ایک اور نقطہ بھی میں کہہ دینا چاہتا ہوں۔ اسلامی اختلافات اور جھگڑوں کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے آپکو کسی طرح سراسیمہ نہ ہونا چاہئے میں بذات خود ان پر نہایت فخر کرتا ہوں۔ میرے دوستو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ان جھگڑوں اور اختلافات کو انکی اصل روشنی کے اندر دیکھا جائے تو جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے ان کا مطالعہ غیر خوشگوار نہیں بلکہ توجہ کو جذب کرنے والا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس حیی وقیوم بار تیعالی کو اس بابرکت قوم کے معاملات سے دلچسپی ہے۔ لیکن اس صداقت کو سمجھنے کے لئے ہمیں ان باطل خیالات سے کنارہ کش ہونا پڑے گا جو مسیحی خیال کے بدطینت مورخوں نے پھیلا رکھے ہیں۔ اور اپنے آزاد خیالات کی روشنی میں تمام صورت حالات کا دوبارہ مطالعہ کرنا ہوگا۔ لیکن جس بات کا مجھے افسوس ہے وہ یہ ہے کہ بعض حلقوں میں انہی اختلافات کی بنا پر فرقے بنانے کا میلان پایا جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ایک ہو کر دشمن کے اس پروپیگنڈے کو باطل کر دیں جس کا یہ بیان ہے کہ اسلام فرقوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ اور کہ اسلام میں کفر و الحاد پایا جاتا ہے اور کہ اسلامی برادری محض ایک نظریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جس کے اندر حقیقت کوئی نہیں۔ یہ وہ پروپیگنڈا ہے جس کے شکار ہمارے اپنے بعض لوگ ہو گئے ہیں۔ ہمیں یہ ثابت کر کے دنیا کو حیران کر دینا چاہئے کہ اسلام کا مذہبی نظام خدائے اسلام کی طرح ایک ہے۔ یہ اس موقعہ پر اسلام کی بہترین خدمت ہوگی اور یہ ہمارے مذہب کی تاریخ میں ایک انقلاب عظیم پیدا کرنے والی چیز ہوگی۔

آج کے خوشگوار دن کے لئے یہ میرا پیغام ہے جسکو میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے دل میں اتنی ہی گہری جگہ دیں گے جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اس پیغام کے ساتھ میں آپ سب کو عید مبارک کہتا ہوں۔

مکتوباتِ وِوکِنگ

تنجیر۔

مشفق عزیز۔

آپ کے عنایت نامہ کا شکریہ۔مسٹر پکتھال نے تاحال کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے اس خیال سے خط وکتابت کی تھی کہ وقتاً فوقتاً حل طلب مسائل کی وضاحت ہوتی رہے۔ کیونکہ میں نے حال ہی میں قبول اسلام کا اعلان کیا ہے۔ یہاں ایک یا دو انگریزی خواں مسلمانوں سے میری شناسائی ہے لیکن بدقسمتی سے ان کو اسلامیات پر عبور نہیں۔ گو قاضی کے خاندان سے بھی میری رسم و راہ ہے لیکن تاہم ترجمان کی مدد سے بھی مجھے حسب دلخواہ اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا۔

میں صحیح معنی میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ مخلصانہ مشورہ اور مناسب ہدایات کی تحصیل میں جو دشواریاں میرے پیش نظر ہیں ان کا واحد علاج میرے خیال میں آپ سے خط وکتابت کے ذریعہ ہوسکتا ہے۔ امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں میری امداد فرمائیں گے۔

میرے ذاتی حالات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

میں ایک امریکن ہوں۔ میری عمر ۳۹ سال ہے۔ تنجیر میں تین سال کی مدت تک مجھے تنہا رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ میں نے اپنی زندگی کے ایام مختلف مذاہب کے مطالعہ میں صرف کئے ہیں۔ مجھے خداوندکریم نے آفاقی شعور عطا کیا ہے۔ امریکن حضرات میں قریب قریب اس کا فقدان ہے قبول اسلام سے میں انجام کار صراط مستقیم کی تلاش میں کامیاب ہوا ہوں۔ جہاں انسان کی چشم بصیرت وا ہوتی ہے۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ فہم وادراک کی فوری تحصیل سہل نہیں تاہم مجھے مسرت ہے کہ اب میں راہ راست پر ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ خداوندکریم میری رہنمائی کر رہا ہے۔ اور میری کوتاہیوں کے باوجود مجھ پر مہربان ہے۔ دیگر حضرات کی نکتہ چینیاں میرے لئے پریشان کن ہیں میں ایک نیک نیت اور بیدار دل لیکر حلقہ بگوش اسلام ہوا ہوں۔ لیکن میرے اندر ہنوز امریکن عادات وخصائل ضرور ہیں۔ دنیاوی اور تمدنی تعلیم اور مغربی خیالات آزادی کے لحاظ سے بھی

میں ہنوز مغربی ہوں۔ اسلام سے ان امور کو کوئی مناسبت نہیں۔ حیران ہوں کس طرح ان سے نجات حاصل ہو۔ مجھے یقین ہے خداوند کریم رفتہ رفتہ میری اصلاح کر دے گا۔ لیکن آج کل میں سخت مضطرب ہوں۔ میری ضمیر مجھ پر لعن کرتی ہے۔ منشیات کا استعمال میں نے ترک کر دیا ہے۔ میں پنجوقتہ ہر روز نماز ادا کرتا ہوں۔ غربا کو خیرات بھی دیتا ہوں۔ لیکن میری مضحکہ خیزی ہوتی ہے۔

اختصار سے کام لیتے ہوئے مجھے یقین ہے کہ آپ میری مشکلات کا بخوبی جائزہ لے سکیں گے۔ میں ان دشواریوں کے لئے خداوند کریم کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شاید یہ میرا امتحان ہو اور مجھے تقویت ایمان کے حصول کا موقعہ دیا جا رہا ہے۔ تخیر کو خیرباد کہنا انعامات الٰہی کے انکار کے مترادف ہے۔

کیا آپ مجھے معترضین کی نکتہ چینیوں اور شبہات نفرت آمیز پر قابو پانے کے لئے کوئی صائب مشورہ عنایت کر سکتے ہیں۔ میں تکمیل روحانیت کا خواہشمند ہوں۔ اور اس سلسلہ میں آپ سے امداد طلب کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے آپ میری امداد کریں گے۔

مجھے نہیں معلوم کہ میں زیارت مکّہ شریف کی اہلیت رکھتا ہوں یا نہیں۔ کیا مکّہ شریف کی زیارت سے میری خامیاں دور ہو جائیں گی؟

آپ کا نیازمند :۔ ہیسنم سلیم

لیونگٹن۔ سینٹ جان پارک۔

عزیز مکرم۔

قرآن شریف کے ایک انگریزی ترجمہ کا میں نے حال ہی میں مطالعہ کیا ہے۔ مجھے اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کا بیحد اشتیاق ہے۔

اگر آپ مجھے "اسلام کیا ہے" کے موضوع پر کوئی پمفلٹ یا کتاب ارسال فرمائیں تو عین نوازش ہوگی۔

آپ کا عقیدت کیش :۔ اے۔ ایم۔ میکڈ ریتھ

جناب عالی۔

"زمانہ حال میں غیر مسیحی مذاہب" کے عنوان کے ماتحت درجہ ششم کی اٹھارہ سالہ لڑکیاں

کے لئے ایک نصاب تعلیم کی ترتیب میرے پیش نظر ہے - چونکہ محمدیت (اسلام) جملہ مذاہب میں ایک امتیازی خصوصیت کی حامل ہے - اس لئے میں اس کے حالات قرار واقعی حیثیت سے قلمبند کرنے کا خواہشمند ہوں - آپ شاید اس سلسلہ میں مجھے کچھ امداد دے سکیں گے - میں نے حتی الوسع اصول محمدیت (اسلام) کے متعلق کافی پر مغز ادبی ذخیرہ مہیا کیا ہے - لیکن بدقسمتی سے ان میں سے متعدد کتب مسیحی ارباب قلم کی کاوش طبع کا نتیجہ ہیں - ان تصانیف کے مطالعہ سے مترشح ہے کہ ان میں محمدیت کے اصول عقائد کی صحیح ترجمانی نہیں کی گئی - فضلائے آلہیات کی موشگافیوں سے اہل کلیسیا کے معتقدات کا .... اظہار کم و بیش ان تصانیف کے طرز بیان سے مناسبت رکھتا ہے - مذہب فلسفہ کے برعکس معمولی اور نیز غیر ذہنی امور کو بھی شامل ہے - بنا بریں میں اصلی اعتقادات کے متعلق صحیح علم ضروری خیال کرتا ہوں - اگر آپ مجھے متعلقہ لٹریچر (اسلامک ریویو کے آخری صفحہ پر جس طرح خلاصۃً بیان کیا گیا ہے) ارسال فرمائیں تو میں نہایت ممنون ہوں گا - کیا سیل کا ترجمۂ قرآن کریم اہل اسلام کے نزدیک قابل اعتماد ہے؟

آخر میں میں اس امر کی وضاحت کئے دیتا ہوں کہ مختلف مذاہب کے مطالعہ سے ہمارا مقصد ان مذاہب کے ساتھ مسیحیت کا مقابلہ ہے - میں محمدیت کے دعاوی کو ضعف نہیں پہنچانا چاہتا - ساتھ ہی ساتھ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں جملہ مذاہب کے حالات پیش کرتے ہوئے ان حضرات کی عزت و توقیر کا پاس ضرور رکھوں گا جو تلاش حق میں سرگرم عمل ہیں - خواہ وہ کسی نام سے اپنے پروردگار کو یاد کریں -

آپ کا نیازمند:- لاریل جیولڈہل -

گوڈلنگ -

عزیز مکرم -

میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے رسالہ "اسلامک ریویو" کی دو کاپیاں مجھے ارسال فرمائیں - اس رسالہ کے مطالعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مجھے الہام ہو رہا ہے - اسلام نے میرے گزشتہ مسیحی عقائد کے پیچیدہ نکات کی تشریح کر دی ہے - اب میرے قلب میں روحانی اثر پیدا ہو گیا ہے - اللہ تعالیٰ اس کو پیچیدگی کی آلائش سے نجات دے - کیونکہ سادگی ہی

یقیناً اس کی تقویت کا موجب ہے۔ مسجد کی زیارت کا مجھے نہایت دلی اشتیاق ہے لیکن مناسب وقت اور دن نہیں ملتا۔ میں اسلامک ریویو کی مرسلہ ہر دو کاپیوں کی قیمت اور سالانہ چندہ ۱۰ شلنگ روانہ کرتا ہوں۔ شاید آپ مجھے یہ بتا سکیں گے کہ مسجد فنڈ میں کیا کمی رہتی ہے۔

آپکی عنایت کا شاکر:۔ ایچ۔ ایچ۔ او۔

چیسٹر

جناب مکرم۔

میرے دل میں قبول اسلام کا خیال ہے۔ آپ از راہ مہربانی مجھے انگریزی میں ضروری لٹریچر ارسال فرمائیں۔ نیز اسلامک ریویو کی کاپی بھی۔ تاکہ عام باتوں کے متعلق سرسری علم ہو جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ اس معاملہ میں آپ بھی مجھے اپنے نیک مشورہ سے مطلع فرمائیں۔

کئی مسلمانوں سے میرے دوستانہ تعلقات ہیں۔ میں نے ایک صاحب سے قرآن کریم کا ایک نسخہ بھی مستعار لیا ہے۔ میرے دل میں مسلمان ہونے کی آرزو ہے۔ آپ از راہ کرم جلد مجھے کوئی مشورہ دیں۔ عین نوازش ہوگی۔

آپ کا عقیدت کیش:۔ کیپٹن جے۔ ای۔ بیلیٹی۔

عزیز مکرم۔

مقامی لائبریری میں رسالہ اسلامک ریویو کی قریبی اشاعت سے یہ معلوم ہوا کہ مولوی محمد علی صاحب کے ترجمۂ قرآن کریم کا جائزہ پراسپکٹس اور نمونہ صفحات سے لیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی کی تصنیف "لعدد ازدواج" (بزبان انگریزی) مجھے ارسال کر سکتے ہیں؟ کیونکہ میں نے حال ہی میں بے روزگاری کی قید سے نجات پائی ہے اس لئے امسال ۳۰ شلنگ والی اشاعت ترجمۂ قرآن کریم کی خرید بھی میرے لئے دشوار ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں ہر ہفتہ ایک ایک شلنگ پس انداز کر کے ترجمۂ قرآن کریم کا ایک نسخہ ضرور خرید دوں گا۔

کوارٹرلی ریویو کی جنوری کی اشاعت میں انگریزی عالمگیر زبان کے عنوان سے ایک مقالہ شائع ہوا ہے جس میں مذکور ہے کہ اسلام ایک گم کردہ تحریک ہے۔ شاید آپ اس سے دلچسپی لینگے۔ (آپکا برادر۔ این سیگرکن)

گلوسیسٹر روڈ - لندن -

مکرمی امام صاحب شاہجہان مسجد ووکنگ -

آغاز ماہ رمضان کی اطلاع یابی کے لئے میں آپ کا نہایت ممنون ہوں - میں نے اپنے خریطۂ تاریخ میں اس کے مطابق درستی کر لی ہے -

ملفوفہ کاغذات میں نسخۂ قرآن کریم کی اپنے حلقۂ احباب میں مستعار رسانی کی جو تجویز آپ نے پیش کی ہے میں نہایت مسرت سے اس کا خیر مقدم کرتا ہوں - میں اس مبارک تجویز پر حتی الوسع عمل پیرا ہوں - یہ امر آپ کی دلچسپی کا موجب ہوگا کہ میرے پاس قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا ایک بیش بہا نسخہ ہے جس کو میں دیگر مذاہب کے معتقدین کے حلقہ میں پہنچاتا رہتا ہوں - میں نے ان اصحاب کے قلوب میں باہمی گفتگو اور مباحثت سے اسلام کے متعلق کافی دلچسپی پیدا کر دی ہے اگر حالات نے اجازت دی - میں یقیناً جلد فارم پُر کر کے مع محصول ڈاک آپ کی خدمت میں ارسال کروں گا - بصورت دیگر بھی میں ہر چہار مستعارات کا ہدیہ ارسال کرنے کے لئے تیار ہوں -

ان دیگر کاغذات کا بھی میں نے مطالعہ کیا - جن میں آپ کی تحریکات کے متعلق مذکور تھا - اور نیز ان اصحاب گرامی کے ناموں کی فہرست تھی جو آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کے طفیل حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں - میں اپنے وطنی احباب کو بھی وقتاً فوقتاً آپ کی تبلیغی کارفرمائیوں کے متعلق تحریر کرتا رہا ہوں - ان کاغذات کو بھی میں اپنے خطوط کے ہمراہ وطن ارسال کر رہا ہوں -

والسلام - آپ کا عقیدت کیش :- ایس فدا حسین احمد -

لانگ ماؤنٹین - مارشیش -

مکرمی - امام صاحب شاہجہان مسجد ووکنگ -

مجھے اسلامک ریویو نمبر ۵ کے مطالعہ کا اتفاق ہوا ہے - درحقیقت اپنے دل آویز اور ہدایت آموز خصائص کے اعتبار سے مجلۂ ہذا نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہے - اصول اسلام اقوال نبی کریم صلعم کا آئینہ دار ہے -

انگریزی خواں حضرات کے لئے جو حقایق اسلام کو گلدستۂ طاق نسیاں بنائے ہوئے ہیں یہ رسالہ نہایت امید افزا ہے -

چونکہ مجھے مذہبی معاملات میں کافی واقفیت نہیں اس لئے یہ میری خوش قسمتی ہے کہ سرے میں امام صاحب کی موجودگی میرے لئے تبادلۂ خیالات کا موجب ہوگی۔

پیش از وقت شکریہ۔ آپ کا عقیدتمند:۔ موس

نیوکاسل۔ اون۔ ٹائن۔

عزیز برادر اسلام۔ السلام علیکم۔

سرے میں مختصر قیام کے بعد میں اب مندرجۂ بالا مقام پر آپہنچا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں دوبارہ مسجد ووکنگ کی زیارت سے مشرف نہ ہوسکا۔ ازراہ کرم ماہ رمضان کے آغاز و...... اختتام کی تاریخوں سے مجھے اطلاع دیں۔ عنقریب ہمارے خاندان میں اضافہ کی توقع ہے۔ مہربانی فرماکر لڑکوں اور لڑکیوں کے اسلامی نام ارسال فرمائیں۔

ووکنگ میں قیام کے دوران میں آپ نے مجھ سے استفسار فرمایا تھا کہ یہاں کون کون سی لائبریریوں میں اسلامک ریویو آتا ہے۔ یہاں ایسی دو لائبریریاں ہیں۔ کارنیجی پبلک لائبریری۔ بینویل۔ اور اسٹفینسن لائبریری۔ ایلسوک۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اسلامی خدمات کو مثمر فرمائے۔

آپ کا اسلامی بھائی:۔ عمر فشر

مسلمانو! اتحاد کرو تاکہ دُنیا میں امن قایم ہو!!

اگر مسلمانوں کا اتفاق ہوتا۔ اگر مسلمان آپس میں بھائی بھائی رہتے تو دنیا کا امن برباد نہ ہوتا۔ اور دنیا میں فتنہ فساد برپا نہ ہوتا۔ کیونکہ قدرت ربانی نے مسلمانوں کو امن وصلح وآشتی کا سبق دیا ہے مگر مسلمانوں میں نفاق پیدا ہوگیا مسلمان بزدل ہوگئے انکی ہوا بگڑ گئی انہوں نے اس سبق کو بھلا دیا جو قرون اول میں ہادیٔ عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ تم بھائی بھائی ہو۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے جب اس سبق کو بھلا دیا تو دوسری قومیں ان پر غالب آگئیں اور دنیا کا امن وامان برباد ہونا شروع ہوگیا۔ مسلمانو اب بھی ایک ہوجاؤ اور دنیا میں امن وامان کا **نقارہ بجادو**۔

(خادم۔ کشفی شاہ)

پنچ افراد اور ہندویّت

(از جناب آنریبل مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹرایٹ لا۔ لکھنؤ)

میں نے مذاہب مختلفہ کے امتیازی مطالعہ میں ایک طویل مدت صرف کی ہے۔ لہذا میں ویدک فلسفہ اور تصوف کی اصل حقیقت سے بیخبر نہیں ہوں۔ غیر جانبدارانہ زاویۂ نگاہ سے کام لیتے ہوئے سناتن دھرمیوں اور نیز پنچ افراد کے باہمی تنازع کے متعلق، جو ایک نازک ترین صورت اختیار کر چکا ہے، میرا خیال ہے جبکہ کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ دراصل سناتن دھرم ہی ہندویت کا آئینہ دار ہے۔ کہ پنچ افراد اس اظہار حقیقت میں حق بجانب ہیں کہ ہندویت نے ان کو کئی ہزار سال سے بے دخل کر دیا ہے۔ اور ان کی روحانی بہبود یا عمرانی ارتقا کے لئے کوئی سعی نہیں کی۔ نہ سیاسی مقتضائے وقت کے باوجود فی الحال اُن کی اصلاح کے لئے آمادہ کار ہے۔ ترغیبات کی قید میں گرفتاری کے باوجود اصول مذہب کی پابندی مقصود ہے۔ لیکن اب چونکہ پنچ افراد میں خودداری اور خودشناسی کا مادّہ پیدا ہو گیا ہے، اگر وہ ایک ایسے مذہب سے بےتعلقی کا اظہار کریں جو اُن کی روحانی یا جماعتی زندگی میں کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتا، تو ان کو مورد الزام نہیں قرار دینا چاہئے۔ میرے دیرینہ دوست مسٹر گاندھی کی یہ دلیل قوی نہیں کہ پنچ افراد اپنے آبائی مذہب پر قایم رہیں بدیں وجہ کہ یہ ان کا موروثی مذہب ہے۔ گو اس میں اب ان کی روحانی اور دنیاوی مقتضیات کا کوئی علاج نہیں۔ (گویا قدیم الایام میں تھا)

سیزدہ صد سال قبل قرآن کریم نے ازیں قبیل عذر لنگ کی پیش بینی کی تھی اور اس کا رد کیا تھا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ۝ (۲: ۱۷۰)

(ترجمہ) اور جب کہا جاتا ہے اُن سے پیروی کرو اس چیز کی جو خدا نے نازل کی ہے۔ کہتے ہیں بلکہ پیروی کریں گے ہم اس چیز کی جس پر ہم نے اپنے باپوں کو پایا۔ اگرچہ ان کے باپ کچھ نہ سمجھتے تھے اور نہ صحیح راہ پر تھے۔"

لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا

اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ۔ (۷: ۱۷۹)

(ترجمہ) اُن کے دل ہیں لیکن وہ) ان سے نہیں سمجھتے۔ اُن کے آنکھیں ہیں (لیکن وہ) اُن سے نہیں دیکھتے۔ اُن کے کان ہیں (لیکن وہ) اُن سے نہیں سنتے۔ یہ لوگ چوپاؤں کے مانند ہیں"۔

مجھے معلوم ہے کہ مقتدر ماہران علوم بھی ہندوئیت کی تعریف سے قاصر ہیں لیکن اگر پنج افراد کا تعلق اس مذہب سے رہا ہے تو صریحاً یہ مورد لعن ونفرین ہے۔ کہ اس نے ایک مدت مدید تک اپنے کثیر التعداد پیروؤں کو روحانی اور جماعتی ہر دو حیثیات سے قعر مذلت میں اُفتاں خیزاں رہنے دیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ مسٹر گاندھی نے مسئلہ کے روحانی پہلو کو کیوں نظرانداز کر دیا ہے۔ کیا ہندوئیت امبیڈکر ایسے فاضل ومہذب شخص کو ایک جاہل براہمن کے برابر روحانی مرتبہ دے سکتی ہے؟ درآنحالیکہ موخرالذکر ایک انتہائی درجہ کا بدمعاش ہو۔ بظاہر ہندوئیت میں کسی کے شخصی محاسن واوصاف سے کوئی سروکار نہیں۔ اس کا اعتقاد ہے کہ انسان بہترین مساعی سے بھی ارتقا نہیں حاصل کرسکتا۔ کیونکہ اس کی موجودہ حالت زندگی، اس کے گزشتہ روحانی وجسمانی "کرموں" کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا مسٹر گاندھی یا تمام ہندوجماعت ڈاکٹر امبیدکار کو کوئی بلند روحانی مرتبہ نہیں دے سکتے۔ خواہ وہ جماعت کا ایک رکن ہو یا سیاسی وجوہ کی بنا پر وہ ہندو شمار کیا جاتا ہو۔ ذات پات کا سلسلہ جماعتی حیثیت سے نہیں ہے بلکہ ہندو مذہب میں اس کو مذہبی ضرورت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ انہیں اسباب کی بنا پر ہندوستان کے لایق اور شریف ترین فرزند کو ہندو مذہب سے کنارہ کشی کرنی پڑی۔ اور ایک نیا مذہب اختیار کرنا پڑا۔ فرقہ بندی کے بنیادی اصولوں سے لگاؤ ہی کی وجہ تھی کہ ہندو مذہب نے بدھ مت کا ہندوستان سے اخراج کیا۔ بجائے اس کے کہ اس کے تغیر پذیر اصولوں کو تسلیم کرلیا جاتا۔ حالانکہ مہاتما بدھ نے اپنے جدید مذہب کی خاطر فلسفہ ہندوئیت میں کوئی زیادہ تبدیلی نہیں کی تھی۔ لہٰذا محض ڈاکٹر امبیدکا ہی کے لئے نہیں بلکہ ہر اک اس شخص کے لئے جس کو ہندو مذہب اپنے فرقہ وارانہ رویّہ کے سبب کوئی اطمینان کا سامان نہیں بہم پہنچا سکتا یعنے خود مسٹر گاندھی کے لئے بھی صرف یہی چارۂ کار ہے کہ یا تو مہاتما بدھ یا بابا نانک کی طرح کسی جدید مذہب کی بناڈالیں یا ایسا مذہب اختیار کریں جو جملہ ابنائے آدم کو روحانی اور عمرانی لحاظ سے مساوی درجہ عطا کرتا ہو۔ جو ہر دو نظری وعملی نقاط نگاہ سے ملکی، لونی، قومی، ذاتی اور نیز فرقی قیود سے بالاتر ہو۔ اور جس کی آغوش میں اعمال صالحہ کیلئے پروانۂ راہداری

مل سکتا ہو۔ اب میں معاملہ کے سیاسی پہلو کو لیتا ہوں - اگر نیچ افراد کسی ایسے مذہب میں جوق درجوق شامل ہوں جو ان کو مساوی حقوق دے سکتا ہو۔ دریں صورت ان کو جداگانہ نمائندگی کی کوئی ضرورت لاحق نہ ہوگی۔ اور اس مذہب کے افراد کے تناسب میں لازمی اضافہ ہوگا۔ جس کو انہوں نے قبول کیا ہے۔ لیکن اگر ان حالات کے باوصف بھی محض سیاسی اغراض کی خاطر وہ ملک میں اپنی شخصی حیثیت قایم کرنا چاہیں تو فہرستی رجسٹر من وعن وزیراعظم کی تجویز کے مطابق رہے گا۔ درحقیقت موجودہ تراکت وقت صرف ہندو مذہب ہی کے لئے نہیں بلکہ جملہ مذاہب کے لئے اس امر کی یاد دہانی ہے کہ کوئی ایسا مذہب فی زمانہ نہ قایم رہ سکتا ہے اور نہ رہنا چاہیئے جس کی بنیاد معقول نہیں اور جو افراد کی حالت درست نہیں کر سکتا۔ اور نیز ان کو عالمگیر بین الاقوامی اخوت کی سلک میں منسلک نہیں کر سکتا۔

میں ان حضرات کا ہم خیال نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ مذہب انسانی ضروریات کی تکمیل کے لئے ناکام ثابت ہو چکا ہے - میرا خیال ہے کہ جس قدر ابنائے آدم ذہنی ارتقا حاصل کریں گے اسی قدر وہ ایک سریع الفہم، علمی اور روحانی مذہب کی قوت سے ذہن انسانی کی ان مسامحات کا سدباب کر سکیں گے جن سے انسان کے اندر خود مرکزی، عیاری، نخوت، اور منتہا زرعن الحدحرص وآز کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس ذہن نے بنی نوع انسان کی تباہی کے لئے مسموم بخارات اور رقیق آتش کی ایجاد کی ہے نہایت مخرّب اور مہلک ہے۔ اور ان کا مناسب دفعیہ کیا جائے۔

عمرانی یا فرقی جماعت کا قیام ممکنات سے قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ بغیر ایک روحانی، اخلاقی اور عالمگیر مذہب کی اعانت کے عالمگیر اخوت کا جذبہ پیدا ہو سکے۔ یعنی ایسا مذہب جو عقلی اور حقیقی اصولوں کی بنیاد پر مبنی ہو۔ نہ کہ اوہام اور توہم پرستی سے اس کا کوئی علاقہ ہو۔ خلافِ خدا مذہب کافی نہیں ۔

حضرت محمد صلعم۔ عمرانی مصلح اعظم

(از جناب مولوی عبدالکریم صاحب ایم۔ ایل۔ سی)

حضرت محمد صلعم اگر مرتبہ نبوت پر فائز نہ بھی ہوتے تاہم تاریخ عالم میں ایک عمرانی مصلح کی حیثیت سے ایک ممتاز اور نمایاں شخصیت کے حامل ضرور ہوتے۔ خصوصاً افراد کے لئے ایک جدید مذہب کی اشاعت خواہ قبولیت کے باوجود اس پر صحیح معنی میں عملدرآمد ہو یا نہ ہو، سہل ہے۔ لیکن تمام قوم کی شدید مخالفت کے بالمقابل جماعت کی شیرازہ بندی کو منتشر کر دینا آسان نہیں۔ حضرت محمد صلعم کے ظہور سے قبل عرب ہی نہیں بلکہ تمام معلومہ دنیا معصیت، اوہام پرستی اور بربریت کی شکار تھی۔ عرب ایک سخت سفاک قوم تھی۔ جماعتی عدم مساوات، پیش پا افتادہ ومبتذل، نسائیت، غلامی، تعدد ازدواج، شراب نوشی، حرام کاری، قماربازی، جبروتشدد، خون آشامی اور ازیں قبیل دیگر مشئومہ قبائح عام تھیں۔ حضرت محمد صلعم سے قبل کسی پیغمبر نے ان وحشت خیز عیوب کے استیصال کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے نہایت ہی قلیل مدت الایام میں ان جرائم کا یکے بعد دیگرے سخت بیرحمی سے مقابلہ کیا اور بنی نوع انسان کی بہبودگی خاطر ان کا قطعاً انسداد کر دیا۔ نیز وحشی اور ظالم عربوں کو ایک مہذب اور مذہبی قوم میں تبدیل کیا۔

انسانی مساوات

حضرت محمد صلعم کی وضع کردہ جملہ عمرانی اصلاحات میں عدم مساوات کا انسداد نتائج کے لحاظ سے نہایت منفعت رساں اور دوررس ثابت ہوا۔ نسلی۔ ملکی۔ بین الافرادی امتیازات کا آپ نے قطعاً خاتمہ کر دیا۔ اور نیز جماعت نے سرمایہ یا کارپردازی رنگ یا ملک کے اختیارات کے استحکام کے لئے جو مصنوعی حدود قایم کی تھیں۔ ان کا قلع قمع کر دیا۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ ابنائے آدم مساوی ہیں صاحب عظمت وہی قرار دیا جا سکتا ہے جو حقیقی بندۂ خدا اور نافع الناس ہو۔ حضرت محمد صلعم نے چنانچہ ایک عالمگیر اخوت انسانی ابوت خداوندی کے ماتحت قایم کی جس میں اعلیٰ و ادنیٰ۔ شاہ وگدا اسود و ابیض کی کوئی تحدید نہیں کی۔ اسلام کی حلقہ بگوشی کے بعد ایک اسفل ترین خاکروب اور

ایک نہایت سیاہ فام حبشی کو باہمی خورونوش میں وہی مراعات حاصل تھیں جو ایک اعلیٰ مرتبہ مسلم کو۔
حضرت محمد صلعم کا نصب العین جملہ بنی نوع انسان کو ایک جمعیت، ایک قوم کے رنگ میں رنگین کرنا تھا۔
تاکہ واحد اصول اور نیز واحد اختیارات کی یکسانیت سے نسلی۔خاندانی۔قومی۔رتبی بزرگی و پستی کا سوال
پیدا ہی نہ ہوسکے۔ ہمہ گیر مساوات سے جملہ مسلمان بلالحاظ حیثیات ذاتی جہاد زندگی کے مختلف شعبوں
میں مجبوراً نہایت تندہی سے عمل پیرا ہوگئے۔ حضرت محمد صلعم سے پیشتر کسی نے عالمگیر اخوت کو عملی جامہ
میں ملبوس نہیں کیا۔

وہ عدیم النظیر منظر جو ان مقامات میں نظر آتا ہے۔جہاں نمازی ایک کثیر تعداد میں مجتمع ہوتے
ہیں (مساجد ہی میں نہیں بلکہ جہاں کہیں بھی آسمانی سایہ میں مومنین کا اجتماع ہوتا ہے) کرۂ ارض کے
کسی اور حصہ میں نظر نہیں آتا۔ بوقت نماز خواہ شہزادہ ہو یا دہقان، شہنشاہ ہو یا گدا بلا امتیاز مراتب
پہلو بہ پہلو، شانہ بہ شانہ ایک ہی صف میں قیام وقعود کرتے ہیں۔ ۵

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بندۂ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے (اقبال)

اگر موخر الذکر صفِ اول میں ہو (جیسا کہ عموماً ہوتا ہے) اول الذکر کا سر حالت سجود میں آخر الذکر
کی پشت پا سے مس کر سکتا ہے۔ خواہ ایک مسلمان کتنا ہی پست مرتبہ ہو اسے مسجد میں داخل ہونے
یا صفِ اول میں جاگزیں ہونے سے منع نہیں کیا جاسکتا۔ مساجد میں کلیساؤں کی طرح مقررہ
نشستیں یا خاص مقامات مخصوص نہیں۔

حج بیت اللہ کے موقعہ پر مسلمانان عالم کے وحید المثال اجتماع سے یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ ہم خداوند
بزرگ و برتر کی نگاہ میں یکسانیت رکھتے ہیں۔ لباس بھی جو کہ انسانی امتیاز کا آخری نشان ہے۔ اُتار دیا
جاتا ہے۔ جملہ زائرین دو سفید غیر دوختہ چادریں زیب تن کر لیتے ہیں۔ بیت اللہ شریف کے اردگرد جمع ہوتے
ہیں اور اس کی حدود میں داخل ہوتے وقت متفق الآواز ہو کر کہتے ہیں " اے میرے رب میں تیری خدمت
میں یہاں حاضر ہوا ہوں "

غلامی

بین الافرادی مساوات کے اعلان کا قدرتی نتیجہ غلاموں کی آزادی ہے۔ اقوام ماسبق کے نزدیک غلامی عیب نہیں شمار کی جاتی تھی۔ یونانی، رومی، یہودی، عیسائی سب غلاموں کے مالک تھے۔ اُن کے ساتھ بسا اوقات نہایت وحشیانہ سلوک کرتے تھے۔ انہیں اُن کی زندگی اور موت پر کلی اختیار حاصل تھا غلاموں میں باہمی شادی قانوناً ممنوع تھی۔ آزاد اور غلام کی شادی جُرم خیال کی جاتی تھی اور اس کا مرتکب مستوجب عقوبت قرار دیا جاتا تھا۔ اگر کوئی آزاد عورت کسی غلام سے ازدواجی تعلقات قایم کرلیتی تو اس کی سزا موت ہوتی تھی۔ اور غلام کو زندہ نذر آتش کر دیا جاتا تھا۔ چنانچہ غلام اپنے بیرحم آقاؤں کی خدمت میں نہایت ذلیل مشقت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ حضرت محمد صلعم تشریف لائے اور ان کو مصیبت سے نجات دلائی۔

عیسائیت غلامی کو ایک فطری تقاضا تصور کرتی تھی۔ اس نے اس کے سمیت آب اثر کو زائل کرنے کی سعی کی نہ غلاموں کے ارتقا کی جانب التفات کیا۔ سترھویں اور نیز اٹھارھویں صدی کے حصہ میں مقدس سوسائٹی "انگریزوں کے یہاں بھی زراعتی میدانوں" میں غلام کام میں لائے جاتے تھے مسیحی اساقفہ نے دماغی کاوش و محنت پژدہی سے کام لیتے ہوئے عذر تراشے اور غلاموں سے مشقت ستانی کے باب میں مذہب سے جعلی استفیاد کیا۔ کرام ویل قتل عام در دگھیدا اور بغاوت آئرلینڈ کے انسداد کے بعد براستہ انگلیسی نے درھبنیا۔ پین سلوانیاں اور دیگر مقامات کی نوآبادیا میں "آئرش" مرد و زن کو علانیہ فروخت کیا۔ یہی حشر بغاوت مو ماؤتھ کے بعد برپا ہوا۔

اسلام نے غلامی کی تقدیس نہیں کی۔ جیسا کہ غیر منصف نقادوں نے اپنی کج فطرتی سے تسلیم کیا ہوا ہے۔ بلکہ اس کے انسداد و اختتام کے لئے ہر امکانی کوشش صرف کی۔ اور نیز ساتھ ساتھ مالکانہ حقوق کی حد بندی بھی کی۔ اسلام نے غلامی کو بنظر حقارت دیکھا۔ مسلمانوں کی غلامی کے خلاف سخت امتناعی حکم صادر کیا۔ رسول کریم صلعم نے شد و مد سے اس امر کا اعلان کیا کہ خداوند کریم کے نزدیک اگر کوئی فعل زیادہ مقبول ہے تو وہ غلاموں کی آزادی ہے۔ آپ خود غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے خریدا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی امت کو بارہا بایں الفاظ نصیحت کی کہ بہر خدا اپنے غلاموں کے ساتھ انصاف و مہربانی سے پیش آؤ۔ ان کی خورونوش اور پوشش کا ایسا ہی خیال رکھو جیسا تم اپنے متعلق رکھتے ہو۔ ایک مرتبہ

ایک صحابی نے آپ سے دریافت کیا کہ خداوند تعالیٰ کی نگاہ میں کونسی چیز زیادہ مقبول ہے۔ آپ نے فوراً جواب دیا۔ غلاموں کی آزادی درحقیقت بہت سی مذہبی اور جماعتی لغزشوں کی سزا اسلام میں یہی دیجاتی تھی، کہ غلاموں کو آزاد کردیا جائے۔

مسلمانوں میں ایک غلام بادشاہ بن سکتا ہے۔ اپنے آقا کی ایک مدت تک حقیقی اطاعت کے بعد اس کی دختر سے عقد کرسکتا ہے۔ اور ایک نہایت مشہور و معروف خاندان کی سرداری حاصل کرسکتا ہے۔ مسلمان غلاموں نے حکمرانی کی ہے۔ اور شاہی خاندانوں کی بنیاد قایم کی ہے۔ سبکتگیں خاندان غزنوی کا بانی مبانی۔ قطب الدین ایبک دہلی کا اولین مسلمان بادشاہ۔ بلبن جس نے ہندوستان پر نصف صدی کے قریب قاہرانہ حکومت کی، غلام تھے۔ کیا تاریخ عالم کے صفحات میں کہیں اور غلاموں کے ساتھ سلوک کی کوئی نظیر دستیاب ہوسکتی ہے؟

اسلام میں عورت کا مرتبہ

دیگر نہایت مفید عمرانی اصلاح جو حضرت محمد صلعم کی ذات بابرکات کے طفیل عمل میں آئی وہ زمرۂ اناث کے متعلق ہے۔ آپ نے نسوانی رتبہ میں جو اصلاحی اقدام کیا یقیناً تاریخ بنی نوع انسان میں عدیم المثال ہے۔ آپ نے عورت کو وہ مرتبہ عطا کیا جو تاحال علم و خیال میں نہ آسکا۔ آج چہاردہ صد سالہ مدت کے بعد بھی اس کی مثال نہیں پیش کی جاسکتی۔ ایام ماقبل اسلام میں عورت مرد کی ضیافت طبع کے لئے ایک لعبت یا کھلونا خیال کی جاتی تھی۔ تمام ممالک قدیمہ یونان، روم، مصر، ایران، ہندوستان اور چین میں مرد کی نگاہ میں عورت کی منزلت اس قدر پست تھی کہ آج بیسویں صدی میں اس کا تصور بھی قایم نہیں ہوسکتا۔ عورت کو محض اس بنا پر حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا کہ وہ ذہنی حیثیت سے ناقص العقل ہے۔ صرف پیدائش اولاد۔ انتظام امور خانہ داری اس کا مصرف خیال کیا جاتا تھا۔ کرۂ ارض کے کسی حصہ میں عورت مرد کی شریک حیات نہیں تسلیم کی جاتی تھی۔ ایتھنی باشندے بھی جو اقوام سلف میں سب سے زیادہ مہذب اور متمدن تھے بیوی کو خاوند کا بندۂ بیدام تصور کرتے تھے۔ عورت ایک کھلونہ تھی۔ فروخت کی جاسکتی تھی۔ سردار خاندان کے حسب منشا ایک دوسرے میں منتقل ہوسکتی تھی۔ اس کو کوئی ذاتی حقوق حاصل نہیں تھے۔ اپنے والد اور نیز خاوند کی جائداد میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔

اسلام سے قبل کسی مذہب نے عورت کی بہبود کے لئے قدم نہیں اٹھایا۔ حضرت محمد صلعم سے پیشتر کسی پیغمبر کے دل میں نسل انسانی کے نصف حصہ کے مصائب و ناچاریوں کا کوئی احساس موجزن نہیں ہوا۔ نہ یہودیت نہ عیسائیت نہ کسی دیگر مذہب نے اسلام سے قبل عورت کی حمایت کی۔ بلکہ اس کے برعکس اس کی تذلیل کی اور ہمیشہ کے لئے اس کو مرد کی خود غرضی کا شکار بنائے رکھا۔ بعض مذاہب کے پیرو عورت کو "شیطان کا دروازہ" "بے اعتدالی کا راستہ" "اژدھے کا زہر" اور ایک ایسا "طاغوتی آلہ" خیال کیا جاتا تھا جس کے ذریعہ شیطان انسانی روح پر متصرف ہوتا ہے۔ انجیل میں عورت کے متعلق با ایں الفاظ وارد ہے۔ "تیری خواہش تیرے شوہر کے لئے ہوگی۔ اور وہ تیرے اوپر حکمراں ہوگا۔" آج بھی نہایت مہذب مسیحی ممالک میں عورت کی قانونی حیثیت مسلم خواتین کے بالمقابل زیادہ وقیع نہیں۔ حال ہی کا واقعہ ہے۔ انگلستان میں ایک شادی شدہ خاتون اپنے خاوند کی جائداد سے بیدخل تسلیم کی گئی اگرچہ اس کو لحاظاً نصف اولیٰ کا لقب دیدیا گیا ہے۔ انگلستان میں حال ہی میں مجلس مقننہ نے عورت کی قانونی حیثیت کی اصلاح کی جانب توجہ مبذول کی ہے۔

اسلام ہی میں پہلی مرتبہ حقوق نسواں کی پاسداری کی گئی ہے۔ اور اس کو مادر۔ خواہر۔ اور انسانی شریک حیات ایسے مختلف ناموں سے یاد کیا ہے۔ قرآنی نقطۂ نگاہ میں ذہنی اور روحانی ارتقا کے لئے عورت و مرد مساوی الدرجہ ہیں۔ قرآن کریم کا ایک مکمل باب عورت ہی کے حق میں نازل ہوا ہے۔ سورۃ النساء کی اولین آیت میں مذکور ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۔

(ترجمہ) اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو۔ جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پھیلائے۔ اور اللہ سے ڈرو جس کے نام سے (باہمی الفت) طلب کرتے ہو۔ اور قرابت سے ڈرو یعنے اس رحم کی عزت کرو جس میں تم رہے ہو۔ بحقیق اللہ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔" (النساء ۴: ۱)

یہ فرمان الٰہی غیر مسلم مصنفین کے اس اہانت آمیز الزام کا تخطیہ کرتا ہے۔ کہ اسلام میں عورت کو جسم

بے جان تصور کیا گیا ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیمات مذہبی میں عزت نسواں کو ایک اہم رکن قرار دیا۔ آپؐ نے استعارۃً یہ بھی ارشاد کیا کہ جنت زیر پائے مادر ہے۔ آپؐ نے مرد و زن میں مساوات قائم کی۔ فرمایا اگر عورتوں پر تمہارے کچھ حقوق ہیں تو اسی طرح تمہارے اوپر بھی عورتوں کے حقوق ہیں۔ تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں تم ان کا لباس ہو۔ بیوی اپنے خاوند کے گھر میں ملکہ ہے۔ میری امت میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں پر زیادہ مہربان ہیں۔

حضرت محمد صلعم نے عورت کو ایسے حقوق و اختیارات عطا کئے جن کی پیشتر ازیں مثال نہیں ملتی۔ آپؐ نے قانونی حیثیت سے اس کو مرد کا ہم پلہ قرار دیا۔ ترکہ اور جائداد کے معاملات میں ایک مسلم عورت دیگر مذاہب کی عورتوں سے کہیں برتر ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝

(ترجمہ) مردوں کے واسطے اس چیز سے حصہ ہے کہ ماں باپ اور قرابتی چھوڑ گئے ہیں۔ اور عورتوں کے واسطے اس چیز سے حصہ ہے کہ ماں باپ اور قرابتی چھوڑ گئے ہیں۔ اس میں سے تھوڑا ہو یا بہت مقرر کیا ہوا حصہ ہے۔" (النساء۔ ۴: ۷)

لہٰذا چہار دہ صد سال قبل اسلام نے جائداد میں عورت کے حقوق کو فراموش نہیں کیا۔ لیکن انگلستان میں اس کو ۱۸۸۲ء تک یہ حق نہیں ملا۔ فرانس میں آج تک اس پر توجہ ہی نہیں کی گئی۔

ایک مسلم خاتون کو اپنی جائداد کے استعمال و انصراف کا کلی حق حاصل ہے۔ وہ بذات خود کاروبار، بیع و شراء کر سکتی ہے۔ خاوند اس کے معاملات میں دخل نہیں دے سکتا۔ وہ نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ خاوند کے نام سے اس کو کوئی غرض نہیں۔ چنانچہ وہ ایک خود مختار شریک کار اور حقیقی رفیق حیات ہے کوئی بیان عورت کے خلاف منشا جائز نہیں۔ وہ اول اپنی مرضی ظاہر کرتی ہے۔ مرد محض اس کی پیش کش قبول کرتا ہے۔ کوئی مربی اپنی بالغ خادمہ سے اس کی خلاف مرضی عقد نہیں کر سکتا۔ اگر کم سنی میں مربی ازدواجی تعلقات قائم کر لیتا ہے تو وہ حالت بلوغت میں عقد فسخ کر سکتی ہے۔ علاوہ بریں مہر مقرر کئے بغیر کوئی شادی تکمیل پذیر نہیں ہو سکتی۔ خاوند کی وفات کے بعد تقاضائے مہر جملہ قرض خواہوں اور ورثاء کی حق طلبی

پر فوقیت رکھتا ہے۔ جس طرح مرد عورت کو طلاق دینے کا حق رکھتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی مرد کو طلاق دینے کا حق رکھتی ہے۔

اسلام میں عورت کا مرتبہ اس قدر افضل ہے۔ مسلمان عورت کو معصیت کے خلاف سامان حفاظت خیال کرتے ہیں نہ کہ بداعتدالی کا راستہ۔ حملہ شیطان کے خلاف ایک مضبوط قلعہ تصور کرتے ہیں، نہ کہ شیطان کا مدخل۔ نیکوکاری کی مشعل ہدایت شمار کرتے ہیں۔ جو خواہش نفسانی کی طوفان خیز امواج کے تلاطم سے جہاز کو غرقابی سے نجات دلاتی ہے۔ نہ کہ طاغوتی آلہ جو انسانی روح پر مسلط ہے۔ ایک مسلمان کے نزدیک ایک نیکوکار بیوی کی حقیقی محبت حیوانی جذبات کو ملکوتی صفات سے متبدل کر سکتی ہے

لہٰذا اسلامی ممالک میں عورت کی ذاتی حیثیت دیگر ممالک کے برخلاف نہایت افضل ہے۔ اگر بعض مقامات میں اسلامی خواتین تعلیمی نقطہ نگاہ سے پست ہیں اور جماعت میں ان کو کوئی مناسب مرتبہ حاصل نہیں، اس کی وجہ محض تمدن کا فقدان ہے۔ اسلامی قوانین میں کوئی سقم نہیں۔

مسلمانو! بقا کی زندگی لے لو

اور

دنیا کو زندہ کر دو

دنیا نزع کی حالت میں ہے۔ سکرات اس پر طاری ہو چکی ہے۔ اگر مسلمان متحد ہو گئے۔ اگر مسلمانوں نے اتفاق کر لیا۔ اور مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو گئے۔ اگر مسلمانوں نے اپنے تفرقے مٹا ڈالے تو مسلمانوں کو بقا کی زندگی حاصل ہو جائیگی جس کے بعد دنیا میں امن قایم ہو جائے گا اور دنیا دوبارہ زندہ ہو جائے گی

(خادم۔ کشفی شاہ)

تحریک اتحاد اسلامی

اسلام سے قبل عرب کے جاہل ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے ایک گروہ دوسرے کو ہر وقت تباہ کرنے کیلئے فتنے پیدا کیا کرتا تھا۔ اسلام نے ایسا جلوہ دکھایا کہ صدیوں کی عداوتیں فرو ہو گئیں اور ہر ایک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا بھائی بھائی ہو گیا۔

آج بھی مسلمانوں کو جہالت نے گھیر رکھا ہے۔ اب اُن کو اسلام کی پاکیزہ و منور روشنی کی طرف دعوت دیجاتی ہے کہ اپنے تفرقے مٹا ڈالو حسد بغض عناد۔ ترک کر کے بھائی بھائی بن جاؤ تاکہ دنیا میں پھر دوبارہ اتحاد اسلامی قایم ہو جائے۔

(خادم۔ کشفی شاہ)

یورپ اور اسلام

ذیل میں اس پورے خطبہ کا ترجمہ ہدیۂ قارئین کرام ہے جو یورپ کی مسلم کانگرس منعقدہ جنیوا کی رسم افتتاح کے موقعہ پر ڈاکٹر زکی علی نے دیا۔ (مدیر)

میری عزیز مسلم بہنو اور بھائیو!

دنیا کے موجودہ اصل حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اگر یورپ مذہبی، تہذیبی سیاسی اور اقتصادی نقطۂ نگاہ سے اسلام کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کی قدر کرنے کے لئے تیار ہو تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ اس حقیقی اور دائمی امن کے قیام کے لئے زبردست قدم اٹھائیں۔ جس کے لئے سب لوگ دل سے آرزومند ہیں۔ اسلام نے جس کے متبعین کی تعداد تمام کرۂ ارض پر چالیس کروڑ ہے دنیا میں نہایت عظیم الشان جگہ حاصل کی۔ اور بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا۔ کیونکہ اسلام محض ایک مذہب ہی کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ ایک ایسی تہذیب بھی ہے جو نہایت متضاد عناصر پر مشتمل ہے۔ مگر با ایں ہمہ ایک نمایاں اور ممتاز وحدت اس میں پائی جاتی ہے۔

چند خود مختار ریاستوں کے ماسوائے اسلامی ممالک کی اکثریت یورپ کی دول عظمیٰ کے زیر نگیں اور ان کے زیر اثر ہے۔ یہ تمام مسلمان اقوام آزادی اور حقوق میں مساوات حاصل کرنے کے لئے پیہم مصروف جدوجہد ہیں۔ امن عالم کی موجودہ سخت ترین بے قراری اور مشکلات کے ہوتے ہوئے یورپ پر یہ لازم ہے کہ دنیا میں قیام امن کی خاطر اسلام کی طرف اپنی توجہ کو بڑھائے اور مسلمانوں کے ساتھ دوستی اور محبت کا رشتہ جوڑے۔

لیکن بدقسمتی سے اسلام کو یورپ میں اب تک بہت کم عزت اور عدل و انصاف کا حق حاصل ہے اور غلط فہمیوں اور شکوک و شبہات کی حالت اب تک قایم ہے۔ اس کی وجہ درحقیقت یہ ہے کہ عام مسیحی آبادی کو اسلام اور مسلمانوں کے متعلق بالکل باطل خیالات میں رنگا گیا ہے۔ صدہا سال تک اسلام کے خلاف بہتانات، بغض و تعصب، سب و شتم اور کذب و افترا یورپ اور یورپین قلوب میں پرورش پاتے رہے ہیں، ایک زبردست معاندانہ پروپگنڈا جس کی تہہ میں دشمنوں، ملوکیت پرستوں اور مذہبی تعصب سے

سرشار مصنفین کا ہاتھ کام کر رہا تھا، مذہب اسلام، اس کے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے متعلق خیالات، عامہ کو مسموم کرتا رہا۔ کتب تواریخ جو یورپین سکولوں میں بچوں کو پڑھائی جاتی تھیں، اسلام اور اس کی تاریخ کے متعلق اس طرح غلط بیانیوں سے بھری ہوئی تھیں کہ وہ یورپین بچے بڑے ہو کر اسلام اور مسلمانوں سے نفرت ہی اپنے دل میں رکھیں۔ ان عام الزامات میں سے جو مغرب میں اسلام پر لگائے جاتے تھے چند ایک یہ ہیں :-

(۱) اس مذہب میں رواداری نہیں۔

(۲) اس کی تعلیم سائنس اور موجودہ ترقیات سے مطابقت نہیں رکھتی۔

(۳) تعدد ازدواج کی اس نے حمایت کی ہے۔

یہ ان باطل الزامات میں سے جو اسلام پر لگائے جاتے ہیں صرف چند ایک کے نام ہم نے لئے ہیں۔ میرے لئے اس سے بہتر اور کوئی بات نہ ہوگی کہ ان بے بنیاد الزامات کے جواب دینے کے بجائے بعض نامور اور غیر طرفدار یورپین محققین اور مستند لوگوں کی بعض تحریرات نقل کر دوں :-

پروفیسر گسٹن (Gaston) نے جو جنیوا یونیورسٹی میں تاریخ طب کے پروفیسر تھے۔ لکھا ہے :- "مسلمان جانتے تھے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان خوبصورت الفاظ کو کس طرح عمل میں لانا ہے کہ "علم سیکھو جو خدا کا خوف سکھاتا ہے۔ جو شخص علم رکھتا ہے اس کی عزت اور محبت کی جاتی ہے۔ علم انسان کو غلطی اور گناہ سے بچاتا ہے۔ علم زندگی کی راحت و آرام اور تکالیف و مشکلات میں انسان کی رہبری کرتا ہے علم سکھانا نمازوں کا درجہ رکھتا ہے"

تھوڑا آگے چلکر اس نے لکھا ہے :- "اسلام دوسرے مذاہب کے خلاف ایک اعلیٰ اخلاقی ضابطہ اور ایک صحت بخش قانون لیکر آیا۔ اور پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا "صاف ستھرا رہنا پرہیزگار رہنا ہے" اور علم دو قسم کا ہے۔ ایک جسمانیات کا علم اور دوسرے روحانیات کا یعنے مذہب۔ غسل اور وضو کا رواج اور منشیات کی ممانعت، شادی کے لئے تاکید، عصمت کے خطرے میں ہونے کی صورت میں شادی کو لازم ٹھیرانا اور گمراہ مردوں سے عورت کی حفاظت یہ تمام قوانین جو اسلام نے نافذ کئے ہیں۔ اخلاقی طور پر صحت بخش حالات کو پیدا کرنے والے ہیں۔ جو نہایت اعتدال کی صورت رکھتے ہیں۔

پروفیسر ایڈورڈ مانٹیٹ جو جنیوا یونیورسٹی کے ریکٹر اور ایک نامور مستشرق تھے۔ جنھوں نے قرآن کریم

کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا لکھتے ہیں کہ:۔" اسلامی اصلاحات نے ایک وسیع ترقی کا راستہ ممکن کردیا، تاکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نسل انسانی کے ایک عظیم الشان محسن صحیح طور پر ثابت ہوں ۔۔۔۔۔ انہوں نے ایک نہایت شاندار عمارت کی پختہ بنیادیں رکھیں۔ ایک ایسی عمارت جو اب تک مرور زمانہ کے تھپیڑوں کا مقابلہ کر رہی ہے۔"

جے بارتھولیمی سینٹ ہیلیر لکھتے ہیں:۔" تاریخ کے غیر جانبدار صفحات کوئی دوسری رائے ظاہر نہیں کرسکتے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت تاریخ میں ایک غیر معمولی اور ایسے عظیم الشان انسان کی ہے جو سطح ارضی پر کبھی پیدا ہوا ہو ۔۔۔۔۔۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و قیمت کو پورے طور پر سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے مذہبی و قومی تعصبات کو دور کردیں۔"

بیرن کار یا ڈی واکس جیسا ممتاز مستشرق لکھتا ہے کہ:۔" محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک فلاسفر کی حیثیت سے ایک دانا، عیوب سے مبرا اور عملی انسان سمجھا جاسکتا ہے جو ایک مابعد الطبیعاتی سے بڑھکر حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے ایک شاندار اور پختہ علم دین کی بنیاد رکھی۔"

اب اے معزز خواتین اور حضرات! کتنی دیر تک غلط خیالات اور باطل تصورات، اسلام کے متعلق موجود یورپ میں پرورش پاتے اور اس کے بڑھنے والے بچوں کے دلوں میں جگہ پکڑتے رہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ منافرت بددلی اور شکوک و شبہات پیدا ہوتے رہتے۔ کس طرح سے ہم ان سب کو دور کرنا اور اس کی جگہ خوشدلی اور باہمی مفاہمت کا بیج بونا چاہتے ہیں؟

ایک مقدس کام ہمارے سامنے ہے جس میں یورپین لوگوں کے سامنے اسلام کی ایک جھلکتی سی تصویر پیش کرنا، اسلامی کلچر کے سمجھنے میں ان کی ذہانت کو تیز کرنا اور بڑھانا اور اسلامی تہذیب کی شان و شوکت کا انہیں قائل کرنا ہے۔ اس اعلیٰ ترین مقصد کے حصول کے لئے تمام علمی ذرائع کا استعمال ضروری ہے۔ اب اس بلند مرتبہ کام کو تکمیل تک پہنچانے کا وقت آگیا ہے۔

ایک سمجھدار یورپین پر یہ روشن کردینا چاہیئے کہ اسلام کا مقصد ایک عالمگیر انسانی برادری قائم کرنا ہے۔ اور وہ برادری عملی طور پر دائرہ اسلام کے اندر پیدا ہوچکی ہے۔ اسے بتا دینا چاہیئے کہ اسلام نے انسان کے حقوق مساوی طور پر قائم کئے ہیں۔ اسے آزادی ضمیر عطا کی ہے۔ اور موجودہ تہذیب کی دیگر شاندار فتوحات یورپ سے صدیوں پہلے اس نے حاصل کیں۔ یہ بھی ان پر واضح کردینا چاہیئے کہ اصل اسلام نے عورت کو آزادی دی ہے

اور اسے مرد کی برابر کی رفیق حیات اور اس کی حصہ دار قرار دیا ہے۔ یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ اسلام نے ہر زمانہ میں انسانی ترقی کو تسلیم کیا ہے۔ اور حصول ترقی کی کوشش کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ یہ بھی یورپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلم برادری میں حقوق کے لحاظ سے ذات اور نسل۔ رنگ، جماعت، اور مرد و عورت کا کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا۔ اور کہ اسلام کا اخلاقی ضابطہ بالکل سادہ ہے۔ اور تمام زمانوں اور سب اقوام کے حالات سے مطابقت کی شاندار اہلیت اس میں پائی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے اسلام کا معقولیت سے کامل اتحاد ہے۔ اور انسانی روح اور عقل و فکر کو وہ اپیل کرتا ہے۔ اسلام ایک عالمگیر نظام قایم کرنا چاہتا ہے جو یقینی طور پر امن پیدا کرنے والا اور عدل و انصاف کی اہلیت رکھتا ہے۔ فی الحقیقت اسلام کے تمدنی اور اخلاقی ضابطہ میں یورپ کو ایک ایسا لائحہ عمل مل سکتا ہے جو موجودہ یورپین تہذیب کے دوبارہ نظم ونسق میں بہت کچھ مدد و معاون ثابت ہوگا۔ مشرق و مغرب کی باہمی مفاہمت اور قدر شناسی، اور مخلصانہ طور پر مل کر کام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یورپ مسلم اقوام کے حقوق کو پورے طور پر تسلیم کرلے اور ان کے کلچر اور روایات کی عزت کرے۔

میں اس خطبہ کو ختم کرتے ہوئے ایک دفعہ پھر اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں کہ اسلام دنیا کے لئے ایک ایسا نصب العین پیش کرتا ہے جس سے آگے قدم نہیں بڑھایا جاسکتا۔ اور انسان کو ایک ایسی بلند ترین منزل مقصود کی طرف لے جاتا ہے جس سے آگے انسانی ذہن کی رسائی مشکل ہے۔

مسلمانو! دلوں کو صاف کرلو

تاکہ حسد بغض اور اغراض پرستی کا خاتمہ ہو جائے اور جو ذلت تم پر طاری ہے، وہ دور ہو جائے۔ خدا وحدہٗ لاشریک اور اس کے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے پورے پورے وفادار بنجاؤ۔ تاکہ اغیار کی غلامی دور ہو اور خدا و رسول ؐ کے فرمانبردار غلام بن جاؤ۔ اپنے دلوں میں اخوت و مساوات کے جذبات پیدا کرو تاکہ مسلمانو! تمہارے دل صاف ہو جائیں ؛

(خادم ۔ کشفی شاہ)

مسلمانو! اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو

اور اپنی خانہ جنگی کو چھوڑ دو۔ نااتفاقی کو مٹا ڈالو۔ اپنے تمام فروعی اور ذاتی جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ ابھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔ رحمت باری کا نزول ہونیوالا ہے کھوئی ہوئی عظمت واپس ملنے والی ہے ذلت کے دن ختم ہونے کا وقت آگیا ہے۔ صبح صادق کا وقت قریب آگیا ہے خزاں کے ایام ختم ہو گئے ہیں گلشن سرسبز ہونیوالا ہے آؤ مسلمانو! اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو ؛

(خادم ۔ کشفی شاہ)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

(از جناب آنربل ایم۔ ٹی۔ اکبر صاحب جج۔ کالمبو۔)

(نمبر ۱)

سب سے پہلی چیز جس پر ایک مسلمان کو ایمان لانا اور اس کا اقرار کرنا ضروری ہے وہ مندرجۂ بالا کلمۂ طیبہ ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے اور دوسرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ پہلا نصف حصہ پھر دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ نفی پر مشتمل ہے یعنی کوئی معبود نہیں جو انسان کی عبادت کے لایق ہو۔ اور دوسرے حصہ میں اثبات ہے۔ یعنی یہ کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی عبادت کے لایق ہے منفی حصہ اس حقیقت پر زور دینے کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات یا اُن میں سے کوئی ایک بھی کسی دوسری ہستی کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی۔ اور نہ وہ اس سے متصف ہو سکتی ہے۔ اور دوسرے اثباتی حصہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ تمام صفات صرف اللہ تعالیٰ ہی میں پائی جاتی ہیں۔ جب انسان اس کلمہ پر غور کرتا ہے تو اس کے گہرے مفہوم اور وسیع معنوں کو دیکھکر حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں تمام مذہب اسلام پایا جاتا ہے۔ غور کرنے پر اس کے معنوں میں ایک طویل اور غیر منقطع راستہ کھل جاتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ غیر فانیت اور ابدیت میں گم ہو جاتا ہے۔ موجودہ علوم معقول اور سمجھدار انسانوں کے دلوں میں اس امر کے متعلق کوئی شک باقی نہیں رہنے دیا کہ یہ کائنات اپنی بناوٹ میں ایسی شاندار اور عجیب و غریب واقع ہوئی ہے کہ عقل انسانی اس بات سے قاصر رہ جاتی ہے کہ اس کے اصل راز کو معلوم کر سکے۔ قلب انسانی جب کبھی قدرت کے رازہائے سربستہ کو معلوم کرنا چاہتا ہے وہ ناکام و لاچار رہ جاتا ہے۔ اور اس بارہ میں مزید تحقیق و تفتیش اس راز سربستہ کو زیادہ الجھانے کا ہی موجب ہوتی ہے۔ کیا آج سے تیرہ سو سال پیشتر قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اللہ تعالیٰ کی مانند کوئی چیز نہیں۔ اور کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ انسانی نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہر واقعہ جو قدرت میں ظہور پذیر ہوتا ہے خواہ وہ بجلی کے نہایت باریک مثبت اور منفی ذرات کی صورت میں ہو یا بہت بڑی اور نمایاں کہکشاں کے اندر۔ اس میں قانون ہی کی حکومت ہمیں نظر

آتی ہے۔ اور یہ قانون اس قدر باریک اور مخفی ہیں اور ایسی وسعت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ کہ ان میں ایک عظیم الشان ارادہ اور سبب کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے جو طاقت و قوت کے اس مظاہرہ کے پیچھے کام کر رہا ہے۔ اور اس کا اصل محرک ہے۔ اگر ایک سائنس داں قدرت کے ہر واقعہ میں بہت محنت کے بعد مخفی قوانین کو معلوم کرتا ہے تو اس امر کے باور کرنے میں کوئی کلام نہیں رہ جاتا کہ اگر تمام صحیفۂ فطرت کو بحیثیت مجموعی لیا جائے تو وہ محض اتفاق ہی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ تمام صحیفۂ فطرت کے پیچھے یقیناً قانون کی حکومت کام کر رہی ہے۔ اور جس چیز کے اندر ہم فانی انسانوں کو گڑبڑ نظر آتی ہے اس کے متعلق یہی کہنا پڑتا ہے کہ سائنسدان اس کے بنیادی ابدی قوانین تک پہنچنے اور ان کا مطلب و منشا معلوم کرنے سے قاصر رہا۔ تمام سائنسدانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام کائنات کسی بہترین ماہر ریاضی کی پیدا کی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن سائنس نے جو طریق اختیار کئے ہیں اُن کے ذریعہ اس کی شناخت سے انسان قاصر رہ جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائنس خارجی مادی دنیا سے تعلق رکھتی ہے۔ جس میں آزمائش اور ناپ تول سے کام لیا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ تک جس کو قرآن کریم میں اول، آخر، ظاہر، باطن، کہا گیا ہے سائنس کے طریقوں سے پہنچا نہیں جا سکتا۔ صحیفۂ فطرت کی ایک پیداوار انسان ہے۔ جس کی بود و باش ایک ایسے ننھے سے ذرے پر ہے۔ جو ایک معمولی سے سورج کے گرد گھوم رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ اور بھی بے شمار سورج چکر لگا رہے ہیں۔ اور یہ انسان کس قدر طاقتوں اور قویٰ، کس قدر اعلیٰ نظریوں اور امنگوں اور لاچاریوں کا دلفریب مجموعہ ہے۔ دو بہت اہم نتائج جو اس سے پیدا ہوتے ہیں وہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کی غیر فانی طاقت اور اس کا خلق عظیم ہے۔ اور دوسری طرف انسان کی قطعی کمزوری، لاچاری اور مجبوری۔ اسلام کا کلمۂ طیبہ انہی دو بلند خاصیتوں کی طرف توجہ کو کھینچنے والا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کو سائنس کے اختیار کردہ طریقوں سے معلوم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ سائنس انسان کے حواس خمسہ پر مبنی ہے اسلام کا کلمہ طیبہ اس حقیقت کا مظہر ہے کہ اگر انسان جیسی ناچیز ہستی نے خدا کو معلوم کرنا ہو اور اس غیر فانی خدا سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل کرنا ہو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ایسا ہو سکتا ہے اور وہ بھی اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ انسان اس رستہ پر چلنے پر راضی ہو جس کو خود اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے ورنہ محدود غیر محدود کو کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اسلامی کلمہ کے دونوں حصّوں میں مضمر ہے۔ بشرطیکہ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے اور ایک دوسرے سے علیحدہ نہ کیا جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ایک انتباہ ہے کہ اگر انسان لا اِلٰہَ اِلّا اللہ کے معنوں کو سمجھنا چاہتا ہے تو اس کا طریق ایک ہی ہے کہ وہ محمد رسول اللہ کے معنوں کو سمجھ لے۔ چونکہ انسان اللہ تعالیٰ کو اپنے حواس خمسہ سے سمجھ نہیں سکتا اس لئے اسلامی کلمہ ہمیں تلقین کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں اس غرض سے بھیجا ہے کہ وہ انسان کو بتائیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم کر سکتا ہے اور اس کے ساتھ مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کون تھے اور آپؐ کا مشن کیا تھا، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان اس وقت تک نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ آپؐ کی تاریخ حیات اور آپؐ کے مشن سے واقفیت پیدا نہ کرے۔ بالفاظ دیگر جب تک وہ قرآن کریم اور احادیث نبوی کو مطالعہ نہ کرے۔ اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنا مشکل ہے۔ پھر صرف یہ بھی کافی نہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ان قوانین اور احکام پر جو اللہ تعالےٰ نے کلام مجید میں انسان کی ہدایت کے لئے نافذ فرمائے ہیں عمل کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اگر ایک مسلمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو ضروری ہے کہ وہ آپؐ کے احکام کی متابعت کرے۔ اور اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو غیر فانی اور قادر مطلق ہے، اس سے محبت کرے گا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہدے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ (آل عمران: ۲۶) یہ آیہ کریمہ اس حقیقت نفس الامری پر شاہد ہے کہ محبتِ الٰہی کا ذکر کرتے رہنا محض زبانی باتیں ہیں۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کو سمجھ ہی نہیں سکتا تو وہ اس سے محبت کیسے کر سکتا ہے۔ جب محدود اور غیر محدود میں باہم کوئی اشتراک ہی موجود نہیں تو انسان کس طرح اللہ تعالیٰ سے شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل کر سکتا ہے۔ جب تک کہ ان طریقوں پر عمل پیرا نہ ہو جو اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل نازل نہ فرمائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومنوں کے ساتھ محبت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بشرطیکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں اور آپؐ کے احکام پر عمل پیرا ہوں۔ سورۂ مائدہ میں مسلمانوں کو یہ زبردست تنبیہ کی گئی ہے کہ یا ایھا الذین اٰمنوا ان یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم۔ (ترجمہ) اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ ایک قوم لائے گا وہ ان سے محبت رکھے گا

اور وہ اس سے محبت رکھینگے۔ مومنوں کے سامنے نرم، کافروں کے مقابلہ میں غالب، اللہ کی راہ میں زور لگائیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے" (۵ : ۵۴)

یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہاں اللہ تعالیٰ کی محبت کو سچے اور خالص ایمان کی ایک لازمی شرط قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے حسب ذیل باتیں ملحوظ رکھنی ضروری ٹھیرائی گئی ہیں:-

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا گہرا اور وسیع مطالعہ، قرآن کریم اور احادیث پر عبور، تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت پیدا ہو۔

(۲) مذہب کے شرائع اور قوانین کی پوری متابعت۔

(۳) اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ایک مومن سے محبت کرے گا۔

(۴) اور مومن کے اندر ایک چھٹی حس پیدا ہو جائے گی جس کو سورۂ النجم میں فواد کا نام دیا گیا ہے۔ اور جس کے ذریعہ سے ایک مومن خدا اور خدا کی بادشاہت کے قریب جا پہنچے گا۔ اور وہ ورا الورا ہستی ایک روحانی شکل میں اسے نظر آجائے گی۔ (ملاحظہ ہو قرآن کریم سورۂ ۲ : آیت ۵۳)

کلمۂ طیبہ کو شروع کرتے ہوئے جو نفی کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تو اس کے اندر ایک تصوف کی بات مضمر ہے جو یہ ہے کہ ایک مطلق دنیا ہے۔ اور ایک باہمی تعلقات کی۔ اور مطلق دنیا میں جہاں کوئی چیز پائی نہیں جاتی اور بالفاظ عمر خیام جہاں نیستی کا سورج طلوع ہوتا ہے وہاں ایک ہی حقیقت پائی جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ کلمۂ طیبہ کے دوسرے حصہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا۔ کہاں سے بھیجا؟ اس میں کوئی شک نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا کی زندگی عطا کی گئی اور آپ کو اس دنیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی سے پکارا گیا۔ پھر کہاں سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جا سکتا تھا، سوائے اس کے کہ اس عالم مطلق سے آپ تشریف لائے ہوں جہاں ایک ہی حقیقت پائی جاتی ہے اور وہ اللہ تعالےٰ ہے۔ جیسا کہ میں ابھی بتا چکا ہوں۔ کلمۂ طیبہ کے پہلے حصہ میں جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے یہ بتایا گیا ہے کہ صفات الٰہی کسی مخلوق چیز میں نہ تو پائی جاتی ہیں اور نہ اس کی طرف منسوب ہو سکتی ہیں۔ اور دوسرے حصہ میں جو ذات الٰہی سے متعلق ہے یہ بتایا گیا ہے کہ وہ تمام صفات اللہ تعالیٰ ہی میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے اس کلمہ میں جو نفی سے شروع ہوتا ہے اس حقیقت پر زور دیا گیا ہے کہ اس تمام صحیفۂ فطرت میں کوئی بھی حقیقت پائی نہیں جاتی۔ اور جو چیز حقیقی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات

پاک ہے۔ اس میں صرف ایک حقیقت کی طرف توجہ کو منعطف کر دیا گیا ہے کہ ہر چیز جو اس کائنات میں پائی جاتی ہے وہ اپنی طاقت، اپنی قدر و قیمت، اپنے اجزاء، اور اپنی ہستی اللہ تعالیٰ ہی سے حاصل کرتی ہے۔ یہی اسلام کا تمام مذہب اور اس کا خلاصہ ہے۔ اور اسی کا نام رضائے الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرنا ہے۔ اور تمام وہ ضروری قوانین جو نماز، روزہ اور حج وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ انسان کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اس صداقت کو جو اس کلمہ طیبہ میں پائی جاتی ہے اپنی روح کے اندر جذب کر لے۔ یہاں تک کہ یہ کلمہ طیبہ نری زبانی دعا ہی نہ رہ جائے۔ بلکہ اس سے گہرا مفہوم اس کے اندر پایا جائے۔ انسان کے اعمال کی پرسش اور جواب دہی آنحضرت صلعم کے فرمان کے مطابق اس کی نیت اور ارادہ پر منحصر ہے۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ فرض نمازوں، روزہ اور حج اور زکوٰۃ کو لِلّٰہ قرار دیا گیا ہے یعنے وہ خدا کے لئے ہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور کسی کا محتاج نہیں (سورہ ۶: آیت ۱۳۳) وہ تمام کائنات سے مستغنی ہے۔ اور اسے اس کی مطلق پروا نہیں کہ ایک مسلمان اپنے مذہب پر عمل پیرا ہے یا نہیں مگر تاہم ہمیں لِلّٰہ نماز پڑھنے اور روزہ وغیرہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں اس بات کو عیاں کیا گیا ہے کہ نماز اور روزے کی اصل غرض یہ ہے کہ اس صداقت کو جو کلمہ طیبہ میں پائی جاتی ہے انسان کے اندرونی ضمیر اور اس کی روح میں ودیعت کر دیا جائے۔ فرض نمازوں میں سب سے پہلی دعا جو پڑھی جاتی ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے (سورہ ۶: آیت ۸۰) جو حسب ذیل ہے:-

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(ترجمہ) "میں اپنے آپ کو اس ذات کی طرف متوجہ کرتا ہوں جس نے آسمان اور زمین پیدا کی اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں۔ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کی ربوبیت کرنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور میں مسلمانوں میں سے ہوں"

اس دعا میں دو موقعوں پر جو یہ کہا گیا ہے کہ نماز پڑھنے والا مسلمان خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرے گا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس میں ایک مسلمان کو محض یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ اس دنیا میں ہر بات میں

صرف اللہ تعالیٰ پر اپنا پورا بھروسہ رکھے اور کسی دوسری چیز مثلاً مال و دولت، دوسروں کے احسانات اپنی شہرت اور اپنے علم وغیرہ پر قطعاً کوئی بھروسہ نہ رکھے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو وہ شرک اور بدبختی کا شکار ہو جائے گا۔ مسٹر یوسف علی کے شاندار ترجمۃ القرآن میں اس نکتہ کو بہت واضح کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو جو نصب العین اپنے سامنے رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ پر ایسا کامل اور پورا بھروسہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی زندگی بھی قربان کر دینے کے لئے تیار ہو جائے گا

خدا کیلئے فرقہ بندی کو چھوڑ کر بنیان مرصوص بنجاؤ

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

(جناب عبد الغنی صاحب بی اے از پھلوال)

وہ مسلمان جنھیں جادہ پیمائے تسلیم و رضا ہو کر دوسروں کے لئے مشعل راہ بننا تھا جنھیں اپنی تعلیمات پر اور ایمان افروز صفات کے باعث اس گمراہ دنیا میں وجود باری تعالیٰ کے ثبوت کے لئے مجسم شہادت ہونا تھا اور جنھیں بارگاہ رب العزت سے خیر الامم کا ممتاز خطاب ملا تھا آج خود ہی قدر گم گشتہ راہ۔ محزون نا آشنا اور ذلیل ہو چکے ہیں کہ ان کی تہذیب، ان کی قومی روایات اور ان کا کامل و اکمل دین لوگوں کے لئے نعوذ باللہ مایہ تضحیک و تمسخر بن چکا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ جن سے قادر مطلق نے خلافت ارضی اور تمکن دینی کا حتمی وعدہ فرمایا تھا ان کی سیاسی عظمت و ہیبت خاک میں مل گئی ہے۔ غربت و افلاس کی وبا انہیں کو ہلاک کر رہی ہے اور وہ صفحۂ عالم سے ہمیشہ کے لئے مٹنے والے ہیں۔

اس بدبختی کے اسباب

اس عالمگیر نامرادی اور بدبختی کے اسباب معلوم کرنے کے لئے جب ہم مسلمانوں کی موجودہ معاشرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسے حالات دیکھنے میں آتے ہیں جن کا نظارہ انتہائی جگر گداز ہے۔ قوم کی قوم غفلت و جمود طاری ہے۔ اچھے برے اعمال، اپنی مصیبتوں اور اپنے دشمنوں کا ذرہ بھر علم نہیں۔ اس کے نام نہاد رہنما انتشار پسند اور تفرقہ پرور بن چکے ہیں اور کم نظری کے باعث اسی کو خدمت اسلام تصور کر رہے ہیں۔ تو کوئی

کہ انہیں تو شریعت اسلام سے کوئی لگاؤ ہی نہیں رہا۔ اور اگر ہے تو صرف اس قدر کہ فرقہ بند لوگوں کے زیر اثر
رہ کر آپس میں خانہ جنگی سے اسلام کی دینی طاقت کو کمزور کر رہے ہیں۔

مسلمان اجتماعی زندگی کے فوائد سے نا آشنا ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کو لاتعداد گروہوں میں تقسیم کر لیا ہے۔ اگر ایک انسان ان گروہوں کی تعداد معلوم کر کے ان کے مخصوص مضحکہ انگیز عقائد کو کتابی صورت میں دیدے تو دنیا حیران رہ جائے کہ یہ مسلمان کس قسم کے انسان ہیں اور کس طرح اپنے آپ کو عالمگیر اخوت اور مساوات کے داعی اور علمبردار کہتے ہیں۔ ان گروہوں کی خود پسندی اور انانیت کا یہ عالم ہے کہ ہر گروہ بزعم خود اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھ کر باقی تمام گروہوں کو کافر و مرتد کہتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں دنیا میں کوئی ایسا مسلمان نہیں پایا جاتا جو ایک نہ ایک فرقہ کے نزدیک (عیاذاً باللہ) کافر نہ ہو۔ صرف ہندوستان کے مختلف فرقوں کے حالات کس قدر المناک اور عبرت انگیز ہیں۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور اہل قرآن، اہل سنت اور اہل تشیع وغیرہ حضرات نے ملت مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے میں کونسا دقیقہ فروگذاشت کیا ہے۔ قصہ یہیں ختم نہیں ہوتا بلکہ جمعیت اسلام کو لیگ اور نقطۂ نگاہ سے بھی انتشار کا شکار بنا دیا گیا ہے۔ اس کی ابتدا کس قدر روحانی مسرتوں اور انسانی ترقیوں کا باعث بنی مگر اس کی انتہا کس قدر اندوہناک نتائج پیدا کر رہی ہے نقشبندی، چشتی، سہروردی وغیرہ بزرگوں کی اپنی اپنی فضیلت کا ایسا غیر متزلزل اعتقاد ہے کہ ان تمام کے لئے تعاون و اشتراک ناممکن ہو چکا ہے۔ مندرجہ بالا تمام گروہوں کی اور بھی متعدد فروعی شاخیں ہیں جو صورت حالات کو بد سے بدتر بنا رہی ہیں۔ علاوہ ازیں بہت غیر اہم و معمولی باتوں پر تکفیر و تفسیق ایک اور مصیبت ہے جو اندر ہی اندر ملت اسلامیہ کو گھن کی طرح کھا رہی ہے۔ اس تشتت و افتراق اور کافر گری کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ہر متحدہ کارروائی اور عمل ختم ہو چکا ہے۔ اور اگر کوئی درد مند مسلمان موجودہ صورت حالات کا رونا روتا ہے اور خدمت قوم کی خاطر تنظیم ملت پر کمربستہ ہوتا ہے تو اس کی آواز صدا بصحرا ثابت ہوتی ہے۔

عجیب و غریب مسائل

اور پھر ان کی باہم جنگ آزمائی کسی اصولی بات پر مبنی نہیں۔ کوئی خاص تمدنی اور معاشرتی مسئلہ اختلاف عقائد اور خانہ جنگی کا باعث نہیں بن رہا بلکہ [illegible] معمولی باتوں کو اہمیت دے کر امت مسلمہ کی تباہی کا سامان پیدا کیا جا رہا ہے۔ کہیں [illegible] کا جھگڑا ہے تو کہیں آمین بالجہر پر نزاع۔ کہیں امکان کذب اور امتناع نظیر کے قضیوں پر [illegible] مسلمانوں کا متاع وقت اور خون ضائع کیا جا رہا ہے تو کہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کے کلی اور جزوی علم غیب رکھنے کا سوال غیب کی طاقتوں کو مخالف بنا رہا ہے مسلمان کس قدر کم فہم تنگدل اور عاقبت نا آشنا بن چکے ہیں۔ اسی قسم کے جھگڑوں نے دولت عباسی کو ملیامیٹ کر دیا۔ ابوالفضل اور فیضی کی اسی قسم کی عاقبت نا اندیشانہ حرکات نے بیت المال کے زرکثیر کو ضائع کرکے سطوت اسلامی پر ضرب کاری لگائی۔ اور انہی لغویتوں کے باعث سپین سے مسلمانوں کا جنازہ اٹھ گیا۔ مگر ان تلخ تجربات نے محمد صلعم کے نام لیواؤں کو ابھی تک زمانہ شناس نہیں بنایا۔ اب تو انہیں دنیا سے سراسر نابود کرنے کی عملی تجاویز اختیار کی جا چکی ہیں۔ وقت ہے کہ وہ سنبھل جائیں اور فقدان بصیرت کے باعث مخالفین کی ظلم آفرینی کو اپنے اعمال سے طاقت نہ پہنچائیں۔ جب کسی قوم کی تباہی کے دن آجاتے ہیں تو اس کے افراد کی بعینہ یہ حالت ہوتی ہے جو ہماری ہے۔

رومیوں کی غفلت اور مسلمانوں کا تسلط

ایک وقت تھا کہ رومیوں کا پرچم اقبال فضائے عالم میں لہرا رہا تھا لیکن ان کی بدبختی کا زمانہ آپہنچا تو انہوں نے بنیادی حیات آفریں باتوں کو نظر انداز کرکے عجیب مضحکہ انگیز مسائل پر بحث آرائی شروع کر دی۔ مثلاً حضرت عیسے علیہ السلام نے پہاڑی کے وعظ کے موقع پر روٹی فطیری کھائی تھی یا خمیری۔ اور کہ آپ کا پاخانہ پاک تھا یا پلید۔ یہی سوالات مومن و مشرک کے درمیان مابہ الامتیاز بن گئے۔ بڑے بڑے مقدس پادری بحث کے دوران میں جوش غضب سے ایک دوسرے پر کرسیاں اٹھا اٹھا کر مارتے تھے۔ ادھر یہ لوگ اس طرح باہم دست و گریباں ہو رہے تھے اور اُدھر سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ ان مجاہدین کو لے کر اس انتشار زدہ قوم پر حملہ کی تیاریاں کر رہا تھا جن کے حیرت انگیز اتحاد و اتفاق کو دیکھکر خداوند تعالےٰ نے انہیں "بنیان مرصوص" کہا تھا۔ الغرض تفرقہ پسند رومیوں کے اعمال کا یہ نتیجہ نکلا کہ قہار خدا کا غضب ان پر نازل ہوا۔ اس کی ازلی سنت پوری ہوئی اور وہ صفحۂ ہستی سے اس طرح مٹا دیئے گئے گویا تھے ہی نہیں۔ اگر آج کل کے مسلمان بھی اسی طرح بیہودہ بحثوں میں پڑے رہے اور قومی تنظیم اور فلاح کی خاطر کوئی کارگر عملی اقدام نہ کیا تو انہیں بھی قاہر اور جابر طاقتیں دنیا سے ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر ڈالیں گی۔

وَهُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ

مجھے یہ دیکھکر سخت حیرت ہوتی ہے کہ مسلمانوں نے اتحاد و اتفاق کے زندگی بخش سبق کو یکسر بھلا دیا ہے نہیں تو بتایا گیا تھا کہ جو شخص فرقہ بند اور تشیع پرور ہو اس کا اللہ اور اللہ کے رسولؐ پر کوئی حق نہیں۔ پھر یہ لوگ محض تفرقہ بازی

کی خاطر حضور رحمۃ للعالمین سے کیوں قطع تعلق کر رہے ہیں؟ انہیں تو کہا گیا تھا کہ وہ اولوالعزم پیغمبروں کے جدامجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے رکھے ہوئے نام سے ایک دوسرے کو پکاریں پھر وہ کیوں خودنمائی کی خاطر اپنے لئے علیحدہ امتیازی نام تجویز کر کے نص قرآنی کی صریح خلاف ورزی پر تلے ہوئے ہیں اور جادۂ تسلیم و رضا سے منحرف ہو رہے ہیں؟ انہیں تو شیرازہ بندی اور یکجہتی کی لامتناہی برکات گن گن کر سنائی گئی تھیں اور بتایا گیا تھا کہ ان سے متمتع ہونے کے لئے ایک ایسی جماعت مسلمانوں میں موجود رہنی چاہئے جو صرف صلح و آشتی کی تلقین کرے۔ پھر ان کے تمام کے تمام علماء اپنی زندگی کا مقصد کیوں محض فرقہ آرائی بنا لیتے ہیں؟

فقید المثال جماعتی نظام

مسلمانوں کا ایک جماعت بن کر رہنا اس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ان کی قرآنی دعائیں بھی اجتماعی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں نماز باجماعت کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ ایک جماعت بننا اور ایک امیر کے ماتحت رہنا سیکھیں۔ انہیں نماز جمعہ باقاعدگی سے پڑھنے کے لئے اس لئے کہا گیا ہے کہ ہفتہ میں ایک بار ایک شہر کے تمام مسلمان اکٹھے ہو کر اپنی اجتماعی مشکلات کا حل سوچا کریں۔ ان کی عیدیں اس غرض سے ہیں کہ تین چار شہروں کے کلمہ گو ایک جگہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو کر خلوص و محبت کے دائرے کو وسیع کر سکیں۔ انہیں زکوٰۃ دینے کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ اپنی قومی احتیاجات کو رفع کرنے کے لئے بیت المال قایم کر سکیں۔ انہیں ہر سال ایک مرکز پر جمع ہونے کی تاکید اس لئے کی گئی ہے کہ وہ دنیا کے ہر گوشہ سے ایک مقررہ مقام پر اکٹھے ہو کر ملی فلاح و بہبود کے لئے تجاویز سوچا کریں۔ مگر رونا آتا ہے کہ مسلمان اس فقید المثال جماعتی نظام کی حقیقت سے بالکل ناواقف ہو چکے ہیں۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا رہے ہیں۔ اسے محض رسمی حیثیت سے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور انہیں انفرادی اہمیت دیتے ہیں۔ حالانکہ لارھبانیت فی الاسلام کا مطلب یہی ہے کہ تمام انفرادی عبادتوں کو بے اصل قرار دیا گیا ہے۔

فقیری بجز خدمتِ خلق نیست!
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

تمام کلمہ گو بھائی ہیں!

رسول عربی کافۃ الناس کے لئے نذیر ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کے نازل ہونے کا مقصد تبھی پورا ہو سکتا ہے کہ تمام روئے زمین کے انسان اسلام قبول کر لیں اور امت واحد اپنی دانش و بینش کا عملی ثبوت دے۔

اور اس مقصد رفیع کے حاصل کرنے میں صرف وہی شخص مد ہو سکتا ہے جو سہ

"ما برائے وصل کردن آمدیم سنے برائے فصل کردن آمدیم"

کا صحیح معنوں میں قولاً و عملاً مصداق ہو۔ "ولکلِ قومٍ ھاد" کی ہدایت کی غرض و غایت بھی یہی ہے کہ ایسی مقصد جلیل کے حاصل کرنے میں خود بانیٔ شریعت حقہ کا نام مبارک حائل نہ ہو اور مسلمان دوسری اُمتوں کے متعلقین کو بُرا بھلا کہہ کر تمام جہان کو محمد صلعم اور اُن کی مبارک تحریک کے مخالف نہ بنا لیں۔ اسلام نے اسی بلند نصب العین کی خاطر باہمی تعلقات کی حدود کو نسلی، لونی، ملکی اور جغرافیائی حد بندیوں سے بالاتر قرار دیا ہے۔ اور تمام عالم کے کلمہ گو لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ یہ ہے اسلام کی ہمہ گیر اخوت و مساوات اسلام کا تمدن اور اسلام کا دنیا میں مقصد وحید۔ اب میرے مکفر اور فرقہ بند بھائی ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں اور دیکھیں کہ اسلام کس قدر وسیع القلبی اور فراخ حوصلگی کا درس دیتا ہے۔

بنا بریں فطرت نے اسلام کو دین فطرت کہا ہے۔ یعنی جس طرح ایک انسان کھانا کھانے کے فطری تقاضے کو پورا نہ کر کے موت کے پنجہ میں گرفتار ہو جاتا ہے اسی طرح اس مبارک مذہب کے اصولوں کو ترک کر کے نوع انسانی اجتماعی بلاؤں کا شکار بن جاتی ہے۔ مسلمانوں نے سررشتۂ دین الٰہی کو چھوڑ کر انتہائی تلخ تجربہ اٹھایا ہے ابھی اُن کے سنبھلنے کے لئے کافی فرصت ہے۔ اور اگر انہوں نے تفرقہ جوئی کو خیرباد کہہ کر اپنے اعمال کی اصلاح کر لی اور سچے مومن بن گئے تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خداوند کریم وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ یہ زمین اور اس کی نعمتیں، آسمان اور اس کے نور آفریں اجرام، دنیائے آخرت اور اس کے روح پرور انعامات صرف انہی کے لئے ہیں۔ ساتھ ہی وہ قابل رشک طور پر باعتبار ہو جائیں گے اور ان تمام نعمتوں سے کمال فیاضی اور سیر چشمی کے ساتھ باقی انسانوں کو بھی بہرہ اندوز کریں گے۔ اور نوع انسانی کے حقیقی محسن کہلائیں گے۔

(از اخبار انقلاب لاہور۔ ۹ر فروری ۱۹۳۶ء)

عرضداشت

ناظرین کرام مکاتبت کے وقت اپنا خریداری نمبر تحریر فرما دیا کریں تاکہ تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ ہو اور اپنا نام اور پتہ خوشخط لکھا کریں۔

(مینیجر)

قطعۂ خیر مقدم عالیجناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے بی ٹی امام مسجد ووکنگ

بوقت تشریف آوری بہ یتیم خانہ اسلامیہ میسور

مرحبا عبد المجیدِ نیک خو عالی خصال ‏ اے امام مسجد ووکنگ اے فرخندہ فال
اے سراجِ محلسِ دینِ متین مصطفےٰ ‏ نیر برج سعادت کوکب فضل و کمال،
تم وہ ہو جس نے کہ نابینا کو بینا کر دیا ‏ تم وہ ہو جس سے ہزاروں نے کیا کسب کمال
تم وہ ہو جس نے کہ نادانوں کو دانائی کے ساتھ ‏ کر دیا دم میں مطیعِ حکمِ حق بے قیل و قال
تم نے بیدینوں کو دین حق کا پیرو کر دیا ‏ باتوں باتوں ہی میں دم کے دم میں بے جنگ و قتال
شہرۂ آفاق تبلیغ صداقت میں ہو تم ‏ فی زمانہ کم نظر آتا ہے تم سا باکمال
مسلم لندن تمہارے فیض سے ہیں مستفید ‏ ہے رہین منت وافر ہر اک کا بال بال
کالے کوسوں جاکے کرتے ہو جو خدمت دین کی ‏ اجر اسکا تم کو دے گا لایموت و لایزال
جاگ اٹھی قسمت یتیموں کی بحمد اللہ آج ‏ آپ نے تشریف لا کر کر دیا ہم کو نہال
بیکسوں کی دلنوازی کا صلہ اللہ دے ‏ آپکو اے نیک طینت نیک خو عالی خیال
خامشی حدِ ثنا ہے اور ہم سے اے مجید ‏ آپکی توصیف میں تو لب کشائی ہے محال
ہم یتیموں کی یہی بس رات اور دن ہے دعا ‏ پیروئِ مصطفےٰ میں رکھے تم کو ذوالجلال
اپنے افضال وکرم سے آپ کو اس دہر میں ‏ حق پژوہی حق سگالی میں خدا بخشے کمال
ہوں صداقت کے زبان و دل تمہارے ترجماں ‏ راستبازی سے ہو مملو آپ کا حال اور قال
حق کی تبلیغ و اشاعت سے اثاث زندگی ‏ دولت علم و عمل ہے ایک گنج لازوال
کارفرما ہوں جہاں بطلان حق کے کارگر ‏ صف شکن باطل کا اس جا ہو ترا سچا مقال

خوش رہو جب جا رہو حق کی اشاعت میں مجید
بے غل و غش عمر کے گزریں تمہارے ماہ و سال

(گزرانیدہ :- ایتام یتیم خانہ اسلامیہ میسور)

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کی ذیل کے طریقوں سے امداد ہو سکتی ہے

(۱) یکمشت عطیہ کی صورت میں کچھ امداد دیں (۲) اپنی ماہوار آمد میں سے کچھ حصہ مقرر کر دیں جو ماہ بماہ مشن کو پہنچتا رہے (۳) ششماہی یا سالانہ رقم اس کار خیر کیلئے ارسال کریں (۴) رسالہ اسلامک ریویو کی خود بھی خریداری کریں اور انگریزی دان احباب کو بھی تحریک خریداری فرمائیں سالانہ چندہ ہے۔ (۵) یورپ امریکہ اور دیگر انگریزی دان مسیحی ممالک کی پبلک لائبریریوں میں مسلم بھائی اپنی طرف سے بطور صدقہ جاریہ تبلیغ اسلام کی خاطر متعدد کاپیاں رسالہ اسلامک ریویو کی مفت جاری کرائیں اس رسالہ کے ذریعہ ان کی طرف سے اسلام کا پیام غیر مسلموں تک پہنچتا رہیگا اس صورت میں سالانہ چندہ پانچ روپے ہے (۶) رسالہ اشاعت اسلام اردو ترجمہ رسالہ اسلامک ریویو کی خریداری فرمائیں اس کا حلقہ اثر وسیع فرمائیں اس کا سالانہ چندہ ہے اور ممالک غیر کیلئے ہے۔ (۷) ووکنگ مسلم مشن سے جس قدر اسلامی لٹریچر انگریزی میں شائع ہوتا ہے جو کتابوں ٹریکٹوں اور رسائل کی صورت میں ہوتا ہے اسے خود خریدیں۔ یورپ و امریکہ کے غیر مسلمین میں اسے مفت تقسیم کرا کر داخل حسنات ہوں تا کہ اسلام کا دلفریب پیام اس لٹریچر کے ذریعہ ان تک پہنچتا رہے اس مقصد کیلئے دفتر مشن ووکنگ میں مسیحی غیر مسلموں اور غیر مسلم مسیحی لائبریریوں کے ہزاروں پتے موجود ہیں جن کو آپکی طرف سے مفت لٹریچر بھیجا جا سکتا ہے اور اسکی ترسیل کی رسید ڈاکخانہ کے تصدیقی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ آپ تک پہنچا دیجائیگی (۸) شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں ہر سال بڑے تزک و احتشام سے عیدین کے تہوار منائے جاتے ہیں جن میں بارہ صد کے لگ بھگ نفوس کا مجمع ہوتا ہے نماز خطبہ کے بعد کل مجمع کو مشن کی طرف سے دعوت دی جاتی ہے جس پر مشن کو ڈیڑھ صد پونڈ (قریباً اٹھارہ صد روپیہ) کا ہر سال خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے مسلم احباب اس مد میں امداد فرمائیں (۹) ہر سال مسجد ووکنگ کے زیر اہتمام جلسہ عید میلاد النبی صلعم ہوتا ہے اس پر بھی زر کثیر خرچ ہوتا ہے جس میں کوئی نہ کوئی نومسلم حضرت نبی کریم صلعم کے اخلاق فاضلہ یا سوانح حیات پر بصیرت افروز تقریر کر کے غیر مسلمین احباب کو اس شخصیت کاملہ سے روشناس کرتا ہے اس سعید تقریب پر بھی مشن کو خرچ کرنا پڑتا ہے۔ (۱۰) اپنی زکوٰۃ کا ایک کثیر حصہ مشن کو دیں۔ قرآن کریم کی رو سے اشاعت اسلام کا کام۔ زکوٰۃ کا بہترین مصرف ہے۔ (۱۱) فطرانہ عید میں اس کار خیر کو نہ بھولیں (۱۲) عید قرباں کے روز قربانی کی کھالوں کی قیمت سے اللہ کے اس پاک کام کی امداد فرمائیں (۱۳) اگر آپ کا روپیہ بنک یا ڈاکخانہ میں جمع ہو تو اس کا سود اشاعت اسلام کے لئے ووکنگ مشن کو دیں۔ علماء کرام نے اس کے متعلق فتویٰ دیدیا ہے کہ اسلام کی اشاعت میں یہ سود صرف ہو سکتا ہے۔ اگر آپ سود کی ان رقوم کو بنک یا ڈاکخانہ وغیرہ سے نہ لیں گے تو اسلام کی حمایت و اشاعت کے بجائے یہ رقم دشمنان اسلام کے ہاتھ میں چلی جائیگی جو اسے عیسائیت کی تبلیغ اور اسلام کے خلاف استعمال کریں گے۔ (۱۴) ہر قسم کی نذر۔ نیاز۔ صدقہ۔ خیرات۔ زکوٰۃ بھینٹ کا بہترین مصرف ووکنگ مسلم مشن ہے۔

جملہ ترسیل زر بنام:- فنانشل سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب۔ (ہندوستان) ہو۔

خط و کتابت بنام:- سکرٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔ پنجاب۔ (ہندوستان)، فرمائیں :- قاری کا پتہ "اسلام" لاہور۔ (پنجاب۔ ہندوستان)

نبوت کا ظہور اتم

صفحات ۳۴۴ — قیمت ۱ر

المعروف بہ

نبی کامل صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ مسلم مشنری امام مسجد ووکنگ انگلستان کی شہرۂ آفاق تصنیف دی آئیڈیل پرافٹ کا سلیس اور نفیس اردو ترجمہ بمعہ مقدمہ و تمہید

حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمات اسلام جو آپ نے محض اللہ کے فضل سے بلاد مغرب میں انجام دیں۔ اب کسی تشریح یا تعارف کی محتاج نہیں۔ مسلم اور غیر مسلم دونوں اس امر کا اعتراف کر چکے ہیں۔ کہ آپ نے اسلام اور بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بہترین پیرایہ میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس کے علاوہ اُن غلط بیانیوں کا بھی حتمی طور پر ازالہ کر دیا۔ جو دشمنانِ اسلام نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے متعلق مغرب میں پھیلا رکھی تھیں۔ آپ کو نہ صرف تبلیغ و اشاعت کا تجربہ تھا۔ بلکہ اکابر مشاہیر انگلستان سے تبادلۂ خیالات اور اُن کی تقاریر سننے کے موقع بھی پیش از بیش آپ کو ملے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ جو تحریر بھی آپ کے قلم سے نکلی ہے۔ وہ نہ صرف عالمانہ اور محققانہ تھی بلکہ وسعت و پختگیٔ خیال کے ساتھ ساتھ اپنے اندر تشفی کا سامان بھی رکھتی۔ جو لوگ آپ کی تصانیف کا مطالعہ فرما چکے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے خواجہ صاحبؒ کو اظہار مطالب کے لئے غیر معمولی لیاقت عطا فرمائی تھی۔ نیز آپ کا اسلوب بیان اس قدر مدلل اور دلپذیر ہوتا تھا۔ کہ کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔

مندرجہ بالا کتاب میں اُن تمام خوبیوں کے علاوہ وہ خصوصیات اور بھی ہیں اول تو یہ کہ باعتبار نوعیت مضامین و ندرت خیالات و جدت اسلوب اس سے پہلے کوئی کتاب اس رنگ میں نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب کا اسلوب بیان جو انشا پردازی کی جان اور نظم کا دین و ایمان ہے۔ بالکل اچھوتا اور نرالا ہے۔ اور اسی صفت نے اس نثر کی کتاب کو نظم کی طرح دلکش و رنگین بنا دیا ہے۔ آنحضرت صلعم

ملنے کا پتہ :- خیبر مسلم بک سوسائٹی - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب

صحیح معنوں میں تاریخی شخصیت کے حامل ہیں۔ آپؐ کو اشرف الانبیاء اور اکمل الرسل تسلیم کرنے کے دلائل۔ عقل کی باتیں پرندوں سے بھی مل جاتی ہیں۔ لیکن قول بغیر تائید با آور نہیں ہوتا۔ مسیحیت کی تاریخ ظلم و ستم کی داستان ہے۔ جن اخلاقی اصولوں کی دوسرے انبیاء نے تعلیم دی تھی۔ یہ ضروری نہیں کہ انہوں نے اس پر عمل کر کے بھی دکھایا ہو۔ چند دعاؤں یا چند بد معجزات یا چند بد دعائیں دینے سے یا چند مواعظ بیان کرنے سے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ نبی کی بعثت کی علت غائی یہ ہے۔ کہ انسانیت کو ارتقائی مدارج طے کرائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی جملہ شرائط بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یسوع پر بغاوت کا الزام لگایا گیا تھا۔ ڈاکٹر زویمر کی عدم واقفیت بلکس دنیا کی ابتدا اور انتہا ہے۔ اور منجی بھی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔

ختم نبوت کی تشریح۔

باب سوئم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا کی حالت

ظہور اسلام سے قبل دنیا پر اخلاقی۔ ذہنی اور روحانی لحاظ سے تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ مسیحیت ناکارہ ہو رہی تھی۔ دوسرے مذاہب بھی تاثیرات سے خالی ہو چکے تھے۔ کل دنیا میں جہالت کا دورہ تھا۔ اور ایک اولوالعزم پیغمبر کی ضرورت تھی۔ مسیحؑ اور موسیٰؑ دونوں ایام تہذیب میں مبعوث ہوئے تھے۔ لیکن آنحضرت صلعم اشد جہالت کے موقعہ پر اصلاح کے لیئے مبعوث ہوئے۔ جبکہ دنیا کا اخلاقی مطلع سخت تیرہ و تار ہو رہا تھا۔ مسیحیت بت پرستی کا شکار ہو چکی تھی۔ اور وحی الٰہی اوہام باطلہ میں دب کر رہ گئی تھی۔ قرآن مجید اپنے نزول کی وجہ بیان فرماتا ہے۔ ڈین اِنجی اور تجدید کلیسیا گویا قرآن شریف کی ضرورت کا اعتراف۔ تحریک جدید کے تقاضوں کی قرآن مجید میں پیش بندیاں۔ اصلاح سے کلیسیا میں اصلاح نہ ہو سکی۔ کیونکہ وہ ایک سیاسی تحریک تھی۔ وحی آسمانی کے لیئے ہمہ گیری شرط ہے۔ مسیحیت نقائص سے مملو ہے۔ جدید معلمین کلیسیا کی کوشش۔ انسان مذہب قائم نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کا عقیدہ از سر نو دنیا میں قائم کر دینا گویا تمام لوگوں پر اک احسان ہے۔ عقیدہ تثلیث دراصل مشرکانہ خیالات سے ماخوذ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مسیحیت مختلف مذہبی مباحث کی جولان گاہ بنی ہوئی تھی۔ شرک فی التوحید اب رو بہ تنزل ہے۔

باب چہارم

بعثت عظمےٰ

مسیح اور موسیٰ کی رسالت مختص بالقوم تھی۔ لیکن آپ کی رسالت عالمگیر ہے۔ کیونکہ دُنیا عالمگیر پیغام کی خواہشمند تھی۔ بشپ آف لنڈن اور بعثت مسیح۔ ان کے خیالات کی تنگ نظری قرآن مجید اور مسئلہ ارتقاء قرآن مجید نے اس مسئلہ کو سب سے پہلے صحیح طور پر سمجھایا۔ آنحضرت صلعم نے دُنیا کو علوم جدیدہ کا پیغام دیا۔ آپ کے پیغام کی عالمگیریت۔ آپ ہی نے سب سے پہلے انسان کی مخفی قوتوں اور نقائص سے آگاہ کیا۔ نقائص کو دور کرنے کا اور خوبیوں کو ترقی دینے کا طریقہ سمجھایا۔

باب پنجم

شخصیت کامل

آپ عظیم الشان شخصیت کے مالک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کے بزرگ ترین انسانوں میں سے ہیں۔ "ڈیلی اکسپریس"۔ آپ اپنے صادق ہونے پر نہایت مستحکم ایمان رکھتے تھے۔ دیرینہ عیوب اور باطل عقائد کا مقابلہ کرنے میں نہایت جری اور بے خوف تھے۔ آپ نے کبھی دوسروں سے مدد کی خاطر دل خوش کن مدد کے وعدے نہیں دیئے۔ اُن کے دلوں میں غلط امیدیں پیدا نہیں کیں۔ نہ بلند آہنگ دعاوی کئے۔ بلکہ آپ کا دعوےٰ صرف یہی تھا۔ کہ میں تو ایک ڈرانے والا ہوں۔ آنحضرتؐ ہر پہلو سے انسان تھے اور اس لیئے انسانیت کے لیئے کامل نمونہ بن سکتے ہیں۔ آپ بادشاہوں کے لیئے بھی اک نمونہ ہیں۔ اظہار تفاخر سے نفرت اور معاشرت میں سادگی ملحوظ فرماتے تھے۔ اور ورثاء کے لیئے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا +

باب ششم

مکمل سیرت (کیریکٹر)

بعثت کے پیشتر ہی آپ کا چال چلن نبوت کے شایاں تھا۔ اپنوں کی شہادت یسوع اپنے اقرباء کو مطمئن نہ کر سکے۔ آپ کی صداقت کے متعلق آپ کے دشمنوں کی گواہی۔ اہل مکہ کی مخالفت

قہر کی سختیوں کے مقابلہ میں آپ کا عظیم الشان استقلال آپ نے اپنی زندگی میں شیطان کو عملاً شکست دی نہ کہ محض کشفی طور پر۔ اہل مکہ کا چیلنج اور آپ کا استقلال۔ اہل مکہ کا آپ کے خاندان میں مقاطعہ کرنا۔ آپ کا عزم و استقلال۔ آپ کا طائف جانا۔ اہل طائف کی سرد مہری۔ آپ کا خدائے مطلق پر کامل اعتماد۔ آپ کی یسوع کی تکلیف کے وقت دعاؤں کا موازنہ۔ اہل مدینہ کا آپ کی خدمت میں آنا۔ اور پیمان وفا کرنا۔ اہل مکہ کا ایذا رسانی میں شدت کرنا۔ ان کا جوش و خروش۔ اور آپ کو قتل کرنے کے منصوبے۔ آپ کی ہجرت۔ سید امیر علی کے الفاظ میں آپ کی زندگی کا خلاصہ۔ آپ کی مدینہ کی زندگی بھی آپ کی خوبیوں کے اظہار کے سلسلہ کی ایک ضروری کڑی ہے۔ کیونکہ اس ضمن میں آپ کی بعض اعلےٰ صفات بروئے کار آئیں۔ آپ نے آسمانی بادشاہت دنیا ہی میں قائم کر دی۔ مدینہ میں سونے اور چاندی کی کثرت تھی۔ لیکن آپ کا دولت کدہ ان چیزوں سے خالی تھا۔ آپ کے کپڑوں میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ خود گرسنہ رہتے تھے۔ مگر دوسروں کو کھلاتے تھے۔ آپ دنیا میں بطور مسافر تھے۔ تاہم ضروری سامان سے زیادہ کوئی چیز نہ رکھتے تھے۔ آپ کا مشغلہ محض اخلاق پر عمل کرنا ان کی تلقین کرنا اور ایثار کا سبق دینا تھا عملاً ثابت کیا کہ سادات ملکی ردی کاغذ کے پرزے نہیں ہوتے۔ بلکہ مستند اور محترم دستاویز ہوتے ہیں۔ ایفائے عہد کا بیحد خیال فرماتے تھے۔ فتح مکہ اور آپ کی علو ہمت۔

باب ہفتم

حصول منتہائے کامیابی

صرف آپ ہی ایسے نبی گزرے ہیں۔ جو اپنے مقاصد میں کامل طور پر کامیاب ہوئے۔ موسیٰ اور یسوع دونو اپنی زندگی میں ناکام رہے۔ نبی کریم صلعم کی اصلاحات کے متعلق ایک پنجسالہ شاہد عینی کی شہادت۔ نجاشی حکمران ملک حبش کے دربار میں۔ آپ کی کامیابی پر سر ولیم میور کی شہادت۔ خلیفہ اعظم حضرت عمرؓ کی حالت اسلام سے قبل اور مابعد۔ کارلائل کی شہادت۔ عربوں کی حالت آپ سے پہلے اور آپ کے بعد۔ آپ کی بے نظیر کامیابی۔ آپ کی اعلیٰ روحانیت کی دلیل ہے۔ صحابہ کے ساتھ آپ کی مودت۔ حیرت انگیز اصلاح۔ آپ کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے وہ لوگوں کے لیے ایک اٹل قانون تھا۔ سال نمایندگی۔ آپ کا آخری خطبہ اور مقصد کی تکمیل۔

باب ہشتم

بہترین معلم دین

مقصد مذہب پوشیدہ طاقتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ نے قلب انسانی کا تجزیہ فرمایا۔ شہوت اور

غضب یہ دو جذبات آپ کی نظر میں تمام جذبات کی اصل ہیں ان کی اعلیٰ اور ادنیٰ صورتوں کا بیان۔ بہشت کوئی مقام نہیں ہے۔ ڈین۔ انجی اور مسیحی بہشت۔ بہشت کا اسلامی تخیل۔ بہشت اور دوزخ۔ حیات بعد الموت کی دو مختلف حالتوں کا نام ہے۔ نور و قوت انسان کے لیئے بمنزلہ لباس ہے۔ ہفت بہشت قرآنی دراصل ہفت ارتقائی منازل کا نام ہے۔ یسوع کا علم ناقص تھا۔ انسان مائل بہ ترقی ہے۔ اور اس کے ارتقائی سفر [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] لیئے نمونہ ہے اور ہمیں الوہی صفات اپنے اندر پیدا کرنی ضروری ہیں۔ خدا کا مسیحی اور اسلامی تخیل۔ اخلاق یا نیکی دراصل آلہی صفات کا پرتو ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر قرآن کا مرکز ہے۔ اسلامی نماز اس بات کے جانچنے کا موقعہ ہے۔ آلہی صفات کیا ہیں اور ان میں اور ہمارے اخلاق میں کس حد تک ہم آہنگی پیدا ہوئی ہے۔ اسلامی طریق حیات۔ اسلامی طرز تجبۃ الانسان اور خدا کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ توحید کا حقیقی جلوہ صرف اسلام ہی میں نظر آتا ہے۔ توحید کا مقصد خدا غیر مشخص نہیں۔ قوائے انسانی اور معصومیت فطرت۔ مسئلہ خیر و شر۔ عالمگیر اخوت اسلامی عالمگیریت کے بانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ جملہ انبیاء معصوم ہیں۔ اس معاملہ میں مسیحی مبلغین کی عجیب ذہنیت۔ اسلام میں مقامی طور پر مذہبی رواداری موجود ہے۔ مسیحی اور غیر مسلم رعایا کے ساتھ آپ کے اور آپ کے خلفاء کے معاہدات اور فرمان آزادی ضمیر۔ آپ نے سب سے پہلے دنیا کو تلوار کا صحیح استعمال سکھایا۔ اسلام میں اس کے استعمال کا موقعہ مساوات انسانی اور احترام نسوانی۔ مسیحیت کے عقائد خصوصی کی بناء پر عورت کو ذلیل مانا گیا ہے۔ پولوس اور اوائل مشائخ کلیسیا کے خیالات عورتوں کے متعلق۔ ان خیالات کا اسلامی خیالات سے موازنہ۔ عورتوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ کی تعلیم۔ عورتوں کی روح کے متعلق اسلام پر ایک نادر اعتراض۔ آپ نے شادی کے فعل کو احترام بخشا۔ مسئلہ تعداد ازدواج اور اس کی اشاعت۔ ازواج رسول صلعم۔ وحدت ازواج مسیحی خوبی نہیں۔ موسوی شرع میں اس کی اجازت ہے۔ یسوع اس مسئلہ میں خاموش ہے۔ تعدد ازدواج پر دلائل۔ عدم ضرورت کی حالت میں اسلام اس مسئلہ پر عمل کرنا ترک کر سکتا ہے۔ عیسائی دنیا تعدد ازدواج پر اسلام سے زیادہ اور بری صورت میں عامل نبی کریم صلعم نے غلامی کا انسداد فرمایا۔ آپ نے دنیا کی چوتھائی آبادی کو شراب اور جوئے کی لعنت سے آزاد کر دیا۔ اس کی جگہ عقل اور علم کو درجہ احترام عطا کیا۔ آپ کی تعلیم عالمگیری شان رکھتی ہے اسلام پائندہ مذہب ہے۔

باب نہم

عقائد مذہبی کا اعلیٰ ترین شارح

آپ سے پہلے مذہبی عقائد عقلی رنگ میں کہیں بیان نہیں کئے گئے۔ قرآن مجید عقل کو استعمال کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ یسوع کے دلائل مغالطہ آمیز ہوتے ہیں۔ اسلام اور تہذیب ہم عنان ہیں۔ قرآن مجید فطرت

سے اپنے حق میں شہادت پیش کرتا ہے۔ حشر اور تسلسل حیات کا قرآنی ثبوت۔ قرآن مجید تعدد الٰہ کا انکار اسی طرز میں پیش کرتا ہے جس طرح سائنس نے پیش کیا ہے۔ اثبات واجب الوجود پر قرآنی دلائل نظریہ نظام و مقصد فی التخلیق۔ دوسرے مذہب نہ تو اپنے عقائد کا اثبات کرتے ہیں۔ اور نہ دیگر مذاہب کا عقلی طور پر ابطال کر سکتے ہیں۔ مشنریوں کی ناکامی کے اسباب +

باب دہم

اسوۂ حسنہ

تمام احکام قرآنی۔ قوت کسی عمل کے وجود پر طالت نہیں کر سکتی۔ جس شخص نے تجربات زندگی مختلف شعبوں میں حاصل کئے ہوں۔ وہ کامل نمونہ نہیں بن سکتا۔ یسوع زندگی کے بہت سے شعبوں میں انسانیت کے لئے نمونہ نہیں ہو سکتا۔ معافی دینے کے لئے تین صورتیں۔ آپؐ نے اپنے ذاتی دشمنوں کو معافی دی۔ آپؐ کا ایک بڑا دشمن پہلی اسلامی حکمران فیملی کا مورث اعلیٰ ہوا۔ آپؐ کی زندگی اخلاقیات قرآنی کا آئینہ ہے۔ غلاموں کو آزادی بخشنا اور ایفاء عہد کرنا۔ انصاف پسندی ایثار بعدلت فی المعاملہ۔ بہترین لوگ اپنا قرضہ خلوص کے ساتھ ادا کر دیتے ہیں۔ ازالہ امتیازات بے جا تکریم سے نفرت۔ آپؐ کی عصمت مآبی۔ رحمدلی۔ حیا اور انکساری۔ خوبی اطوار +

باب یازدہم

اجتماع حسنات

مغربی مصنفین کا طرز عمل۔ یہ لوگ فسانہ نویسوں کو آپؐ کی سوانح حیات میں مستند قرار دیتے ہیں۔ آپؐ کے اخلاق کے متعلق امام غزالیؒ اور دیگر مصنفین کے خیالات۔ آپؐ کی صفت احسان و کرم۔ آپؐ کی شجاعت۔ آپؐ کی صفت عفو۔ آپؐ کی انکساری طبع۔ آپؐ دوسروں کا کام کر دیتے تھے۔ مبادلہ تحائف۔ گداگری سے آپؐ کو سخت نفرت تھی۔ آپؐ کی مہمان نوازی +

اس قدر ضخیم کتاب کی قیمت صرف تما دو روپے

اِسلام کیا ہے؟

ذیل میں اسلام کی تعلیمات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ہم **ووکنگ مسلم مشن انگلستان** کے تبلیغی مرکز سے تحریر و تقریر کے ذریعہ انگلستان مغربی ممالک اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔ ووکنگ مشن کی تبلیغ لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ تک محدود ہے اور یہ وہ مشترکہ اسلامی تعلیم ہے جس پر جمہور اہلِ اسلام کا اتفاق و ایمان ہے۔

اسلام سلامتی اور امن کا علمبردار ہے اسلام کے لفظی معنے ہیں (۱) سلامتی اور امن (۲) وہ طریق جس کی بدولت سلامتی اور امن ہو سکتی ہے (۳) اطاعت کیونکہ دوسرے کی اطاعت۔ امن قائم کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اصطلاحی یا مذہبی اعتبار سے اسلام کے معنے "اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت ہیں" ۔

مذہب کا مقصد اِسلام اپنے پیرؤں کو ایسا کامل دستور العمل عنایت کرتا ہے جس کی بدولت انسان کی مخفی خوبیاں اور نیکیاں بروئے کار آسکتی ہیں۔ اور اس بناء پر انسانوں میں امن قائم ہو سکتا ہے ۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جنہیں عام طور سے پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے ربانی مذہب کے آخری پیغمبر ہیں مسلمان یعنی اِسلام کے پیرو، ان تمام انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو جنہوں نے بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے اللہ کی مرضی بندوں پر ظاہر کی۔ راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں ۔

قرآن مجید مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے مسلمان ہر ایک مقدس کتاب کو الہامی الاصل یقین کرتے ہیں۔ اور چونکہ سابقہ کتب انسانی دستبرد کی وجہ سے محرف و مبدل ہو گئیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں جملہ کتب سابقہ کی صداقتیں موجود ہیں ۔

عقائد اسلام ایمان کے سات ارکان ہیں (۱) اللہ تعالےٰ پر ایمان (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) الہامی کتب پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اندازۂ خیر و شر پر ایمان (۷) حیات بعد الموت پر ایمان ۔ اسلامی تعلیمات کی رُو سے حیات بعد الموت کوئی نئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اسی زندگی کا سلسلہ ہے جس میں اس کی مخفی قوتیں ظاہر ہونگی۔ یہ غیر محدود ترقی کی زندگی ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں آیندہ ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں گے۔ وہ جنت میں داخل ہونگے۔ جو آیندہ ترقی کی حالت کا دوسرا نام ہے۔ اور جو لوگ اس دُنیا میں بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے قواء کو ناکارہ کرلیں گے۔ وہ دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ جنت کی برکات سے فائدہ نہ اُٹھا سکیں گے۔ اور تمام نقائص سے پاک کرنے نیز حقیقی زندگی میں حصہ لینے کی صلاحیت کی غرض سے اُن کو عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ موت کے بعد کی حالت اس دُنیا میں روحانی حالت کا عکس ہوگی ۔

ایمان کے چھٹے رُکن کو بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر "قسمت" یا "تقدیر" کے مشہور معنوں میں سمجھ رکھا ہے۔ اس معنے میں مسلمان نہ قسمت کے قائل ہیں نہ تقدیر کے بلکہ ہر شئے کے اندازۂ ماقبل پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر شئے جو خدا نے پیدا کی ہے وہ مقررہ حالات اور مقررہ طریق استعمال میں اچھی ہے۔ اُس کا غلط استعمال اُسے بُرا بنا دیتا ہے ۔

ارکانِ اسلام اسلام کے ارکان پانچ ہیں (۱) خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج بیت اللہ ۔

صفات باری تعالیٰ مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو قادر مطلق۔ عالم الغیب۔ عادل۔ رب العالمین۔ رفیق۔ ہادی اور وکیل ہے۔ کوئی ہستی اُس کی مانند نہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اُس نے کوئی بیٹا یا بیٹی جنے۔ اُس کی ذات قابلِ تقسیم نہیں۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے رحمٰن اور رحیم ہے۔ اعلیٰ اور اکبر ہے۔ جمیل اور قدیم ہے۔ غیر محدود ہے۔ اول اور آخر ہے ۔

ایمان اور عمل ایمان بغیر عمل کے مُردہ ہے۔ ایمان بطور خود کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ ہو مسلمان یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دُنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کے جوابدہ ہونگے۔ ہر شخص اپنے افعال کا خود ہی ذمہ وار ہے۔ دوسرا آدمی کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔

اسلامی اخلاق آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو صفات الٰہیہ سے متصف کرو۔ خدا انسان کیلئے بطور نمونہ ہے۔ اور اُس کے صفات اسلامی ضابطۂ اخلاق کی بنیاد ہیں۔ اسلام کی رُو سے نیکی یہ ہے کہ انسان کی زندگی خدا کی صفات کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کے خلاف عمل کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے۔

انسانی استعداد ازروئے اسلام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرتی طور پر گناہوں سے پاک ہے۔ اور اُس کی تخلیق بہترین طور پر ہوئی ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حتّٰی کہ وہ فرشتوں سے بالاتر اور الوہیت کے نزدیک پہنچ سکتا ہے۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہوئی ہے۔ دونوں میں ایک ہی رُوح ہے اور انہیں دماغی رُوحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے یکساں قوتیں عنایت کی گئی ہیں۔ اسلام مرد او عورت دونوں پر یکساں فرائض عاید کرتا ہے۔

مساواتِ انسانی اور اخوتِ اسلامی اسلام خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔ نسل دولت اور خاندانی اعزاز سب ضمنی چیزیں ہیں نیکی اور خدمت انسان ہی اصلی خوبی کی باتیں ہیں۔ اسلام میں رنگ اور نسل و عقیدہ کے امتیازات مطلق پائے نہیں جاتے۔ تمام بنی نوع آدم ایک خاندان ہے۔ اور اسلام نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کردیا ہے۔

ذاتی غور و فکر اسلام ذاتی غور و فکر کا حامی ہے۔ اور اسلام میں اختلاف رائے کی عزت کی جاتی ہے جو بقول آنحضرت صلعم اُمت کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

طلبِ علم طلبِ علم اسلام میں ایک فرض ہے۔ اور اسی حصول علم کی بدولت انسان ملائکہ سے افضل ہوجاتا ہے۔

تقدیسِ کسب اسلام ہراُس مزدوری کی عزت کرتا ہے جس کی بناء پر انسان اپنی روزی کما سکے۔ کاہلی گناہ ہے۔

بذلِ اموال انسان کو جس قدر قواء عنایت کئے گئے ہیں۔ وہ سب خدا کی امانت ہیں۔ تاکہ انسان ان کو دوسروں کی فائدہ رسانی میں استعمال کرے۔ اس کا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ اور اُسکی سخاوت سب لوگوں پر بلا امتیاز شخصیت عام ہونی چاہئے۔ سخاوت انسان کو خدا کا مقرب بنا دیتی ہے۔ اسی لئے سخاوت اور زکوٰۃ دونوں اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اور اسی لئے ہر شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس کے مقررہ نصاب سے زیادہ دولت جمع ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور یہ وہ ٹیکس ہے جو مالداروں پر محض غربا کے فائدہ کے لئے لگایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ

اسلام کے متعلق مزید معلومات اور ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے تبلیغی کارہائے نمایاں کی مفصل رپورٹ حاصل کرنے کیلئے

سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب ہندوستان)

کو تحریر فرمائیں

Printed at the Muslim Printing Press, Lahore, by Khwaja Abdul Ghani & Published by him from Azeez Manzil, Brandreth Road, Lahore.

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیِ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

بنا کردہ

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

بورڈ آف ٹرسٹیز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا جملہ تبلیغی کاروبار ذیل کے معتمدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے

۱۔ عالیجناب دی رایٹ آنریبل سر رولینڈ جارج ایلسن ون بیرن الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ الفاروق۔ بی اے (کینٹب)، ایم۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آف۔ اگاڈا ہوس۔ کیلارنے۔ آئرلینڈ (چیرمین)

۲۔ جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لا سشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج (پنجاب)

۳۔ جناب دی آنریبل شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی۔ بیرسٹرایٹ لا ممبر کونسل آف سٹیٹ۔ رئیس گدیہ ضلع بارابنکی لکھنؤ۔

۴۔ کنور شری جناب بدرالدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائینس شیخ جہانگیر میاں صاحب والئے ریاست منگرول۔ کاٹھیاوار۔

۵۔ جناب حکیم محمد جمیل خان صاحب رئیس اعظم فرزند عالیجناب حکیم اجمل خان صاحب مرحوم ومغفور۔ رئیس اعظم۔ دھلی۔

۶۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)۔

۷۔ جناب خان بہادر غلام صمدانی صاحب ریونیو اسسٹنٹ پشاور (سرحد)

۸۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور۔

۹۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب مالک انگلش ویر ہوس۔ لاہور۔

۱۰۔ جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سپیشل سکرٹیری ٹو مشیر مال صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر۔

۱۱۔ جناب ڈاکٹر ایس۔ محمدی صاحب۔ لندن۔

۱۲۔ جناب مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی۔ مترجم و مفسر قرآن کریم انگریزی واردو۔

عہدہ داران

۱۳۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔ (وائس پریذیڈنٹ)

۱۴۔ جناب شیخ محمد الدین جان صاحب بی اے ایل ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ۔ لاہور۔ (وائس پریذیڈنٹ)۔

۱۵۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکرٹیری)۔

۱۶۔ جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے۔ بی۔ ٹی۔ امام شاہجہان مسجد ووکنگ۔ انگلستان۔

۱۷۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹیری۔ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔

اسماء ٹرسٹیان جو فوت ہو چکے ہیں

۱۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بانی مسلم مشن ووکنگ۔ انگلستان۔ (سابق پریذیڈنٹ)۔

۲۔ جناب سر عباس علی بیگ صاحب مرحوم۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل ایل۔ ڈی۔ بی۔ اے۔ ایف۔ یو۔ بی۔ آف بمبئی اینڈ کلفٹن۔

۳۔ جناب سر میاں محمد شفیع صاحب مرحوم۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ڈاکٹر آف لٹریچر۔ بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔

ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

۱۔ جناب خان صاحب سعادت علی خان صاحب رئیس اعظم وسکرٹیری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

۲۔ جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سکرٹیری ٹو مشیر مال صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر

۳۔ جناب کنور شری بدرالدین صاحب بی اے خلف الصدق عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ریاست منگرول۔ کاٹھیاوار۔

۴۔ جناب خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب جنرل مرچنٹ۔ راولپنڈی۔

۵۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)۔

۶۔ جناب میجر مولوی شمس الدین صاحب بی اے فارن سکرٹیری ریاست بہاولپور۔

۷۔ خان صاحب جناب محمد اسلم خان صاحب برہ خان خیل آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم مردان (سرحد)۔

۸۔ جناب احمد ملا داؤد صاحب مدنی سوداگر۔ رنگون۔ (برھما)۔

۹۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور۔

۱۰۔ جناب حاجی شیخ رحیم بخش صاحب بی اے ریٹائرڈ سشن جج۔ لاہور۔

عہدہ داران

۱۱۔ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور۔ (وائس پریذیڈنٹ)۔

۱۲۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا لاہور (وائس پریذیڈنٹ)۔

۱۳۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکرٹیری)۔

۱۴۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹیری ووکنگ مشن ٹرسٹ۔

ضروری نوٹ: تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکرٹیری ووکنگ مسلم مشن۔ عزیز منزل لاہور۔ تمام خط وکتابت بنام سکرٹیری ووکنگ ٹرسٹ

The Rt. Hon'ble His Highness Sir Sultan Muhammad Shah The Aga Khan who is celebrating his Golden Jubilee on which auspicious occasion the Woking Muslim Mission and Literary Trust, respectfully offer their congratulations.
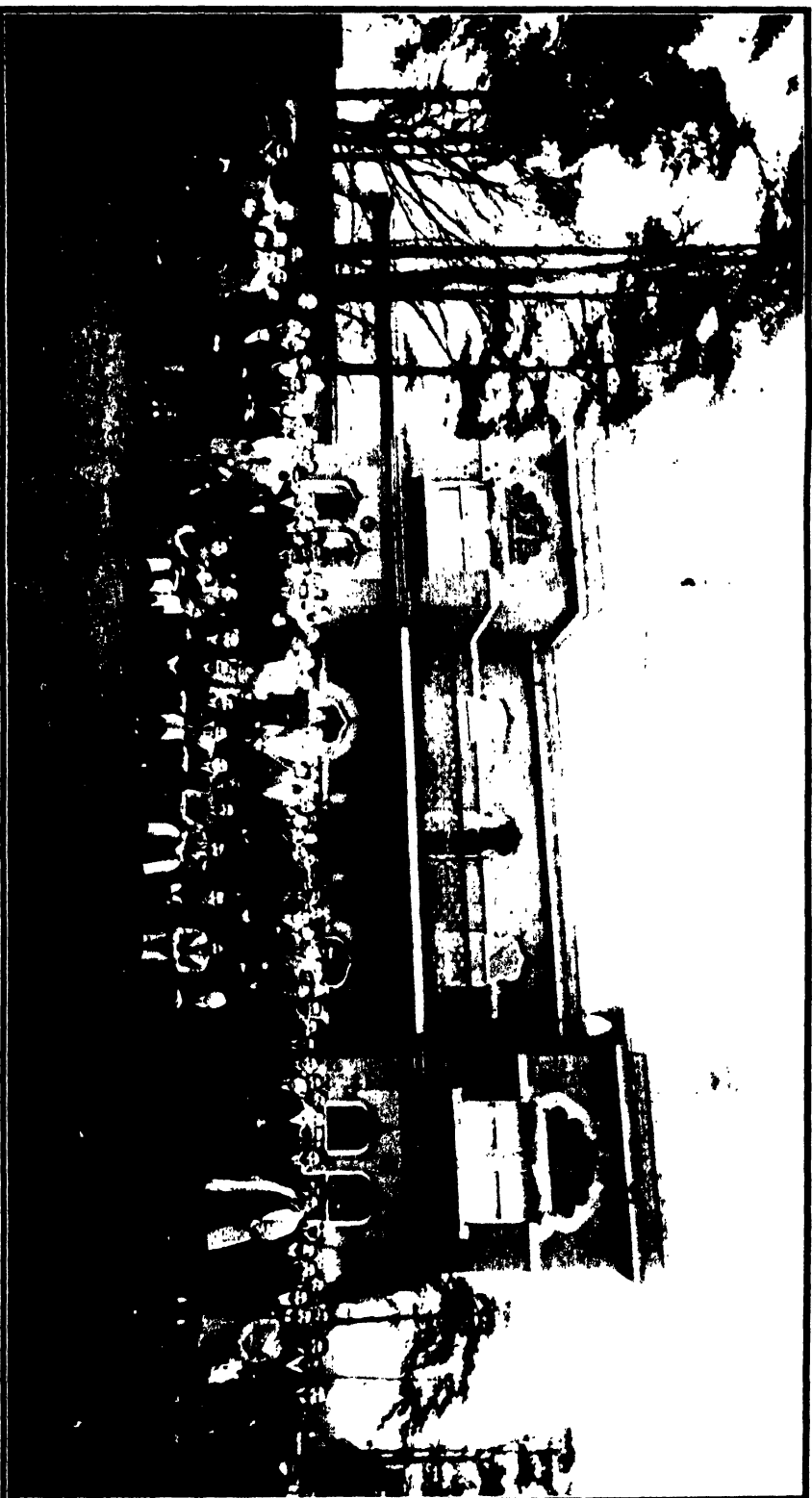
Muslim Congregation after Eid-ul-Fitr (1354 A. H.) in front of Sir Salar Jang Memorial House,
The Mosque, Woking, England.
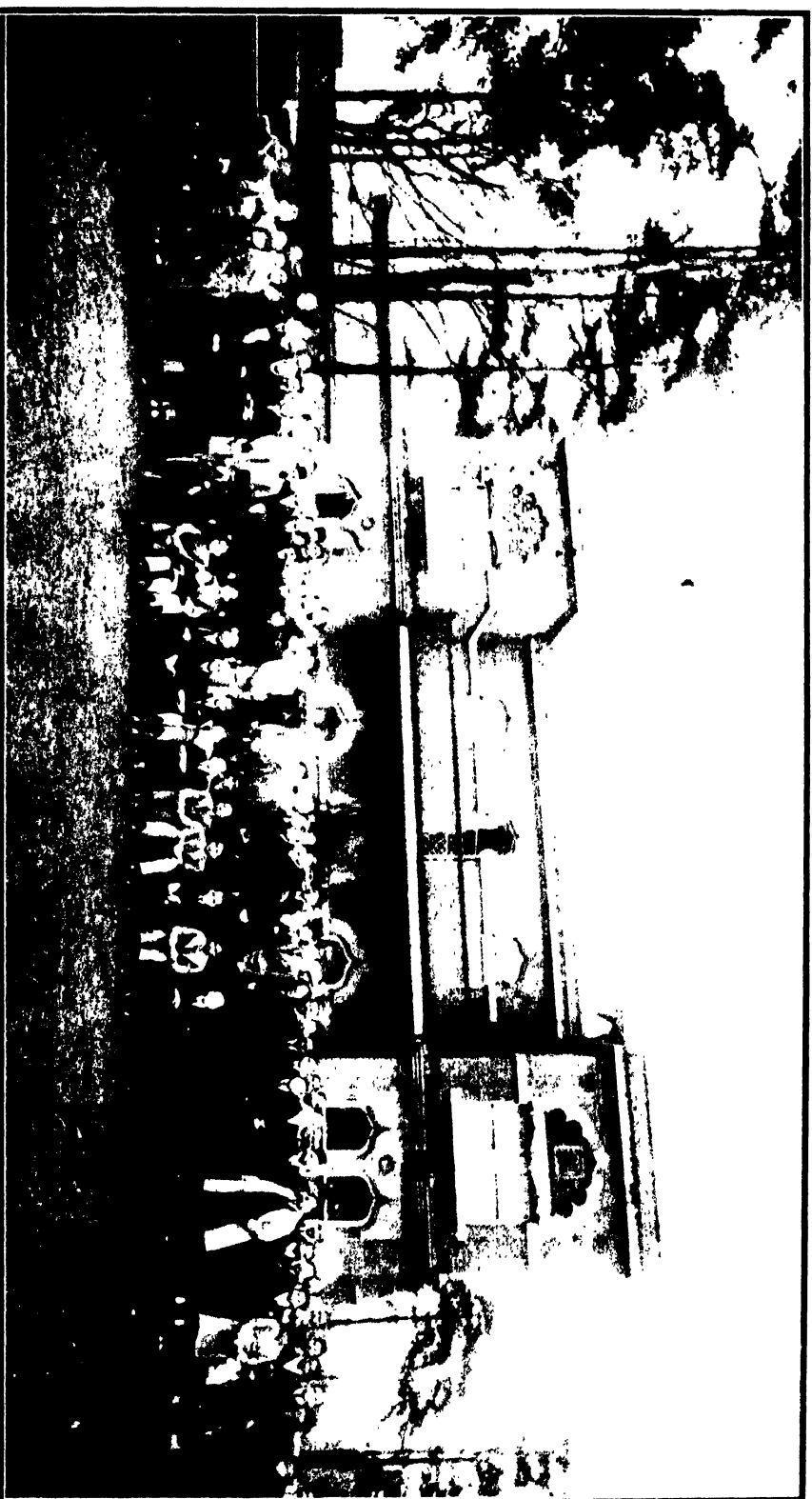
Muslim Congregation after Eid-ul Fitr 1354 A.H., in front of Sir Salar Jang Memorial House, The Mosque, Woking, England

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ۱/۳ اخراجات کی ذمہ دار ہوسکتی ہے۔

فہرست مضامین

رسالہ اشاعت اسلام

جلد ۲۲ | بابت ماہ فروری ۱۹۳۶ء مطابق ذیقعد ۱۳۵۴ھ | نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ فروری ۱۹۳۶ء

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو عیدالفطر کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے جو ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء مسجد ووکنگ میں منائی گئی۔ اجتماع کے پس پشت عمارت سیر سالار جنگ میموریل ہوس ہے۔ جیسی کہ ووکنگ مسلم مشن کا دفتر ہے۔ اس رسالہ میں عیدالفطر کی سید تقریب کی مفصل روئداد پیش کی جاتی ہے۔ آیندہ ماہ کے رسالہ میں اس بیش بہا خطبہ کو ہدیہ ناظرین کیا جاوے گا۔ جو عالیجناب حضرت شیخ حافظ وہبہ سعودی وزیر عرب نے نماز عید کی امامت کے بعد فرمایا۔

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان میں عیدالفطر کی تقریب

امسال شاہجہان مسجد ووکنگ میں عیدالفطر بتاریخ ۲۷ دسمبر ۱۹۳۵ء واقع ہوئی۔ گویا میلاد المسیح یعنی کرسمس کی عظیم الشان مسیحی تقریب سے دو یوم بعد۔ بروز جمعہ یوم العید کے وقوع سے مسجد ہذا میں دو اہم مذہبی فرائض کی ادائیگی بیک وقت عمل میں آئی۔ یعنی نماز عید اور نماز جمعہ یکے بعد دیگرے ادا کیگئی۔

حالانکہ نماز اور خطبہ مابعد جو دراصل عیدین کے مقدمات سے ہیں۔ سایہ میں ادا کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن تاہم تقریبی حیثیت سے کشادہ میدان میں ان کی ادائگی لازم قرار دیجاتی ہے۔ بدین وجہ عیدین کی کامیابی یا ناکامیابی میں موسمی کیفیت کو کافی دخل ہے۔ آسمانی فضا گو ورود عید کی آئینہ دار تھی۔ تاہم نہایت حوصلہ شکن تھی۔ گذشتہ شب ابر چھایا ہوا تھا۔ علی الصباح غیر معمولی ترشح ہوا۔ بہرحال نمازیوں کے جذبات پست نہیں ہوئے۔ اور شرکت سے باز نہیں رہ سکے۔ البتہ تقریب پر موسم کا اسقدر اثر ضرور ہوا۔ کہ شرکاء نماز عید کو مجبوراً سیاہ یورپین چوغے پہننے پڑے۔ جس سے تقریب سعید کی روایتی بوقلمونیت کا رنگ جاتا رہا۔

نماز عید کے مقررہ وقت کے مطابق یعنی ساڑھے گیارہ بجے۔ شرکاء کی خاص جماعت ۱۱ بجے مسجد میں پہنچ گئی تھی۔ بعض حضرات ۱۰ بجے ہی تشریف لے آئے تھے۔

جناب امام مسجد ووکنگ کی استدعا پر اعلیٰحضرت شیخ حافظ وھبہ سعودی وزیر عرب نے نماز عید کی امامت فرمائی۔ علاوہ بریں بعد از نماز فوراً ہی ایک مختصر وعظ کیا۔

مناسبت وقت کے لحاظ سے خطبہ کا موضوع اسلام کا عظیم الشان فریضۂ رمضان تھا۔ جس کے اختتام نے موجودہ تقریب کی صورت اختیار کی تھی۔

دوران خطبہ میں نفسانی نہیں بلکہ جسمانی لذائذ کی پرستاری سے اجتناب کے ایک تاریک ترین اور غیر ملتفت پہلو پر زور دیا گیا تھا۔ ضروری نہیں کہ ازیں قبیل پرہیز سے حاصل شدہ جسمانی اور روحانی مفاد کی تسلیم کے لئے علوم نفسیات وہیئت پر عبور حاصل کیا جائے۔ معاندین اسلام نے بھی انکو تسلیم کیا ہے۔ یہ نہایت نمایاں فوائد ہیں جو مستقل پرہیز سے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن گو قدر وقیمت کے لحاظ سے یہ فوائد زیادہ وقیع ہیں تاہم عمرانی حیثیت سے انکو وقعت نہیں دیجا سکتی۔ کیونکہ ان کا تعلق خالصتہً ان حضرات سے ہے۔ جو اس ضمن میں وفاداری کا ثبوت دے سکیں۔ بدیں وجہ کہ ان میں محض ایک فرد واحد کے لئے ضبط نفس کی تعلیم ہے۔ المختصر ان کا عمل فطرت انسانی کے اعلےٰ محاسن تک محدود ہے۔ لیکن جیسا کہ رمضان المبارک کے اہم فریضہ سے تراوش کرتا ہے۔ جب کسی شخص کے دماغ میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ بھوک کے عالم میں ایک حقیقی مومن کے دل میں رحم وہمدردی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس سے شوکت اسلام میں اور بھی زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اعلیٰحضرت نے اس ضمن میں حدیث شریف سے متعدد اقتباسات فرمائے اور خود نبیٔ کریم کی دریادلانہ طبیعت کا ثبوت بہم پہنچایا۔ گمراہ بنی نوع انسان کا آخری رہنما خود ایک مقام پر گویا ہے۔ کہ ایک بیکس مسلم کی تکالیف کے دفیعہ سے مجھے نہایت مسرت ہوتی ہے۔

خطبہ کے دوران میں نفسیاتی ماحول بھی حسب موقع تھا۔ نہ آگ بجھانیوالے انجنوں کی آمد ورفت تھی۔ نہ کیمرہ کی گاہے بگاہے کھڑ کھڑاہٹ تھی۔ خطبہ بیس منٹ تک جاری رہا۔ اگرچہ اسمیں مقابلتہً اختصار سے کام لیا گیا تھا تاہم مواد کے لحاظ سے نہایت اہم تھا۔ خطیب کی شخصیت بھی ایک امتیازی رنگ لئے ہوئے تھی۔

نماز عید کے بعد یعنی سوا ایک بجے جناب امام مسجد ووکنگ نے جمعہ کی اذان دی جسکی امامت کے فرائض بھی امام صاحب موصوف ہی نے انجام دئے۔ مسیحی مملکت میں فرقہ بندی کی لعنت نے انگلستان کو مذہبی حیثیت سے نہایت پست کر دیا ہے۔ انگلستان کی حالت بالکل ایران سے مشابہ ہے۔ جبکہ اس پر مسلمانوں نے حملہ آوری کی تھی۔ یہ اسی کا

نتیجہ ہے کہ بعض صحیح الخیال انگلستانیوں نے اسلام کے استحکام کی قدر کرتے ہوئے اس مذہب کو قبول کیا ہے۔ لہذا امام صاحب موصوف نے اپنے مختصر لیکچر میں فرمایا کہ اسلام کی حقیقت کو واضح کیا اور بیان کیا کہ قرآن کریم نے اصول مذہب میں اختلاف آرا کی گنجائش نہیں باقی رکھی۔ آپ نے اس ضمن میں دینِ اسلام کی اصلیت۔ عقائد اور دیگر امور پر بھی روشنی ڈالی۔ اسلام میں فرقہ وارانہ اختلافات فروعی امور میں ہیں۔ اصولی معاملات سے ان کو علاقہ نہیں۔

مؤخر الذکر نکتہ کو امام صاحب نے نہایت قابلیت سے واضح کیا اور بطور استشہاد آپ نے قرآن کریم کی اس آیت کو پیش کیا۔ "یہ وہ ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی ہے۔ اسکی بعض آیات فیصلہ کن ہیں۔ یہ الکتاب کی بنیاد ہیں اور دوسری استعارہ یا تمثیل کے رنگ میں ہیں۔ پھر جن کے دل میں ضدیت کا مادہ ہے وہ اس کے اس حصہ پر عمل کرتے ہیں جو استعارہ کے رنگ میں ہے۔ گمراہی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ اور اسمیں اپنی تاویلیں کرتے ہیں ...... وغیرہ"۔

یہی وہ قرآنی حصص ہیں جن میں کم و بیش تصوف کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔ اور جن سے مختلف تاویلات پیدا ہو گئی ہیں۔ وہ حصص جن میں اصولِ عقائدِ مذہب کے متعلق بحث کی گئی ہے۔ فیصلہ کن ہیں اور لہذا ان میں حجت کی گنجائش نہیں۔ اختلافِ بیان سے جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے ایک نیک مقصد حل ہو گیا ہے۔ کیونکہ بارہا وقوع میں آیا ہے کہ ابتدائی احتجاج نے رفتہ رفتہ اسلامی دنیا کی عامہ رائے کی صورت اختیار کر لی ہے ..... تقریر میں یہ پیغام تھا کہ اسلام واحد ہے۔ اس کی اقسام نہیں ہو سکتیں۔ اس کے پیروؤں کا بنیادی اصول واحد ہے یعنی قرآن کریم کا متن ۔

حسب معمول عید الفطر نہایت مسرت سے انجام پذیر ہوئی۔ ایک جلیل القدر شامیانہ میدان کے ایک حصہ میں ایستادہ کیا گیا۔ تواضعات میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوئی تقریب ہذا میں مختلف اقوام کے افراد شامل تھے ایرانی عرب سیرین فلسطینی ہندوستانی انگلستانی مسلمان بھی نماز عید میں شریک تھے۔ ان میں سے بعض حضرات نے مسجد ووکنگ ہی میں دوپہر کا کھانا تناول کیا۔ شرکاء کی ایک کافی تعداد نے چائے نوشی بھی کی۔ مقامی احباب نے علاوہ مسجد کیساتھ طعام نوش فرمایا۔ مصری۔ ایرانی۔ عراقی نمایندے بھی اس تقریب میں رونق افروز تھے۔ علاوہ بریں مندرجہ ذیل حضرات کے اسامی گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ ڈاکٹر ایم۔ آر۔ زادہ۔ مسز خالدہ بچانن ہلٹن۔ سر عبدالقادر و لیڈی عبدالقادر سردار اور مسز داربنہ اقبال علیشاہ۔ ڈاکٹر اور مسز شاکر محمدی۔ مسٹر اور مسز ایس۔ اے۔ لطیف۔ سید الطاف حسین۔

دیوان صاحب تاف منگرول۔ مسٹر سراج الدین پراچہ۔ پروفیسر عبدالعزیز پوری۔ سید سعید اللہ۔ مسز آمنہ فلیمنگ۔ کپتان
اے۔ ایف۔ محسن علی۔ شیخ عبدالحمید آرٹسٹ۔ رستم علی جلبی۔ مسٹر اے۔ اے داؤد۔ مسٹر ایچ۔ ایس فاروقی۔ مسٹر کریم بخش کھیر
مسٹر سردار بہادر سید اے کریم۔ مسٹر قاسم لیکھی۔ مسٹر سلیمان پوچی۔ شیخ جلال قریشی۔ مسٹر ایس۔ ای شاہ۔ مسٹر ایم۔ اے رشید
شیخ منظور قادر۔ مسٹر عمر فلائیٹ۔ ڈاکٹر عبدالحمید۔ ٭ ٭

چین میں اسلام

(از جناب محمد سلیمانی ینگ کوانگ یو صاحب)

سوئی خاندان (۵۸۹ - ۶۱۸) سے لیکر منگ خاندان (۱۳۶۸ - ۱۶۴۴) تک بلکہ اس کے بعد بھی چنگ
خاندان کے زمانہ تک یعنی اٹھارہویں صدی کے وسط تک چینی مسلمانوں کی حالت بہت اچھی رہی۔ حکومت نے
اُن کے لئے مساجد بنوائیں اور مراعات عطا کیں۔ حتیٰ کہ شہنشاہ وو سنگ نے (۱۵۰۶-۱۵۲۲) جو کہ منگ
خاندان سے تھا۔ اپنی رعایا کو سور پالنے کی ممانعت کر دی تھی۔ اور یہ حکم محض مسلمانوں کی تالیف قلوب کے لئے
دیا گیا تھا۔ ایک اور بادشاہ ثانی سویا ہنگ وو نامی کے متعلق اکثر مسلمان مورخین نے لکھا ہے کہ وہ خود مسلمان
ہو گیا تھا۔ کیونکہ اُس نے یک صد الفاظ نامی کتاب لکھی تھی جو در اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یک صد
احادیث تھیں۔ اکثر اوقات چینی گورنروں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف حسد اور نفرت کے جذبات پیدا ہو جاتے
تھے، اور ۱۷۳۱ء میں اسی موقعہ پر ایک شاہی فرمان جاری ہوا تھا۔ جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"عرصہ دراز سے ہماری مملکت میں مسلمانوں کی ایک تعداد کثیر موجود رہی ہے۔ جو ہماری رعایا کا ایک حصّہ ہے
جنکو ہم مثل دوسرے لوگوں کے اپنی اولاد سمجھتے ہیں۔ ہم ان میں اور غیر مسلموں میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتے۔
ہمیں مسلمانوں کے خلاف بعض خفیہ سرکاری اطلاعات پہنچی ہیں جو محض اختلاف عقائد پر مبنی ہیں۔ یعنی یہ کہ مسلمانوں
کا مذہب اور زبان لباس دوسرے لوگوں سے مختلف ہے۔ ان پر سرکشی تکبر اور باغیانہ خیالات کا الزام لگایا گیا ہے اور
ہم سے درخواست کی گئی ہے کہ ان کے خلاف سختی کا برتاؤ کریں۔ ان الزامات اور شکایات کی تحقیق کرنے کے بعد
ہمیں ثابت ہو گیا ہے۔ کہ ان کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ مسلمان اپنے آباء و اجداد کے مذہب پر قائم ہیں بیشک
وہ چینی زبان نہیں بولتے۔ لیکن چین میں تو مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اور جہانتک اُن کے لباس، زبان و رسوم

اور معابد اور طرز تحریر کا سوال ہے۔ یہ سب فروعی امور ہیں۔ یہ تو معاشرت سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ ان کی سیرت ایسی ہی اچھی ہے۔ جیسی ہماری رعایا کے دوسرے افراد کی اور یہ باور کرنے کے لئے مطلق کوئی وجہ نہیں کہ وُہ باغیانہ خیالات رکھتے ہیں۔ لہذا ہماری رائے میں انہیں اپنے مذہب پر چلنے میں پوری آزادی حاصل ہونی چاہیئے۔ اُن کے مذہب کا مقصد یہ ہے۔ کہ لوگ اپنے اخلاق کو سنواریں اور تمدنی اور معاشرتی فرائض کو بخوبی ادا کریں۔ یہ مذہب حکومت کے اصولوں کا احترام کرتا ہے"۔ اس سے زیادہ اور کس بات کی توقع کی جائے۔ پس اگر مسلمان اسی طرح ہماری وفادار رعایا بنے رہیں تو ہماری مہربانی اُن پر اسی طرح ہوگی جسطرح دوسری اقوام پر ہے ان میں سے بہت سے لوگ حکومت میں سول اور ملٹری آفسرز کے عہدوں پر کام کر رہے ہیں۔ اور وہ بہت اونچے درجوں پر پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ اس امر کا بہترین ثبوت ہے۔ کہ انہوں نے ہماری عادات اور رسوم اختیار کر لی ہیں اور ہماری مقدس کتابوں کی تعلیمات کا احترام کرنا بھی سیکھ لیا ہے۔ وہ ادبیات میں مثل دوسروں کے امتحانات پاس کرتے ہیں۔ اور جو فرائض از روئے قانون ان پر عائد ہوتے ہیں انکو ادا کرتے ہیں۔ قصہ مختصر وہ اس عظیم الشان چینی خاندان کے سچے افراد ہیں اور ہمیشہ اپنی مذہبی، تمدنی اور ملکی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب کسی جج کے سامنے کوئی دیوانی مقدمہ آتا ہے تو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ فریقین کا مذہب کیا ہے۔ تمام رعایا کے لئے ایک ہی قانون ہے جو نیکی کرینگے۔ انہیں انعام ملیگا۔ جو بدی کرینگے انہیں سزا ملیگی"۔

اس فرمان سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بادشاہ کسقدر منصف مزاج تھا وہاں یہ بھی کہ اب بادشاہ تک اُن لوگوں کی رسائی ہوگئی تھی۔ جو مسلمانوں کو مہربانی کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ جو ذرائع ان لوگوں نے، اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اختیار کئے اور اُن کی اس تنگ دلانہ پالیسی سے جو نتائج پیدا ہوئے اُن کی تفصیل آگے چلکر کی جائے گی۔ سر دست یہ کہنا کافی ہے کہ مخالفت کے باوجود، جو کہ گاہے علانیہ اور اکثر خفیہ طور پر کی جاتی تھی۔ اسلام کا قدم ملک چین میں بخوبی جم گیا تھا۔ ابن بطوطہ جس نے چودھویں صدی میں چین کا سفر کیا تھا۔ لکھتا ہے کہ تمام صوبہ یونان مسلمان ہو چکا تھا۔ اور لوگوں نے اس خیال سے کہ میں اسلام کے اصلی وطن سے آیا ہوں، میری بڑی آؤ بھگت کی۔ نیز یہ کہ ہر شہر میں مسلمانوں کا ایک مخصوص محلہ آباد ہے۔ جہاں انکی مساجد ہیں۔ اور چینی لوگ انکی بڑی عزت کرتے ہیں۔ اسلام نے مبلغین کی محتاط اور غیر جارحانہ کوششوں سے اپنا اقتدار تدریجی لیکن مستقل طور پر قائم کیا۔ اس تحریک کی تاریخ گمنامی میں پڑی ہوئی ہے۔ لیکن چینی مسلمان آج بھی اس تحریک پر ایک زندہ شہادت ہیں۔ رفتہ رفتہ تمام سلطنت میں مساجد تعمیر کی گئیں۔ طیوآن میں جو شانسی صوبہ کا

دارالحکومت ہے جسے نیلا شہر بھی کہتے ہیں کیونکہ وہاں کوئلہ کی کانیں پائی جاتی ہیں۔ یہاں بھی مسلمانوں کا عمل دخل شروع ہوا۔ یہاں پہلی مسجد غالباً ۱۹۱۰ء میں تعمیر ہوئی تھی۔ اس صوبہ کو اسکی اہمیت کیوجہ نمونہ کا صوبہ کہتے ہیں۔ مسلمان جنرل بائی چنگ ہائی نے جو کہ موجودہ چین کا بڑا لیڈر گذرا ہے۔ ہمارے زمانہ میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔

چینگٹو صوبہ زیکوآن کا دارالحکومت جو کہ سب سے بڑا صوبہ ہے۔ ملک کے قدیم ترین شہروں میں سے ہے۔ اور عرصہ دراز تک بہت سی بادشاہتوں کا دارالحکومت رہا ہے۔ اس لئے اسکو چین کا ذخیرہ کہتے ہیں۔ اس میں شاہی مسجد ہے جو کہ چین میں سب سے بڑی مسجد ہے۔ اسکے علاوہ اس شہر میں اور بھی مساجد مسلمانوں نے تعمیر کی تھیں۔ پیکن میں جو کہ چین کا سابقہ دارالحکومت ہے۔ باون مساجد پائی جاتی ہیں۔

الغرض اسطرح ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ تک اسلام پھیل گیا اور لوگوں میں مقبول ہوگیا۔ حتیٰ کہ سترھویں صدی میں یہود کی ایک بڑی جماعت جو کہ مسلمانوں سے بھی پہلے چین میں آکر آباد ہو گئی تھی۔ اسلام لے آئی۔ اس پر مسیحی پادریوں نے چینی گورنروں کو بھڑکایا اور وہ خوف زدہ ہو گئے اور چاروں طرف سے دارالحکومت میں مسلمانوں کے خلاف رپورٹیں پہنچنے لگیں۔ بایں معنیٰ کہ وہ بغاوت پر آمادہ ہیں۔ مثلاً خونگ سی کے گورنر کی رپورٹ جو کہ اس نے ۱۷۸۳ء میں بادشاہ کے پاس بھیجی تھی درج ذیل ہے

"میں حضور کو اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ کہ ایک پرجوش شخص ہیں خویوں کو جو کہ صوبہ خوانگ سی کا باشندہ ہے آوارہ گردی کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ اس دلیر شخص سے جب میں نے اسکے پیشہ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ دس سال سلطنت کے مختلف صوبوں میں، اپنے مذہب کے متعلق معلومات فراہم حاصل کرنے کی غرض سے سفر کر رہا ہے۔ اس کے ایک صندوق میں تیس کتابیں نکلیں جنمیں سے بعض اس نے خود لکھی ہیں اور بعض ایسی زبان میں ہیں جنکو یہاں کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ ان کتابوں میں مبالغہ کے ساتھ ایک مغربی بادشاہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وثنا لکھی ہوئی ہے۔ جب اس شخص کو اذیت دی گئی تو اس نے تسلیم کیا کہ اس کے سفر کا مقصد تبلیغ اسلام تھا۔ اور یہ مذہب ان کتب میں مندرج ہے۔ اور وہ شانسی صوبہ میں سب سے زیادہ قیام پذیر رہا ہے میں نے ان کتب کو دیکھا ہے، بعض بلاشک غیر زبان میں لکھی ہوئی ہیں۔ کیونکہ میں ان کو مطلق نہ سمجھ سکا۔ بعض چینی زبان میں ہیں۔ اور بیشک بہت بری ہیں۔ کیونکہ ان میں مبالغہ کیساتھ ایسے شخص کی تعریف کی گئی ہے۔ جو اس کا مستحق نہیں ہے کیونکہ میں نے آجتک اس کے متعلق کوئی بات نہیں سنی۔

شاید یہ شخص صوبہ کانسو کا باغی ہے۔ اس کا طرز عمل مشتبہ ہے کیونکہ جن صوبوں میں، وہ گذشتہ دس سال سے سفر کرتا رہا ہے ان میں جانے کا کوئی معقول مقصد میری سمجھ میں نہیں آیا۔ فی الحال میں حضور والا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس شخص کے خاندان میں جو مطبوعہ پلیٹیں موجود ہیں۔ وہ جلا دی جائیں۔ اور اہل مطبع کو گرفتار کیا جائے نیز ان کتب کے مصنفین کو بھی۔ یہ کتب میں آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ تاکہ آپ اپنے احکام سے مجھے مشرف فرمائیں"۔

(ثوم جلد ثانی صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۴)

یہ سچ ہے کہ بعد ازاں اس مبلغ کو رہا کر دیا گیا تھا اور گورنر کو فہمائش کی گئی تھی۔ لیکن اس واقعہ سے یہ بات ظاہر ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جارحانہ کارروائی کا آغاز ہو چکا تھا۔ تاہم اس کے باوجود حکمرانان مابعد کی پالیسی وہی رہی ہے۔ جو پہلے تھی۔ شہنشاہ چین لنگ (۱۷۳۶-۱۷۹۶) نے حکم دیا کہ قرآن مجید احادیث نبوی اور دیگر اہم اسلامی کتب کو چارد خانہ کی دائرۃ المعارف میں شامل کیا جائے۔ غرضیکہ اٹھارہویں صدی کے آخر تک مسلمانوں کی عزت اور حفاظت برقرار رہی۔ اسکے معاوضہ میں وہ حکومت کے شکرگزار رہے۔ اور انہوں نے نہایت وفاداری کیساتھ حکومت کی خدمات انجام دیں۔ امن اور جنگ دونوں موقعوں پر چنگ خاندان (۱۶۴۴ء تا ۱۹۱۲ء) کے آخری زمانہ حکومت میں مسلمانوں کیطرف حکومت کے زاویہ نگاہ میں اہم تبدیلیاں پیدا ہو گئیں۔ اسکی وجہ وہ طرز عمل ہے جو یورپ کی حکومتوں نے چین کے متعلق اختیار کیا۔ اب تک چین میں یورپین مشنری اور تجار، اہل چین کی مہربانی پر گذر کرتے تھے۔ اہل پرتگال اور ان کے پادریوں کو میکاؤ کی آبادی سے آگے جانے کی اجازت نہ تھی۔ پروٹسٹنٹ مشنریوں کی آمد اسوقت تک شروع نہیں ہوئی تھی۔ اور انگریزوں کو کینٹن کی حدود سے آگے جانے کی اجازت نہ تھی۔ اور روسیوں کی راہ میں دیوار چین حائل تھی۔ اور فرانچ ابھی تک وارد نہیں ہوئے تھے۔ ان طاقتوں کے مقابلہ میں اہل چین نے متفقہ طور پر مقاومت کی اور ان کے داخلہ کو روکا۔ روسی حکومت نے پروفیسر ولیلیو کو صورت حالات کا معائنہ کرنے کے لئے بھیجا۔ اس نے واپسی پر ایک لرزہ خیز کتاب لکھی۔ جس میں اس نے حکومت کو آئندہ خطرات سے آگاہ کیا۔ جو کہ مسلمانوں کی اس کثیر تعداد سے یورپین تمدن کو لاحق ہو سکتے تھے۔ اور اب تک یورپ کو مسلمانوں کی اس کثیر جماعت کا کوئی علم نہ تھا۔ اور گمان غالب یہ ہے کہ اسلام انجام کار، چین کا قومی مذہب ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے

(باقی آئندہ)

اسلام اور مستقبل

از جناب سی ۔ اے ۔ سورما

اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ زمانۂ مستقبل میں اسلام کا تعلق دوسرے مذاہب کے ساتھ کیا ہوگا۔ یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مذہب کی چند خصوصیات پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ مثلاً مساوات انسانی جمہوریت اصولِ محنت، زن و مرد کی مساوات اور اصولِ زکوٰۃ۔

سب سے پہلے اسلام اخوتِ انسانی کا سبق دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ انسان جسمانی، ذہنی اور روحانی ترقی کرنے کے قابل ہے۔ درحقیقت اس کے نزدیک انسانوں کا رتبہ ملائک سے بھی برتر ہے۔ اگرچہ ان میں بعض کمزوریاں اور دنیاوی خواہشات ہوتی ہیں۔ لیکن قدرت نے اُسے ایسے عطیات دے رکھے ہیں جن سے وہ بُرے بھلے کی تمیز کرسکتا ہے۔ اور انہیں صفات کیوجہ سے خدا اور اس کی مخلوق کا عزیز بن سکتا ہے۔ اسلام کے نزدیک آدمی آدمی میں کوئی فرق نہیں۔ فرق ان کے اچھے اور بُرے ہونے اور خدا پر اعتقاد رکھنے میں ہے۔

اسلام ایک جمہوری مذہب ہے۔ اس کی ابتدائی تاریخ اس کا بیّن ثبوت ہے۔ پہلے چار خلفاء اپنے اعلےٰ عہدوں پر لوگوں کی کثرت آرا سے منتخب ہوئے تھے۔ اندرونی اختلافات کے باوجود اپنی بے غرضی اور فرض کی آوارگی کے باعث ان کی بہت عزت تھی۔ اگر وہ چاہتے تو لوگوں پر بادشاہوں کی طرح حکومت کرسکتے تھے۔ لیکن یہ ان کے مذہب کی خصوصیت اور پیغمبرِ اسلام کا نمونہ اور تعلیم تھی کہ انہوں نے اس بات کو گوارا نہ کیا۔ اگرچہ حکومت کا ایک بارِ گراں اور ذمہ داری ان کے کاندھوں پر تھی۔ لیکن ان کے حقوق وہی تھے جو عام لوگوں کے تھے۔ ان میں ایثار و قربانی، بلندیٔ اخلاق بے تعصبی اور اپنے سردار و آقا کی اطاعت، یہ ایسی چیزیں تھیں۔ جنکی کوئی دوسری مثال تاریخ میں نہیں ملسکتی۔ آج ہی اسلام کا اصولِ جمہوریت اس کی خصوصیات میں سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ اہلِ بصیرت نے ہمیشہ اس پہلو پر زور دیا ہے۔ ان کی رائے میں یہ ایک ایسی چٹان ہے جس پر مذہب قائم ہے۔ اگر آپ اپنے ذہن میں اسلام کے اس جمہوری اصول کو رکھیں تو آپ کو بہت سی باتوں کے سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

دوسری بڑی خصوصیت جس پر مَیں زور دینا چاہتا ہوں۔ یہ ہے کہ اسلام نے ہر شخص کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اہلِ محنت کی عزت کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار فرمایا ہے کہ تمام اہلِ محنت اپنی اجرت کے مستحق ہیں

اور آپ نے سختی سے حکم دیا ہے کہ مزدور کو اس کے ماتھے کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اجرت دیدو۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سلطنت میں ایک سرمایہ دار اور مزدور، ایک تاجر اور اہل حرفہ کو خاص حقوق اور خاص مراعات حاصل تھیں۔ کوئی بھی ایک دوسرے سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ آجکل سرمایہ و محنت میں مستقل جنگ جاری ہے۔ دُنیا کی بے اطمینانی اور بے چینی ایک بڑی حد تک اسوجہ سے بھی ہے۔ کہ سرمایہ دار اور مزدور اپنے اپنے حقوق نہیں پہچانتے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سرمایہ دار مزدور کی محنت سے اپنی دولت میں اضافہ کرنا چاہتا ہے۔ اور مزدور اپنی مجلس کے ذریعہ اس کوشش میں ہے کہ مزدوری کے اوقات کم کر دئے جائیں۔ اور اُجرت میں اضافہ کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ آجکل ہر جگہ بے روزگاری کا زور ہے۔ اسکو دیکھ کر ایک شخص پوچھ سکتا ہے کہ کیا کفایت محنت کی تراکیب اور کلوں کی تکمیل دنیا کے لئے باعث برکت ہیں یا باعث لعنت۔ مغرب کا معاشی ڈھانچہ اپنی مادیت اور جماعتی امتیاز کے باعث متزلزل ہے۔ دولت کی غیر متوازی تقسیم اور اس امر کی ناکامی کہ ہم اس کی پیدا وار اور تقسیم میں توازن پیدا کر سکیں۔ یہ ایسے جراثیم ہیں جو یورپ کے جسد سیاسی کو ہلاک کر رہے ہیں اور جب تک تمام قومیں اپنی بہتری اور ترقی کے لئے متحد نہ ہو جائیں۔ مستقبل بہت تاریک نظر آتا ہے۔ اس بارے میں بھی دنیا اسلام سے بہت کچھ سیکھ سکتی ہے۔

فریضۂ زکوٰۃ اصولاً اشتراکیت پر مبنی ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت کو جو ایک خاص قسم کی جائداد کے مالک ہوں انہیں اپنی جائداد کا ½ ۲ فیصدی حصہ خزانۂ عام میں دینا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ یہ جائداد ایک سال سے ان کے قبضہ میں ہو۔ زکوٰۃ دینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس سے بیواؤں، یتیموں، محتاجوں اور غریبوں کو مدد دی جاتی تھی۔ اسکے علاوہ مساجد، ہسپتالوں، کنوؤں اور سراؤں کی تعمیر پر بھی اسی مد سے روپیہ صرف کیا جاتا تھا جب تک زکوٰۃ باقاعدہ ادا کی جاتی تھی۔ اسلام نے اجتماعی فرائض کے انتظام میں دُنیا کی راہنمائی کی۔ آجکل عوام کی امداد اور ان کی تنگی کو کم کرنے کے لئے جو تجاویز اختیار کی جاتی ہیں۔ وہ ہماری رائے میں زکوٰۃ ہی کے اصول پر عمل کرنے کا ایک طریق ہے۔

اب زن و مرد کی مساوات کا سوال آتا ہے۔ اس مسئلہ پر اسلام کا رویہ بالکل غیر جانب دارانہ ہے۔ اسلام میں زن و مرد کو قانونی اور روحانی دونوں طرح سے برابر کا درجہ حاصل ہے۔ درحقیقت اسلام میں عورت کی قانونی حیثیت دوسرے مذاہب کے قوانین سے کہیں بلند ہے۔ جیسا کہ میں نے کسی دوسری جگہ اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اس نتیجہ پر میں بہت غور و فکر کے بعد پہنچا ہوں۔ جتنا میں اسلام کا مطالعہ کرتا ہوں اُسی قدر یہ حقیقت مجھ پر روشن ہوتی جاتی ہے

کہ دنیا پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت ممنون اور احسان مند ہے۔ کیونکہ آپ نے عورتوں کو ایسے قانونی حقوق عطا فرمائے ہیں جو پہلے کسی زمانہ میں نہیں دئے گئے۔

میری رائے میں وہ مذہب جو اخوت انسانی، زن ومرد کی مساوات اور زکوٰۃ کا سبق دیتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ان باتوں پر عمل بھی کرتا ہے۔ یقیناً ترقی کے راستہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ انہیں خصوصیات کی وجہ سے اسلام ایک زبردست قوت ہے اور رہیگا۔

اسلام کے مستقبل پر بحث کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے ماضی پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کے بعد تین صدیوں تک اسلام نے جو عظیم الشان ترقی کی ہے۔ وہ انسانی تاریخ میں ایک درخشاں باب ہے۔

اُسوقت جبکہ تمام یورپ تاریکی اور جہالت میں تھا مسلمانوں نے سائنس اور تہذیب و تمدن کی شمع روشن کر رکھی تھی۔ اور زمانۂ قدیم کے علوم و فنون انہیں کیوجہ سے محفوظ تھے۔ اگر ہم عہد بنو امیہ میں اندلس اور دمشق اور عہد عباسیہ میں بغداد کی شان و شوکت پر ایک نظر ڈالیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جب تک ہم میں علمی ترقی کا شوق تھا اور ذہنی آزادی حاصل تھی۔ ہم نہ صرف دنیا میں اپنے آپ کو قائم رکھ سکے۔ بلکہ دوسری اقوام کے اُستاد بن گئے تھے۔ آج یورپ کو بھی دبی زبان سے اس کا اعتراف ہے کہ اُس نے مسلمانوں سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ ابتدائی زمانہ کے مسلمانوں نے تہذیب و تمدن میں جسقدر بھی ترقی کی تھی۔ اس کی تعریف کرنے کے ساتھ ہی موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی زبون حالی اور زوال پر سخت رنج و افسوس ہوتا ہے۔ درحقیقت آجکل کے مسلمان اپنے پُرانے بھائیوں سے اسقدر مختلف ہیں کہ تعجب سے کہنا پڑتا ہے۔ کیا ان دونوں میں کوئی تعلق بھی ہے یا نہیں۔

ہمارے زوال اور بدحالی کے بہت سے اندرونی اور بیرونی اسباب ہیں۔ اندرونی اسباب میں سب سے بڑا سبب ذہنی آزادی کا فقدان ہے۔ عہد عباسیہ میں معتزلہ کو ذہنی آزادی حاصل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف قدیم یونان اور روم کے علوم کو زندہ کر رکھا تھا۔ بلکہ خود بھی علم انسانی میں بیش بہا اضافے کئے تھے۔ وقت نہیں ہے کہ ان کے کاموں کو تفصیل سے بیان کیا جائے۔ مگر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک معتزلہ کی جماعت قائم رہی۔ اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ انہوں نے قانون کے ظاہری الفاظ کی بجائے زیادہ تر نظر اس کے معنی اور مفہوم پر رکھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قانون میں لچک پیدا ہوتی گئی۔ اور اس کا نشو و نما شروع ہوا۔ اسی زمانے میں عدالتی انصاف استخراج اور تمثیل کے اصول وضع ہوئے۔ لیکن جسوقت ذہنی انحطاط کا دور شروع ہوا قانون میں مزید توسیع اور

ترقی کی گنجائش ختم ہوگئی۔ یہ جبریہ یا اہل رعایہ کا وجود تھا جس نے مسلمانوں کی ذہنی آزادی کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا۔ یہ لوگ روایات اور قرآن کے علاوہ درایت یا اظہار رائے کی مطلق اجازت نہیں دیتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ معمولی سی معمولی بات میں بھی کوئی شخص روایات اور شریعت سے انحراف نہیں کرسکتا علماء اور فقہا کی تعبیرات پر ہر صورت میں عمل کرنا ضروری تھا۔ اس امر سے انکار کرنا ناممکن ہے کہ مسلمانوں کے انحطاط کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ ان کی ذہنی آزادی کا خاتمہ کردیا گیا۔ دوسرے اندرونی اسباب میں خود غرضی خونخوار جنگیں۔ اور عیش و عشرت کی طرف رغبت ہے۔ ایک مرتبہ جب یہ بُرائیاں پیدا ہوگئیں۔ ترقی کے تمام راستے بند ہو گئے۔

بیرونی اسباب میں ایک سبب اُندلس سے مسلمانوں کا اخراج ہے۔ مسلمانوں نے اندلس کو یورپ کا باغ بنادیا تھا۔ غرناطہ۔ قرطبہ اور اشبیلیہ علم و تہذیب کے مرکز تھے کیمرج اور اکسفورڈ سے بھی قدیم یہاں دُنیا کے ہر ایک گوشے سے علماء اور طلباء آتے تھے، اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو میرا خیال ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ کے ایک پوپ نے بھی انہیں درسگاہوں میں سے کسی ایک میں تعلیم حاصل کی تھی۔ دوسرا سبب تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی ہے۔ بغداد میں دنیا کی سب سے قدیم درسگاہ تھی۔ مامونؔ نے اُس زمانہ کے تمام فضلاء اور علماء کو اپنے دربار میں جمع کر رکھا تھا۔ عہد عباسیہ اور بالخصوص مامونؔ کے عہد پر ایک نظر ڈالنے سے معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ ہم کتنی سرعت سے ترقی کر رہے تھے۔ تاتاریوں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی سے نہ صرف اسلام کی بہترین دولت مٹ گئی۔ بلکہ انسانیت کے خلاف یہ ان کا ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ انہوں نے ایک ہی وار میں تمام علوم و فنون کا خاتمہ کردیا۔ اور اپنے بعد تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔ انسانیت کے خلاف ایک ایسا ہی جرم کتب خانہ اسکندریہ کا جلانا بھی ہے۔ یہ وار اُسوقت ہوئے جب اسلام اس قابل نہیں تھا کہ ان کا مقابلہ کرسکے۔ کیونکہ آپس کی خانہ جنگیوں کی وجہ سے اس میں بہت سی کمزوریاں پیدا ہوگئی تھیں۔

بارہویں صدی سے لیکر گذشتہ صدی کے خاتمہ تک اسلام گہری نیند سو رہا تھا۔ ہمارے اردگرد حیرت انگیز تبدیلیاں اور انقلابات ہو رہے تھے۔ مگر ہمیں کوئی پرواہ نہیں تھی۔ اس کا قدرتاً نتیجہ یہ ہوا کہ روحانی اور دنیاوی لحاظ سے ہماری قوت جاتی رہی اور بہت سے اسلامی مقبوضات غیروں کے قبضہ میں چلے گئے۔ ایک کے بعد دوسری اسلامی ریاست یا تو مغربی طاقتوں نے الحاق کرلی یا ان پر اپنا اثر جمالیا۔ جنگ عظیم کے آغاز تک دنیا میں صرف ترکی ایک آزاد اسلامی حکومت تھی اور وہ بھی عثمانی سلاطین کی بدنظمی کیوجہ سے ابتر حالت میں تھی

ذہنی حیثیت سے گذشتہ صدی کے خاتمہ تک مسلمانوں کی حالت بالکل وہی تھی جو ازمنہ متوسط کے لوگوں کی تھی۔ تشریع اور مطلقیت نے دل ودماغ پر ایسا اثر جما لیا تھا۔ کہ ان کا مقابلہ کرنا ناممکن تھا۔ ہمیں جو کچھ سکھایا جاتا تھا۔ یا دیا جاتا تھا۔ وہ ہم بغیر کسی تعرض کے قبول کر لیتے تھے۔

لیکن جیساکہ اکثر ہوتا ہے۔ اس تاریکی میں روشنی کی ایک شعاع دکھائی دی۔ گذشتہ صدی کے آخری نصف حصہ میں اسلام کی بیداری کے آثار دکھائی دینے لگے۔ میرے خیال میں یہ بیداری دنیائے اسلام اور مغربی تہذیب کے تصادم کا نتیجہ ہے۔ ہم نے سمجھ لیا کہ جہد للبقا کیلئے ہمیں اُس سامان کی ضرورت ہے جو مغرب کے پاس ہے۔ اسلئے ہر اُس ملک میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ قدیم نظام کے خلاف بغاوت شروع ہو گئی۔ اور اندرونی اصلاحات کا مطالبہ ہونے لگا۔ اخلاق اس قسم کی بغاوت کی منظوری دیتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ اصلاحات ہی کی گونج سُنائی دے رہی ہے۔

چونکہ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ لہذا میں اس موضوع پر تفصیل سے بحث نہیں کر سکتا۔ اس کیلئے لتھروپ سٹاڈرٹ کی کتاب "جدید دنیائے اسلام" کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ قابل مصنف نے بڑے صاف اور آسان طریقہ سے اس بیداری کے آغاز کو بیان کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔

اب میں جنگ عظیم کو لیتا ہوں۔ اس وقت ترکی میں جرمنی کی حمایت کرنے والی جماعت برسر اقتدار تھی۔ اس لئے ترکی کو بھی جنگ میں شرکت کرنی پڑی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سوائے قسطنطنیہ (استنبول) کے شام، فلسطین، عراق، حجاز اور بحیرہ ایجین کے بہت سے جزائر ان کے قبضہ سے نکل گئے۔ عہدنامہ سیورے سے ترکی کی حالت ایک ماتحت ریاست کیطرح ہو گئی۔ جس کی بقا کا انحصار دول یورپ کی مشین گنوں کے رحم وکرم پر تھا۔ خلافت کی حالت اسقدر ذلیل ہو گئی تھی۔ کہ سلطان وحید الدین نے اپنے تخت پر بیٹھنے کے لئے دول متحدہ سے بھیک مانگنا منظور کر لی عین اسوقت مصطفےٰ کمال پاشا کا ظہور ہوتا ہے اور وہ ترکی کے حصے بخرے کرنے اور استنائیت کے خاتمہ کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں۔ کس طرح اس تقریباً گمنام سپاہی نے دول متحدہ کی فاتح فوجوں کا مقابلہ کیا۔ کس طرح اُس نے ایشیائے کوچک سے یونانی افواج کو نکال باہر کیا۔ کس طرح عہدنامہ سیورے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے کس طرح اناطولیہ کے کسانوں کو ایک جھنڈے کے نیچے متحد کر دیا۔ اور آخر میں کس طرح نئی ترکی کی بنیاد ڈالی یہ سب کارنامے تاریخ کا ایک باب نہیں بلکہ افسانہ معلوم ہوتا ہے۔

وہ تبدیلیاں جو ترکی میں کی گئی ہیں۔ مختصراً مندرجہ ذیل ہیں۔

الف ۔ خلافت کا خاتمہ ۔ انگورہ کی مجلس ملی نے ایک تجویز کے ذریعہ خلافت کا خاتمہ کر دیا ۔ اسلام کا ایک قدیم ادارہ بیک جنبش قلم ختم ہو گیا ۔ اور اب جہاں تک ترکی کا تعلق ہے ۔ خلیفہ کی اطاعت و فرمانبرداری اس کے لئے ضروری نہیں ۔ اس سے بہت سی سیاسی اور مذہبی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں ۔ ان کے اثرات کیا ہونگے ۔ اس وقت کہنا مشکل ہے ۔ کسی مناسب مقام پر میں اپنی رائے کا اظہار کروں گا ۔ اسوقت ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ دنیائے اسلام نے اس خیال کو قبول کر لیا ہے ۔ کہ کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں ۔ ابھی تک اس سے کوئی سیاسی یا دوسری دشواری پیدا نہیں ہوئی ۔

ب ۔ بادشاہت کا خاتمہ ۔ عثمانی حکومت کی معزولی کے بعد ترکی ایک جمہوری ملک ہو گیا ہے ۔ خاندان عثمانی کا آخری تاجدار نیس میں جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہا ہے ۔

ج ۔ عربی رسم الخط کے بجائے لاطینی رسم الخط کا اختیار کرنا ۔ یہ ایک ایسی زبردست تبدیلی ہے جو آجتک کسی ملک میں شاید ہی کی گئی ہو ۔ مصطفےٰ کمال کا اس سے مقصد یہ ہے ۔ کہ جدید ترکی نہ صرف نیا رسم الخط اختیار کرے بلکہ عربی کو چھوڑ کر اپنی قومی زبان سیکھے ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ترکی کی آیندہ نسلیں اپنا قدیم عثمانی ادب نہیں پڑھ سکینگی کیونکہ یہ سارے کا سارا عربی رسم الخط میں ہے وہ صرف اسی ادب کا مطالعہ کر سکینگی جو لاطینی رسم الخط میں ہو ۔

د ۔ ترکی زبان میں نمازیں ۔ یہ ایک زبردست تبدیلی ہے ۔ اور علمائے اسلام نے اس پر تند و تلخ تنقید کی ہے ۔ لیکن اگر کوئی بے تعصبی سے اس پر نظر کرے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ تبدیلی لازمی تھی ۔ اپنے زبردست قومی نقطۂ نظر سے مصطفےٰ کمال کے لئے یہ ضروری تھی کہ وہ یہ تبدیلی کرے ۔ اس بحث پر غیر جانبدار رہنے کے باوجود میں یہ اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ نوجوانان اسلام پر اس کا زبردست اثر ہے ۔ جیسا کہ آگے چلکر معلوم ہوگا ۔

س ۔ معاشرتی اصلاحات ۔ غازی پاشا نے اپنے ملک میں اور بہت سی اصلاحات کی ہیں ۔ مثلاً کثیر الازدواجی کا خاتمہ ۔ عورتوں کو حق رائے دہندگی اور معاشی و معاشرتی مساوات ۔ جہاں تک عورتوں کو مساوی حقوق دینے کا مسئلہ ہے مصطفےٰ کمال نے اسلام کے ایک اصول کو جاری کر دیا ہے ۔ اور اس میں مذہب کے خلاف کوئی بات نہیں ۔

ترکی میں جو تبدیلیاں ہوئی ہیں اس کا ذکر میں نے کچھ تفصیل سے اسلئے کیا ہے ۔ کہ میرے سامنے ایک خاص مقصد تھا اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ ترکی میں آجکل ہو رہا ہے ۔ جدید دُنیائے اسلام اسکو غور سے دیکھ رہی ہے میرا خیال ہے کہ یہ اظہار ہے ان زبردست تبدیلیوں کا جو یقیناً ہو کر رہینگی یہ بغاوت ہے ۔ اسلام کے نوجوانوں کی قدیم روایات اور خیالات کے خلاف نوجوانوں نے سمجھ لیا ہے ۔ کہ جب تک مکمل آزادی حاصل نہ ہو جائے اور

اور جب تک ذہنی غلامی کی زنجیریں نہ توڑ دی جائیں اور جب تک فروعی باتوں کو نہ چھوڑا جائے اُس وقت تک اقوامِ عالم کے ساتھ ساتھ چلنا دشوار ہے۔ اور یہی وہ بات ہے جو ہر مسلمان کو مضطرب کر رہی ہے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جنگ عظیم کیوجہ سے جہاں بہت سی قومیں کمزور ہو گئی ہیں۔ وہاں دنیائے اسلام میں ایک نئی روح پیدا ہو گئی ہے۔ اگر کوئی ان تبدیلیوں کا مطالعہ کرے۔ جو ترکی۔ مصر۔ حجاز، افغانستان، الجزائر، مراکش، عراق، ہندوستان اور مشرق بعید میں ہو رہی ہیں۔ تو اس پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ ایک نئی روح پیدا ہو رہی ہے۔ ایسی روح جس کی کوشش یہ ہے کہ اسلام کو ترقی ہو اور جدید دنیا میں اسکو مناسب جگہ ملے۔ اس روح کو بڑھنے سے روکا نہیں جا سکتا۔ مغربی اقوام کو اس کا احساس ہو گیا ہے کہ اگر انہیں جدید دنیائے اسلام سے دوستانہ تعلقات رکھنے ہیں۔ تو اصولی تبدیلیاں ناگزیر ہیں۔

یہ نئی روح اگر میں یہ الفاظ استعمال کر سکتا ہوں نوجوانانِ اسلام کی ہمت کا باعث ہے۔ ہر جگہ اس کے آثار موجود ہیں اور تمام اصلاحی تحریکوں کی طرح اسکی بھی اندرونی اور بیرونی دشمنوں کیطرف سے سخت مخالفت ہو رہی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ آخر میں اس روح کو کامیابی ہوگی۔ کیونکہ اسلام ہمیشہ سے ترقی کرنے والا مذہب رہا ہے جتنا میں اسلام کا مطالعہ کرتا ہوا، اتنا ہی مجھے یقین ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ایک زبردست قوت ہے۔ اسکی بنیاد ایسی سادہ اور عقلی ہے۔ کہ ایک کسان اور فیلسوف دونوں کو متاثر کرتی ہے دونوں اس میں اطمینان وسکون کا سامان موجود پاتے ہیں۔ دونوں یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس میں اخلاقی اور معاشرتی قوانین ہیں جو قابلِ عمل بھی ہیں۔ دونوں کو یہ فخر ہے کہ اسلام کے نزدیک دونوں مساوی اور برابر ہیں۔

اسلام مذہب امن ہے اور دوسروں کو بھی اسی کی تعلیم دیتا ہے۔ اپنی اس خصوصیت کیوجہ سے یقیناً دنیا میں اپنا مناسب مقام حاصل کر کے رہیگا۔

اسلام کا مستقبل نہایت روشن ہے۔ کیونکہ اس کی اساس عقل پر ہے اور بنیاد مضبوط ہے۔ مغرب کو اس کا احساس ہے۔ کہ عیسائیت اور اسلام ایک دوسرے کے مخالف نہیں رہ سکتے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی آبادی کا دو تہائی حصّہ آج عیسائیت کے ماتحت ہے۔ عیسائیت سے میرا مطلب وہ حکمران ہیں۔ جن کا مذہب یہ ہے۔ انسانوں کی اتنی بڑی جماعت کے احساسات جذبات اور امیدوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ دونو مذاہب کی قسمتیں سیاسی اور اخلاقی حیثیت سے ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ خالص

عیسائیت اور اسلام میں کوئی فرق نہیں۔ درحقیقت ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مسلمان تھے۔ بالکل پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح کیا ہمارا مذہب یہ نہیں کہتا کہ تمام رسول اسلام لے کر آئے تھے اگر ہم اس کو تسلیم کر لیں تو اس بات کو ماننا پڑے گا کہ انسانیت کی فلاح کے لئے دونوں مذاہب کو مل کر کوشش کرنی چاہیئے۔ جب میں عیسائیت کا نام لیتا ہوں تو اس سے میرا مطلب عیسائیوں کی اخلاقیات سے ہوتا ہے۔ کیونکہ آجکل کی عیسائیت اور اس عیسائیت میں جس کی تعلیم حضرت مسیح نے دی تھی۔ بہت فرق ہے۔ اگر ہم ایک مشترک روحانی اساس کو تسلیم کر لیں تو مجھے یقین ہے کہ یہ دونوں مذاہب دنیا کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ عقلی اور جمہوری لحاظ سے عالمگیر اور قابلِ عمل ہونے کی وجہ سے اسلام ایک زبردست طاقت ہے۔ اور رہیگا۔ ضرورت اسکی ہے کہ اقوام تحمل اور دوستی کیطرف آئیں اگرچہ اسوقت جنگ وجدل کے بادلوں نے مطلع کو بخار آلود کر رکھا ہے۔ مگر آئیے ہم سب مل کر دعا کریں کہ یہ بادل اُڑ جائیں اور امن و اخوت کی روشنی ہم پر چھا جائے۔ ہم سب کو چاہیئے کہ تمام انسانیت کے لئے امن ومسرت کی کوشش کریں۔ ہماری یہ سعی ہونی چاہیئے۔ کہ ہم وہ غیر اعتمادی دور کر دیں جو ماضی میں بہت سی مصائب کا باعث رہی ہے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیشہ امن کی کوشش فرماتے رہے۔ آپ کی زندگی سے کیا یہ پتہ نہیں چلتا کہ اسلام امن وامان چاہتا ہے۔ اور اس نے ہمیشہ اس کی کوشش کی ہے۔

تعریف ہے اس عظیم الشان عرب کے لئے جس نے ہمیں اس قابل کیا ہے کہ اتنا وقت گذر جانے اور حالات میں اتنی تبدیل ہو جانے پر بھی نہ صرف اسلام کی خوبیاں دیکھ سکیں۔ بلکہ دوسرے مذاہب میں جو خوبیاں ہیں ان کو بھی تسلیم کر لیں۔

ضروری التماس

رسالہ اشاعت اسلام کی اسوقت بائیسویں جلد ہے گذشتہ اکیس سالوں میں جو اسلامی خدمات اس رسالہ نے سرانجام دی ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں کلیسا کے بت کو گرانے اور کسر صلیب کیلئے جسقدر مواد اس رسالہ نے بہم پہنچایا ہے۔ بیان میں نہیں آسکتا۔ ایسے رسالہ کی توسیع اشاعت بہترین اسلامی خدمت ہے۔ قارئین رسالہ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ سالِ رواں میں رسالہ ہذا کے کم از کم دو جدید خریدار پیدا فرما کر داخلِ حسنات ہوں۔ والسلام۔

نورِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب میر بندے علیخاں ٹالپور ایم۔ایل۔سی۔ سندھ)

اسلام کے لغوی معنی ہیں سلامتی اور رضائے الٰہی کی کامل اطاعت۔

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور یہ مذہب چھٹی صدی عیسوی میں جب کہ تمام دنیا میں تاریکی اور جہالت پھیلی ہوئی تھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے بذریعہ وحی نازل ہوا تھا۔ اسوقت مذہبی مناقشات اور ہر قسم کی اخلاقی برائیاں عام تھیں۔ قتل و خون، بے قاعدہ سزائیں منظر عام پر پھانسی اور آگ میں زندہ جلا دینا معمولی باتیں تھیں۔ مسیح ناصری کا یہ سبق کہ اپنے ہمسایہ کی اسی طرح عزت کرو جس طرح تم اپنی کرتے ہو۔ بھلایا جا چکا تھا۔ اصولی اختلافات کی بنا پر کلیسا کے بھی کئی حصے ہو گئے تھے۔ ان تمام بدنظمیوں اور انحطاط کے سبب پادری اپنے اپنے ممبروں پر ایک دوسرے کے خلاف وعظ کیا کرتے تھے۔ یہ ایسا زمانہ تھا کہ لوگ کسی کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ اخلاقیات کے بجائے عیاشی بد اخلاقی۔ شراب نوشی اور اسی قسم کی تمام برائیاں رائج تھیں حقیقت میں یورپ ناانصافی سے معمور تھا۔ پیروانِ مسیحیت نے اس کوشش میں کہ انجیل کو اپنی اپنی آسانیوں اور اوہام و ظنون کے مطابق بنائیں جو بدعات اور من گھڑت باتیں اختیار کر رکھی تھیں۔ ان کے باعث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحیح تعلیمات مسخ ہو چکی تھیں۔ حصول علم کو گناہ اور الحاد تصور کیا جاتا تھا اور سوائے پادریوں کے اور کسی کا یہ حق نہ تھا۔ کہ اسطرف توجہ کریں۔ یہ ایک اور ذریعہ تھا۔ جس کے ماتحت انہوں نے خلقتِ خدا کو جنگی مظلومیت اخلاقی پستی اور مفلوک الحالی پہلے ہی سے آشکارا تھی فریب دینا شروع کیا۔

مسیح علیہ السلام نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مذہب کو زندہ کرنے اور یہودیوں کو نجات دینے کیلئے تشریف لائے تھے آخر وقت تک ان مقاصد کو حاصل کرنے کی سعی بلیغ کی۔ لیکن آپ کو جتنی کامیابی ہوئی۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آپکے بعض قدیم معتقدین کو بھی آپ کے پیغمبر ہونے میں شبہ تھا۔ یہودا اسقریوطی جس نے ہیرڈ کو مسیح علیہ السلام کا پتہ بتایا۔ ان کے معتمد ترین حواریوں میں سے تھا۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ آپ خدا کے رسول ہیں۔ آپ کو بہت سے معجزے دکھانے پڑے۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا۔ اندھوں کو بصارت دینا۔ لنگڑے لولوں کو اچھا کرنا۔ اور ناپاکوں کی شیطنت کو دور کرنا۔ آپکی ابتدائی زندگی کے متعلق بھی ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ لیکن آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

ایک اور پیغمبر آنے والا ہے جو مجھ سے افضل ہوگا۔ یہ واضح اور صاف اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف تھا
حضرت عیسٰی علیہ السلام نے سبق دیا تھا۔ تحمل، خاکساری، عفو اور اطاعت کا لیکن ایک سو برس ہی میں آپ کی
تعلیمات کو چھوڑ دیا گیا۔ عیسائیت نے وہی قدیم کفر و شرک کی روایات اختیار کر لیں۔ بُت پرستی کی تمام رسوم
از سر نو جاری ہو گئیں حضرت مسیح کے واقعہ صلیب کا بھی ان لوگوں پر کچھ اثر نہ ہُوا۔ تمام ملک میں عقیدہ پرستی
اور دینی پیشوائی کا زور ہو گیا۔ اور عیسائیت میں پہلا سا جوش و خروش باقی نہ رہا۔ میور جو اسلام کا سخت مخالف
ہے۔ وہ بھی اسے تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکا کہ ساتویں صدی میں عیسائیت زوال و انحطاط کی خراب ترین حالت میں تھی

اسی زمانہ کے مورّخ عرب کی حالت بھی بالکل ایسی ہی بتلاتے ہیں۔ یہاں کے لوگ بڑی وحشیانہ حالت
میں زندگی بسر کرتے تھے، اگرچہ یہ مہمان نوازی اور شاعری میں کمال رکھتے تھے۔ لیکن اخلاقی حیثیت سے ان کی
حالت بالکل پست تھی، ظلم و ستم کا دور دورہ تھا۔ ان صحرانشینوں کو قبیلہ دارانہ لڑائی، کشت و خون، عیاشی، جوا،
شراب زنا اور اسی قسم کی بُرائیوں کے سوا کچھ آتا ہی نہیں تھا۔ سال کے ایام کی تعداد کے لحاظ سے کعبہ میں ہر شکل و
جسامت کے بُت تھے۔ جنکی تعداد ۳۶۰ سے کم نہیں تھی۔ لات۔ جبل۔ عزیٰ کا رتبہ دوسروں سے بلند تھا۔ ان
کی قربان گاہوں پر باپ اپنے بیٹوں کو قربان کرتے تھے۔ بدو ہر چیز سے بڑھکر آزادی کو عزیز جانتا ہے۔ اسکی
غصیلی طبیعت اور خوفناک مزاج کسی قانون کو نہیں مانتے اس لئے ہر طاقتور قزاق اپنے قبیلہ کا سردار بن جاتا
تھا۔ اس جزیرہ نما میں کئی قبیلے آباد تھے۔ اور ہر قبیلہ پر ایک بے مہر اور فرعون صفت حاکم مسلط تھا۔ جس کے
لئے اخلاق کی پابندی ضروری نہ تھی۔

اسوقت جبکہ دنیا میں بدنظمی اور غارت گری عام تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب نبوت عطا ہُوا
انسانی تاریخ میں پہلی دفعہ اس منحوس و ناپاک شہر میں اپنی تمام چمک کیساتھ ایک چراغ روشن ہُوا۔ اسکی ضیا نے
تاریک دنیا کو منور کر دیا اور اس کی چکا چوند کرنے والی شعاعیں کونہ کونہ میں پہنچ گئیں۔ اس پیشوائے اعظم
نے انسان کی ذہنی اور اخلاقی حالت بالکل بدل دی۔

کیا یہ بات عقل میں نہیں آسکتی کہ خدا اپنی مخلوق کی خبر نہ لے۔ جبکہ دُنیا کی حالت خراب ہو چکی ہو اور زوال
کا کیڑا اسکو کھا رہا ہو۔ کیا انہیں حالات کے ماتحت پیغمبر اور رسول نہیں آتے رہے۔ تاریخ اپنے آپ کو
دھراتی ہے۔ اس زمانہ میں ایک زبردست پیغمبر کی سخت ضرورت تھی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاوّل کو مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ بنی ہاشم کے خاندان سے تھے

جو کعبہ کے نگران و محافظ تھے۔ اور بہت سے عہدوں پر فائز۔ آپ کا سلسلۂ نسب اشراف عرب سے ملتا ہے نبوت سے پہلے چالیس سال تک آپ کا قیام اسی شہر میں رہا۔ آپ رحمدل طبیعت کے نرم راستباز با اخلاق اور سچے تھے۔ بچوں پر آپ بہت شفقت فرماتے تھے، راہ چلتے آپ ٹھہر جاتے اور بچوں کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرتے۔ آپ کی یہ سادگی اور یہ صفات تھیں جنہوں نے سرکش عربوں کو متاثر کیا تھا اور آپ کو تمام جماعتوں کا محبوب بنا دیا تھا لوگ آپ کو آپ کی راستبازی اور انصاف کیوجہ سے الامین کے لقب سے پکارتے تھے اور آپ کا ہر جگہ احترام کیا جاتا تھا۔ آپ کے چالیس سال تجارت کرنے میں گذرے جو آپ کے آبا و اجداد کا پیشہ تھا۔ اسی تجارت کیوجہ سے آپ کو مختلف ممالک کے باشندوں سے سابقہ پڑا۔ جب آپ کے ہم عمر لڑکے مکتب جاتے تھے۔ تو آپ نے صحرا اور اس کے راستے کو اپنا رفیق بنایا۔ اونٹ اور کاروان آپ کی کتابیں تھیں۔ ایک بار جب آپ اپنے چچا کیساتھ بغرض تجارت سفر کر رہے تھے۔ تو ایک عیسائی درویش نے آپ کے عظیم الشان مستقبل کی پیشگوئی کی تھی اور آپ کے چچا سے التجا کی تھی کہ وہ آپ کو یہودیوں اور دوسرے قبائل کے بد ارادوں سے بچائیں لیکن آپ کو انسانی حفاظت کی کیا ضرورت تھی۔ آپ خدا کے حکم سے دنیا کو ظالموں سے پاک کرنے کیلئے تشریف لائے تھے۔ حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک تمام پیشگوئیاں آپ ہی کی ذات سے پوری ہوتی تھیں۔ آپ کے ہاتھ میں خدائی پیغام کی شمع تھی جس سے آپ بھولے بھٹکے راہ گیروں کو صراط مستقیم دکھلاتے تھے۔

کسقدر عظیم الشان شخصیت ہمارے سامنے آتی ہے۔ وہ ملک جہاں جنگجو قبائل آباد تھے جن کے نزدیک ایک ذراسی بات پر کشت و خون کرنا کوئی بات ہی نہیں تھی۔ وہ ملک جو ہر قسم کی برائیوں اور خوفناک جرموں سے بھرا پڑا تھا۔ دیکھتے دیکھتے بدل جاتا ہے۔ اور لوگوں میں امن، تحمل، پرہیزگاری جیسے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں کس قدر حیرت انگیز یہ تبدیلی ہے ایک زمانہ کے تعصب اور برائیوں کو قلیل مدت میں نیست و نابود کرنا اور تمام عرب کو بہت کم وقت میں متحد و متفق کر دینا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ صرف ایک غیر معمولی طور سے بلند انسان اپنے غیر معمولی کارناموں سے ایسے مختلف الجنس عناصر کو متحد کر سکتا تھا۔

آپ کے مخالفین آپ کے اخلاق اور سیرت میں کوئی کمزوری اور خرابی تو دکھا نہیں سکتے۔ اس لئے وہ آپ پر یہ الزام رکھتے ہیں کہ آپ نے بزور شمشیر اسلام پھیلایا تھا۔ لیکن اگر ہم انصاف سے تاریخ کا مطالعہ کریں۔ تو ہمیں معلوم ہوگا۔ کہ ایک جنگ بھی ایسی نہیں تھی۔ جس میں اقدام آپ کی جانب سے ہوا ہو۔ تمام لڑائیاں جن میں آپ کو حصہ لینا پڑا۔ اپنی حفاظت کے لئے تھیں۔ آیئے ہم دیکھیں کہ سب لڑائیاں جن کا قدرتی نتیجہ

کشت و خون ہوتا ہے۔ اسلئے لڑی گئی تھیں کہ لوگ زبردستی اسلام قبول کرلیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے یا اسلئے لڑی گئی تھیں کہ سرکش و مغرور دشمنوں سے اپنی حفاظت کی جائے جو آپ کی جان لینا چاہتے تھے۔ آپکے ساتھی کہا کرتے تھے۔ کہ مخالفوں اور غداروں کا خاتمہ کردینا چاہئے مگر آپ ہمیشہ معاف فرما دیتے تھے۔ اور یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ آنکھ کے بدلے آنکھ" کا دستور تھا۔ میں سنجیدگی سے پوچھتا ہوں کہ اس بیسویں صدی کی جنگ و جدل میں کتنے بے گناہ لوگ مشین گنوں کی گولیوں کا نشانہ بن جاتے ہیں۔ ہم میں سے کون ایسا ہے جو اس سے واقف نہیں کہ موجودہ زمانہ کی لڑائیوں میں کیسی کیسی تباہیاں اور بربادیاں ہوتی ہیں۔ مخالفین کے حملوں سے سینکڑوں ہزاروں شہریوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بموں کے گرنے سے آدمی اور بچے لنگڑے لولے ہو جاتے ہیں۔ عارضی التوائے جنگ کے موقعہ پر بھی فاتحین کا گولہ بارود خالی ملک کے شہروں پر صرف ہو جاتا ہے۔ قتل و غارت اور لوٹ عام ہوتی ہے۔ سپاہیوں کو اجازت مل جاتی ہے کہ وہ جو چاہیں کریں۔ مغرور دشمن کا بڑی تیزی سے پیچھا کیا جاتا ہے۔ اور اگر وہ پکڑا گیا تو اس کا وہی حشر ہوتا ہے جو اس کے ساتھی کا میدان جنگ میں ہو چکا ہے۔ رومی عساکر کے زمانہ سے ان کے جنگجو بادشاہوں اور محض مال و زر کے لالچ میں سپاہی بننے والوں کا طریقۂ عمل یہی رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قابل سپہ سالار، زبردست سپاہی اور عظیم الشان فاتح تھے۔ اور ان کے ساتھ ہی آپ نے دنیا کو قانون کا پہلا سبق دیا تھا۔ آپ کی فوج میں ایسے لوگ نہیں تھے۔ جنہیں مال و دولت کی ہوس ہو بلکہ ایسے لوگ تھے۔ جو اللہ کی راہ میں اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ ان سپاہیوں کی حالت یہ تھی کہ کھانے کو کم ملتا تھا۔ جسم پر پورا لباس نہیں ہوتا تھا۔ اور اسلحات بہت کم ہوتے تھے۔ لیکن وہ اس بے نظیر جرأت سے لڑتے تھے کہ اپنے سے دس گنا زیادہ فوجوں کو شکست دے دیتے تھے۔ کامیابی اور فتح پر آپ کا حکم تھا کہ ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ جو لڑائی میں شامل نہ تھے اور نہ کھیتوں کو برباد کیا جائے۔ صرف یہی نہیں بلکہ بعد میں آپ سارے دشمنوں ہی کے لئے عام معافی کا اعلان فرما دیتے تھے۔ یہی فیاضی تھی۔ جسکو دیکھ کر اپنی مرضی سے لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔

آپ نے بیشک لڑائیاں کیں۔ لیکن اس میں آپ کے ساتھ آپ کے چند باوفا اور اطاعت گذار صحابہ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ اس حالت کا اندازہ کیجئے۔ اور پھر دیکھئے کہ کیا واقعی نبی اکرم صلعم کی ذات پر کوئی اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ آپ نے دنیا کو خدا کا ایک پیغام سنایا۔ اور انسان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے

اندر ایک زبردست اور خوشگوار تبدیلی پیدا کر سے۔ آپ کا اللہ اکبر کہنا۔ رسوم قبیحہ کی مذمت کرنا لوگوں کو جھوٹے اور تراشیدہ بتوں کی پرستش کے خلاف نفرت دلانا اور پھر آپ کا بار بار اس امر کیطرف دعوت دینا کہ لوگ اسلام کی بے نظیر تعلیمات کو اختیار کر لیں۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عرب جنکی طبیعت میں پہلے سے ہی سرکشی اور جنگجوئی کا جذبہ موجود تھا۔ آپ کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے چاروں طرف سے آپ کو مخالفین نے گھیر رکھا تھا اور مخالف بھی ایسے کہ جو قوم کے منتخب اور جرأت میں مشہور تھے۔ آپ کئی مرتبہ خطروں سے دوچار ہوئے اور آخر کار خدا کے حکم سے اپنی جان بچانے کے لئے آپ کو ہجرت ہی کرنی پڑی۔

کیا جنگ و جدل کا آغاز آپ کی طرف سے ہوا تھا جیسا کہ آپ کے دشمن کہتے ہیں۔ کیا آپ نے تلوار اٹھائی تھی۔ میں کہتا ہوں ہاں اٹھائی تھی۔ اور اس کے علاوہ ہو بھی کیا سکتا تھا۔ لیکن آپ نے ظلم و ستم کرنے کے لئے ہاتھ میں تلوار نہیں اٹھائی تھی بلکہ ذاتی حفاظت کے لئے آپ کے مخالفین کو ایک لمحہ غور کر کے اور خود کو آپ کی جگہ سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیئے۔

"کہا جاتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کے ذریعے اپنا مذہب پھیلایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی مذہب کا امن و امان کے ساتھ پھیلنا جیسا کہ ہمارا خود عیسائیت کی اشاعت کے متعلق خیال ہے بہت اچھا ہے۔ تاکہ جو شخص اس مذہب کو قبول کرے اپنے ذاتی یقین اور ایمان کی بنا پر کرے۔ لیکن اسکو کسی مذہب کی صداقت یا عدم صداقت کا معیار ٹھہرانا غلطی ہے آپ کہینگے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اسکو یہ تلوار کیسے ملگئی۔ ابتدا میں ہر نئی بات کو ماننے والوں کی تعداد نہایت کم ہوتی ہے۔ اول یہ خیال صرف ایک شخص کے ذہن میں ہوتا ہے۔ صرف اسی شخص کا اس پر ایمان ہوتا ہے۔ گویا یہ ایک آدمی تمام آدمیوں کا مخالف ہوگا یہ کہ وہ دفعتاً تلوار ہاتھ میں لے کر اس خیال کی تبلیغ شروع کر دیتا ہے۔ ممکن نہیں۔ بیشک تلوار کا ملنا ضروری ہے آخر کوئی خیال جس طرح پھیل سکتا ہے۔ اسی طرح پھیلیگا۔ عیسائی مذہب نے بھی تو ہمیشہ تلوار سے نفرت نہیں کی۔ اسکو جب تلوار ملی تو اس نے فوراً اسے قبول کر لیا شارلمین نے مسکین لوگوں کو محض تبلیغ ہی کے ذریعے عیسائی نہیں بنایا تھا — طامس کارلائل۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سادہ اور کفایت شعاری کی زندگی بسر فرماتے تھے۔ آپ انواع و اقسام کی نعمتیں نہیں کھاتے تھے بلکہ آپ کی غذا باجرہ کی روٹی اور کھجوریں تھیں اور یہ بھی بعض اوقات آپ کو نہیں ملتی تھیں

آپ کا لباس معمولی اور بھدّے قسم کے کپڑے کا ہوتا تھا۔ جس میں پیوند لگے رہتے تھے۔ جوتوں کی مرمت آپ اپنے ہاتھوں سے کرتے تھے آپکو تمام قسم کی نمود و نمائش سے نفرت تھی۔ یہ ہے زندگی اس عظیم الشان انسان کی جن کا رتبہ قیصر و کسریٰ سے بھی بلند تھا۔ آپ کے گھر میں سوائے ایک چٹائی اور چارپائی کے کوئی سامان نہیں تھا بقول کارلائل۔ کسی شہنشاہ کی ایسی اطاعت نہیں ہوئی جیسی اس کمل پوش (صلی اللہ علیہ وسلم) کی۔

دنیا کو ایسے ہی پیغمبروں کی ضرورت ہے کہ جو کچھ وہ کہیں اس پر عمل بھی کریں اور ان کی روزانہ زندگی کی تقلید کرنا ان کے ماننے والوں کے لئے مشکل نہ ہو۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ان کی ذات کسی راز، معجزہ و کرامت یا تمثیلات میں چھپی ہو۔ ہم صرف اسی شخص کے نقش قدم پر چل سکتے ہیں جو ہم میں سے ہو۔ یہ نہیں کہ وہ ہمارے لئے ڈر اور دہشت کا موجب ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا ہر واقعہ ایسا صاف اور روشن ہے گویا ہم تیرہ سو برس سے آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپ کے وجود گرامی سے اپنے آپ سے بھی زیادہ واقف ہیں۔ آپ نے گویا ہمیں چھوڑا نہیں۔ ہم ہیں ہی تشریف رکھتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مذہب کی اشاعت کی وہ بہت سادہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ اکبر یعنی اللہ بڑا ہے۔ یہ الفاظ مغرب میں غرناطہ سے لیکر مشرق میں چین تک گونجے ہیں۔ اسلام کیا سکھاتا ہے۔ اسلام سکھاتا ہے ایک خدا کی پرستش کرو کہ وہی قابلِ پرستش ہے۔ تمام رسولوں پر ایمان لاؤ۔ نماز پڑھو۔ غریبوں اور محتاجوں میں زکوٰۃ تقسیم کیا کرو۔ روزے رکھو اور زندگی میں ایک دفعہ حج بھی کرو۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی کی تعلیم بھی دیتا ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف و صریح الفاظ میں کہا ہے کہ آپ ہماری طرح ایک انسان ہیں۔ جب آپ سے کوئی معجزہ دکھانے کو کہا گیا تو آپ نے فرمایا کیا آدمی جو ایک قطرے سے پیدا کیا گیا ہے۔ تمام دنیا آفتاب ماہتاب اور ستارے جن کو خدا نے پیدا کیا ہے معجزے نہیں ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے اور کسی معجزہ کی کیا ضرورت ہے۔

اگر اقوام عالم آپ کی تعلیمات پر عمل کریں تو نہ غیر متوازن میزانیوں کا جھگڑا پیدا ہو اور نہ بے روزگاری کا سوال جس نے لاکھوں انسانوں کو غریب و مفلس بنا دیا ہے۔ آپ نے جو کچھ کیا قرآن پاک کے ماتحت کیا۔ کارلائل کا دعوےٰ ہے کہ قرآن پاک کا ایک ایک لفظ خلوص سے لبریز ہے۔ یہ ہر زمانہ اور ہر ملک کے لئے مکمل

اور بہترین کتاب ہے۔ تیرہ سو سال گذرنے کے باوجود اس کا وجود جس طرح صحت کے ساتھ قائم رہا ہے یہ بجائے خود اسکی صداقت کا ایک ثبوت ہے۔ دنیا کے طول وعرض میں صرف یہی ایک کتاب ہے جو بہت زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ ہزاروں لوگوں کو یہ حفظ یاد ہے کیا اس بھی زیادہ کسی ثبوت کی ضرورت ہے۔ کیا اسمیں کوئی شک ہے کہ یہ خدا کی آخری کتاب ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو انسانیت کی نجات کا قطعی ذریعہ ہے۔ اخلاقیات اور ہر چیز میں یہ گذشتہ کتابوں سے مکمل و جامع ہے اس نے قانون الہی کو اسطرح پیش کیا کہ ایک عام آدمی بھی اسکو سمجھ سکتا ہے اسلام جیسا کہ قرآن پاک کی تعلیم ہے عقیدہ پرستی فرقہ بندی اور ملائیت سے آزاد ہے۔ کوئی بات اس مذہب میں ادھوری نہیں ہر ایک آدمی براہِ راست خدا سے واسطہ پیدا کر سکتا ہے۔ اگر کوئی انسان اپنے مذہب میں سچا ہے تو وہ نجات حاصل کر سکتا ہے ؎ ۔

اسوقت بہت سے پیچیدہ مسائل نے موجودہ زمانہ کی اقوام کے بہترین دل و دماغ کو پریشان کر رکھا ہے۔ ان کے حل کی صورت صرف اسلام ہے۔ دنیا کو اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلعم کی بلند و برتر شخصیت کی ہمیشہ ضرورت رہے گی جس سے ہمیشہ قوائے عمل کو تحریک ہوتی ہے۔ بہت سی اصلاحات مثلاً عالمگیر اخوت، عام رائے دہندگی حقوقِ نسواں اور غلامی کا خاتمہ جنہوں نے زمانۂ حال کے منکرین کو پریشان کر رکھا ہے اسلام ہی سے نکلی ہیں۔ اگر آج مسٹر گاندھی سنجیدگی سے اسلام کیطرف توجہ کریں تو بغیر کسی تکلیف اور دشواری کے وہ اچھوت اقوام کی حالت درست کر سکتے ہیں۔ اگر مغربی مذہبی اقوام اسلام کے زرّین اصولوں پر عمل کریں تو انہیں نہ بڑی بڑی فوجوں کی ضرورت رہیگی۔ جن کا خرچ بھوکے انسانوں کی جیبوں سے پورا کیا جاتا ہے۔ انکو انجمن اقوام کی بھی ضرورت نہیں ہوگی جو اول یورپ کی بساطِ سیاست کا ایک مہرہ ہے۔ نہ معاہدۂ درستی۔ نہ صلحنامہ ورسائی کی جو ہمیشہ ٹھکرائی ہوئی قوموں اور مظلوم ممالک کے خلاف مزید فوج کشی اور استیلا و تغلب کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں :۔۔

اسلامک ریویو انگریزی

یہ رسالہ ہر ماہ انگریزی زبان میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی زیرِ ادارت شاہجہان مسجد ووکنگ (انگلستان) سے شائع ہوتا ہے۔ اسکی کئی ہزار کاپیاں دُنیا کے غیر مسلم طبقہ اور لائبریریوں میں مفت تقسیم ہوتی ہے۔ اسمیں تعلیم الاسلام کو نہایت ہی فلسفیانہ اور فاضلانہ رنگ میں پیش کیا جاتا ہے مسلم مصنفین کے علاوہ نومسلم احباب کے بھی اسمیں مضامین درج ہوتے ہیں مخالفین کے اعتراضات کا جواب نہایت متانت و سنجیدگی سے دیا جاتا ہے اور ہر ماہ کے رسالہ میں نومسلمین کے فوٹو شائع ہوتے ہیں جو مشن ووکنگ کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہوتے رہتے ہیں سالانہ چندہ ۸ عہ ہندوستان میں ہے

اخلاقیاتِ اسلام

(از جناب حاجی عبدالمجید صاحب)

جنگ اور اس کے اخلاق

ایک سچے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حیثیت میں مسیح علیہ السلام نے یہ کہکر کہ میں امن کا پیغام نہیں بلکہ تلوار لے کر آیا ہوں گویا اُس فیصلہ کی پیشین گوئی کر دی تھی جس پر مغربی اقوام کی مجلسِ تخفیف اسلحہ اب پہنچی ہے۔ کیونکہ پیروانِ مسیح کی اکثریت کو یقین ہو چکا ہے۔ کہ امن قائم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ یعنی جنگ۔

مسیح کی سچائی کا ایک دوسرا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے صاف طور پر اس امر کا اعلان فرمایا تھا کہ وہ اپنے متبعین کی ہر چیز میں ہدایت نہیں کر سکتے۔ یہ آنیوالے سکون دہندہ کا کام ہوگا۔ کہ ان کے مقصد کا اتمام کرے معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح کو اپنے پیرؤں کی سفاکی کا خوب علم تھا لہذا انہوں نے مستقبل کے مسیحی تیغ آزماؤں کو یہ کہکر کیا خوب تنبیہ کی "اگر کوئی شخص تمہارے داہنے گال پر طمانچہ مارے تو تمکو چاہئیے کہ اپنا بایاں گال بھی اُسی کی طرف پھیر دو" ظاہر ہے کہ اسکو زندگی کا ایک عالمگیر قانون ٹھہرانا غلط ہے۔

مسلمانوں کا ایمان ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم موعود سکون دہندہ تھے۔ آپ نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تھا کہ جب تک دنیا قائم ہے لڑائیاں ضرور ہونگی۔ آپ اس سے بھی واقف تھے کہ اگر کوئی اپنا دایاں گال اُس آدمی کے سامنے پیش کر دے جس نے اُس کے بائیں پر چانٹا لگایا ہو تو اس سے لوگوں کو خواہ مخواہ تشدد کی تحریک ہوگی اسلئے آپ نے یہ سبق دیا کہ اگر کوئی تمہیں مارے تو اُس کو تم بھی مارو۔ اور اگر کوئی تمہیں گھر بار سے باہر نکال دے تو تم بھی اسکو گھر بار سے باہر نکال دو۔ مختصر یہ کہ آپ نے دفاعِ ذات کے لئے لڑنے کی اجازت دی ہے۔ یعنی دفاع خود اپنے آپ کا اپنے ملک کا اور اپنے مذہب کا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ دشمن کو معاف نہیں کرنا چاہئیے۔ مگر یہ بات آدمی کی خود اپنی مرضی پر منحصر ہے کہ آیا درگذر کرنے سے مجرم پر خاطر خواہ اثر ہوگا یا نہیں۔ اس امر سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دشمن کو اسکی شکست کے بعد معاف کرنا زیادہ عقلمندی ہے بہ نسبت اسکے کہ اسکو اسوقت معاف کیا جائے۔ جب تم اس کے قبضہ میں ہو۔ بالکل یہی بات پیغمبرِ اسلام نے سکھائی ہے

اور اپنی زندگی میں ایسا کرکے بھی دکھایا ہے۔

ایک اور بات جس کیطرف عموماً توجہ نہیں کی جاتی یہ ہے کہ مغربی اقوام نے اپنی تہذیب کے مختلف ارتقائی ادوار میں بڑے غور و فکر کے بعد ایک بین الاقوامی ضابطہ قانون مجموعہ جنگ کے متعلق مرتب کیا ہے کہ لڑائیوں میں عورتوں اور بچوں کو نہ مارا جائے۔ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ انجیل کی تعلیمات نامکمل ہیں۔ اسلئے یہ ضروری معلوم ہوا کہ اس قانون کا ضمیمہ کے طور پر اس میں اضافہ کر دیا جائے۔ اور دوسرے یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً انسانوں کو صراط مستقیم دکھانے کیلئے تشریف لائے تھے۔ کیونکہ آپ نے اس قانون سے کہیں پہلے جب کہ اہل مغرب کے تصور میں یہ بات تک نہیں تھی۔ کہیں اعلیٰ قانون دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اسلامی قانون یہ ہے "مت مارو بوڑھوں کو۔ بچوں کو۔ عورتوں کو اور ایسے جانوروں کو جن کا گوشت تم کھاتے ہو۔ مت برباد کرو اُن درختوں کو جن میں پھل آتے ہوں۔ مت لڑو کلیساؤں میں۔ خانقاہوں میں۔ عبادت گاہوں میں اور دوسرے ایسے مقامات میں جہاں خدا کا نام لیا جاتا ہو"

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جنگ کے قیدیوں کو وہی لباس اور کھانا ملے جو خود گرفتار کرنے والوں کا ہے۔ اور اُن سے اُن کی بساط سے زیادہ کام نہیں لینا چاہئے قرآن کے الفاظ میں جنگ کے قیدی ملک یمین ہیں بعد کے مسلمانوں نے اسکو غلط معنی کا لباس پہنا کر یہ ثابت کر دیا کہ غلامی جائز ہے۔ لہذا انہوں نے افریقہ اور کوہ قاف کے بعض حصوں پر حملے کرکے لوگوں کو غلام بنانا شروع کر دیا۔ لیکن اسلام اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ آدمی اپنے بھائیوں کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسے وہ بوجھ لادنے کے جانور ہوں۔ آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب کوئی قیدی فدیہ ادا کر دے تو اسکو فوراً رہا کر دو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا اس آدمی کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیگا۔ جو اُس غلام کو آزاد کر دے جس نے اسلام قبول کر لیا ہو۔ غلامی کو نیست و نابود کرنے کا امریکہ نے جو طریقہ اختیار کیا ہے اُس سے یہ کہیں آسان اور اچھا ہے۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ صدیوں سے مسلمانوں نے دفاع ذات کے طور پر غیر مسلموں سے لڑائیاں نہیں کی ہیں۔ اسلئے آج مسلمانوں میں کوئی غلام نہیں۔

معاشرتی مسائل کا حل

اگر ہم انجیل کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ نامکمل کتاب ہے۔ کیونکہ اس میں معاشرتی مسائل کا حل نہیں ملتا۔ کہیں کہیں ہمیں البتہ کوئی ایسی بات نظر آجاتی ہے کہ "اُن کی عزت کرو جو قابل عزت ہیں" مگر بحیثیت مجموعی

انجیل میں ایسے قوانین اور احکامات نہیں جو زندگی کے بدلتے ہوئے حالات کے انضباط سے صلح وامن پیدا کریں۔ اگر انجیل کو صحیح مان لیا جائے تو صاحبِ انجیل کے طرزِ عمل کے مطابق عیسائیوں کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اپنی ماؤں سے بھی نفرت کریں۔

لیکن قرآن میں ایسے احکام ملینگے جو تمام ایسے ممکن مسائل و معاملات کا حل بتاتے ہیں جو انسان کو جماعت میں پیش آتے ہیں۔ ایک جگہ بظاہر ایک معمولی معاملہ کے متعلق کہا ہے کہ مجلس میں زور زور سے نہیں بولنا چاہئے۔ دوسری جگہ ایسی آیات ہیں جن سے وہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے جس نے مغربی اقوام کو پریشان کر رکھا ہے۔ اور جو بقول بعض حضرات صرف انقلاب سے حل ہو سکتا ہے۔ میرا مطلب بنی نوع انسان کی مساوات سے ہے۔ گذشتہ صدی میں فرانس اور موجودہ زمانہ میں جرمنی، روس اور دوسرے ممالک کے انقلابات اسی جذبہ کے ماتحت ہوئے تھے کہ انسانوں میں مساوات ہونی چاہئے۔

اسلام نے اس مسئلہ کا حل سادہ لیکن پُرزور الفاظ میں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ انسانوں میں کوئی ایسی چیز نہیں۔ جسے مساوات کہا جاتا ہے۔ قرآن میں آیا ہے:

ہم نے انکو ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے

قرآن کا حکم ہے کہ ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم پر حاکم ہیں اس سے نظم قائم ہوتا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ حاکم مطلق العنانی اختیار کر لیں جس طرح روس میں لینن اور ٹراٹسکی نے کر لی تھی۔ ان کا فرض ہے۔ کہ تمام ایسے معاملات میں عوام سے مشورہ کر لیں جن کا تعلق ان سے ہے۔ ایک صاحب بصیرت انسان فوراً دیکھ لے گا کہ انگلستان اور وہ ممالک جنہوں نے اسلام کے یہ دو اصول اختیار کر لئے ہیں کہ حکومت کی اطاعت و وفاداری کی جائے اور عام معاملات میں بذریعہ پارلیمنٹ عوام سے مشورہ لیا جائے۔ ترقی کی منزلیں طے کر رہے ہیں۔ اور انقلابات سے بچے ہوئے ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں مسلمان ان اصولوں پر سختی سے عمل کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے حیرت انگیز کامیابی حاصل کی تھی۔ اب مسلمان یہ باتیں بھول گئے ہیں۔ اور یہی ہمارے زوال و انحطاط کی وجہ ہے۔

لیکن قرآن اب بھی ترقی کا راستہ بتاتا ہے جس طرح گذشتہ زمانہ میں اس نے بتایا تھا اور ہمیشہ بتائیگا۔

جہاں تک ذاتی ملکیت کا تعلق ہے۔ بالشوزم کیطرح اسلام اس پر اصرار نہیں کرتا کہ اس میں سب مساوی ہوں۔ اور یہ کہ ہر شخص کی ضروریات زندگی ایک سی ہوں۔ اس کا نتیجہ جیسا کہ اب بالشوزم کو اعتراف ہے یہ ہوگا۔ کہ انسان نہ خود آگے بڑھے نہ دوسروں سے سبقت لے جانے کی کوشش کرے۔

اسلام ہمیں سکھاتا ہے۔ کہ ہر آدمی کو دنیاوی راحتیں اسطرح حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے گویا وہ ہمیشہ ان سے لطف اندوز ہوتا رہیگا۔ خدا کی قدرت ہے کہ زمانۂ حال میں مسلمان نہیں۔ بلکہ غیر مسلم اس پر عمل کر کے بڑی بڑی جائدادوں کے مالک بن رہے ہیں۔ اس میں شبہ کی بالکل گنجائش نہیں کہ آجکل طبقۂ غربا میں جو بے چینی اور اضطراب ہے اور جس نے بعض بدقسمت مغربی ریاستوں کے معاشرتی نظام کو درہم برہم کر رکھا ہے۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ دولتمند طبقہ اپنے غریب بھائیوں کا خیال نہیں رکھتا۔ انجیل خیرات کی تعلیم دیتی ہے اور بحیثیت مجموعی ہم عیسائیوں کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مخیر نہیں ہیں۔ مگر انجیل میں خیرات کی ایسی مکمل تعریف نہیں ہے۔ جیسی کہ قرآن میں ہے۔

ایک بات اور بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ ایسے اتفاقات کئی وجوہ کی بنا پر کم ہوتے ہیں کہ ایک فرد اپنے والدین کی کثیر جائداد کا مالک ہو جائے۔ مثلاً اسلام کا یہ قانون نہیں کہ وارث سب سے بڑا لڑکا ہو۔ اسلامی قانون وراثت یہ ہے کہ کسی شخص کی جائداد بغیر کسی ترجیح کے اسکے بیٹے بیٹیوں میں برابر تقسیم ہونی چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں سرمایہ دار جماعت نہیں ہے اگر یہ پیدا ہو بھی جائے تو پھل پھول نہیں سکتی۔ جہاں تک مواقع کا تعلق ہے ایک امیر آدمی کے بیٹے کو اپنے غریب بھائی کے بیٹوں پر کوئی امتیاز نہیں۔ اس طرح سے اسلام نے زکوٰۃ کے ذریعہ یہ کوشش کی ہے کہ دنیاوی اعتبار سے تمام انسانوں کی حالت یکساں ہو جائے۔

شراب، جوا اور زیادتیٔ سود

انجیل میں لکھا ہے کہ شراب جائز ہے۔ کیونکہ دینی مراسم کے موقعوں کے لئے تیار ہوئی تھی اور اس میں استعمال بھی کی گئی تھی۔ لیکن اس کا جو اثر پینے والوں پر ہوتا ہے۔ اسکو دیکھ کر منکرین مغرب نے ایسی تحریکیں جاری کی ہیں۔ جن سے شراب کا استعمال ختم ہو جائے۔ حالانکہ ان کے مذہب نے اسکی اجازت دے رکھی ہے۔

جوئے کے مسئلے پر انجیل خاموش ہے۔ اسلئے مغربی حکومتوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو اس معاملہ میں اپنا رہبر بنایا ہے بعض اسکو حلال کہتے ہیں بعض حرام۔

مسئلہ سود کے متعلق بھی انجیل کچھ نہیں کہتی۔ اسلئے ایک عیسائی اگر وہ چاہے تو قرض دے کر یا بینک میں روپیہ جمع کر کے اسکے سود در سود سے اپنی بسر اوقات کر سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر غور و فکر کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر سود بہت کم فیصدی پر بھی دیا جائے تو وہ قوم کے لئے مضر و مہلک ہوتا ہے دیکھ لیجئے کہ جنگ عظیم میں جن اقوام نے قرضے لئے تھے وہ ان کے سود در سود کے بوجھ سے پسی جا رہی ہیں۔ اسلام نے صاف صاف کہدیا

ہے کہ یہ سب چیزیں حرام ہیں۔

نماز، روزہ اور حج

تقریباً ہر ایک مذہب کے پیرؤں کو عبادت اور روزہ کا حکم ہے کہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے مسلمان دن میں پانچ وقت نماز پڑھتا ہے اور سال میں ایک ماہ روزے رکھتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان دو فرائض کیوجہ سے مسلمان تجارتی اور دوسرے کاروبار میں بہت پیچھے ہیں۔ کیونکہ ان فرائض کی ادائگی میں ان کا بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے لیکن دنیا کی حالت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یورپ میں تجارتی کامیابی کیوجہ محض یہ ہے۔ کہ وہاں کے لوگ کمپنیاں بنا کر تجارتی اجارے حاصل کر لیتے ہیں۔

آدمی ایک حیوان ہے جسے اپنی جسمانی قوت برقرار رکھنے کے لئے چار یا پانچ دفعہ کھانا پڑتا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ روحانی مخلوق بھی ہے۔ (یہی چیز اُسے اشرف المخلوقات بناتی ہے) اس کے اندر جو روح ہے۔ اسے بھی غذا کی ضرورت ہے۔ اس لئے اسلام نے پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے۔ اپنی نمازوں میں مسلمان خدا کو یاد کرتا ہے۔ وہ اُس سے صراط مستقیم پر چلنے کی دُعا مانگتا ہے۔ وہ اپنی زندگی، دولت۔ عبادت اور تمام کچھ اسکی راہ میں وقف کر دیتا ہے۔ آخر میں اپنی نماز ارد گرد کے لوگوں کو سلام کہہ کر ختم کر دیتا ہے۔ یہ ہے روحانی غذا جس کا حکم قرآن دیتا ہے۔ اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مسلمانوں کی یہ عبادت دل وجاں سے کرے تو وہ نیک اور خدا ترس نہیں بن جائیگا۔ جو مسلمان اپنے اندر روحانی ترقی محسوس کرے تو یہ سمجھ لیجئے کہ اسکی نمازیں درگاہِ خداوندی میں قبول ہو گئی ہیں۔ قبولیتِ عبادت کی یہی ایک جانچ ہے۔ ایک اہم بات اور ہے اور وہ یہ کہ نمازیں ادا کرنے کے لئے کسی مولوی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مسلمان جہاں چاہے۔ عبادت کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ خود اور وہ جگہ پاک وصاف ہو۔ البتہ جمعہ کی نماز میں ہر ایک مسلمان کا مسجد میں موجود ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے ہفتہ میں ایک بار سب مسلمان ضروری مسائل پر گفتگو کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے سے مل بھی لیتے ہیں۔

وہ لوگ جنہوں نے کبھی روزے نہیں رکھے یہ سمجھتے ہیں کہ ایک ماہ صبح سے لیکر غروبِ آفتاب تک کچھ نہ کھانا پینا سخت دشوار اور مشکل ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ مسلمان ایسا کرتے ہیں اور انہیں مطلق محسوس نہیں ہوتی۔ اگر کچھ اور نہیں تو اس سے ان کی قوتِ ارادی کا پتہ چلتا ہے۔ روزہ رکھنے میں اہم نقطہ تو یہ ہے کہ آدمی اپنے اوپر ضبط اور قابو رکھ سکے۔ اسکے ساتھ ہی روزوں سے غریبوں کے لئے جذبۂ ہمدردی پیدا ہوتا ہے جنکو افلاس کیوجہ سے اکثر کھانا نہیں ملتا۔

حج بھی مسلمانوں کے لئے ایک سخت آزمائش ہے۔ کیونکہ یہ فریضہ ادا کرنے میں اُسے سفر کی تمام صعوبتیں اور دوسری مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حج کے دن عرفات میں ایک شہزادہ اور کسان آقا اور غلام کپڑے کے دو ٹکڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی نظروں میں سب برابر ہیں۔ اللہ کے نزدیک بڑا رتبہ ان کا ہے جو اُس سے ڈریں اور صراط مستقیم پر چلیں۔

ایام حج میں بکری اور بھیڑ کو ذبح کرنے کی بھی اجازت نہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے جو گویا تعلیمات اسلام کی کنجی ہے جناب ابراہیم علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی تقلید مقصود ہے۔ البتہ اسلام میں کامل اطاعت کا مفہوم یہ نہیں۔ کہ انسان ہر چیز کو قسمت پر چھوڑ دے۔ یہ طعنہ آجکل اکثر مسلمانوں کو دیا جاتا ہے۔ اصل میں اطاعت الٰہیہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان فلاح ذات کے لئے اپنی انتہائی کوششوں کے باوجود خدا تعالےٰ کے رحم اور فضل پر ایمان رکھے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کے نزدیک فلاح کا جو مطلب ہے اس میں اپنی اور دنیوی ہر قسم کی ترقی شامل ہے۔ ؞

ویلز کے جواب میں

از جناب سید عارف شاہ صاحب بی اے

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ حکمت تاریک اور اندھیرے میں ڈوبے ہوئے دلوں کے سامنے بیان کرو۔ اس لئے کہ بہت ہیں جو اندھا دھندان سادہ اور آسان حقائق کی تلاش میں سرگرداں ہیں"

مسٹر ایچ۔جی۔ ویلز اپنی مشہور تصنیف "خاکہ تاریخ عالم" میں کہ ان کو اس کے متعلق ایسا ہی دعویٰ ہے۔ اسلام پر انتہائی بغض و تعصب اور معاندت سے حملہ آور ہوئے ہیں۔ لیکن وہ اس جہالت اور نادانی کے لئے معذور ہیں۔ اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مغرب کا انداز بالعموم وہی رہا ہے جو ایک دشمن کا ہو سکتا ہے۔ گبن اور کارلائل سے پہلے یہی خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک معمولی شاعر اور جادوگر انسان تھے۔ آپ کو عصبی امراض کا دورہ ہوتا تھا۔ شعر و شاعری اور سحر و طلسمات کا آپ کو شوق تھا۔ (نعوذ باللہ) بقول کارلائل۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا یہ نظریہ کہ آپ ایک جھوٹے مدعی تھے۔ یا یہ کہ آپ کا دین ادنےٰ خیالات اور کمزوریوں کا مجموعہ ہے کسی طرح صحیح نہیں۔ یہ سب باتیں جوش اور دیوانگی میں ارادۃً کہی گئی ہیں۔ جو ہمارے لئے انتہائی شرم اور ذلت کا باعث ہیں۔ پیغمبر اسلام کے الفاظ بارہ سو برس سے کروڑہا انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کر رہے ہیں۔ اور مخلوق کا بہت بڑا حصہ ان پر ایمان رکھتا ہے (کیا مصنف نے اسلام کی عالمگیر روح کو سمجھ لیا ہے۔) دنیا میں اور کوئی تعلیمات ایسی نہیں جنکو یہ قبولیت حاصل ہو۔

لہذا یہ کہنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ایک مجنون اور مضحکہ خیز انسان کی ذات ہے۔ غلط ہے نہ آپ حریص تھے نہ پست خیال۔ بیشک آپؐ کی تعلیم کسی مدرسے میں نہیں ہوئی۔ صحرا کی زندگی اور اس کے تجربات ہی آپکے محل تعلیم ہیں۔ آپ کا دل نہایت گہرا تھا اور آپ کی چمکتی ہوئی آنکھوں اور بے تکلف میل جول سے اور ہی خیالات کا پتہ چلتا ہے۔ جن میں حرص و طمع کا شائبہ تک نہیں۔ ایک خاموش مگر پُر عظمت روح اور جوش و ولولہ سے پُر۔ ایک سچا پیرو جو روح میں سے مادے پر نظر ڈالتا ہے۔ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوب ہیں۔ کیونکہ آپ کی ذات میں مکر و ریا کا نام تک نہیں۔ آپ ایک سادہ مزاج اور اپنی مدد آپ کرنے والے

صحرانشین ہیں۔ نہ آپ میں تصنع ہے نہ بناوٹ۔ نخوت و تکبر سے خالی۔ ان صفات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ ایک مخلص انسان تھے۔ ہم سب کے شفیق اور مہربان جیسا کہ صدیوں میں آپ کی ذات ہمارے سامنے آتی ہے نوع انسانی کے سچے فرزند۔

ایک زمانہ تھا جب مغربی دنیا خصوصاً انگلستان میں اسلام کا نام لینا مذموم سمجھا جاتا تھا۔ متعصب اور مجنون پادریوں نے اسے ہر ممکن طریق سے بدنام کر رکھا تھا۔ آج بھی بہت سے لوگ اسکی صحیح حقیقت سے آگاہ نہیں۔ اور جن کو اس کا دعویٰ ہے انکی معلومات بھی نہایت غلط اور اصلیت سے دور ہیں۔ علیا حضرت بیگم بھوپال نے لکھا ہے۔ کہ مغرب میں صدیوں تک اسلام بہت سی غلط فہمیوں کا شکار رہا ہے ہمیں قدرتاً رنج ہوتا ہے۔ جبکہ غیر ذمہ دار اشخاص پیغمبر اسلام کی شخصیت کو بدنام کرتے ہیں۔ لیکن ہمارے رنج میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جب ہم یہ سنتے ہیں کہ بعض ذمہ دار مدبرین نے چالیس کروڑ مسلمانوں کے احساسات و جذبات سے جو اسلام کو دنیا کی ہر چیز سے عزیز مانتے ہیں ایک قابل الزام جہالت اور مجرمانہ لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔

آجکل آزادیٔ خیال کا زمانہ ہے۔ ہر شخص جو چاہے رائے قائم کر سکتا ہے۔ مگر تاہم یہ مناسب نہیں کہ مذہبی معاملات میں بھی قلم و زبان کو آزادی دی جائے۔ کیونکہ اس سے سخت نقصان کا احتمال ہے۔ بے کار لوگ جن کا کام ہی یہی ہے۔ کہ پیغمبروں پر حملے کئے جائیں اور عقائد کو جھٹلائیں۔ گویا بجائے اتحاد و اتفاق کے اختلافات کی خلیج کو اور زیادہ وسیع کریں اور ہمیشہ کے لئے تعصب اور غلط فہمیاں پھیلاتے جائیں۔ ہندوستان میں۔ راجپال۔ دیانند اور نتھو جیسے لوگوں نے اور انگلستان میں ڈاکٹر مارگولیتھ اور ویلیز نے پیغمبر اسلام کی مقدس شخصیت پر گستاخانہ حملے کئے ہیں اور اسلام کو جھٹلایا ہے لیکن ایک فارسی مثل ہے کہ ”کووں کی لعنت سے گائیں مرا نہیں کرتیں“ اگر دنیا کے تمام لوگ بھی متحد ہو جائیں تو اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوگا۔ آپ کا رتبہ بہت بلند ہے اور اس بلندی پر کسی دوسرے کی رسائی نہیں ہو سکتی ان تمام ناپاک تحریروں کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کے بڑھتے ہوئے اثر کو روکا جائے کیونکہ جہاں تک نظریات کا تعلق ہے اسلام سب کی سمجھ میں آجاتا ہے۔ اور مشرق و مغرب میں ہزارہا لوگوں نے اسے قبول کیا ہے۔

کارلائل کہتا ہے۔ ”کہ کذب و افترا کا انبار جو ایک خاص مقصد سے آپ کے گرد لوگوں نے جمع کیا ہے خود ان کے لئے باعث ذلت ہے“۔ اس قسم کے مصنفوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ان کے گستاخانہ اور ذلیل حملوں سے

خود انہیں کی بد اعتقادی اور خباثتِ نفس کا اظہار ہوتا ہے۔

ویلز نے سخت تعصب سے کام لیکر شروع سے آخر تک پیغمبرِ اسلام پر طرح طرح کے سنگین اور قابلِ نفرت الزام لگائے ہیں۔ ایسے الزام جو خود ویلز پر صادق آسکتے ہیں۔ تمام دوست اور دشمن اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کے نجات دہندہ تھے۔ اپنی منحوس کتاب کے صفحہ ۵۰۰ پر ویلز لکھتا ہے:" آپ غریب خاندان میں پیدا ہوئے تھے"۔ جہالت اور لاعلمی نے ویلز کو دھوکا دیا۔ کیونکہ جس خاندان میں آپ پیدا ہوئے تھے وہ اپنی دولت اور فیاضی کے لئے مشہور تھا۔ ہاشمی صدیوں سے حرم مقدس کے نگران و محافظ تھے۔ گبن لکھتا ہے۔

آپ کی شرافت و صحت نسب کے لئے ایک نہیں پشت ہا پشت تک اشارہ کیا جا سکتا ہے آپ قریش کے بنو ہاشم میں پیدا ہوئے جو عربوں میں سب سے زیادہ ممتاز تھا۔ یہ لوگ مکے کے سردار اور کعبہ کے متولی تھے۔ پیغمبرِ اسلام کے دادا عبد المطلب اپنے زمانہ کے بہت بڑے دولتمند انسان تھے انکی فیاضی اور مہمان نوازی کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ہر ایک آدمی کے لئے ان کا دروازہ کھلا رہتا تھا۔ وہ پرندوں اور جانوروں کے لئے اردگرد کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر کھانا رکھوا دیتے تھے۔ یہ صفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وراثت میں ملی تھیں۔ یہی فیاضی آپ کے مذہب میں پائی جاتی ہے قرآن اس قسم کے احکامات سے بھرا پڑا ہے کہ جانوروں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کیا جائے اور بچوں، عورتوں، یتیموں محتاجوں، راہ گیروں اور مفلسوں کے ساتھ محبت کیجائے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا کے بڑے لاڈلے تھے وہ آپ سے اس طرح محبت کرتے تھے۔ جسطرح حضرت یعقوب کو جناب یوسف سے تھی۔ ایک دفعہ جب آپ چھوٹے سے تھے کہیں گم ہو گئے۔ عبد المطلب کو سخت رنج اور افسوس تھا۔ جب آپ مل گئے تو ان کو بیحد مسرت ہوئی اور حکم دیا کہ ایک ہزار اونٹوں کا گوشت اور پچاس اشرفیاں غریبوں میں تقسیم کی جائیں۔ مسز آمینہ سیکسبی کہتی ہیں:" پیغمبرِ اسلام کی اقتصادی حالت بہت اچھی تھی۔ اور اگر آپ چاہتے تو آرام و آسائش سے زندگی بسر کر سکتے تھے۔ لیکن آپ نے اپنا سب کچھ دنیا کو دے دیا"۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اس کا ثبوت تاریخ سے ملتا ہے۔ لیکن اس پر بھی ویلز کہتا ہے کہ آپ غربت کی حالت میں پیدا ہوئے تھے۔ ایک اور لغویات سنئے۔ لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ آپ کے خسر تھے اور یہ کہ آپ نے اپنے بیٹے کا نام عبد مناف رکھا تھا۔ یہ علم ہے جسکی بنا پر ویلز دنیا کے سب سے بڑے انسان کے

مذہب و اخلاق پر محاسبہ کرنے بیٹھا ہے۔ خلیفہ عمرؓ پیغمبر اسلام کے داماد تھے۔ اور حضرت حفصہؓ کے والد لیکن عبد مناف آپ کے دادا تھے پیغمبر اسلامؐ کے صرف دو صاحبزادے تھے۔ جناب قاسمؑ اور ابراہیمؑ۔

ایک جگہ ویلز نے لکھا ہے "چالیس برس تک آپ ایک دولتمند بیوہ کے شوہر کی حیثیت سے مکہ میں گمنامی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ اگر ۶۰۰ عیسوی میں کوئی آدمی مکہ کا سفر کرتا تو اُسے نظر آئیگا کہ آپ کا کوئی مشغلہ نہ تھا۔ ایک حجاب پسند اور وجیہ نوجوان جو ادھر اُدھر بیٹھا باتیں سنتا رہتا ہے۔ ایک معمولی شاعر اور ادنٰے درجے کا آدمی (نعوذ باللہ) زمانۂ ہجرت تک آنحضرت صلعم کی سیرت کا مسئلہ ایک ظنی اور مختلف فیہ امر ہے"

ناپاک ہے وہ قلم جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یا تو ویلز نے دیدہ دانستہ غلط بیانیوں سے کام لیا ہے یا اس زمانے کی تاریخ سے وہ قطعی لا علم ہے۔ ابوجہل اور ابوسفیان جیسے دشمنوں کو بھی اعتراف ہے کہ نبوت سے پہلے آپ اکثر غور و تفکر فرماتے تھے۔ اور آپ کا اخلاق بہت بلند تھا۔ جیسا کہ ایک نبی کا ہونا چاہیئے۔ آپ اپنی ایمانداری خلوص اور راستبازی کیوجہ سے الامینؐ کے لقب سے مشہور تھے الامینؐ کا لقب دنیا میں اور کسی فرد کو نہیں ملا ہے۔ آپؐ کی شخصیت کا لوگوں کو احساس تھا۔ اور ہر جگہ آپ ہی کا تذکرہ تھا۔ آپ دُنیا میں مکمل انسان بنکر تشریف لائے تھے۔ جو شخص کسی کے اندرونی حالات سے واقف ہے تو وہ اس کا اندازہ ظاہری حالات سے کرے گا۔ آپؐ کی شخصیت حیرت انگیز ہے۔ ہر ایک آپؐ کی عزت و احترام کرتا تھا۔ آپؐ کے والدین بہت محترم تھے۔ پیغمبر اسلامؐ انہیں خصوصیات کیوجہ سے جن کا ذکر ویلز نے کیا ہے اپنے اعزا اور احباب کے محبوب بن گئے تھے۔ اس وقت زمانہ کی جو حالت تھی اور جس قسم کی فضا میں آپؐ نے پرورش پائی تھی۔ اسکو سب جانتے ہیں۔ آپ کا غیر معمولی خلوص اور دیانت دینی اور دنیوی ہر معاملے میں آپ کے ساتھ ہی جناب خدیجہ ایسی مالدار خاتون نے آپ کی انہیں صفات الٰہیہ کیوجہ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تھی۔ آپ کے مخالف طرح طرح کے نزاعات آپکے سامنے لائے تھے۔ جن کا آپ ایسی عقلمندی سے فیصل فرماتے تھے کہ ہر ایک مطمئن ہو جاتا تھا۔ آپ کے الفاظ قانون تھے۔ بایں ہمہ مسٹر ویلز کو یہ کہنے کی جرأت ہوئی کہ آپ گمنامی کی حالت میں زندگی بسر کرتے تھے اور اسی پر ویلز کو مورخ ہونے کا دعوےٰ ہے۔

ویلز نے پھر لکھا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرتؐ ایک معمولی انسان کی طرح ادھر اُدھر گھوما کرتے تھے۔ مسلمانوں کو تحمل اور بُردباری کا سبق پڑھایا گیا ہے ہم حضرت آدمؑ سے لیکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام پیغمبروں کی عزت کرتے ہیں۔ ہمیں دوسروں کے احساسات کا احترام ہے اور ان لوگوں کے معابد کی حفاظت اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ جو ہم میں

نہیں ہیں۔ ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ دوسرے ہمارے پیغمبر کو بدنام کر کے خود اپنے مذہب کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ آیئے ایک عیسائی کے خیالات ملاحظہ کیجئے وہ لکھتا ہے۔

کوئی غیر متعصب طالب علم جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور زندگی پر نظر ڈالے گا۔ آپ کے بلند مقاصد، اخلاقی جرأت، سادگی، خلوص اور رحم و کرم کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان صفات پر حسن تدبیر اور غیر معمولی قوت و ہمت کا اور اضافہ کیجئے۔ یہ یقینی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے بلند اخلاق کے انسان ہمیشہ آپ کی عزت کرتے رہے۔ آپ نے آخر تک اپنی سادگی اور رحم و کرم کو قائم رکھا۔ امیر و غریب کے ساتھ یکساں مہربانی کے ساتھ پیش آتے رہے۔ آپ کا ہمیشہ یہ دعوےٰ رہا۔ کہ آپ محض ایک پیغمبر اور نذیر ہیں۔ اگرچہ آپ بآسانی اس سے بڑے دعوے بھی کر سکتے تھے

ایک دوسری جگہ یہی مصنف لکھتا ہے۔ "جیسا کہ میرا ایمان ہے کہ اگر مذہب کو انسان کیلئے بنایا گیا ہے۔ نہ کہ انسان کو مذہب کے لئے تو یہ ناممکن ہے کہ اس شخص کی قدر و عزت نہ کیجائے جس کی کامیابیاں بے شمار ہوں"۔

ہمیں تعجب ہے کہ ویلز نے کیونکر یہ الفاظ لکھ دئے کہ آپ ایک حجاب پسند اور وجیہ انسان تھے۔ کیونکہ یہ رائے صحیح ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیکی کا مجسمہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی طبیعت میں شرم و حیا کا غلبہ تھا۔ ہم یہاں اسٹینلے لین پول کی یہ عبارت نقل کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ:۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قد میانہ تھا۔ بدن کسی قدر لاغر، بڑے بڑے کاندھے۔ چوڑا چکلا سینہ اور اعصاب اور جسم مضبوط سر بڑا تھا اور متناسب آپ کے سیاہ اور گھنے بال کاندھوں پر بکھرے رہتے تھے۔ بڑھاپے کے عالم میں بھی باوجود فرائض رسالت کی شدت کے صرف بیس بال سفید ہوئے تھے۔ آپ کا چہرہ بیضوی تھا۔ اور رنگت ملیح۔ آپ کے لمبے لمبے حسین اور خمدار ابروؤں کی رگیں جوش اور سرگرمی کی حالت میں پھڑکنے لگ جاتی تھیں۔ آپ کی آنکھیں سیاہ اور چمکدار تھیں۔ اور پلکیں گھنی اور لانبی۔ آپ کی ناک ستواں تھی۔ اور دانت جنکی آپ غیر معمولی حفاظت کرتے تھے۔ نہایت مضبوط اور سفید۔ ریش مبارک مردانہ چہرے کو زینت دیتی تھی۔ آپ کی جلد نہایت پاک وصاف اور نرم تھی اور رنگ "سرخ و سفید" آپ کے ہاتھ

نازک تھے۔ آپ ہمیشہ تیز تیز قدم اُٹھاتے۔ لیکن مضبوط جیسے کوئی شخص بلندی سے نیچے اُتر رہا ہو جب آپ مڑکر دیکھتے تو سارا جسم مڑ جاتا۔ آپ کی ذات سے وجاہت اور رعب و داب کا اظہار ہوتا تھا۔ اور آپ کے چہرے سے نرمی اور غور و فکر کا پتہ چلتا تھا۔ آپ کبھی قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے۔ صرف تبسم فرماتے۔

یہ واقعہ ہے کہ نبوت سے پہلے آنحضرتؐ شہر سے باہر اکثر تنہائی میں رہتے تھے۔ اس کی کوئی تردید نہیں کر سکتا۔ برسوں تک آپ اپنے سینہ میں ایک روحانی جوش محسوس فرماتے رہے۔ آپ نے کئی راتیں اور دن شبہات کے تفکر اور تقرب حق کے شوق میں گزار دئے۔ شبہات اسلئے تھے کہ حضرت جبرئیلؑ جو خدا کا پیغام لائے تھے کئی دن تک ظاہر نہیں ہوتے تھے اور شوق اسلئے کہ آپ کا دل تجلیات ربانی سے معمور تھا۔ لیکن ویلز کہتا ہے کہ ان واقعات کا کوئی ثبوت نہیں اور ویلز صاحب بڑے مورخ ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔

ہر ایک پیغمبر جو لوگوں کی حالت کو درست کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے ایک اچھوتی اور جدت طراز طبیعت کا مالک ہوتا ہے۔ وہ کوئی نئی چیز لاتا ہے۔ ایسی نئی چیز جسکی دنیا خواہشمند ہو۔ اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بدیع اور اچھوتی طبیعت رکھتے تھے۔ تہذیب و تمدن کا جو دستور العمل آپ نے دنیا کو دیا وہ بالکل نیا تھا۔ اگرچہ زمانہ قدیم ہی سے لوگ دین کو قانون سمجھتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اسلام نے اسکو بالکل نئی شکل میں پیش کیا۔ تمام دنیا گناہوں کے بوجھ سے پسی جا رہی تھی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خطرہ اور تباہی سے بچایا۔ اسلام میں عبادت کی شکل بھی نئی ہے۔ پانچوں ارکین بھی بالکل نئے ہیں۔ بایں ہمہ ویلز لکھتا ہے۔ کہ سوائے اس دعوے کے کہ آپ نئے پیغمبر ہیں۔ آپ کے عقائد میں کوئی نئی بات نہیں پائی جاتی۔

پھر اسی شخص یعنی ویلز نے پیغمبر اسلام کو مشہور کذاب مانی سے جس کا ظہور بعہد ہرمز ساسانی میں ہوا تھا۔ تشبیہ دی ہے۔ مانی ثنویت کا قائل تھا۔ اس نے بہت کوشش کی کہ وہ بادشاہوں کو اپنے مذہب میں لے آئے۔ مگر اسکی ساری کوششیں بیکار گئیں اور اسے جان بچانے کے لئے ترکستان فرار ہونا پڑا۔ وہاں ایک سال تک وہ کسی غار میں چھپا رہا۔ وہ بڑا اچھا نقاش تھا۔ اس نے چھوٹے چھوٹے پتھروں پر بڑی عمدہ تصویریں بنائی تھیں۔ جب وہ غار سے باہر نکلا تو اس نے دعوے کیا کہ وہ خدا ہے۔ اور اپنے مرقع تصویر کو الہام خداوندی کے طور پر پیش کیا۔ اس امید پر کہ بہرام اوّل اس کا دین قبول کرلے گا۔ وہ مدائن پہنچا۔ جہاں اسکو زندہ جلا دیا گیا۔ اور دوسروں کی عبرت کے لئے اس کا سر شاہی محل کے دروازہ پر لٹکا دیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عقل نے

تھوڑی دیر کے لئے ویلز کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ اس نے روشنی کو تاریکی سے۔ جنت کو جہنم سے نیکی کو بدی سے اچھائی کو برائی سے اور نجات دہندہ عالم کو گنہگار سے تشبیہ دی ہے۔ مانی کے اصول وعقائد سے بہت سے مسیحی کلیسا واقف ہیں۔ لیکن اسلام میں ان کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ جیسا کہ ویلز نے لکھا ہے۔

ویلز نے یہ بھی لکھا ہے کہ خدا کی واحدانیت پر اصرار کرنے کے بعد آپ کے قدم ڈگمگا گئے۔ آپ حرم مقدس کے صحن میں تشریف لائے اور فرمایا "بہت ممکن ہے کہ بتانِ مکہ سچے ہوں"۔ میں یہ نہیں معلوم کر سکا کہ یہ بات ویلز کو کہاں سے معلوم ہوئی۔ تاریخ اسلام میں یہ واقعہ کہیں نہیں ملتا۔ ایک مشہور مصنف لکھتا ہے۔ "آپ کے پائے استقامت کو پریشانیوں میں بھی لغزش نہیں ہوئی اور شکست وناکامی میں بھی آپ نے امید کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا"۔ آپ کو اپنی کامیابی پر یقین تھا۔ آپ نے اپنے مقاصد کی تبلیغ میں کبھی تامل نہیں فرمایا۔ آپ کی یہی جرأت وہمت تھی۔ کہ اگرچہ آپ کو برا بھلا کہا گیا۔ آپ پر آوازے کسے گئے۔ لیکن آپ اپنے مقصد میں مستقل اور اپنے ارادہ میں پکے رہے۔ آپ انسان تھے۔ صحیح انسان انسانوں کے انسان۔ اور باوجود مشکلات کے نہایت بے خوفی کے ساتھ شمع حق کو اٹھائے رکھا۔ جو خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو ودیعت کی تھی۔ کس قدر بلند تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم مکمل اسوہ لے کر آئے تھے۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو آپ کے اعمال کا آئینہ دار ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر بھی تھے اور شہنشاہ وحکمران بھی۔ آپ ایک قابل سپہ سالار اور عمدہ سپاہی بھی تھے۔ اکثر فتوحات آپ نے حاصل کیں۔ لیکن کبھی قتل وخونریزی کا حکم نہیں دیا۔ جیسا کہ ویلز نے بسبب اپنی جہالت کے لکھا ہے کہ جنگ بدر کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاتح کی حیثیت سے مدینہ واپس تشریف لے گئے اور اس کامیابی پر اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا کہ اپنے مخالفین کو قتل کردیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آپ نے سب کو معاف فرما دیا تھا۔

ایک دوسری جگہ ویلز نے اس طرح دریدہ دہنی سے کام لیا ہے۔ کہ ہجرت کے بعد آپ نے اپنی زندگی کے تیرہ برس جس طرح گذارے ہیں۔ وہ ایسے ہیں کوئی شخص کسی قوم میں بادشاہت قائم کرے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ آپ نے اپنے پیدا کردہ مذہب کو اس غرض کے لئے استعمال کیا۔ آپ جیسا موقعہ ہوتا سیاسی چالبازیوں۔ مکر وفریب ظلم یا مفاہمت سے کام لیتے (نعوذ باللہ) ہر عرب امیر ایسا ہی کرتا

آپ کی بادشاہت میں روحانیت کی کوئی جھلک نہیں۔ اس زمانے میں آپ کی حیات خانہ داری بھی کچھ بہت قابلِ تعریف نہیں رہی۔ حضرت خدیجہ کی وفات تک آپ کے گھر میں صرف ایک ہی بیوی تھی۔ لیکن جیسا کہ اکثر آدمیوں کا زمانۂ انحطاط میں شیوہ ہے (جیسا غالباً ویلز کا ذاتی تجربہ ہوگا) آپ کو۔۔۔ لہذا اس زمانے میں آپ کی بیویوں اور کنیزوں کی تعداد بھی بڑھ گئی (معاذ اللہ) چونکہ آپ نے ایک بہت بڑے مذہب کی بنا رکھی ہے۔ لہذا۔۔۔ (عبارت اسقدر گندی ہے کہ قلم اسکو نقل نہیں کرسکتا) بعض لوگ یہ کوشش کرتے ہیں کہ آپ کو مسیح ناصری، گوتم بدھ یا مانی کا ہم پایہ ٹھہرائیں۔ آپ ایک معمولی انسان تھے اور خود کہا کرتے تھے میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ سوائے اس کے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ آپ۔۔۔

ان الفاظ پر سر ولیم میور بھی لرز اُٹھتے۔ کوئی آدمی کس طرح ویلز کو مطمئن کرسکتا ہے۔ جو نہ کسی دلیل کو تسلیم کرے، اور جسکو نہ عزت کا احساس ہو نہ توازن کا اور جو سر سے پاؤں تک حسد سے جل رہا ہو۔ ویلز کو مطمئن کرنا وقت اور محنت کا ضائع کرنا ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ ان شبہات اور بدگمانیوں کا ازالہ کردیا جائے جو اس نام نہاد مؤرخ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیدا کی ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی بادشاہت کو لے کر دنیا میں آئے تھے، آپ نے اسے قائم رکھا۔ اور یہ تمام اپنی زندگی ہی میں سرانجام دیا۔ ورنہ تمام عمارت خاک میں ملجاتی۔ آپ نے اسکو مضبوط بنیادوں پر قائم کردیا۔ آپ سیاسی چال بازیوں اور مکر و فریب سے ناواقف تھے۔ آپ کا دل وسیع تھا آپ نے ذاتی نقصان برداشت کیا۔ لیکن اپنے قول سے نہیں پھرے۔ آپ سچے تھے اور سچ بولتے تھے خواہ وہ تلخ ہی کیوں نہ ہو۔ مذہب اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کردہ نہیں ہے۔ یہی مذہب تھا آدم و نوح کا۔ موسیٰ و ہارون کا۔ ابراہیم و اسحاق کا۔ یعقوب و یوسف اور موسیٰ و عیسیٰ کا۔ اسلام ہمیشہ سے عالمگیر مذہب رہا ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔

ویلز نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے رحم تھے۔ تاریخ میں ایک بھی ایسی مثال نہیں ہے جو اس امر کی تصدیق کرسکے۔ آپ کے دل میں رحم محبت اور ملاطفت تھی۔ بنتِ حاتم طائی کی اسیری و رہائی پر ایک فاتحہ کے بچاؤ اور خود اپنے قاتل سے آپ نے جو سلوک کیا ہے۔ اس سے آپ کی ترحم کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی بادشاہت سراسر روحانی تھی۔ آپ نے دنیا اور اس کے مال و دولت کی مطلق پرواہ نہیں کی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ دنیا مومنوں کے لئے جہنم اور کافروں کے لئے بہشت ہے۔ آپ نے اسکو آخرت کی کھیتی کہا ہے۔ کیونکہ

مسلمان دنیا اور اسکی آسائشوں کو خاطر میں نہیں لاتا۔ وہ خدا اور اسکے پیغمبر پر دل سے ایمان رکھتا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ اگر اس کے اعمال اچھے ہوئے۔ تو آخرت میں پیغمبر خدا ضرور اسکی شفاعت فرمائیں گے۔

پچاس برس کی عمر تک جب کہ انسان میں تمام نفسانی خواہشات مفقود ہو جاتی ہیں۔ پیغمبر اسلام کی صرف ایک ہی بیوی تھی۔ اس کے بعد کی شادیوں کیوجہ صرف یہ ہے کہ جو مجاہد راہ حق میں شہید ہوئے تھے انکی بیواؤں کے قیام و طعام کا انتظام فرمائیں۔ نہ آپ نفسانی خواہشات کے بندے تھے۔ نہ اپنا طرز عمل بدلتے رہتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو آپ ایک حضرت خدیجہ سے ہرگز شادی نہ کرتے۔ جو آپ سے عمر میں پندرہ برس بڑی تھیں۔ رہا تعدد ازدواج کا سوال سو یہ ایک ایسی ضرورت ہے۔ جس سے بعض حالات میں گریز نہیں کیا جا سکتا۔ امید ہے کہ ویلز کو ذاتی وجوہ کی بنا پر اس ضرورت سے قطعی اتفاق ہوگا۔ ٭ ٭

مکرم بندہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ:۔ آج سخت تکلیف دہ حالات کے اندر یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ دنیا کی موجودہ حالت مجھ سے مخفی نہیں اور آپ کی خدمت میں چند ونکی مختلف اپیلیں جو وقتاً فوقتاً مختلف اکناف عالم سے آتی رہی ہیں وہ بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ میں آپ کے ان عطیہ جات کو کبھی نہیں بھولا جو آپ نے ہمیشہ ہی ووکنگ مسلم مشن کی مالی مشکلات کے وقت ارسال فرمائے جہاں تک مغرب میں اسلام کی تبلیغ کا تعلق ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ مشن روز افزوں ترقی کر رہا ہے لیکن مالی طور پر اسکی حالت یوماً فیوماً ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ اور گذشتہ پانچ سالوں کے اندر اندر مشن مذکور تکلیف دہ حالات کے اندر چل رہا ہے۔ اس حالت کیوجہ وہ عالمگیر اقتصادی ابتری ہے۔ جو دنیا میں ہر طرف دائر و سائر ہے یہ اقتصادی ابتری مشن کی مالی حالت پر بھی اثر انداز ہوئی ہے۔

کارکنان مشن نے مشن کے تبلیغی کام کو نقصان پہنچا کر بھی مشن کے بعض اہم اخراجات میں بہت کچھ تخفیف کی ہے لیکن اس حزم و احتیاط کے باوجود مشن ابھی تک خطرہ سے باہر نہیں ہوا۔ اور مشن مذکورہ ابھی تک تکلیف میں ہے۔ اگر اسوقت اسکی فوری امداد نہ کیگئی تو مشن مذکورہ کو خدا نہ کرے۔ سرزمین تثلیث میں سے بادل نخواستہ بند کرنا پڑے گا۔

یہ دردناک الفاظ تحریر کرتے ہوئے مجھے سخت قلبی اذیت ہوتی ہے۔ یہ قلبی کوفت خواہ کتنی ہی تکلیف دہ کیوں نہ ہو لیکن مشن کے مخلص بہی خواہوں اور معطی صاحبان سے اصل واقعات مخفی نہیں رہ رکھے جا سکتے۔ ووکنگ مسلم مشن کی جگہ آج اگر کوئی اور ادارہ ہوتا تو وہ کب کا بند ہو گیا ہوتا۔ لیکن تمام تکالیف کے باوجود یہ مشن بفضلہٖ چل رہا ہے اسکی وجہ محض اللہ تعالیٰ کی نصرت اسکے شامل حال رہی ہے اور آپ بزرگ اسکی استعانت فرماتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں امید کامل ہے کہ آپکی گرامی توجہ سے مشن مذکور اپنی تکلیفات کی رو سے بہت جلد فارغ ہو جاویگا۔ (خواجہ عبد الغنی خادم مسلم مشن ٹرسٹ)

تفصیل آمد دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ نومبر ۱۹۳۵ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان		پائی	آنہ	روپیہ
۱ ۱۱/۳۵	۱۳۸۹	جناب محمد بخش صاحب	زکوٰۃ	۰	۰	۲۵
۲ ۱۱/۳۵	۱۳۹۴	” خالد عبدالقادر صاحب	مشن	۰	۰	۱۲۰
”	۱۳۹۵	” خان بہادر منہاج الدین صاحب	”	۰	۰	۱۰
۵ ۱۱/۳۵	۱۴۱۰	” سلطان احمد صاحب افریقہ	”	۰	۰	۲۵
۶ ۱۱/۳۵	۱۴۱۱	” ہز ہائینس نواب صاحب منگرول سٹیٹ	”	۰	۰	۹۹
”	۱۴۱۲	” اصغر علی خانصاحب	”	۰	۰	۵۰
”	۱۴۱۳	” چوہدری برکت علی صاحب	”	۰	۰	۱۵
”	۱۴۱۵	” خالد عبدالقادر صاحب	”	۳	۱	۰
”	۱۴۱۶	”	”	۹	۱۴	۰
۷ ۱۱/۳۵	۱۴۱۷	” فیروز علی صاحب	”	۰	۰	۲۵
۸ ۱۱/۳۵	۱۴۳۱	” محمد ابوالعلی صاحب	زکوٰۃ	۰	۰	۲۰
”	۱۴۳۲	” کفایت علی صاحب	”	۰	۰	۱۵
”	۱۴۳۳	” مولوی محمد اظہر الحق صاحب	مشن	۰	۰	۲
۹ ۱۱/۳۵	۱۴۴۸	واپسی پیشگی از مولوی عبدالمجید صاحب اندراج سابقہ		۰	۱	۲۷
۱۱ ۱۱/۳۵	۱۴۵۰	جناب محمد زین العابدین صاحب	مشن	۰	۱۲	۱۰
”	۱۴۵۱	” محبوب خانصاحب	”	۰	۰	۵
۱۳ ۱۱/۳۵	۱۴۶۲	” محمد طاہر دین صاحب	”	۰	۰	۵
”	۱۴۶۳	” عبدالحق صاحب	”	۰	۰	۵
”	۱۴۶۴	” عبدالکریم صاحب ٹریفک انسپکٹر	”	۰	۰	۵
۱۴ ۱۱/۳۵	۱۴۷۶	” الطاف کریم صاحب	زکوٰۃ	۰	۰	۵
۱۵ ۱۱/۳۵	۱۴۸۷	” خان بہادر شیخ منہاج الدین صاحب امانت			۱۲	۲۰۹
۱۶ ۱۱/۳۵	[illegible]	” اے۔ ایم۔ حمیم اسکوائر	مشن		۰	۱۰۰
”	۱۴۸۹	” میجر ایم اے جعفری اسکوائر	”	۰	۰	۵۰
”	۱۴۹۰	” اے سعید خاں صاحب	زکوٰۃ	۰	۰	۱۰
”	۱۴۹۳	” میرزا غلام محمود صاحب چغتائی	مشن	۰	۱۴	۲
۱۹ ۱۱/۳۵	۱۵۰۰	واپسی پیشگی از مولوی عبدالمجید صاحب اندراج سابقہ		۹	۱۲	۱۱
۲۲ ۱۱/۳۵	۱۵۰۴	جناب ڈاکٹر امین اکبر صاحب	مشن	۰	۰	۱۱
۲۳ ۱۱/۳۵	۱۵۰۶	واپسی پیشگی از مولوی عبدالمجید صاحب اندراج سابقہ		۰	۰	۷
”	۱۵۰۷	” ” از جناب سکریٹری صاحب ”		۹	۱۱	۲۰
۲۷ ۱۱/۳۵	۱۵۱۵	جناب فضل حسین صاحب	زکوٰۃ	۰	۱۲	۲۴
”	۱۵۱۶	” محمد ایوب صاحب سب انسپکٹر	مشن	۰	۰	۱۰
۲۹ ۱۱/۳۵	۱۵۲۵	” محمد شریف خاں صاحب ایڈووکیٹ	زکوٰۃ	۰	۰	۱۵
۳۰ ۱۱/۳۵	۱۵۳۳	معرفت ووکنگ دفتر	مشن	۰	۸	۰

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان		پائی	آنہ	روپیہ
۳۰ ۱۱/۳۵	۱۳۳۴	جنابہ شمسی خانم صاحبہ	مشن	۰	۲	۰
”	۱۳۳۵	جناب شیخ ایم۔ ایل۔ اسکوائر	”	۰	۱	۰
”	۱۳۳۶	معرفت دفتر ووکنگ		۰	۷	۰
		فروخت رسالہ اسلامک ریویو		۰	۰	۱۲۰
		” ” اشاعت اسلام		۶	۱۳	۲۷
		” ” ووکنگ گزٹ		۰	۱۵	۱۰۶
				۰	۱۰	۱۲۹۸

تفصیل آمد مفت تقسیم رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ نومبر ۱۹۳۵ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان		پائی	آنہ	روپیہ
۲ ۱۱/۳۵	۱۳۹۷	جناب رضوان احمد صاحب	ایک کاپی	۰	۰	۵
”	۱۳۹۸	” شہید حسین صاحب	”	۰	۰	۵
۷ ۱۱/۳۵	۱۴۱۹	” عبدالرحیم صاحب سوداگر	۲ کاپیاں	۰	۰	۱۰
۱۱ ۱۱/۳۵	۱۴۴۹	” سردار خاں بہادر سید شمس الدین صاحب	۱۰ کاپیاں	۰	۰	۵۰
۱۳ ۱۱/۳۵	۱۴۵۵	” خانصاحب محمد بدرالدین صاحب	۸ کاپیاں	۰	۰	۴۰
۲۲ ۱۱/۳۵	۱۵۰۳	” محترمہ مسز انسٹ وسیم صاحبہ	۱۴ کاپیاں	۰	۱۴	۷۲
۲۶ ۱۱/۳۵	۱۵۰۸	” ایم حبیب اللہ صاحب	۳ کاپیاں	۰	۰	۱۵
۲۷ ۱۱/۳۵	۱۵۱۴	” چودھری روشن الدین صاحب	۱۰ کاپیاں	۰	۰	۵۰
۳۰ ۱۱/۳۵		” نواب سر نظامت جنگ بہادر صاحب	۶ کاپیاں	۰	۰	۳۰
				۰	۴	۲۷۷

تفصیل آمد سرمایہ محفوظ بابت ماہ نومبر ۱۹۳۵ء

تاریخ	کوپن نمبر	اسمائے گرامی معطی صاحبان	پائی	آنہ	روپیہ
۵ ۱۱/۳۵	۲۶	جناب خواجہ عبدالغنی صاحب ۰—۸—۲			
		” خواجہ جلال الدین صاحب ۰—۰—۱			
		” کے ایس محمود صاحب ۰—۰—۱			
		” امانت محمد صاحب ۰—۴—۰			
		” مرزا عبدالحق صاحب ۰—۴—۰			
		” وارث خانصاحب ۰—۴—۰			
		” محمد سعید صاحب ۰—۴—۰			
		” محمد اشرف ۰—۴—۰			
		” اے رشید احمد ۰—۴—۰			
			۰	۰	۶
۵ ۱۱/۳۵	۲۷	بیگم صاحبہ کے ایس محمود صاحب	۰	۰	۱
۲۸ ۱۱/۳۵	۲۸	جناب شیخ الہ بخش صاحب	۰	۰	۱۰۰
			۰	۰	۱۰۷

تفصیل خرچ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ لاہور بابت ماہ نومبر ۱۹۳۵ء

تاریخ	بل نمبر	تفصیل خرچ	پائی	آنہ	روپیہ
۱/۱۱/۳۵	۱۲۵	تنخواہ عملہ دفتر لاہور بابت اکتوبر ۱۹۳۵ء	۰	۷	۹۴۳
″	۱۲۶	پیشگی برائے سفر مولوی عبدالمجید صاحب	۰	۰	۱۵۰
″	۱۲۷	″ ″ مرزا عبدالحق صاحب	۰	۰	۵۰
″	۱۲۸	″ امپرسٹ دفتر ووکنگ	۸	۱۰	۶۶۶
۲/۱۱/۳۵	۱۲۹	طباعت رسالہ اسلامک ریویو بابت ماہ مارچ اپریل اور مئی ۱۹۳۵ء	۰	۳	۶۰۵
″	۱۳۰	پیشگی مرزا عبدالحق صاحب	۰	۰	۵۰
″	۱۳۱	سفر خرچ مولوی عبدالمجید صاحب بحوالہ آر۔ آر نمبر ۱۷۳۵	۹	۱۲	۱۱
″	۱۳۲	کرایہ دفتر بابت ماہ اکتوبر	۰	۰	۳۰
۷/۱۱/۳۵	۱۳۳	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل محصول ڈاک از نمبر ۱۵۱۳ تا ۲۲۲۱ ... ۹۵ — — ۰ پیشگی مولوی عبدالمجید صاحب ۱۰ — ۸ — ۰ تالیف قلوب ۱۵ — ۷ — ۶ کاغذ برائے استعمال دفتر ۵ — ۲ — ۰ طباعت ووکنگ گزٹ نمبر ۱ ۱۶ — ۸ — ۰ سٹیشنری ۳ — ۵ — ۰ آئرن سیف برائے دفتر ۷ — ۹ — ۰ متفرقات ۵ — ۱۴ — ۰ ۱۴۹ — ۶ — ۰	۰	۶	۱۴۹
۱۳/۱۱/۳۵	۱۳۴	تنخواہ مولوی عبدالمجید صاحب بابت ماہ اگست و ستمبر ۱۹۳۵ء	۰	۱۵	۳۳۳
۱۷/۱۱/۳۵	۱۳۵	سفر خرچ از مولوی عبدالمجید صاحب بحوالہ آر آر نمبر ۷۵۹	۰	۰	۷
۲۴/۱۱/۳۵	۱۳۶	سفر خرچ جناب سیکرٹری صاحب بحوالہ آر۔ آر نمبر ۱۷۶۰	۰	۱۱	۲۰
″	۱۳۷	طباعت Charms of Islam	۰	۰	۲۲۰
۲۲/۱۱/۳۵	۱۳۸	واپسی امانت بحوالہ آر آر نمبر ۱۷۴۰	۰	۱۲	۲۰۹
″	۱۳۹	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل محصول ڈاک از نمبر ۲۲۶۵ تا ۳۴۰۰ ... ۴۰ — ۰ — ۰ سیاہی برائے پریس کاربن پیپر ربن و رجسٹر وغیرہ ۱۷ — ۵ — ۹ پروف ریڈنگ گزٹ ۴ — ۰ — ۰ کتابیں جو ووکنگ رسالہ کی لی گئیں ۱۵ — ۰ — ۰ کاغذ برائے ریپر اسلامک ریویو ۱۲ — ۴ — ۹ آرٹ پیپر برائے اسلامک ریویو ۱۰ — ۱۰ — ۰ کاغذ برائے کیلنڈر اور ووکنگ گزٹ ۱۱ — ۱۱ — ۳ طباعت اشاعت اسلام بابت ماہ اکتوبر ۱۱ — ۴ — ۰ ترجمہ اشاعت اسلام ۱ — ۲ — ۰ طباعت ووکنگ گزٹ ۱۱ — ۸ — ۰ سٹیشنری ۰ — ۴ — ۰ متفرقات ۸ — ۷ — ۰	۳	۳	۱۴۴
۲۸/۱۱/۳۵	۱۴۰	امپرسٹ بل بہ تفصیل ذیل محصول ڈاک از نمبر ۱۰۴۳ تا ۳۵۰۱ ۱۰۱ — ۰ — ۰ گلسرین و مٹی برائے پریس ۳ — ۵ — ۰ کاغذ برائے رسالہ اشاعت اسلام ڈبل نمبر ۴۰ — ۵ — ۳ متفرقات ۳ — ۹ — ۰	۳	۳	۱۴۸
۲۸/۱۱/۳۵	۱۴۱	کاغذ برائے فوٹوز Charms of Islam	۰	۱۱	۲۹
		میزان	۱۱	۱۵	۲۸۷۷

اسلام کیا ہے؟

ذیل میں اسلام کی تعلیمات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ہم **ووکنگ مسلم مشن انگلستان** کے تبلیغی مرکز سے تحریر و تقریر کے ذریعہ انگلستان مغربی ممالک اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔ ووکنگ مشن کی تبلیغ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تک محدود ہے اور یہ وہ مشترکہ اسلامی تعلیم ہے جس پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق و ایمان ہے۔

اسلام سلامتی اور امن کا علمبردار ہے اسلام کے لفظی معنے ہیں (۱) سلامتی اور امن (۲) وہ طریق جس کی بدولت سلامتی اور امن ہو سکتی ہے (۳) اطاعت کیونکہ دوسرے کی اطاعت۔ امن قائم کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اصطلاحی یا مذہبی اعتبار سے اسلام کے معنے "اللہ تعالٰے کی کامل اطاعت ہیں"۔

مذہب کا مقصد اسلام اپنے پیروؤں کو ایسا کامل دستور العمل عنایت کرتا ہے جس کی بدولت انسان کی مخفی خوبیاں اور نیکیاں بروئے کار آسکتی ہیں۔ اور اس بناء پر انسانوں میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم جنہیں عام طور سے پیغمبر اسلام کہا جاتا ہے ربانی مذہب کے آخری پیغمبر ہیں مسلمان یعنی اسلام کے پیرو ان تمام انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو جنہوں نے بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے اللہ کی مرضی بندوں پر ظاہر کی۔ راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن مجید مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے مسلمان ہر ایک مقدس کتاب کو الہامی الاصل یقین کرتے ہیں۔ اور چونکہ سابقہ کتب انسانی دست برد کی وجہ سے محرف و مبدل ہو گئیں۔ اسلئے اللہ تعالٰے نے قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں جملہ کتب سابقہ کی صداقتیں موجود ہیں۔

عقائد اسلام ایمان کے سات ارکان ہیں (۱) اللہ تعالٰی پر ایمان (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) الہامی کتب پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اندازہ خیر و شر پر ایمان (۷) حیات بعد الموت پر ایمان۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے حیات بعد الموت کوئی نئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اسی زندگی کا سلسلہ ہے جس میں اس کی مخفی قوتیں ظاہر ہونگی۔ یہ غیر محدود ترقی کی زندگی ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں آئیندہ ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں گے۔ وہ جنت میں داخل ہونگے۔ جو آئیندہ ترقی کی حالت کا دوسرا نام ہے۔ اور جو لوگ اس دنیا میں بد اعمالیوں کی وجہ سے اپنے قواء کو ناکارہ کرلیں گے۔ وہ دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ جنت کی برکات سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے اور تمام نقائص سے پاک کرنے نیز جنتی زندگی میں حصہ لینے کی صلاحیت کی غرض سے اُن کو عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ موت کے بعد کی حالت اس دنیا میں روحانی حالت کا عکس ہوگی۔

ایمان کے چھٹے رکن کو بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر "قسمت" یا تقدیر کے مشہور معنوں میں سمجھ رکھا ہے۔ اس معنے میں مسلمان نہ قسمت کے قائل ہیں نہ تقدیر کے بلکہ ہر شئے کے اندازہ ماقبل پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر شئے جو خدا نے پیدا کی ہے وہ مقررہ حالات اور مقررہ طریق استعمال میں اچھی ہے۔ اُس کا غلط استعمال اُسے بُرا بنا دیتا ہے۔

ارکان اسلام اسلام کے ارکان پانچ ہیں (۱) خدا کی وحدانیت۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار۔ (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج بیت اللہ۔

صفات باری تعالٰی مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو قادر مطلق۔ عالم الغیب۔ عادل۔ رب العالمین۔ رفیق۔ ہادی اور وکیل ہے۔ کوئی ہستی اُس کی مانند نہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ اس نے کوئی بیٹا یا بیٹی جنے۔ اُس کی ذات قابل تقسیم نہیں۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے رحمٰن اور رحیم ہے۔ اعلیٰ اور اکبر ہے۔ جمیل اور قدیم ہے۔ غیر محدود ہے۔ اول اور آخر ہے۔

ایمان اور عمل ایمان بغیر عمل کے مُردہ ہے۔ ایمان بطور خود کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ ہو۔ مسلمان یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کے جوابدہ ہونگے۔ ہر شخص اپنے افعال کا خود ہی ذمہ وار ہے۔ دوسرا آدمی کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔

اسلامی اخلاق آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو صفات الٰہیہ سے متصف کرو۔ خدا انسان کیلئے ایک نمونہ ہے۔ اور اُس کے صفات اسلامی ضابطۂ اخلاق کی بنیاد ہیں۔ اسلام کی رُو سے نیکی یہ ہے کہ انسان کی زندگی خدا کی صفات کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کے خلاف عمل کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے۔

انسانی استعداد ازروئے اسلام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرتی طور پر گناہوں سے پاک ہے۔ اور اس کی تخلیق بہترین طور پر ہوئی ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ فرشتوں سے بالاتر اور الوہیت کے نزدیک پہنچ سکتا ہے۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہوئی ہے۔ دونوں میں ایک ہی رُوح ہے اور انہیں دماغی رُوحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے یکساں قوتیں عنایت کی گئی ہیں۔ اسلام مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرائض عاید کرتا ہے۔

مساواتِ انسانی اور اخوتِ اسلامی اسلام خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔ نسل، دولت اور خاندانی اعزاز سب ضمنی چیزیں ہیں۔ نیکی اور خدمتِ انسان ہی اصلی خوبی کی باتیں ہیں۔ اسلام میں رنگ اور نسل و عقیدہ کے امتیازات مطلق پائے نہیں جاتے۔ تمام بنی نوع آدم ایک خاندان ہے۔ اور اسلام نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کر دیا ہے۔

ذاتی غور و فکر اسلام ذاتی غور و فکر کا حامی ہے۔ اور اسلام میں اختلاف رائے کی عزت کی جاتی ہے جو بقول آنحضرت صلعم اُمت کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

طلبِ علم طلبِ علم اسلام میں ایک فرض ہے۔ اور اسی حصول علم کی بدولت انسان ملائکہ سے افضل ہو جاتا ہے۔

تقدیسِ کسب اسلام ہر اُس مزدوری کی عزت کرتا ہے، جس کی بناء پر انسان اپنی روزی کما سکے۔ کاہلی گناہ ہے۔

بذلِ اموال انسان کو جس قدر قواء عنایت کئے گئے ہیں۔ وہ سب خدا کی امانت ہیں۔ تاکہ انسان ان کو دوسروں کی فائدہ رسانی میں استعمال کرے۔ اس کا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ اور اُسکی سخاوت سب لوگوں پر بلا امتیاز شخصیت عام ہونی چاہئے۔ سخاوت انسان کو خدا کا مُقرب بنا دیتی ہے۔ اسی لئے سخاوت اور زکوٰۃ دونوں اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اور اسی لئے ہر شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس کے مقررہ نصاب سے زیادہ دولت جمع ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور یہ وہ ٹیکس ہے جو مالداروں پر محض غرباء کے فائدہ کے لئے لگایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ

اسلام کے متعلق مزید معلومات اور ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے تبلیغی کارہائے نمایاں کی مفصل رپورٹ حاصل کرنے کیلئے

سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب۔ ہندوستان)

کو تحریر فرمائیں

MARCH 1936. Regd. L. No. 908.

شاہجہان مسجد ووکنگ انگلستان

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام و بانیٔ ووکنگ مسلم مشن انگلستان

مدیر اعزازی

خواجہ نذیر احمد بیرسٹر ایٹ لا، لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنہ (عہ) سالانہ — قیمت پانچ روپے (للعہ) ممالک غیر کیلئے

درخواستہائے خریداری بنام مینیجر رسالہ اشاعت اسلام - عزیز منزل - برانڈرتھ روڈ - لاہور - پنجاب - انڈیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بانی مسلم مشن ووکنگ انگلستان

بورڈ آف ٹرسٹیز

ووکنگ مسلم مشن انگلستان کا جملہ تبلیغی کاروبار ذیل کے معتمدین کے زیر اہتمام چل رہا ہے

۱۔ عالیجناب دی رائیٹ آنریبل سر رولینڈ جارج الینسن ون بیرن الحاج لارڈ ہیڈلے بالقابہ الفاروق۔ بی۔ اے (کینٹب) ایم۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ آف۔ اگاڈا ہوس کیلانے۔ آئرلینڈ (چیرمین)

۲۔ جناب میاں احسان الحق صاحب بیرسٹرایٹ لا سشن اینڈ ڈسٹرکٹ جج (پنجاب)

۳۔ جناب دی آنریبل شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی۔ بیرسٹرایٹ لا ممبر کونسل آف سٹیٹ۔ رئیس گدیہ ضلع بارابنکی لکھنؤ۔

۴۔ کنورشری جناب بدرالدین صاحب فرزند عالیجناب ہز ہائینس شیخ جہانگیر میاں صاحب والئے ریاست منگرول۔ کاٹھیاوار۔

۵۔ جناب حکیم محمد جمیل خان صاحب رئیس اعظم فرزند عالیجناب حکیم اجمل خان صاحب مرحوم ومغفور۔ رئیس اعظم۔ دھلی۔

۶۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ اینڈ وائیس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)۔

۷۔ جناب خان بہادر غلام صمدانی صاحب ریونیو اسسٹنٹ پشاور (سرحد)

۸۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور۔

۹۔ جناب شیخ عبدالحمید صاحب مالک انگلش ویرہوس۔ لاہور۔

۱۰۔ جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سپیشل سکریٹری ٹو مشیر مال صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر۔

۱۱۔ جناب ڈاکٹر ایس۔ محمدی صاحب۔ لندن۔

۱۲۔ جناب مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے۔ ایل ایل۔ بی۔ مترجم و مفسر قرآن کریم انگریزی و اردو۔

عہدہ داران

۱۳۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔ (وائیس پریذیڈنٹ)

۱۴۔ جناب شیخ محمد الدین جان صاحب بی اے ایل ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ۔ لاہور۔ (وائیس پریذیڈنٹ)۔

۱۵۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی ایس سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکریٹری)۔

۱۶۔ جناب مولوی عبدالمجید صاحب ایم اے۔ بی۔ ٹی۔ امام شاہجہان مسجد ووکنگ۔ انگلستان۔

۱۷۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکریٹری۔ دی ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ۔

اسماء ٹرسٹیان جو فوت ہو چکے ہیں

۱۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بانی مسلم مشن ووکنگ۔ انگلستان۔ (سابق پریذیڈنٹ)۔

۲۔ جناب سر عباس علی بیگ صاحب مرحوم۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل ایل۔ ڈی۔ بی۔ اے۔ ایف۔ یو۔ بی۔ آف بمبئی اینڈ کلفٹن۔

۳۔ جناب سر میاں محمد شفیع صاحب مرحوم۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ڈاکٹر آف لٹریچر۔ بیرسٹرایٹ لا۔ لاہور۔

ٹرسٹ کی مجلس منتظمہ

۱۔ جناب خان صاحب سعادت علی خان صاحب رئیس اعظم وسکریٹری انجمن اسلامیہ پنجاب لاہور

۲۔ جناب ملک شیر محمد خان صاحب بی اے سکریٹری ٹو مشیر مال صاحب بہادر ریاست جموں وکشمیر

۳۔ جناب کنورشری بدرالدین صاحب بی اے خلف الصدق عالیجناب ہز ہائینس نواب صاحب بہادر ریاست منگرول۔ کاٹھیاوار۔

۴۔ جناب خان بہادر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب جنرل مرچنٹ۔ راولپنڈی۔

۵۔ جناب خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ و وائیس پریذیڈنٹ میونسپلٹی۔ پشاور (سرحد)۔

۶۔ جناب میجر مولوی شمس الدین صاحب بی اے فارن سکریٹری ریاست بہاولپور۔

۷۔ خان صاحب جناب محمد اسلم خان صاحب برہ خان خیل آنریری مجسٹریٹ ورئیس اعظم مردان (سرحد)۔

۸۔ جناب احمد ملا داؤد صاحب مدنی۔ سوداگر۔ رنگون۔ (برھما)۔

۹۔ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب مالک کالونی فلور ملز۔ لائل پور۔

۱۰۔ جناب حاجی شیخ رحیم بخش صاحب بی اے ریٹائرڈ سشن جج۔ لاہور۔

عہدہ داران

۱۱۔ جناب شیخ محمد دین جان صاحب بی اے ایل ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ ہائیکورٹ لاہور۔ (وائیس پریذیڈنٹ)۔

۱۲۔ جناب خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لا لاہور (وائیس پریذیڈنٹ)۔

۱۳۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ سابق سول سرجن سرحد (آنریری فنانشل سکریٹری)۔

۱۴۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب سکریٹری ووکنگ مشن ٹرسٹ۔

ضروری نوٹ:۔ تمام ترسیل زر بنام فنانشل سکریٹری ووکنگ مسلم مشن۔ عزیز منزل لاہور۔ تمام خط وکتابت بنام سکریٹری ووکنگ ٹرسٹ

یہ بڑی نیکی ہے کہ آپ رسالہ کی خریداری بڑھائیں۔ کیونکہ اس رسالہ کی آمد بہت حد تک مسلم مشن ووکنگ کے اخراجات کی کفیل ہے۔ رسالہ ہذا کی دس ہزار اشاعت ووکنگ مشن کے ½ اخراجات کی ذمہ وار ہوسکتی ہے۔

فہرست مضامین

رسالہ

اشاعت اسلام

جلد ۲۲ | بابت ماہ مارچ ۱۹۳۶ء مطابق ذوالحجہ ۱۳۵۴ھ | نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشاعت اسلام

بابت ماہ مارچ ۱۹۳۶ء

شذرات

اس ماہ کے رسالہ کو عالیجناب مسٹر سلیمان۔ جے۔ بروز کے فوٹو سے زینت دیجاتی ہے۔

اسلام کے محاسن اور اسکی خوبیاں

(از جناب مولوی ڈبلیو بی بشیر پکرڈ بی۔ اے)

ایک خدا خدا ایک ہے وہی احکم الحاکمین ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے سب پر فوقیت رکھتا ہے تمام طاقتیں اور قدرتیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ رحم کرنے والا، دانا، معاف کرنے والا۔ محبت کے لائق، سب کو دیکھنے اور سب کچھ سننے والا، سب کو قبضۂ قدرت میں رکھنے والا۔ ابتداءً ہر چیز کو بنانے اور پھر دوبارہ پیدا کرنے والا۔ کامل ومکمل شکل وصورت بنانے والا۔ شاندار عظمت کا مالک، ہمیشہ زندہ رہنے اور زود ترین کام کرنے والا اور ازلی وابدی ہے۔

وہی اوّل ہے اور وہی آخر۔ وہی ظاہر ہے اور وہی باطن۔ بدی کی سزا اور نیکی کا اجر دینے والا عظیم الشان طاقت وقدرت کا مالک۔ نور ہدایت۔ اور امن وسلامتی کا منبع وماخذ ہے۔ سچی سلامتی اور امن کے پیدا ہونے کے لئے یہ لازمی ہے کہ ایک کامل اقتدار رکھنے والی ہستی کا رحیمانہ قبضہ تمام مخلوقات پر ہو۔

ایک ہدایت نامہ قرآن کریم ایک نور ہدایت اور عمل کے لئے ایک حکمنامہ ہے۔ دنیا کی عملی زندگی میں

اس کی رہنمائی آخرت کی ابدی زندگی کیطرف لے جاتی ہے۔ یہ پاک کتاب ہمیشہ کامل اور تحریف سے پاک رہیگی

جزا سزا پر غالب ہے ایک نیک عمل کی جزا اس سے دس گنا ملتی ہے لیکن بدی کا بدلہ بھی بدی کے مطابق ہے اسطرح نیکی زندہ اور قائم رہتی اور بڑھتی ہے۔ لیکن بدی زائل ہو جاتی ہے۔

روزانہ زندگی کیلئے ایک زندہ مذہب اسلام انسانی زندگی کے ہر حصہ میں داخل ہے۔ اسلام پر عمل ہفتہ بھر میں ایک دن پر ملتوی نہیں کر دیا جاتا۔ نہ ہی وہ کوئی ایسی چیز ہے۔ جو دل کے اندر بلا اثر رہے۔ بلکہ اسلام روزانہ کاموں میں نیکی کے لئے پُر جوش عملی طاقت پیدا کرتا ہے۔

ایمان اسلام میں ایمان اس صداقت کو تسلیم کرنے کا نام ہے جسکو عمل میں لایا جائے۔

عبادت عبادت یا نماز ایک مسلمان کے لئے متواتر یاد دہانی اور مسلسل رحمت و برکت ہے، وہ ایک خدا کے ساتھ مکالمہ کا وقت ہوتا ہے۔ خدا سے اس کا فضل۔ اس کی نصرت، طاقت اور ہدایت حاصل کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ نماز برائی سے متواتر روکنے والی ہے۔ کیونکہ برائی اکثر اوقات محض خدا فراموشی۔ اور ایسی چیزوں میں انہماک سے پیدا ہوتی ہے۔ جو یاد الٰہی سے تعلق نہیں رکھتیں۔ اور نماز کی تیاری اور وضو کرنے میں بہت بڑی اور نمایاں خوبی ہے، اپنے جسم کو پاک کرو۔ اور بیشتر اس کے کہ تو خدا کے حضور میں حاضر ہو کر اس سے اندرونی پاکیزگی چاہیئے۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے آپ کو پاک کر، نماز دل کی پاکیزگی کا نام ہے۔

وفاداری اسلام اللہ تعالےٰ کو بار بار یاد کرنا سکھاتا ہے۔ بدی سے اپنے آپ کو بچائے رہنے کا حکم دیتا ہے۔ فرائض کو ادا کرتے رہنے کا ارشاد فرماتا ہے۔ اسلام وعدوں کے ایفا اور امانتوں کی پوری نگہداشت پر زور دیتا ہے۔

فیاضی ہماری تمام نیکیاں خدا کی طرف سے ہیں۔ ہمارے مقبوضات بھی اسی کی جانب سے ہیں، اس لئے جو کچھ تم بچا سکتے ہو۔ اس کو فیاضانہ خرچ کرو۔ اسلام تمام حرص و آز رکسل و جبن اور طمع و لالچ کا سختی سے مقابلہ کرتا ہے۔

حج اسلام کی ایک مرکزی متبرک جگہ اور ایک مقدس شہر ہے۔ یعنی مکہ معظمہ جہاں نسل انسانی کی تمام اقوام پوری مساوات کی سطح پر ایک دوسری سے ملتیں اور حقیقی بھائیوں کا اور ایک دوسرے کی ممد و معاون ہونے کا رنگ پیدا کرتی ہیں۔ قوموں کی استعدادیں اور خوبیاں ان کی آب و ہوا اور جغرافی حالات کے مطابق مختلف ہوتی ہیں۔ لیکن اسلام نے ان سب پر ایک رابطہ اور موانست کا اثر ڈالا ہے۔ جس سے انکی شاندار اختلافی باتوں کو نقصان نہیں پہنچتا۔

نسل انسانی ایک وسیع قوم ہے۔ ایک ایسی قوم جس کے اندر مختلف قابلیتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ انسان کے انسان پر مختلف مدارج ہیں۔ لیکن وہ سب کے سب ایک ہی خدا کی مخلوق ہیں اور بلحاظ اس کی خوشنودی کے اور اس کے کاموں کا ایک حصہ ہیں۔

روزہ سال میں ایک مہینہ (جو رمضان کا مہینہ کہلاتا ہے) روزے رکھنے چاہئیں۔ اور دنیوی کاموں سے خوشدلی کے ساتھ علیحدگی اختیار کرنی چاہئے۔ روزہ ایک ورزش ہے۔ جو روح اور جسم کو تر و تازہ کرتی اور انسانی قوتے کو بدیوں اور برائیوں سے بچنے اور ان کی مدافعت کرنے کے قابل بناتی ہے۔ روزہ بدی سے بچاتا اور دنیا کی محبت اور مادی اشیا سے الفت کے زور کو توڑتا ہے۔ روزہ انسان کو اپنے آپ پر حکومت کرنا سکھاتا اور [illegible] بات یاد دلاتا ہے۔ کہ جسم فانی ہے۔ اور صرف روح ہی ابدی ہے۔ اس سے بھی بڑھکر روزہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی کا یقین اور اطمینان دلاتا ہے۔

رواداری اور دلی اخلاص قرآن کریم فرماتا ہے۔ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن دین میں کوئی جبر نہیں۔ صداقت اپنے ناقابل فنا اور دائمی مواد کی وجہ سے شان و شوکت کے ساتھ چمک رہی ہے۔ اسے طاقت اور جبر سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسے اپنے آپ کو منوانے کے لئے منت و خوشامد کرنے۔ جبریہ طریقوں سے کام لینے یا دل لبھانے والی خوشامدانہ زبان سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ تمام طریقے باطل کو فروغ دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہے اپنا فضل نازل فرماتا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔

اسلام ایک فطری مذہب ہے۔ قرآن کریم اور اسلامی اصولوں کا مطالعہ کیجئے۔ آپ کو معلوم ہوجائیگا

کہ اسلام یقیناً ایک فطری مذہب ہے۔ یہ ایک ایسا مذہب ہے۔ جو نفس انسانی کی ضروریات حاجات اور خواہشات کے عین مطابق ہے۔ اس سے بھی بڑھکر اسلام انسان کی اندرونی استعدادوں کے نشو و ارتقا کے لئے بہت ہی موزوں ہے۔ اور اسے زندگی کے ناگزیر طوفانوں کے اندر صحیح استقامت دینے والا ہے۔

ازدواجی زندگی کو ایک فطری حالت قرار دیا گیا ہے، اور اسے تجرد پر بہت ترجیح دی گئی ہے۔ ازدواجی زندگی فطری حالت ہے، اور ان سب کو یہ زندگی اختیار کرنی چاہئے۔ جو اسکے ذرائع اور استعداد رکھتے ہوں۔ بیوی اور بچے انسان کی فطری خواہشات، محبت، فیاضی اور شفقت کے لئے بہت بڑی ورزش کا موجب ہیں، اور اس سے انسان کی زندگی زیادہ خوشگوار ہو جاتی اور اس کے دل کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔

زکوٰۃ یا خیرات امراء کے اس فرض کو کہ وہ غربا کا خیال رکھیں۔ اور انہیں اپنے مال سے حصّہ دیں کھلے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اس کے لئے کاروباری طریق اختیار کیا گیا ہے۔ تاہم اس سے عام فیاضی کو ذرہ بھر نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ نہ اسکی حدبندی کی گئی۔ یا لوگوں کے حوصلوں کو پست کیا گیا ہے۔ بلکہ ایک انسان کا اختیار ہے کہ وہ زکوٰۃ سے بڑھکر اپنی پرائیویٹ فیاضی کو جس حد تک چاہے بڑھائے اور جہاں اسے پسند ہو خرچ کرے۔

خاندانی تعلقات کی مضبوطی اسلام نے الفت و محبت کے فطری بندھنوں کی جو خاندانی اتحاد کا موجب اور اجتماعی زندگی کو مستحکم کرنے والے ہیں۔ عزت و نگہداشت کی ہے۔ قرآن کریم میں آپ کو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کی تلقین اکثر دکھائی دے گی۔ ماں اور باپ کو اپنے بچوں کی عزت و تکریم سکھائی گئی ہے۔ اکثر اوقات اسلام قریبی رشتہ داروں میں خیرات کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جس سے شفقت و محبت کا دائرہ خاندان میں زیادہ وسیع ہوتا ہے اور غفلت، عدم موجودگی اور بیگانگت کیوجہ سے فطری بندھن نہیں ٹوٹتے۔

منشیات، جوا بازی، اور سود کی قطعی ممانعت بدی کے خلاف اللہ تعالےٰ کی فیصلہ کن تلوار کس خوبصورتی کے ساتھ چلائی گئی ہے۔ وہ کیسی ہی صاف اور چمکدار ہے۔ کوئی ایسی تدابیر نہیں۔ جن سے کوئی کمی رہ گئی ہو۔ کوئی بحث و مباحثہ یا شک و شبہ یا غلط فہمی کی گنجائش نہیں۔ یہ بھی اجازت نہیں۔ کہ اتنی شراب تم پی لیا کرو جسقدر تمہارے نزدیک نقصان دہ نہ ہو۔ اور اعتدال پر رہو۔ کبھی کبھی شراب پینے کی اجازت نہیں۔ شراب

اس حالت میں بھی پینے کی اجازت نہیں کہ تم اس پر خرچ کرنے کی طاقت رکھتے ہو۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔ حکم سیدھا سادہ، اور کھلا کھلا اور صاف ہے، کہ کوئی شراب نہیں پی جا سکتی۔ شراب مومنوں کے لئے ممنوع ہے۔ اس طرح ایک بہت بڑی بدی کو جڑ سے اکھاڑ دیا گیا ہے۔ اور زندگی کو زیادہ پاکیزہ اور سادہ بنا دیا گیا ہے۔

جہاں تک جوئے اور سود کا سوال ہے۔ کون اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ جوا بازی میں ایک بہت بڑی تباہ کن طاقت پنہاں ہے جو اجتماعی حالات کو متزلزل کر دیتی اور عام اعتبار کو کھو دیتی ہے۔ اور کون اس بات کو نہیں دیکھتا کہ سود کے اندر بدی کی ایک نہایت مہیب صورت موجود ہے، جس کے نقش ہمیشہ بڑھتے اور گرتے چلے جاتے ہیں۔ ان چیزوں کا اسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

تعدد ازدواج

(از جناب مولوی عبدالکریم صاحب)

حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی تمدنی اور قانونی حیثیت کو بہت بلند کرنے کے علاوہ ان کی خانگی اور معاشرتی مشکلات کو بھی بہت کم کر دیا ہے۔ تعدد ازدواج نے اس خاص ضرورت کی وجہ سے ایسے وقت میں رواج پایا جب عام قبائلی جنگوں اور خاندانی لڑائیوں سے جو ایک وحشی قوم کی عادات میں سے ہیں۔ مردوں کی تعداد کم ہوئی اور عورتوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ اس طرح تعدد ازدواج کچھ مدت کے بعد قدیم مشرقی اقوام میں ایک جائز چیز قرار دے دی گئی۔ اور ایسے اوقات میں بھی جب عورت کو فاقہ کشی اور تباہی سے بچانے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اسے جاری رکھا گیا۔ علاوہ ازیں قدیم زمانہ کے نبیوں اور راہبوں کے عمل سے اسے ایک مذہبی منظوری حاصل ہو گئی۔ بائبل نے بھی اس سے منع نہیں کیا۔ صرف ناٹس کی کونسل نے جو ۳۲ء میں منعقد ہوئی۔ ایک ہی بیوی کے مسئلہ کی حمایت کی۔ لیکن مسیحی حکومت کے امتناعی قوانین اس بری رسم کو روکنے میں ناکام ثابت ہوئے۔ اور صرف اس حد تک اس کو روکنے آئے کہ ناپاک، اور خفیہ راہیں اس نے اختیار کر لیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ بد رسم ایسی عالمگیر ہو گئی کہ ایک عرب یا قدیم اقوام کا کوئی فرد ایسا نہ تھا جس کے گھر میں بہت سی بیویاں اور لونڈیاں نہ ہوں فی الحقیقت عربوں کو معلوم ہی نہ تھا۔ کہ ازدواجی اخلاق کیا ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات لڑکیوں کے ولی بھی ان پر دست درازی کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ ایسے برے حالات میں یہ ممکن نہ تھا کہ قطعی ممانعت کا حکم دیکر تعدد ازدواج کو بالکل موقوف کیا جا سکے۔ اسلئے اس بدی کو تدریجاً دور کرنے کے لئے قدم اٹھانا

ضروری تھا۔ اور وہ تدریج یہ تھی کہ ازدواج کی تعداد کو محدود اور معین کر دیا جائے۔ اور تمام بیویوں کے ساتھ یکساں برتاؤ مرد پر فرض کر دیا جائے جو صرف رہائش، لباس اور دیگر خانگی ضروریات ہی کے لحاظ سے مساوی نہ ہو بلکہ محبت اور الفت کے لحاظ سے بھی سب سے مساوی سلوک ہو۔ اس طرح قرآن کریم کے حکم میں بالواسطہ طور پر ممانعت ہے، کیونکہ جذبات اور باہمی تعلقات محبت کے لحاظ سے ایک جیسا سلوک بالکل غیر ممکن ہے بعض لوگوں میں جو یہ خیال پایا جاتا ہے۔ کہ ہر مسلمان کے لئے متعدد عورتوں سے شادی کرنا ضروری ہے، وہ بالکل غلط ہے۔ قرآن کریم نے صرف ایک ہی بیوی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور تعدد ازدواج ایک اجازت ہے جو صرف خاص حالات میں ہی کام آسکتی ہے۔ قرآن کریم کی اجازت کو بطور حکم کے نہیں سمجھنا چاہئے۔ سمجھدار اور ترقی یافتہ مسلمانوں میں تعدد ازدواج کو ایک بہت بڑی بدی سمجھا جاتا ہے، اور اس کی خاص اجازت کو عارضی خیال کیا جاتا ہے۔ جو صرف ناقابل اصلاح تمدنی اور جسمانی حالات میں ہی کام آسکتی ہے۔ اور یہ یقین کرنے کے وجوہ ہیں کہ زیادہ دیر نہیں گزرے گی۔ کہ تعدد ازدواج کا رواج مسلمان ملکوں سے بالکل معقود ہو جائے گا۔

ازدواجی معاملات میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے پہلے نبیوں کی تقلید نہیں کی، ۔ داؤد سینکڑوں بیویاں رکھتے تھے اور موسیٰ اور دیگر پیغمبروں کے ہاں بھی ایک سے زیادہ عورتیں تھیں۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم پچیس سال کی عمر تک مجرد رہے۔ اور اپنی نیک فطرت اور پاکیزہ کیرکٹر کے لحاظ سے آپ کی بہت بڑی عزت کی جاتی تھی۔ پچیس سال کی عمر میں آپ نے ایک بیوہ سے شادی کی جو آپ سے عمر میں پندرہ سال بڑی تھی۔ اور اس کے ساتھ پچیس سال تک نہایت خوشی و خرمی کی زندگی بسر کی۔ جس میں محض اس کے ساتھ سچی اور خالص محبت آپ کو تھی!! اس کی وفات کے بعد جب آپ کی عمر اکاون سال تھی۔ اور بقول کارلائل "آپکی جوانی اور حدت کی عمر ختم ہو گئی اور آپ کی زندگی کی شہوانی حدت سب جل چکی" تو اسوقت آپ نے حضرت عائشہ سے شادی کی اور یہ ایک ہی کنواری عورت ہے، جو آپ کے نکاح میں آئی۔ وہ آپ کے دلی دوست اور گہرے رفیق حضرت ابوبکرؓ کی جو آپ کے مذہب کو سب سے پہلے قبول کرنے والے اور اسکے نہایت پُر جوش موید تھے۔ صاحبزادی تھیں اس سے بھی زیادہ بڑی عمر میں آپ نے متعدد بے کس بیواؤں سے جن کے خاوند لڑائیوں میں شہید ہو چکے تھے یا کسی اور ننگ میں اس کے لئے اپنی جانیں قربان کر دی تھیں۔ نکاح کئے۔

سید امیر علی نے کیا ہی اچھا لکھا ہے۔ کہ ایک ایسا معلم جس نے اس زمانہ میں جب کوئی ملک، کوئی قانون کوئی قوم عورت کو خواہ وہ کنواری ہو یا شادی شدہ، ماں ہو یا بیوی۔ کسی قسم کا حق دینے کے لئے تیار نہ تھی، جس نے

ایک ایسے ملک میں جہاں لڑکی کی پیدائش کو ایک عذاب سمجھا جاتا تھا طبقہ نسواں کو ایسے حقوق دے دئے جو آج بیسویں صدی میں مہذب اقوام کی طرف سے بجبر و اکراہ دئے جارہے ہیں، وہ نسل انسانی کے شکریہ کا مستحق ہے، اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ اور کچھ نہ کیا ہوتا۔ تو بھی نسلِ انسانی کا محسن ہونے میں آپ کا دعوے بالکل حق بجانب اور ناقابلِ نزاع ہے۔ (باقی آئندہ)

ہزہائینس آغاخاں

ہزہائینس آغاخاں انسٹھ ۵۹ سال کی عمر میں جشن گولڈن جوبلی منارہے ہیں۔ آپ ہماری تعریف کے محتاج اسلئے نہیں کہ ہم ان سطور میں آپکی یاد آوری کرتے ہیں۔ بلکہ ہماری مشن سے آپ کے دیرینہ تعلقات اور مغرب میں ہماری اسلامی خدمات سے آپ کی دلچسپی ہم سے آپکے جشن گولڈن جوبلی کی مسرت میں یہ چند الفاظ سپرد قلم کراتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل کا احسان ہے، کہ اس نے موصوف کو یہ جشن نصیب کیا ہم خلوص نیت سے جناب باری میں دست بدعا ہیں کہ کئی سال اور صاحب موصوف ہماری اور اپنے متبعین کی دلی مرادیں پوری کریں۔ جنکی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ ہے اور جو دنیا کے ہر حصہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مثلاً۔ ایران۔ ترکستان۔ چترال۔ زیریں بہار۔ افغانستان۔ عراق۔ خراسان۔ کچھ۔ گجرات۔ سندھ۔ ہندوستان۔ آپ دس سال کی عمر میں اپنے والد بزرگوار کے جانشین ہوئے۔ اور اعزاز حاصل کیا۔ جو آپ کا اور آپ کے خاندان کا واجبی حصہ ہے۔ ہر جماعت ہزہائینس آغاخاں ایسی متنوع الاوصاف شخصیت پر فخر کریگی۔ آپ نہایت ذہین اور وسیع علم کے مالک ہیں۔ کوئی ایسا مضمون نہیں جس پر ہزہائینس آغاخاں کو عبور نہ ہو۔ دینیات۔ نجوم۔ سیاسیات اسپ دوانی۔ میں آپکو قدرت حاصل ہے، آپکے تبحر علمی نے آپکی شخصیت کو دینوی و دنیوی حیثیت سے اور بھی نمایاں کر دیا ہے تمام اہل ہند میں بلکہ تمام اہل ایشیا میں آپ ہی کی شخصیت اہل یورپ کے نزدیک قابل قدر اور معروف ہے ہندوستان فی الحقیقت ایسے جلیل القدر فرزند پر فخر کرتا ہے۔ ایک ہندی مسلم کو آپ پر دوگنا ناز ہے جو احباب خیال کرتے ہیں کہ ہزہائینس آغاخاں اپنی تمام دولت گھڑ دوڑ پر صرف کر دیتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ آپ نہایت سخی بھی ہیں۔ ہندوستان اور بیرونجات کے مدرسوں کو آپ مالی امداد دیتے ہیں۔ آپ نے محتاجوں کے لئے وظائف بھی مقرر کئے ہوئے ہیں۔ آپ سالانہ دس لاکھ روپیہ خیرات کر دیتے ہیں۔

ہم دیگر اہلِ ہند اور آپ کے متبعین کے ہمراہ ہزہائینس آغاخاں کو آپ کی تقریب گولڈن جوبلی کی مسرت پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

مکتوبات

ڈی۔ ایڈ۔ سی آرٹسٹ۔ آر وائسر نہ۔ جے کلیمنٹس۔ ۵۔ آسٹن اسٹریٹ، لندن، ای، م

امام صاحب مسجد ووکنگ عزیز دینی بھائی

میری بڑی خواہش ہے۔ کہ آپ لوگوں میں شریک ہو جاؤں۔ براہِ عنایت مطلع فرمایئے۔ کہ میں کس طرح آپ کا دینی بھائی بن سکتا ہوں۔ میرے خیالات مدت سے اسلام کی طرف مائل ہیں۔

آپ کا مخلص

دستخط (جے کلیمنٹس)

۱۲ وائیلٹ اسٹریٹ نیوکیسل

میرے عزیز اسلامی بھائی۔ السلام علیکم

مجھے جون کے اسلامک ریویو میں یہ دیکھکر بے حد مسرت ہوئی کہ بھائی موشم صاحب (ساکن گیٹ شنڈ) نے اسلام قبول کر لیا ہے، افسوس یہ ہے کہ ہمارے ملک کے اس حصے میں بہت کم انگریز مسلمان ہیں خوشی کی بات ہے، کہ اب قریب ہی ایک بھائی کا اضافہ ہو گیا ہے،

ہماری جماعت میں دو ایک بھائیوں کا اور اضافہ ہو جائے تو ہم مسجد کے با اختیار اصحاب سے اس امر کی درخواست کرینگے۔ کہ ہمیں عام جلسے منعقد کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

کچھ دنوں سے یہاں ایک یہ تحریک جاری ہے۔ اور اسے ایک گونہ کامیابی بھی ہوئی ہے۔ غالباً گیٹ شنڈ ہی میں لہذا اسلام کا آنا نہایت ٹھیک وقت میں ہوتا ہے۔

یہاں بہت ہندوستانی مسلمانوں کا جو بمبئی سے آئے ہیں۔ قیام ہے لیکن انہیں بہت کم انگریزی آتی ہے، میں نے بہرکیف ایک صاحب سے گفتگو کی اور جب میں نے انکو عربی میں نماز سنائی تو وہ بہت متعجب ہوئے، ان کا نام غلام محمد ہے، اور اب وہ باقاعدہ ہمارے ہاں آتے ہیں۔

میری اہلیہ جنہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے۔ نماز سیکھ رہی ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے نیک کام میں آپکو برکت دے۔ آپ کا دینی بھائی۔ دستخط (عمر فشر)

۵۴۔ ہے نودر اسکوئر۔ بےبڈفرڈ۔ یارک شائر۔

بجناب آفتاب الدین احمد صاحب۔

جناب والا قبلہ ام۔ آپ کا شفقت نامہ کل ملا۔ اس کا دلی شکریہ قبول فرمایئے۔

آپ میرے خط کو جس طرح چاہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ میرے پاس اپنے باپ کی ایک تصویر موجود ہے لیکن میری کوئی تصویر نہیں تھی۔ البتہ کل خرید و فروخت کرتے ہوئے اس قسم کی تصویریں کھینچوائیں جو کھینچنے کے ساتھ ہی طیار بھی ہو جاتی ہیں۔ آپ نے میرے والد کا کچھ حال پوچھا ہے۔ ۸۱ برس ہوئے وہ ڈیون میں پیدا ہوئے تھے۔ ہندوستانی سول سروس میں ملازم رہے۔ آخر عمر میں یہاں ساحل کے قریب ایک گاؤں روڈکار میں آباد ہو گئے۔ میری پیدائش یہیں کی ہے۔ میری شادی قریب ہی ایک لڑکے سے ہوئی۔ اسوقت میری عمر ۱۸ برس کی تھی۔ اور میرے خاوند کی۔ جب جنگ شروع ہوئی تو ہمارا سارا خاندان جو دنیا کے مختلف ممالک میں بکھرا ہوا تھا اکٹھا ہو گیا۔ میرا خاوند بھی لڑائی میں شریک ہوا۔ اُسوقت میرے بچے کی عمر ۳ مہینے تھی۔ نصف سال کے عرصہ میں ہمارے خاندان کے دو افراد جنگ کی نذر ہو گئے۔ میرا بڑا بھائی جان ابوقیر کی غرقابی میں ہلاک ہوا اور میرا انیس سالہ زرین سر بھائی ٹیڈی ٹھیک اُسدن جب اُس نے پہلی مرتبہ صفِ اوّل میں قدم رکھا ہے، ایک گولی کی نذر ہو گیا۔ امیر اور جوزف برج میں پہلو بہ پہلو آرام کر رہے ہیں۔ ایپرس میں میرا خاوند مدفون ہے میرا ایک بھائی جسکی عمر ۱۸ برس تھی۔ بحری عساکر میں داخل ہوا۔ ۱۹۱۶ء میں وہ بھی غرق ہو گیا۔ آخر میرا سب سے چھوٹا بھائی جیمز فس گارڈ میں دستکاری سیکھنے لگا۔ اس غم سے میری ماں کا انتقال ہو گیا۔ میں ان کی تصویر آپ کو بھیج رہی ہوں۔ اسوقت میرے والد انگلستان میں بالکل تنہا تھے، اور میں چوبیس سال کی عمر میں بیوہ ہو گئی تھی۔ کناڈا میں اس واقعہ کے بعد میں نے اپنا گھر بیچ دیا۔ اور انگلستان واپس آ گئی۔

میرے والد کو اپنے بچوں کی ہلاکت کا بیحد صدمہ تھا۔ وہ کہا کرتے تھے، کہ یہ جنگ اس لئے شروع ہوئی ہے کہ لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کی سزا ملے۔ نومبر ۱۹۱۶ء میں اُن کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس پر میں نے اپنا مکان بیچ ڈالا اور بچے کا خاطر خواہ انتظام کر کے واپس چلی گئی۔ اس سے پہلے بھی دو سال تک اسپتال میں کام کر چکی تھی۔ اسلئے میری خدمات کو فوراً قبول کر لیا گیا۔ اب میں گویا ایک مستقل کام کر رہی تھی۔ لیکن مجھ میں طاقت نہ تھی۔ کہ اس ہولناک منظر کو کسی کے سامنے بیان کر سکوں۔ اس زمانے میں کہا کرتی تھی کہ اگر خدا ہوتا تو کبھی برداشت نہ کرتا کہ اتنی معصوم جانیں ضائع ہو جائیں۔ اتنے آدمی زخمی ہوتے، ان کے اعضاء کٹتے

آنکھیں جاتی رہتیں۔ گیس میں دم گھٹ جاتا۔ کئی آدمی پاگل ہو گئے تھے، ان دنوں میری روح اسی طرح مردہ تھی۔ جس طرح میدانِ جنگ میں تمام قوموں کے بہادر سپاہی خاموش پڑے تھے،

میری روح اُسوقت زندہ ہوئی جب میں نے قرآن کو ایک نہیں کئی مرتبہ پڑھا۔ اب اسکی کیا صورت ہوگی۔ میں چاہتی ہوں کہ ذہنی اور روحانی دونو پہلوؤں سے اس نئی زندگی کو قائم رکھوں جو قرآن پاک سے مجھے حاصل ہوئی ہے۔ میری رائے میں قرآن نے جو اخلاق سکھلائے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نمونہ پیش کیا ہے۔ اسکی کوئی نظیر نہیں مل سکتی۔ ان کی جامعیت اور دورس اثرات سے انکار کرنا ناممکن ہے پیغمبرِ اسلام نے عبادت الٰہی کا سادہ اور خالی از شرکت اصول قائم کیا ہے۔ اس سے دین بجائے ایک بار کے ایک خوشی کی چیز بن گیا ہے۔ اسلام میں کسقدر سکون ہے، اور کس طرح اس کا یقین ہوتا چلا جاتا ہے، عیسائیت میں مجھے کبھی اطمینان حاصل نہیں ہوا۔ اور میری یہ حالت تھی کہ وہ دل میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے رہتے تھے

آپ کی شفقت اور ہمت افزائی کا شکریہ کس طرح ادا کروں۔ میں صرف یہی کہہ سکتی ہوں کہ "میں آپ کی ممنون ہوں"۔ میں کوشش کرونگی کہ میں نے جس دین کو قبول کیا ہے۔ اسی طرح عزت کا باعث ہوں اور حسب توفیق اس میں بہتر سے بہتر نمونہ پیش کروں۔

کتابیں مجھے مل گئی ہیں۔ مجھے ان کی ضرورت تھی۔ آج اتوار کیوجہ سے ڈاک خانہ بند ہے۔ البتہ بعد کی ڈاک میں میں ان کی قیمت بذریعہ پوسٹل آرڈر روانہ کر دونگی۔ آپ نے مجھ پر جو احسان کیا ہے اللہ تعالےٰ اسی طرح آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ کی مخلص (دستخط) ایلی مجل۔

عرضداشت

قارئین کرام کیخدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ رسالہ ہذا کی توسیع اشاعت میں حصّہ لیں۔ اور کم از کم ایسے حضرات کے پتے تحریر فرمائیں۔ جنکو خریداری کی تحریک کی جاسکے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اجرِ عظیم دے گا۔ رسالہ اشاعت اسلام خالصۃً تعلیمات اسلامی کی ترجمانی کرتا ہے۔ لہذا اس کی مدد خدمت اسلام ہے۔ بازراہِ کرم نمبر خریداری ضرور خط و کتابت میں تحریر فرمائیں۔ تاکہ تعمیل میں آسانی ہو۔

(مینیجر اشاعت اسلام)

میں نے اسلام کیوں قبول کیا

(از جناب فضل کریم سانڈرس)

دوسرے بہت سے انگریزوں کی طرح کلیسائے انگلستان کے زیر اثر میں نے تربیت حاصل کی اور وہیں کنفرم ہوا اور اپنے بچپن کا بہت بڑا زمانہ ایک قدیم کلیسائی شہر میں بسر کیا۔ ایک ایسا شہر جو اس زمانہ میں اپنے کثیر التعداد گرجوں اور شراب خانوں کے لئے مشہور تھا"۔

مجھے وہ وقت یاد ہے جب معلمین اور دوسرے لوگ مجھے "دس احکام موسوی" کی تعلیم دیتے تھے۔ دینی مسائل کے متعلق سوال وجواب یاد کرنا۔ بائبل پڑھنا اور ایسے ہی دیگر کام مجھے خوب یاد ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس سے ایک قسم کا ناقص جذباتی رنگ اختیار کرنے اور "علوم مذہبی" میں بہت سے سکول امتحانات پاس کرنے کے علاوہ میری تربیت ایسی نہیں ہوئی جسکو حقیقی روحانی ضبط کہا جا سکے اور جو زندگی میں قدم آگے بڑھانے کے لئے میری مناسب امداد کر سکے۔ سنہ ۱۹۱۸-۱۹ء میں مجھے مصر میں رائل ایر فورس کی ملازمت میں جانا پڑا۔ وہاں کے دوران قیام میں مجھے ایک انگریز دوست کے ساتھ آدھی رات کے وقت مولود النبی کی تقریب میں شمولیت کا موقعہ ملا۔ مجھے یاد ہے، کہ اس تقریب نے اسوقت ہم پر بہت اثر کیا۔ عربی کا خوش الحانی کے ساتھ پڑھنا۔ علم نبوی کا ہوا میں لہرانا۔ عبادت کرنے والوں کا خلوص اور مشفقانہ مہمان نوازی سب مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ لیکن یہ بھی مجھے اعتراف ہے، کہ اسوقت ہم صرف معمولی تماشائی تھے۔ جب میں فوجی ملازمت سے علیحدہ ہوکر انگلستان واپس آیا۔ تو اسوقت میری تحقیقات اور سوالات شروع ہوئے، جس چیز نے سمجھ آنے کے بعد تلاش حق کی تحریک سب سے پہلے مجھے کی۔ وہ ایک چھوٹی سی کتاب تھی۔ جو ایک نئے مفکر مصنف پرنٹیس ملفورڈ نے "وتھاٹس آر تھنگز" کے نام سے لکھی ہے، اس چھوٹی سی امدادی کتاب نے نہایت سادہ زبان میں خیالات کی طاقت کا اظہار کیا تھا۔ کہ کس طرح غلط خیالات غلط ماحول کی کشش کا موجب ہوتے ہیں۔ اور کس طرح اس کے خلاف صحیح سائنٹیفک غور وفکر اس چیز کو جذب کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ جو مناسب اور موزوں ہو۔ علیٰ ہذالقیاس۔

یہ تلاش حق قریباً چار پانچ سال تک جاری رہی۔ اس عرصہ میں مَیں نے بہت کچھ پڑھا اور مطالعہ کیا۔

اور بہت سے لیکچروں اور مناظرات میں شمولیت اختیار کی، تھیا سوفی، بدھ مذہب، یوگ فلاسفی۔ سپرچولزم، صوفیت۔ کیتھولک مذہب۔ نیو تھاٹ (خیالات جدیدہ) پیلمنزم وغیرہ تمام مذاہب یکے بعد دیگرے میری تحقیق و تفتیش کا مرکز بنے رہے، لیکن اگرچہ ان تمام فلاسفیوں کے اندر بعض صداقتیں مجھے نظر آتی تھیں۔ تاہم آخر کار میں وہیں کا وہیں رہا۔

۱۹۲۴ء تک میرا یہی حال رہا۔ جس کے بعد اسلام کی ان سادہ تعلیمات سے مجھے واقفیت حاصل ہوئی جو بہت ہی معقول اور تسلی بخش ہیں۔ ایک دن مجھے مڈسینڈ کی ایک پبلک لائبریری میں جانے کا اتفاق ہوا جہاں اسلامک ریویو کا ایک تازہ پرچہ میری نظر پڑا اس کے ان صفحات پر جب میں پہنچا جہاں "What is Islam" (اسلام کیا ہے) کے عنوان سے ایک مضمون طبع ہوا ہے۔ تو وہیں۔ اسکو مطالعہ کر کے میں نے یہ سمجھ لیا کہ اب میں اپنی تلاش و جستجو کے انجام پر آپہنچا ہوں۔

ایک ضابطہ قوانین میں نے اس میں پڑھا۔ جن پر اگر پورے طور پر عمل کیا جائے تو دنیا و آخرت کی کامیابی کی منزل مقصود پر پہنچا دینے والے ہیں۔ دل کی تسکین اور تشفی ان سے ہوئی ہے، اور انہی سے پتہ لگتا ہے کہ گذشتہ غلطیوں اور گناہوں کے اثرات کو کیونکر زائل کیا جا سکتا ہے، ایک شاہانہ فلاسفی میں نے اس مضمون میں پڑھی جو دیکھنے میں بالکل سادہ ہے، لیکن اسقدر گہری ہے کہ زندگی بھر کے مطالعہ کے لئے کافی ہے اور ایک انسان کو اس قابل بنا دیتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنی سرگرمیوں اور حرکات و سکنات کو صحیح رستہ پر لے جائے اور اس عظیم الشان کائنات میں اپنی جائز اور واجب جگہ حاصل کرے اس کے تھوڑے دن بعد میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور خواجہ نذیر احمد امام مسجد ووکنگ نے مجھے اخوت اسلامی کے حلقہ میں داخل کیا۔ اس دن سے میں ہمیشہ دنیا کی تمام اشیاء کو حقیقی نقطہ نگاہ سے جو اسلام کا نقطہ نگاہ ہے، دیکھنے کا عادی ہوں اور یہ پسند نہیں کرتا کہ جھوٹے معتقدات اور مادی آرائے اہل دنیا کیطرف سے زبردستی میرے دل و دماغ میں ٹھونسی جائیں۔ ہزارہا لوگوں کے ساتھ یہی سلوک اہل دنیا کی طرف سے ہوتا ہے، یہی وجہ ہے، کہ وہ حق کو باطل سے یا صداقت کو جھوٹ سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔

آخر میں بتا دینا ضروری ہے کہ اسلام خود غرضی کے بنیادی گناہ کو بھی روکتا ہے، یہ تعلیم دیتا ہے۔ کہ کوئی شخص خوش نہیں رہ سکتا۔ اگر اس کا بھائی ناخوش اور تکلیف اٹھا رہا ہو۔ ایک مشہور مشرقی مصنف نے ایک دفعہ کہا کہ "ہمارے مشاغل ہماری زندگی کی حقیقی راہ ہیں۔ خواہ ہم کسی کاروبار میں مصروف ہوں"۔ ہم مسلمانوں کو اپنی

جس کا اہل موجودہ یورپ نہ ہوگا۔ تو دوسروں کو اس عنوان شائستہ سے جس کا حکم کلام پاک میں ہے، اس کی تلقین کیجئے۔ دُنیا دیکھ لے گی کہ ہر زمانے کی مشکلات کا صرف اسلام علاج ہے، یہی مذہب ہے، جو انسان کے دل کی منتوں کو اس کی منشا پوری کر کے دُور کر دیتا ہے۔ دل مطمئن ہو جاتا ہے، اور ترقی کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں۔ دوسرے مذہب سے کامل رواداری کا برتاؤ کرتا ہے، دُنیا میں پُورا امن و سکون قائم کرتا ہے بنی نوع انسان میں ایسی اخوت پیدا کرتا ہے۔ جو کوئی انسانی قوت دنیا کے ممکن ترین وسائل سے مطلق پیدا نہیں کر سکتی۔ یہ نعمت ہے۔ اس نعمت کے موجود ہوتے ہوئے ہم دوسروں کو اس سے بہرہ ور نہیں کر سکتے :۔

اعلیٰحضرت ملک معظم جارج پنجم آنجہانی

اعلیٰ حضرت ملک معظم آنجہانی کی وفات حسرت آیات کے بعد ہم بار اوّل مطبع کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ یہی سبب تھا۔ کہ ہم تاحال اظہار تاسف نہ کر سکے اعلیٰحضرت کی یاد میں بیشمار تعزیت نامے حیطۂ تحریر میں آچکے ہیں۔ لہذا مزید اضافہ سطحی نظر آتا ہے۔ البتہ حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ آنجہانی کا عہد حکومت ہم سے یک گونہ وابستگی رکھتا ہے، اعلیٰ حضرت آنجہانی ہی کے دور حکومت میں ووکنگ مسلم مشن کا چوبیس سال قبل انگلستان میں افتتاح ہوا۔ ان ایّام میں برطانوی افراد اسلام سے بخوبی شناسا نہ تھے مرور زمانہ سے حالات میں تغیر رُو نما ہے، اسلام نازاں ہے، کہ اس کے متبعین میں برطانوی ذکور و اناث شامل ہیں مستقبل میں جب کوئی مؤرخ انگلستان میں اسلامی تاریخ مرتب کرے گا۔ تو اعلیٰ حضرت آنجہانی کا اسم گرامی مغرب میں ارتقاء اسلام کے ابتدائی مدارج کیساتھ والبستہ کیا جائے گا۔

سلطنت برطانیہ کی بقیہ رعایا کے ہمراہ ہم بھی اس ناقابلِ تلافی نقصان پر اشک ریز ہیں۔ جو ایک ایسی جلیل القدر شخصیت کے انتقال پُر ملال سے واقع ہوا۔ جس کی کامیاب سلطنت میں عوام کی تعمیری ترقی کے ضمن میں بیشمار سود مند تغیرات رُو نما ہوئے۔ اور نیز دست بدعا ہیں۔ کہ تخم اسلام جو آنجہانی کے عہدِ حکومت میں بویا گیا۔ انجام کار ایک بلند و بالا درخت کی شکل میں متشکل ہو۔

اسلام اور مسیحیت

(از جناب مولوی آفتاب الدین احمد صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

ثانیاً مسئلہ وجودِ انسانی کو لے لیجئے۔

عیسائیت کے نقطۂ نگاہ سے حیاتِ ارضی اور حیاتِ سماوی یعنی دنیوی اور دینوی شعبِ زندگی وجودِ انسانی کی دو اقسام لا ینقسم ہیں۔ بروئے اسلام وجود ایک عمل جاریہ ہے۔ ہر لحظہ ہمارے وجودِ ارضی سے روحانیت کی نشوونما جاری ہے موت گویا جادۂ بقا میں نشانِ منزل ہے بہشت و دوزخ اس زندگی میں ہمارے ہم پہلو ہیں۔ فرق یہ ہے کہ حیات مابعد الممات میں ہم روحانی حیثیت سے زیادہ حساس ہونگے۔ فلسفۂ اسلام میں دنیوی و دینوی مصطلحات مستعمل نہیں بلکہ الفاظِ عین وجود اور مابعد کا استعمال ہے۔

بروئے اسلام نفس یا ذوقوف سراسر واحد ہے۔ البتہ اسمیں تغیرات رُود نما ہوتے ہیں چنانچہ وقوفِ حیوانی کا ابتدائی درجہ نفس امارہ کہلاتا ہے۔ جو بعد ؔا علاے اخلاقی مدارج طے کرتا ہوا نفس لوامہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے علی التدریج وقوفِ روحانی درجۂ کمال حاصل کر لیتا ہے۔ اور نفسِ مطمئنہ کہلاتا ہے۔ اسلامی ضوابطِ حیات میں یہی آخر الذکر کیفیت مقصود ہے۔ حقیقی مسلمان وہی ہے جو یہ دماغی حالت مکون حاصل کر چکا ہے چونکہ لفظِ مسلم سے وہ شخص مراد ہے جسکو سلامتیٔ فطرت حاصل ہے۔ جو ہر حالت میں راضی بہ رضائے الٰہی ہے۔ جو یسوع کیطرح کہہ سکتا ہے۔ میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہوگی۔

میں اس امر کا اعادہ کرتا ہوں کہ حیات بعد الموت میں ہمارا روحانی وجود خواہ ارتقائی ہو خواہ مسعود بیادی زندگی کے برخلاف زیادہ حساس ہوگا۔ اس امر کی تائید میں قرآن کریم کے حسب ذیل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝

(ترجمہ) اور ہر انسان کے عملوں کو ہم نے اسکی گردن کا طوق بنا دیا ہے۔ اور ہم اس کے لئے قیامت کے دن ایک کتاب نکالینگے جسے وہ کھلا ہوا پائے گا۔ اپنی کتاب پڑھ۔ آج تو خود ہی اپنا حساب لینے کیلئے

کافی ہے۔ (القرآن ۱۴:۱۴)

وجود انسانی کے متعلق اسلام کے اس طرزِ عمل نے ایسے مقدس سیاست دان اور بزرگ عمال پیدا کئے۔ جنکی نظیر مسیحی مملکت میں عنقا ہے۔

مسیحیت کے اس انشقاقی طرزِ عمل کی دوسری نظیر مسئلہ رضائے ربانی کی روشنی میں متصور ہے، بروئے عیسائیت ورودِ یسوع نے ماضی و مستقبل کو جدا جدا کر دیا ہے۔ حالانکہ یسوع خود مقر ہے۔ کہ میرا مقصد ورود انہدام نہیں بلکہ انصرام ہے۔ عیسائیت ہم سے اس اعتقاد پر مصر ہے۔ کہ وہ قانون جو پیغمبر انِ سابق نجات انسانیت کے لئے کارفرما تھا ایک طویل آزمائش کے بعد ناکام ثابت ہوا۔ اور یہ کہ یسوع کا مقصد ورود ایک جدید سن نجات کا افتتاح ہے۔ لہذا مسیحیت کی رُو سے انسانیت کی روحانی ارتقا ایک جاریہ تدریجی کشاد نہیں بلکہ ایک ناگہانی عنصر ہے۔ جو ماضی و مستقبل کے درمیان ایک ناقابل عبور خلیج حائل کر دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا نظریہ ہے جسکو ارتقائے جسم و دماغ کی تاریخ سے حبہ بھر واقفیت رکھنے والا بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔

اسلام کی رُو سے انسان کی روحانی تربیت تدریجی ہے۔ حالانکہ مذہبی صداقت میں اصولاً کوئی فرق نہیں۔ تاہم عمرانی مدرکات انسانی کی بست وکشاد کے مطابق مسلمہ امورِ زندگی میں اس کا اطلاق لازماً و وقتاً فوقتاً تغیر پذیر ہے۔ چنانچہ مخلوق کی خاندانی اور قومی زندگی میں ہدایت ربانی کے متعدد مدارج یقینی ہیں۔ اسی نقطۂ نگاہ سے ہر ایک جدید مذہبی رہنما سابق کی تعمیر کردہ اخلاقی عمارت میں گویا ایک خشتِ نو کا اضافہ کرتا ہے یسوع کا محولہ بالا قول بھی بظاہر اپنے متبعین پر اسی حقیقت کا انکشاف کرتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے طلوعی بین الاقوامی مطمح نظر کی روشنی میں جملہ انبیائے سابقہ کے مذاہب کے ترجمان ہیں۔ یسوع بھی انہیں انبیا میں شامل ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک ہود کیطرح یسوع بھی اپنی قوم کے آخری پیغمبر تھے، یسوع کا قول اس کے عین مطابق ہے۔

"میں بنی اسرائیلی گلہ کی آخر بھیڑ ہوں"

مگر پیغمبرانہ حیثیت سے یسوع انسانیت کے بین الاقوامی مستقبل کا تصور قائم کر سکتا تھا۔ اور اس نے اپنی قوم کو اسکے لئے آمادہ کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ بدیں وجہ اسکے اعمال اور تعلیمات میں بین الاقوامیت کا نمایاں رنگ نظر آتا ہے۔ غیر یہودی افراد کی قطعاً تحقیر یا تنفیر نہیں کیگئی۔ اہل عالم کو بحیثیت مجموعی پیغام پہونچایا گیا۔ تعلیمات یسوع میں یہی رنگ بین الاقوامیت تھا۔ جس نے یہود کو اسکے پیغام کی منزلت شناسی

سے مانا رکھا۔ یہی سبب ہے کہ بدھ کی طرح یسوع کی آواز بھی اسکے گلہ کی بھیڑوں نے نہیں بلکہ خارجی اقوام نے
بیشک کہا۔ یسوع اپنے پیغام کی اصلیت سے بخوبی واقف تھا۔ اور اسی لئے اپنے کل پیغام کی تعلیم سے متامل
ہو گیا تھا۔ جیسا کہ حسب ذیل مذکور ہے۔

(۱) مجھے ابھی تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ لیکن تم اب انکو برداشت نہیں کر سکتے (یوحنا ۱۶: ۱۲)
لہذا یسوع نے اپنے جانشین۔ تسلی دہندہ، یعنی روح صداقت کا وعدہ کیا کہ وہ انکو راہِ صداقت دکھائیگا
مسلمانوں کے نزدیک تسلی دہندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جنکی مذہبی تعلیم بین الاقوامیت تھی۔ اور جن کی
تعلیم نے خداوند تعالٰے کو رب العالمین یا خالق رازق اور جملہ اقوام کے ارتقا کنندہ کی حیثیت سے پیش کیا لیکن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم صرف اسیقدر نہیں۔ آپؐ نے رضائے ربانی کے مسئلہ کو روشن کیا۔ اور اعلان
فرمایا کہ جملہ اقوام کیلئے ہدایت خداوندی برابر ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ولکل قومٍ ھاد۔ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

اور نیز وَلقد بعثنا فی کلِ اُمَّۃٍ رسولاً

(ترجمہ) اور تحقیق بھیجے ہم نے ہر امت میں پیغمبر۔

بلکہ حسب ذیل آیات قرآنی میں تمام نظریہ کو ایک اتمامی رنگ دیا گیا۔

قولوا امنّا باللہِ وَمآ انزلَ الینا وما انزلَ الیٰ ابراھم وَاسمعیل واسحق ویعقوب وَ
الاسباط وما اوتیَ موسیٰ وعیسٰی وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احدٍ منھم
ونحن لہ مسلمون ۔ (ترجمہ) کہو! ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور جو کچھ اتاری گئی ہماری طرف اور
جو کچھ اتاری گئی طرف ابراہیم کے اور اسمٰعیل کے اور اسحٰق کے اور یعقوب کے اور اولاد اسکی کے اور جو کچھ دیگئی
موسیٰ اور عیسٰے کو اور جو کچھ دیگئی پیغمبروں کو پروردگار اپنے سے نہیں ڈالتے جدائی درمیان کسی کے ان میں
سے اور ہم واسطے اُس کے مطیع ہیں۔ القرآن (۲: ۱۳۶)

میں اب عدم مدافعت کے مسئلہ کو لیتا ہوں۔ یہاں بھی عیسائیت کے طرزِ عمل سے ایک بے بنیاد
فیصلہ کی بو آتی ہے۔ عیسائیوں کی موجودہ روش میرے زیر بحث نہیں۔ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ عملی زندگی میں
ہمارے عیسائی بھائی مسلمانوں سے بھی زیادہ مدافعت کے قائل ہیں۔ صدیوں مذہبی اور نیز اقتصادی اغراض
کی خاطر وہ غیر مسیحی افراد سے قلم شمشیر اور زبان کے ذریعہ معرکہ آرا ہوئے ہیں۔ لیکن میں اسجگہ عدم مدافعت
کے مسئلہ پر اصولی حیثیت سے بحث کرتا ہوں بدی کا مقابلہ مت کرو۔ اس ضمن میں مسیحیوں کا صریحی اعلان ہے۔

اس امر مسئلہ کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ کہ جہاد حیات انسانی کا جوہر ہے۔ ہر ایک متقلم کی زندگی اور کامیابی کا راز اس امر میں پوشیدہ ہے۔ کہ مفید کو اختیار کیا جائے۔ اور مضر کا انکار کیا جائے۔ طبعی زندگی میں ہمارا جسم اسی اصول پر کار بند ہے۔ اگر معاملہ برعکس ہو گیا ہو جائے۔ اگر نیکوکار زندگی اور فارغ البالی کے متمنی ہیں۔ انکو بدی کے مقابلہ کے لئے آمادہ رہنا چاہیئے۔ اگر مادی نہیں اخلاقی حیثیت سے ہی۔

رسول کریم نے اس مسئلہ کی خوب وضاحت کی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اگر تمہیں کوئی بدی نظر آئے تو اس کا سدِباب کرنا چاہیئے۔ اور اگر اسکے دفعیہ کی تم میں طاقت نہ ہو تو تمہیں اسکے خلاف احتجاج کرنا چاہیئے۔ اور اگر احتجاج کی طاقت بھی نہیں تو تمہیں اپنے دلوں میں اس سے نفرت کا اظہار کرنا چاہیئے بدی سے نفرت اور بدی کا مقابلہ اسلام میں مرتکب سے نفرت کے مترادف نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے۔

"اگر تمہاری حفاظت کا ہتھیار مہربانی ہو جائے تو دیکھو کہ تمہارا دشمن بھی تمہارا دوست ہو جائیگا۔"

لہذا بدعمل کی محبت ہی سے مسلمان کو بدی کے مقابلہ کی ترغیب ہوتی ہے۔ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ آیا اخلاقی مقابلہ کے لئے جسمانی مقابلہ کو کام میں لایا جا سکتا ہے۔ ایک مسلمان کا جواب یہ ہو گا۔ حالانکہ روح خود مختار ہے۔ تاہم دنیاوی زندگی میں اس کا جسم سے تعلق ہے جب تک ہم مادی دنیا میں مقیم ہیں جسم کے ساتھ روح کی شرکت ناگزیر ہے۔ لہذا اگر روحانی نقطۂ نگاہ سے بدکاروں کو سزائے موت کی دھمکی دی جاتی ہے۔ تو ساتھ ہی ساتھ ان کی نجات کا بھی حکم ہے۔ بالفاظِ دگر اگر بدکار نکوکاروں پر حملہ آور ہوں تو ان سے مدافعانہ مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی قدر اسلام جسمانی مقابلہ کی اجازت دیتا ہے۔ قانونِ فطرت بھی یہی ہے۔ قرآن کریم میں مذکور ہے۔

قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم و لا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین

لڑو بیچ راہ اللہ کے ان لوگوں سے کہ لڑتے ہیں تم سے اور مت زیادتی کرو تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا ہے زیادتی کرنے والوں کو۔ القرآن (۲ : ۱۹۰)

پھر مذکور ہے۔ وقتلوھم حتی لا تکون فتنۃ و یکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علی الظالمین۔

(ترجمہ) اور لڑو ان سے یہانتک کہ نہ رہے کفر اور ہوئے دین واسطے اللہ کے۔ پھر اگر وہ

رُک جائیں۔ تو سزا ظالموں کے سوائے اور کسی کے لئے نہیں۔ القرآن (۲: ۱۹۳)۔
ان احکامات میں اسلام روح کے لئے جسم کی ضرورت کا احساس کرتا ہے جو عیسائیت کے نزدیک درخورِ اعتنا نہیں۔ ان ہر دو مذاہب کے طرزِ عمل میں یہ اصولی اختلافات ہیں۔ اسی لئے ایک کامیاب مذہب ہے۔ اور دوسرا ناکامیاب۔ اگر میرے پاس کافی وقت ہوتا میں آپ کو بتلاتا کہ یہ دونوں مذاہب اصولاً انسانیت اور کائنات سے اسکے تعلق فطرتِ انسانی، نیکی و بدی۔ نسائیت۔ دولت اور کوتاہ کلام تمام مختلف مسائل حیات کے تخیلات میں کسقدر اختلاف رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کا سطحی مطالعہ کرنے والے ہیں جو کہتے ہیں کہ اسمیں سابقہ کتب الہامی کی آمیزش ہے۔ میں یہ بھی ثابت کرتا کہ قرآن کریم نے قصصِ انجیل کے بیان میں کسقدر بامعنی اور نیز اصولی اختصار سے کام لیا ہے۔ لیکن قلتِ وقت کے لحاظ سے اور نیز سامعین کی صبر آزمائی کے اعتبار سے مجھے مقابلہ سے گریز کرنا چاہیئے۔ اور ان حضرات کے لئے ایک مفید نکتہ بیان کر دینا چاہیئے۔ جو جنگجو اقوامِ عالم میں امن پسند ہیں۔ اقتصادی مفاد قیامِ اتحاد کے لئے ناکافی ہیں۔ وسائل دنیوی محدود ہیں۔ لیکن ہماری متمنّیات بے حساب ہیں۔ اقتصادی مفاد کی بنا پر ہم عرصہ تک متحد نہیں رہ سکتے۔ اتحاد کی شرط یہی ہے۔ کہ ہم خود غرضی کے بجائے اپنے اندر جذبۂ ایثار پیدا کریں۔ لیکن صرف مذہبی تعلیم ہی سے یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔ غلط ہے کہ مذہب ہی اقوام میں تقسیم کا سبب ہے۔ جنگِ عظیم میں کوئی مذہبیت نہ تھی۔ آئندہ خوفناک جنگ مذہبی تعصب سے نہیں بلکہ اقتصادی حرص کی بدولت ظہور پذیر ہوگی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ چالاک افراد اور فیلسوف جماعتوں نے جنکو مذہب سے جب بھر بھی محبت نہ تھی۔ وقتاً فوقتاً مذہبی اشخاص کے جذبات سے فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن اس باب میں مذہب کو موردِ الزام قرار دینا غلطی ہے۔ خود غرض اشخاص نے اپنی مطلب براری کے لئے دنیا کی ہر احسن شئے کا غلط استعمال کیا ہے۔ آج دنیا میں جو اتحاد بین الناس کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسکی وجہ اقتصادی مفاد نہیں۔ کیونکہ مادی مفاد سے جو اتحاد پیدا ہوتا ہے۔ اسکے نتائج تباہ کن ہوتے ہیں۔ صرف مذہب ہی پر ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ گذشتہ بست سالہ خوفناک تجارب کے بعد ہمیں اصولِ اتحاد کیلئے مذہب کی طرف ایک دفعہ پھر رجوع کرنا چاہیئے۔ یہ مذہب نہیں جو ہماری ترقی کی راہ میں حائل ہے۔ جیسا کہ ہمارے مغربی بھائی خیال کرتے ہیں۔ بلکہ اس کی بگڑی ہوئی شکل ہے ہمارے موجودہ مصائب کا باعث مذہب نہیں فقدانِ مذہب ہے یہ اختلال رونما ہوا ہے۔ قوم یا رنگ۔ ملک یا روایت کے تنگ نظرانہ خیالات سے خالی الذہن ہو کر نیک نیتی سے ہمیں کسی ایسے مذہب کی تلاش کرنی

چاہیئے جو ہماری اعلیٰ ارتقائی استعدادات کے عین مطابق ہو۔ دنیا میں یہی مذہب ہماری نجات کا موجب ہوگا۔
اسجگہ پروفیسر ایچ۔ اے۔ آر گبس کے چند اقوال کی جانب آپکی توجہ مبذول کرنا غیر مناسب نہ ہوگا۔ اپنی نہایت بصیرت افروز کتاب Whither Islam میں رقمطراز ہے۔

مگر اسلام کو انسانیت کی ابھی ایک اور خدمت کرنی ہے یہ بین الاقوامی تعاون و مفاہمت کی شاندار روایات کا حامل ہے کسی دوسری جماعت میں کامیابی کی ایسی نظیر نہیں کہ بے شمار اور مختلف اقوام بنی نوع انسان کے موقعہ۔ جدوجہد اور منزلت میں یکسانیت پیدا کردے۔ اسلام میں ہنوز یہ قدرت ہے۔ کہ ایسے قومی اور روایتی عناصر میں یکجہتی پیدا کرے جنہیں اپنایت بظاہر محالات سے ہے، اگر کبھی مشرق و مغرب کی عظیم جماعتوں کی باہمی مخالفت تعاون کا رنگ اختیار کرے گی۔ تو اسلام کی وساطت ناگزیر شرط ہے۔

ایک اور مقام پر پروفیسر رقمطراز ہے۔

اپنی تمدنی اور اقتصادی زندگی کی مکمل ترین ارتقاکے لئے اسلام کو یورپین جماعت سے تعاون لازمی ہے اپنی تمدنی زندگی کی مزید ارتقاکے لئے یورپ کو ان قوائے اور استعدادات کی ضرورت ہے جنکو اسلامی جماعت سے خصوصیت ہے۔ مغربی تہذیب کے توازن کو اسلامی جماعت ہی قائم کر سکتی ہے۔

اخیر میں میں مسلم حاضرین کو اس امر کی یاد دہانی کراتا ہوں کہ قرآن کریم اُن سے کیا متوقع ہے۔ قرآن میں وارد ہے۔ کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتؤمنون باللّٰه ط ولو اٰمن اهل الکتٰب لکان خیرًا لهم۔ منهم المؤمنون واکثرهم الفٰسقون۔ (القرآن ۳: ۱۰۹)

(ترجمہ) تم سب سے اچھی امت ہو جو لوگوں (کی بھلائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے تو یقیناً ان کے لئے اچھا ہوتا ان میں سے کچھ مومن ہیں اور ان میں سے اکثر بدعہد ہیں۔

اور مسیحی برادران کے لئے میں اس پیغام کا اعادہ کرتا ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خدا آج سے ۱۴سو سال پہلے انکو دیا تھا۔ قل یٰاهل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃ سوآءٍ بیننا وبینکم الّا نعبد الّا اللّٰه ولا نشرک به شیئًا ولا یتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون اللّٰه ط (القرآن ۳: ۶۴)۔

(ترجمہ) کہو اے اہل کتاب اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اسکے ساتھ کسی کو شریک بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسیکو اللہ کے سوا رب بنائے

اس پیغام کو خاطر نشین کر لینا چاہیئے کیونکہ یہ ایک عظیم الشان پیغام ہے۔ اور اسی میں ان جملہ امراض کا علاج ہے جنمیں موجودہ انسانیت مبتلا ہے۔

مسلمانانِ پولینڈ

لیتھوآنی تاتاریوں کا آغاز اور ان کی تاریخ

(از جناب ایل بوہڈ نووز کے قلم سے)

بسلسلہ اشاعت جولائی ۱۹۳۵ء

(۳)

لیتھوآنی تاتار دورِ حاضرہ میں

معلوم ہوتا ہے کہ پولینڈ کی تقسیم نے لیتھوآنی تاتاریوں کی حالت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی کیتھرائین اعظم نے ۲۰ اکتوبر ۱۷۹۴ء کے اعلان میں ان کے حقوق کو تسلیم کیا اور بہت بڑی حد تک فوجی اور شہری خدمت کا رستہ ان کے لئے کھولدیا۔ تعداد کی کمی کی وجہ سے انہیں پولز پر ترجیحی حقوق دینے میں کوئی نقصان نہ تھا۔ تاکہ ان سے مؤخرالذکر قوم کے خلاف کام لیا جاسکے۔ ۱۷۹۷ء میں پال اول نے ایک Cavalry Regiment کیولری رجمنٹ تیار کی جو صرف لیتھوآنی تاتاریوں پر مشتمل تھی۔

یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ یہ پالیسی کم از کم ابتدائی ایام میں کامیاب ہوئی ہو۔ بعض تاتاری جنہوں نے کوسنز کو Kosuszko کے مقام پر جنگ کی پرشیا کی خدمت کے لئے چلے گئے۔ اور وہاں انہوں نے ایک کیولری رجمنٹ بنالی۔ باقیوں نے ترکی میں ہجرت کرلی۔

۱۸۰۷ء میں گرینڈ ڈیوک آف وارسا کا عدہ قائم ہونے پر تاتاریوں کو پارلیمنٹ میں سیاسی حقوق اور نشستیں حاصل ہوگئیں بہت سے تاتاریوں نے نپولین کی تخت سے علیحدگی تک گرینڈ ڈیوک کی افواج میں شامل ہوکر لڑائیاں کیں۔ گرینڈ آرمی کیطرف سے ولنو کی تخت نشینی منظور ہوجانے کے بعد شہنشاہ نے اگست ۱۸۰۲ء کے فیصلہ میں لیتھوآنی تاتاریوں کا ایک دستہ بنائے جانے کا حکم دیا جو بعد میں گرینڈ آرمی میں شامل کردیا گیا۔ اور جو حملوکیوں کی ایک بے نظیر یادگار بن گیا۔

۔ پولینڈ کے معاملات کیساتھ تاتاریوں کی وابستگی اس درجہ پر پہنچ گئی کہ ۱۸۳۱ء اور ۱۸۶۳ء میں افواج میں بے شمار تاتار پائے جاتے تھے۔

۱۸۶۳ء کے بعد روس کیطرف سے پولینڈ کی ہر چیز کو مسلسل دکھ اور ضرر پہنچانے کا جو طریق اختیار کیا گیا۔ اسکی وجہ سے تاتاریوں نے پھر ترکی کیطرف ہجرت کی جیسے تیرھویں صدی کے آغاز میں کی تھی۔

بیسویں صدی کے آغاز میں ہجرت کی ایک نئی رو شروع ہوئی۔ اسدفعہ یہ ہجرت ممالک متحدہ امریکہ کیطرف ہوئی۔ اور ایک اچھے تناسب سے یہ معمی چلی گئی۔ جس کے وجوہ ابتک غیر معلوم ہیں۔ آجکل نیویارک میں پانچ سو تاتاریوں کی ایک بستی موجود ہے۔ ان تارکان وطن کی مذہب اور اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ وابستگی کا یہ حال ہے کہ انہوں نے ایک مسجد بنالی ہے۔ ایک قبرستان ان کی ملکیت ہے اور نہ صرف اپنے پولش بھائیوں کے ساتھ ان کے دوستانہ تعلقات ہیں۔ بلکہ ان کی ان مساجد کی جو جنگِ یورپ میں تباہ ہوئیں یا انہیں ضرر پہنچا۔ مرمت میں بھی انہوں نے بہت کچھ حصہ لیا۔

پول قوم پر جو ظلم و ستم کیا گیا اگرچہ تاتاریوں کے ساتھ اس کا تعلق خاص طور پر نہ تھا۔ تاہم وہ پولش وطن پرستوں کی کشمکش میں جو انہوں نے مارشل پلسکی Pilsudski کے ماتحت اپنے ملک کی آزادی کے لئے کی ان سے علیحدہ نہیں رہے، مارشل کے پہلے ساتھیوں میں سے ایک شخص الیگزنڈر سلکیویز نے جو ایک تاتار تھا۔ پارٹی کمیٹی میں عملی حصہ لیا۔ یہ سلکیوزہی تھا۔ جس نے ۱۹۰۵ء میں سینٹ پیٹرزبرگ سے مارشل کی افواج کو مرتب کیا، ایام جنگ میں اس نے مارشل کی فوج میں ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے کام کیا اور ۱۹۱۶ء میں میدان جنگ میں مارا گیا۔

ایک زمانہ گذرنے پر اور جنگِ عظیم تک پولش تہذیب ایک حد تک گر گئی۔ اور اسکی جگہ روسی تہذیب نے لے لی۔ اسکی بہت سی وجوہات ہیں۔ سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ اعلےٰ طبقہ کے لوگوں کے پاس آزاد پیشوں کے لئے وقت نہ تھا۔ اور وہ ملک کے انتظام یا فوج میں کام کرنے کو زیادہ ترجیح دیتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روس نے جہاں انہوں نے اپنی مادری زبان کو استعمال کرنا چھوڑ دیا۔ اس طبقہ کے بڑے لوگوں کو منتشر کر دیا۔ علاوہ ازیں سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ روسی حکومت کو اقلیتوں کی طرف سے جو قدیم روسی حکومت میں موجود تھیں قومیت کے جذبات کا اظہار ناپسند تھا۔ تاہم جنگ کے زمانہ تک بہت سے تاتاری خاندانوں کے گھروں میں پولش زبان بولی جاتی تھی۔ سینٹ پیٹرزبرگ میں ۱۹۰۵ء کے انقلاب کے بعد

ایم لیون کریزنسکی M. Leon Kryczynski جو ایک تاتاری سالنامہ کا ایڈیٹر ہے۔ اور ایم سزنکی وکرہ M. Sznurowicz موجودہ مفتی کے ایما پر تاتار ریگ میں کی یک انجمن بنائی گئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ گذشتہ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے اور دوسرے ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ روابط قائم کئے جائیں۔

جنگِ عظیم میں تاتاریوں نے جو حصّہ لیا وہ ان کی تعداد کے لحاظ سے بہت زیادہ تھا۔ ہم بتا چکے ہیں کہ فوجی کاموں کو انہوں نے خاص طور پر ترجیح دی۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک ایسی قوم جو اپنے بہت سے خصائص کو کھو چکی ہے صدیوں تک اپنی اس روایت کو قائم رکھتی ہے۔ اوّل اوّل انہیں فوجی خدمت کے لئے مجبور کیا جاتا تھا۔ لیکن بعد ازاں یہ جبر نہ رہا۔ لیکن تاتاریوں کے کیرکٹر میں اس کا اثر ہمیشہ کے لئے قائم رہ گیا۔

ابھی تک یہ ممکن نہیں کہ ان تاتاری افسروں کی صحیح تعداد بتائی جا سکے۔ جو جنگِ عظیم میں روسی فوج میں کام کرتے رہے۔ اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ ۱۸ جرنیل اس فوج میں تھے۔ اور یہ تعداد ۱۵ ہزار نفوس رکھنے والی قوم کے تناسب تعداد سے بہت زیادہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ تاتاریوں کو جو نقصان پہنچا وہ بہت زیادہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۱۹ ۱۹۲۰ میں بالشویکوں کے خلاف جو جنگ ہوئی اس میں تاتاریوں نے بہت کم حصّہ لیا۔

جنگ کے بعد تاتاری تین ریاستوں میں منقسم ہو گئے۔ بڑا حصّہ جو سات ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔ پولینڈ میں رہا۔ پندرہ سو لیتھوانیا میں ہیں۔ اور چار ہزار جنوبی روس کی ریاست ہائے متحدہ میں۔

اگرچہ اس تقسیم کی وجہ سے وہ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اور ان نقصانات کے باوجود جو جنگِ عظیم میں انہوں نے برداشت کئے۔ ۱۹۱۸ء میں جب پولینڈ دوبارہ آباد ہوا۔ اور اس قدیم روایات کے مطابق جو پولش فوج میں ان کی خدمات کی حامل ہے لیتھوانی تاتاریوں نے ایک کیولری رجمنٹ بنائی جو بالشویکوں کے خلاف تمام جنگ میں کام کرتی رہی۔

اس کے برخلاف جیسا کہ ایم آلجیئرڈ کریچسکی M. Algierd Kryczynski نے اپنے مضمون مندرجہ تاتاری سالنامہ میں لکھا ہے "اس حقیقت نفس الامری کے باوجود کہ تاتار تین ریاستوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے قومی قوے بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ یہی جنگ ان کے لئے ایسے فوائد کا باعث ہی ہوئی ہے۔ جو اس نقصان کی تلافی کا موجب ہے"۔ چونکہ پولش حکومت اور وہاں کے لوگوں نے تاتاریوں کے ساتھ اظہار ہمدردی سے پرہیز نہیں کیا۔ اسلئے وہ تمام شہری اور سیاسی حقوق سے فائدہ اٹھاتے ہیں

از سرنو پیدا شدہ ریاست کے دوبارہ نظم ونسق میں انہوں نے عملی حصہ لیا ہے۔ قریباً ہر شعبہ کاروبار میں تاتاری
پائے جاتے ہیں (غالباً سوائے ایک تجارت کے) اور عموماً اہم اسامیوں پر متعین ہیں۔ ان میں سینٹر بھی ہیں۔
یونیورسٹی پروفیسر بھی ہیں اور مجسٹریٹ وغیرہ بھی۔

پولش حکومت نے انکی تہذیب اور مذہبی جذبات کی حوصلہ افزائی کو خاص طور پر مدنظر رکھا ہے۔ بطور
مثال مفتی کا عہدہ ان کے لئے قائم کیا گیا ہے جسکو مذہبی اختیارات پورے طور پر تفویض کئے گئے۔ اس
بات نے تاتاریوں کی مذہبی زندگی میں ایک خاص جوش پیدا کردیا ہے۔ اور ان میں اتحاد واتفاق اور مذہبی
تحفظ کی صورت پیدا ہوگئی ہے۔ جنگ عظیم سے پہلے لیتھوآنی تاتار کریمیا کے مفتی سے رجوع کرتے تھے۔
اور یہ محض ایک برائے نام تعلق تھا جس کا کوئی اثر ان کی مذہبی زندگی پر نہ تھا۔ کیونکہ اول تو وہ ان سے بہت دور
رہتا تھا۔ اور دوسرے سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کی زبان اور طور وطریق کریمیا والوں سے بالکل مختلف
تھا۔ اب پولینڈ کے رہنے والے تاتاری بیس محلوں پر منقسم ہیں۔ انکی سترہ مسجدیں ہیں اور تین مکانات جو نماز
کے لئے مخصوص ہیں۔ مفتی اعظم کے عہدہ پر ایم جیکب سزنکیوکز (M. Jacob Szynkiewicz)
مامور ہیں۔ جو برلن یونیورسٹی کے ڈاکٹر اور علوم مشرقی کے ایک بہت بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے اپنی مساعی کو
زیادہ تر مساجد کے اماموں کے علمی وذہنی معیار کو بڑھانے پر صرف کیا ہے۔ جو پہلے غریب لوگوں میں سے لئے
جاتے تھے، اور روایت کا کام جو وہ کرتے تھے، محض رسمی ہوتا تھا۔ اور صرف قرآن کریم کی تلاوت اور رسمیات کا علم
ان کے لئے کافی تھا۔ اب امام منتخب کئے جاتے ہیں لیکن ان کا انتخاب مفتی اعظم کی نگرانی کے ماتحت ہوتا ہے
دوسری طرف پولش حکومت کے وظائف وامداد اور ہز میجسٹی شاہ فواد بادشاہ مصر کے عطیہ سے جو ساٹھ ہزار
فرانک پر مشتمل تھا، اور اسکے علاوہ امریکہ سے آئے ہوئے تاتاریوں کے چندوں سے ان مساجد کی مرمت اور دوبارہ تعمیر ممکن ہوگئی۔
جنہیں جنگ عظیم میں نقصان پہنچا تھا۔ حکومت کے وظائف سے اماموں کی ضروریات کو پورا کرنا بھی ممکن ہوگیا۔ اور اسطرح
وہ بہت سی جسمانی حاجات سے بچ گئے ہیں اور اس قابل ہوگئے ہیں کہ اپنے کام میں پورے طور پر منہمک رہیں چونکہ لیتھوآنی تاتار زیادہ تر ولنو
کے علاقہ میں سکونت پذیر ہیں اسلئے مفتی اعظم کا دفتر اور دوسرے تہذیبی مجالس کے صدر دفاتر وہیں قائم ہیں۔

وارسا میں لیتھوآنی تاتاریوں کی تعداد قریباً قلیل ہے۔ لیکن وہاں بہت سے مسلمان ہیں جو سویٹ روس، کریمیا
کے تاتاریوں، قازان کے باشندوں، اور شمالی کوہ قاف کے بہت سے قبائل کے نمائندوں پر مشتمل ہیں۔ اسکے علاوہ یورپ
سے پرے کے بہت سے مسلمان نیز ایرانی اور ترک بھی ہیں جو زیادہ تر تاجر لوگ ہیں۔ وارسا میں مسلمانوں کی تعداد کو

مدّنظر رکھتے ہوئے ایک مسجد کی تعمیر کا خیال مدت سے دماغوں میں پایا جاتا ہے۔ ایم جاگنی کے ایما سے جو ایک ممتاز اخبار نویس اور مشرقی معاملات سے خاص واقفیت رکھتا ہے ۱۹۲۸ء میں وارسا مسجد کی تعمیر کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس کام کی طرف سے جیسا کہ ہر جگہ ہوتا ہے، اس کمیٹی کے کام کا پرجوش خیر مقدم کیا گیا۔ وارسا ٹاؤن کونسل نے اس غرض سے ۲۰۹۹۰ میٹر اراضی پیش کی۔ اس مجوزہ مسجد کی عظمت کیلئے ان دو سڑکوں کے نام کے مابین مسجد کی زمین واقع ہے مکہ سٹرک اور مدینہ سٹرک رکھے گئے۔ حکومت نے مالی امداد کا وعدہ کیا ہے اور نہیں امید ہے کہ پولش دار الخلافہ میں عنقریب ایک اعلیٰ درجہ کا فنی شاہکار اس مسجد کی عمارت کی صورت میں نظر آئیگا۔

ہر محلہ میں ایک سکول ہے جہاں امام بچوں کو ہفتہ میں کئی بار عربی قاعدہ اور اسلامی اعمال سکھاتا ہے۔ ایم سزنکیوکز نے دینیات اور نماز کے متعلق بہت سی چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع کی ہیں۔ اور ایسی کتابیں بھی شائع کی ہیں جن میں اماموں کے لئے ضروری ہدایات پائی جاتی ہیں۔ مفتی صاحب کے زیر سرکردگی بہت سے نوجوان مشرقی علوم کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اور ان میں سے دو کو مرکزی تہذیبی کمیٹی کی طرف سے جامع الازہر قاہرہ میں حصول تعلیم کیلئے بھیجا گیا۔

تمدنی نقطۂ نگاہ سے تاتاری زیادہ تر کسان لوگ ہیں۔ اور ملک کے اندر کے دیہات میں رہتے ہیں جو ابتداً تو صرف تاتاری آبادی پر مشتمل تھے۔ ان کی ایک خاص تعداد دستکاروں پر مشتمل ہے، جیسے باغبان اور چمڑہ رنگنے والے وغیرہ۔ لیکن تجارت پیشہ کوئی نہیں۔ کوئی بھی ان میں سے غریب نہیں بلکہ قریبًا سب ہی امیر ہیں۔ یہ مؤخر الذکر لوگ زمینوں کے مالک ہیں۔ لیکن مالی انحطاط کی وجہ سے انکی پوزیشن بہت خراب ہو گئی ہے۔ جو لوگ اچھی حالت میں ہیں وہ حکومت کے اہم عہدوں پر مامور ہیں جیسا کہ جنگ عظیم سے پہلے ہوتا تھا۔ اب بھی تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ زیادہ تر ملک کے انتظامی امور پر متعین ہو کر اپنی حیثیت کو بڑھاتا ہے۔ مجلسی طور پر تعدد ازدواج کی رسم کبھی ان میں نہیں پائی گئی۔ تاتاری عورتیں اپنی حیثیت میں پولش عورتوں سے کسی طرح امتیاز نہیں رکھتیں۔ اسلامی طریق کے مطابق نماز کے اوقات میں انہیں مردوں سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔

چونکہ وہ زمین جہاں لتھوآنی تاتار آباد ہیں حکومت روس کے علاقہ میں ہے۔ اسلئے روس کا سول قانون ابتک وہاں نافذ ہے۔ (پولش سول قانون تاحال ایک جیسا نہیں)، فی الحال روسی قانون کے ذریعہ انہوں نے اپنا ذاتی دستور العمل بحال رکھا ہے یعنی وہ اپنے اسلامی قانون شریعت پر عمل پیرا ہیں۔

لتھوآنی تاتار اگرچہ اپنی زبان کو بھول چکے ہیں۔ تاہم اپنے مذہب سے وہ بہت مضبوط تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہی ایک خصوصیت ہے جو انہیں یہاں کی دوسری آبادی سے ممتاز کرنے والی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک تاتار جو اپنے مذہب کو بدلتا ہے اسی وقت تاتاری

قومیت سے بھی علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے مخلوط شادیوں کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے جیسا کہ ہم قبل ازیں بتا چکے ہیں۔ تہذیب و اخلاق کی ترقی کی تحریک جنگ عظیم سے پہلے بالکل مفقود تھی۔ لیکن آجکل حکومت اور تعلیم یافتہ طبقہ تاتاریوں کی تہذیب، اخلاق کے جذبات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ہر محلہ میں ایک علمی مجلس ہے اور یہ مجالس ایک قسم کی متحدہ مجالس کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جن کے اوپر ایک مستقل مرکزی مجلس قائم ہے۔ جو ان جداگانہ مجالس کے کاروبار کی رہنمائی کرتی اور اس میں امداد دیتی ہے۔ یہ کاروبار لیکچروں۔ لٹریچر کی تقسیم اور مسودات کی اصلاح کی صورت رکھتا ہے۔

تاتاری قوم ہر اس کوشش میں جو پولینڈ اور اسلامی ممالک کو ایکدوسرے کے قریب لانے کیلئے کیجاتی ہیں حصہ لیتے ہیں۔ گویا یہ کہنا چاہئیے کہ ان کا وجود مشرق و مغرب کے مابین ایک کڑی ہے مفتی تمام اسلامی کانگریسوں میں پولینڈ کی نمایندگی کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ ۱۹۳۰ء میں پولینڈ کیطرف سے حجاز کو جو وفد بھیجا گیا۔ وہ اس کا ایک ممبر تھا۔ سرکاری تقریبات میں مسلمان عہدہ داروں کے استقبال اور مہمان نوازی کے لئے جب تک وہ پولینڈ میں رہیں تاتاریوں کو حق نمایندگی حاصل ہے۔

ولنو کی فیکلٹی آف آرٹس میں بعض نوجوان تاتاری مشکل مضامین پر جو ان کی تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں، مختصر نوٹ تیار کر رہے ہیں۔

چند موقت شیوع رسائل جاری ہیں جن میں سے دو کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وارسا میں اسلامک ریویو ششماہی کے بعد شائع ہوتا ہے۔ اور ولنو میں تاتار الُفَ ایک ماہوار رسالہ ہے اول الذکر زیادہ اسلام سے تعلق رکھتا ہے اور پولینڈ اور اسلامی ممالک کے باہمی تعلقات پر بحث کرتا ہے اور موخر الذکر کا موضوع صرف مقامی معاملات پر رائے زنی کرنا ہے،

لیکن علمی تحریک کا سب سے بڑا مظاہرہ تاتاری سالنامہ ہے۔ جو ولنو میں بھی شائع ہوتا ہے، اس کا صرف ایک ہی پرچہ ابتک شائع ہوا ہے۔ اسکے مضامین زیادہ تر ان کی تاریخ سے تعلق رکھتے ہیں اگر ہم اس حقیقت کو اپنے ذہن میں رکھیں کہ روسی عہد حکومت میں کوئی علم و تہذیب کی تحریک نہ پائی جاتی تھی۔ تو یہ بالکل فطری امر نظر آتا ہے۔ کہ اس علمی تحریک کے دوبارہ پیدا ہوتے ہی وہ سب سے پہلے اپنی گذشتہ تاریخ کی طرف متوجہ ہوئے اسی ذریعہ سے وہ ان عناصر کو جمع کرتے ہیں۔ جن سے وہ اپنے اسلاف اور اپنی تاریخ کی خصوصیت کو یاد رکھ سکتے ہیں۔

خطبہ عید الفطر

(فرمودہ ہز ایکسیلنسی حافظ شیخ وہبہ بالقابہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا اِلٰہَ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر وللہ الحمد اَللّٰہُ اکبر وَالحمد لِلّٰہِ کثیراً وسبحان اللہ بکرۃً واصیلا۔ الحمد لِلّٰہِ نحمدہٗ وَنستعینہٗ وَ نستغفرہٗ وَنعوذ باللہ من شرورِ انفسنا وَمن سیئاتِ اعمالنا من یھد ہ اللہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھدُ ان لا اِلٰہَ اِلا اللہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ ارسلہ بالحق بشیراً ونذیراً۔ من یطع اللہ ورسولہ فقد رشد ومن یعصھما فانہٗ لا یضر الا نفسہٗ و لا یضر اللہ تعالیٰ شانہ، اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمدٍ وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃٍ ضلالۃٌ۔

"برادرانِ اسلام! سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ ہم اُسی کی حمد کرتے ہیں اور اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں۔ اور اپنے نفس کی شرارت اور اعمال کی برائیوں سے بچنے کے لئے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جسے وہ گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے، اور شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے رسول ہیں جنکو اس نے سچائی کیساتھ بشیر اور نذیر بناکر بھیجا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اور اللہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ اسکی شان اس بات سے کہیں ارفع ہے۔ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے، اور بہترین ہدایت رسول کی ہدایت ہے اور دین میں نئی بات نکالنا سب سے زیادہ بُرا ہے، اور ہر بدعت انسان کو گمراہ کرنے والی ہے،

برادرانِ اسلام! اس مبارک یوم عید الفطر کے سلسلہ میں آنحضرتؐ نے حکم دیا ہے کہ ہم صدقۃ الفطر اپنے مفلس افراد اور بیکسوں کی مدد کے لئے صرف کریں۔ یہ صدقہ، کھجور، جو یا منقی کی شکل میں مقرر کیا گیا تھا جو اس ملک کی عام غذا ہے، اور سب مسلمانوں پر واجب ہے، خواہ غلام ہو یا آزاد، عورت ہو یا مرد، بڑا ہو یا چھوٹا۔ امام الائمہ امام ابو حنیفہ نے اس کے عوض نقدی مقرر کر دی تاکہ وہ حاجتمندوں میں حسب ضرورت تقسیم کی جا سکے،

خدا کو نہ ہمارے روزوں سے کچھ فائدہ ہوتا ہے۔ نہ ہمارے کھانے پینے سے کچھ نقصان۔ لیکن اُس نے اپنی حکمت سے روزہ کا حکم اس لئے دیا کہ ہم صحت جسمانی اور قوت ارادی پیدا کریں اور روحانی تربیت بھی حاصل کریں تاکہ ہم غریبوں کی تکلیف کا احساس کر سکیں۔ یعنی یہ کہ بھوک کی تکلیف اور مفلسی کی پریشانیوں کا احساس ہو۔

کاش دولتمند مسلمان سمجھیں کہ اُن کے مذہب نے غریبوں کی طرف بعض فرائض اُن پر عائد کئے ہیں۔ اور آج جب کہ اُن کے گھروں میں مسرت ہویدا ہے، ہمارے غریب بھائیوں کو ہماری ہمدردی مہربانی اور مدد کی خاص ضرورت ہے۔ افسوس بہت سے لوگ اپنی دلچسپیوں میں اسقدر محو ہیں اور ذاتی مسرتوں کی فکر میں اسقدر غلطاں ہیں کہ وہ کسی معاملہ کو ذاتی اغراض سے علیحدہ ہو کر نہیں سوچ سکتے۔ یہ لوگ وہ ہیں، جنہوں نے بقول قرآن اپنی زندگیاں بیکار گنوائیں۔ لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو غریبوں کی مدد کرتے ہیں کمزوروں کی اعانت کرتے ہیں۔ اور مصیبت زدہ لوگوں کو تسلی دیتے ہیں۔ اور پریشان لوگوں کی پریشانی دور کرتے ہیں وہ محسوس کرتے ہیں کہ انکی خوشی مکمل نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ اُن لوگوں کو خوش نہ کریں جو اس سے محروم ہیں۔ یہ سچے مسلمان ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کو پیار کرتے ہیں اور خدا انہیں پیار کرتا ہے، قرآن فرماتا ہے "لیکن وہ دشوار راستہ پسند نہ کرے گا، اور کیسے سمجھو گے کہ وہ دشوار راستہ کیا ہے، وہ غلاموں کا آزاد کرنا ہے یا اپنے پیارے رشتہ دار یتیم کو بھوک میں کھانا کھلانا یا غریب اور مسکین کو"۔

پھر فرمایا "کیا تم جانتے ہو کون یوم جزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہ جو یتیم کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے۔ اور غریب کو کھانا نہیں کھلاتا اور دوسروں کو ان پر مہربانی کی ترغیب نہیں دیتا۔ پس افسوس ہے اُن پر جو نماز پڑھتے ہیں لیکن اپنی نمازوں کے مقصد سے بیخبر ہیں۔ جو ریاکاری کے لئے عبادت کرتے ہیں، اور اپنے بھائیوں پر مہربانی نہیں کرتے اور نہ ان کی مدد کرتے ہیں"۔

بخاری شریف میں لکھا ہوا ہے۔ کہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام کا بہترین عمل کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، غریبوں کو کھانا کھلانا اور اپنوں اور غیروں سے بہت محبت کے ساتھ پیش آنا"۔

اللہ اکبر۔ توحید کے بعد سب سے بڑی برکت جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت نازل فرمائی وہ یہ تھی کہ اُس نے حضور کی بدولت عربوں کو متحد کر دیا۔ اور اگرچہ وہ مختلف قبائل میں منقسم تھے، تاہم انہیں ایک قوم بنا دیا۔ اور باہمی جنگ و جدل جس کی وجہ سے وہ ہمسایہ اقوام کے ماتحت تھے بالکل ختم ہو گئی

گویا خدا نے عربوں کو از سر نو پیدا کیا۔ اور ان اقوام کو بھی جنہوں نے اسلام قبول کیا کیوں وہ علم تمدن کا علم لیکر باہر نکلے اور تاریخ عالم کے صفحات پر اپنی شان و شوکت کا غیر فانی نقش آیندہ کے لئے چھوڑ گئے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے " اے مسلمانو تم سب اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو، اور تفرقہ اندازی مت کرو۔ اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے، لیکن اُس نے تمہارے قلوب میں محبت ڈالدی۔ پس تم آپس میں بھائی ہو گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، ہر مسلمان دوسرے مسلمانوں کا بھائی ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ وہ کسی کو بنظر حقارت نہ دیکھے اور نہ نقصان پہنچائے۔ نیز فرمایا " مسلمان وہ ہے، جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں " پھر فرمایا " تم میں سے کوئی شخص مومن ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ جبتک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو وہ اپنے لئے چاہتا ہے "۔

اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وحدت استحکام اور اخوت ملی کے متعلق یہ تعلیم دی ہے لیکن بدقسمتی ہے کہ اکثر مسلمان اُس مذہبی رشتہ کو بالکل بھلا بیٹھے ہیں۔ جو ہمیں ایک طاقتور اور معزز قوم بنا سکتا ہے، جس کی کامیابی یقینی ہے۔ جب ہم اس مذموم صورت حال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ تو ہماری نظریں اُن تعلیمیافتہ نوجوانوں کی طرف اٹھتی ہیں۔ جو اسجگہ مجتمع ہیں۔ تاکہ وہ دنیا کے سامنے مثال قائم کریں اور قوم کی رہنمائی کریں اور سب مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کریں اور انہیں انکی سابقہ عزت کے مقام پر پہنچائیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ " خدا نے مومنوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ اگر وہ ایمان لاکر نیک عمل کرینگے۔ تو وہ انہیں زمین میں اپنا خلیفہ بنائیگا جس طرح اس نے ان پہلے لوگوں کو بنایا۔ اور جس مذہب کو اس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے۔ اسکو قائم کردیگا اور خوف کی جگہ طمانیت عطا فرمائے گا "۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور تمہیں قرآن کے وسیلہ سے برکت دے اور ہمیں اور تمہیں اپنی آیات اور ذکر حکیم سے نفع بخشے۔ میں یہ بات کہتا ہوں اور اللہ تعالےٰ کی جناب میں تمہارے اور اپنے لئے استغفار کرتا ہوں۔ اللہ سب مسلمانوں پر مغفرت نازل فرمائے۔ کیونکہ وہ غفور الرحیم ہے۔

اللہ تعالےٰ نے کیا فضل کیا ہے کہ ہم کو قرآن جیسی کتاب عطا فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ایسی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اسکی تعلیمات پر عمل کریں۔ آخر میں اپنے اور آپ سب لوگوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم سبھوں کے گناہوں کو معاف کرے۔ اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی اس سے مغفرت طلب کریں۔ کیونکہ وہ غفور الرحیم ہے۔

حج اور اُس کا آغاز اور مفہوم

(از جناب مس زکیہ سلطانہ احمد بی۔اے)

لکھوکھا انسان دنیا کے ہر حصہ سے ہر سال مکہ معظمہ کو حج کے لئے جاتے ہیں۔ مکہ معظمہ ہی ایک ایسی جگہ دنیا میں ہے۔ جو دنیا کی آبادی کے وسیع حصہ پر روحانی اقتدار رکھتی ہے، یہ مقام چالیس کروڑ نفوس کی عبادت وعقیدت کا مرکز ہے، یہ تقدس اسے اسی وقت سے حاصل نہیں ہؤا۔ جب سے اسلام دنیا میں آیا ہے، بلکہ اس مقدس مقام اور حج کی جگہ ہونے کے لحاظ سے اسکی اہمیت قدیم زمانہ سے ہے۔ اسلام کی آمد سے پہلے مکہ کا ایک معبد اسی مقام پر تھا۔ جہاں اب کعبہ کی عمارت ہے۔ سر ولیم میور نے اپنی کتاب لائف آف محمدؐ میں لکھتا ہے کہ اس معبد کا ذکر ڈائیوڈورس سیکیولس کی کتاب میں جو جناب مسیحؑ سے نصف صدی پیشتر لکھی گئی۔ مشہور مؤرخ گبن لکھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ معبد حضرت ابراہیمؑ سے بھی پہلے موجود تھا۔ اسلامی روایات کے رُو سے اُسکو حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کیا یا دوبارہ بنایا۔ جب حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے تو انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ حکم ہؤا کہ اس بچہ اور اسکی ماں ہاجرہ کو عرب کے ایک جنگل میں لے جائیں۔ جس کو فاران کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اور وہاں انہیں چھوڑ آئیں، حضرت ابراہیمؑ نے اس حکم کی فرمانبرداری کی، اور ماں اور بچہ اس جگہ کے قریب چھوڑ دیا جہاں اب کعبہ کی عمارت ہے۔ ان دونوں کو پانی کے نہ ہونے کیوجہ سے نہایت تکلیف ہوئی۔ اور قریب کوئی پانی نہ ہونے کیوجہ سے ہاجرہ اُس کی تلاش میں دور نکل گئیں۔ اور انہیں صفا اور مروا کے مابین سات مرتبہ دوڑنا پڑا، یہ دونوں پہاڑیاں ہیں جو مکہ سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر ہیں، یہ وہ واقعہ ہے، جسکی یاد میں صفا اور مروہ کے مابین دوڑنا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم نے بعد میں حج کا ایک ضروری فریضہ ٹھہرا دیا۔ جب ہاجرہ اپنے بچہ کے پاس واپس آئیں تو انہیں یہ دیکھکر حیرت ہوئی کہ پانی کا ایک چشمہ پاؤں کے نیچے ابل رہا ہے، روایت یہ ہے کہ جب وہ بچہ یعنی حضرت اسمٰعیلؑ اپنی ایڑیاں ریت پر رگڑتے اور روتے تھے تو اللہ تعالےٰ نے اس گڑھے میں سے جو ریت کے اندر ایڑیاں رگڑنے سے بن گیا تھا۔ ایک چشمہ پیدا کر دیا جو لوگ نہ چاہتے ہوں اُنہیں ضرورت نہیں کہ اسے معجزہ بنائیں۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پانی کے چشمے

اچانک صحرا کی ریت میں سے پھوٹ نکلتے اور پھر خشک بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس مقام پر پانی کی موجودگی کا ثبوت اس ذریعے سے مل گیا تھا۔ اس لئے بعد ازاں اس جگہ کو کھودا گیا اور ایک مستقل چشمہ وہاں سے نکلا جو آج تک موجود ہے، اسے زمزم کا نام دیا گیا۔ کیونکہ ہاجرہ غیر متوقع طور پر پانی کو ابلتے دیکھ کر گھبراہٹ میں چلائی "زم زم" یعنی ٹھہر ٹھہر، مسلمان اس چشمہ کے پانی کو مقدس سمجھتے ہیں۔ اور بہت سے حاجی حج کے موقع پر اس پانی سے بھرے ہوئے کنستر دنیا کے مختلف حصوں میں لے جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام وقتاً فوقتاً اپنی بیوی اور بچہ کو ملنے کے لئے جاتے رہتے، اور جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بڑے ہوئے تو باپ اور بیٹے نے ملکر ایک معبد بنایا۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس معبد کے متولی قرار پائے۔ اور آپ کی اولاد میں بھی یہی منصب بطور وراثت چلا آیا۔ حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے قریش کا قبیلہ بنا جس میں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ چونکہ اس معبد کی طرف لوگوں کی توجہ ہو گئی۔ اس لئے وہ دور کے مقامات سے آکر اس کے قریب آباد ہونے شروع ہو گئے، اور اس طریق سے وہ ویران جگہ آہستہ آہستہ ایک بڑا شہر بن گئی جسکو مکہ ام القریٰ (شہروں کی ماں) اور البلد (عظیم الشان شہر) وغیرہ کئی مختلف ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ اس لحاظ سے اسکو بجا طور پر حجاز کا قدیم ترین شہر سمجھا جاتا ہے۔ یہ قابل یادداشت ہے کہ یہ جزیرہ نما تین براعظموں (ایشیا، یورپ اور افریقہ) کے مقام اتصال پر واقعہ ہے اگرچہ کعبہ جسکو بیت العتیق (قدیم گھر) اور بیت المحرم (مقدس گھر) کے ناموں سے بھی پکارا جاتا ہے۔ قدیم ترین زمانہ سے عربوں کی ایک مقدس جگہ ہے۔ تاہم موجودہ اہمیت اسے اس وقت سے حاصل ہوئی۔ جب سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کا حج ایک مسلمان کا فرض قرار دیا۔ یہ ایک مسلمان کے پانچ فرائض میں سے ہے کہ اپنی زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ اس جگہ کا حج کرے۔ بشرطیکہ اس کے پاس سفر کے لئے کافی زاد راہ ہو اور گھر میں جن لوگوں کے معاش کا وہ کفیل ہے۔ ان کے اخراجات کے لئے کافی سامان موجود ہو۔ حج کی رسم ماہ ذی الحج کی جو سال کا آخری قمری مہینہ ہے۔ نویں تاریخ کو ادا ہوتی ہے جب حاجی مکہ کے حوالی میں پہنچ جائیں تو انکے لئے ضروری کہ مراسم حج کی ادائیگی کیلئے اپنے آپ کو تیار کرلیں۔ اس تیاری کا نام احرام باندھنا ہے، اور اس بارہ میں چند مقررہ قواعد ہیں جنکی پابندی حاجیوں کو یوم حج تک کرنی پڑتی ہے، انہیں فضول اور لغو گفتگو کی ممانعت ہے۔ اور تمام قسم کی عیاشیوں سے بچنے کی ہدایت ہے، اور کسی انسان کو ذرا بھی تکلیف پہنچانے کسی جانور کا شکار کرنے یا کوئی کیڑا تک مارنے کی بھی اجازت نہیں، ایک خاص قسم کا لباس جو سوتی یا اونی دو بغیر سلی چادروں پر مشتمل ہوتا ہے، تمام مرد

جوان ہوں یا بوڑھے، امیر ہوں یا غریب، پہنتے ہیں یہ لباس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کی یاد دلانے والا ہے، یہ طریق عمل مسلمانوں میں مساوات کا ایک ظاہری نقشہ قائم کرنے کے لئے تھے، اور اسکی غرض انہیں باہمی ہمدردی اخلاق کا سبق سکھانا اور انکے اندر مشکلات اور نظام کی برداشت پیدا کرنا ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا بادشاہ بھی معافی کا خیال تک نہیں لا سکتا، اس بے نظیر نظارہ کا حال الفاظ میں بیان کرنے کے بجائے تصور ہی میں لے آنا بہتر ہے۔ جب حاجیوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ننگے سر، اور ننگے پاؤں، ایک ہی لباس پہنے ہوئے عقیدت اور انکسار کی حالت میں بیت اللہ کے گرد جمع ہوتا ہے۔

آٹھویں ذی الحج کو حاجی عرفات سے روانہ ہوتے ہیں، یہ جگہ مکہ سے چند میلوں کے فاصلہ پر ہے جہاں اصلی حج ادا ہوتا ہے، اور یہ رات بھر وہاں خیمہ زن رہتے ہیں۔ اگلے دن صبح کے وقت وہ خطبہ سننے کے لئے جمع ہوتے ہیں اور یہ وہ خطبہ ہوتا ہے جو عملاً سینکڑوں قوموں کو ایک ہی وقت میں دیا جاتا ہے،

حج کی رسومات مختصر حسب ذیل ہیں۔

حاجی کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے اور پکارتے ہیں لبیک اللھم لبیک، ہم حاضر ہیں اے اللہ ہم تیری جناب میں حاضر ہیں۔ ہم تیری حمد و ثنا کرتے ہیں جو اس دنیا اور تمام برکات کا مالک ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں جو واحد اور ایک اکیلا ہے، وہ بار بار اس دعا کو پڑھتے، اور پھر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں پھر ایک پرانی رسم کی یادگار میں جو عہد کرنے کے لئے کی جاتی تھی۔ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ رسم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں رائج تھی، جنہوں نے ایک پتھر کو کعبہ کے ایک کونہ میں لگا دیا تھا۔ تاکہ انکے پیرو اسکو چھو کر آپ کی تعلیمات پر ایمان لانے کا اقرار کریں۔ جب مذہب ابراہیمؑ بگڑ گیا۔ تو کعبہ قریش کی تولیت میں تھا اور یہ طریق عمل خود اس معبد کے گر جانے کیوجہ سے بھول چکا تھا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد پھر اسے تازہ کیا گیا۔

چند اور رسوم ادا کرنے کے بعد حاجی حضرت ابراہیمؑ کی بیوی ہاجرہ کی اس مضطربانہ دوڑ کی یاد تازہ کرتے ہیں جو پانی کی تلاش میں انہوں نے صفا اور مروہ کے مابین کی تھی اور وہ دونشانات کے درمیان سات مرتبہ تیز قدم آتے اور جاتے ہیں، عرفات میں ٹھیرنے کی رسم شام نے وقت ختم ہو جاتی ہے، اور اس وقت ضروری ہے کہ تمام حاجی اس جگہ سے چلے جائیں۔ اگلی صبح کو سویرے ہی وہ منا میں آتے ہیں، جو مکہ اور عرفات کے درمیان ایک گاؤں ہے اور جہاں عید الاضحٰے کا تہوار منایا جاتا ہے۔ جو لازماً اسدن ہوتا ہے، ✣ ✣ ✣

ڈین انج کی زبان سے آنحضرت صلعم کی صداقت کا اعتراف

(از جناب حامد حسن صاحب بی۔ اے)

اسلام نے مسلمانوں کو زندگی اور فکر کے ادنے اور اعلےٰ شعبوں میں کامل قانون ہدایت عطا کیا ہے قرآن مجید
نے جو کہ ہر وقت اپنی صداقت کے لئے مظاہر فطرت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو کائنات میں پیدا ہوتے رہتے ہیں
عالم روحانیات کو فراموش نہیں کیا ہے۔ اس کا پیغام ایک عامی اور فلسفی دونوں کے لئے ہے اور انسانیت
کی جملہ بلند آرزوؤں کی تکمیل کے لئے کافی ہے۔ اور میری رائے میں یہی بات اس الہامی کتاب کی صداقت کا سب سے
بڑا ثبوت ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور زندہ معجزہ کے پیش کیا۔ اور واقعی یہ کتاب شروع سے لیکر آجتک
معجزہ چلی آتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اسی قرآن نے دنیا کی بدترین قوم کو اخلاقی اور روحانی ترقی کی بلندترین منزل
تک پہنچا دیا تھا۔ اور آج بھی اسمیں وہی اعجازی قوت موجود ہے جو مرض کی تشخیص کے بعد صحیح علاج تجویز کرسکتی ہے
حتیٰ کہ مسٹر ڈی۔ ٹی۔ ویلیم جیسا دشمن اسلام بھی اس اعتراف پر مجبور ہے۔ کہ "قرآن رسوم پرستی اور قدیم خونی قربانی
کے آثار سے مسیحیت کے مقابلہ میں زیادہ پاک صاف ہے۔ اور وہ مذہب جو بنی نوع آدم پر حکمرانی کرسکتا ہے اسی نقطہ اعتدال سے
زیادہ آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتا ہے۔ بجائے اسکے کہ اُسے تثلیثی الٰہیات کے پیچیدہ رستے سمجھایا جائے" مگر باوجود اس کے پھر بھی ہم کو
یہ معلوم کرنا حیرت انگیز ہے۔ کہ جو مذہب بنی نوع آدم پر حکمرانی کرسکتا ہے۔ اس کی سچائی ڈین انج کی شکل میں ظاہر ہوا
ہے موصوف حال ہی میں ڈین کے کلیسائی عہدہ سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ اور آج ان کا شمار کلیسائے انگلستان کے نامور
ترین علماء میں سے ہے۔ وہ عرصہ دراز تک لوگوں کی توجہ کا مرکز رہے ہیں اور اپنے ماڈرنسٹ ہیں اور اپنے ہم مشرب ڈاکٹر
بارنز بشپ آف برمنگھم کی طرح ... کلیسائی عقائد کو ان مشرکانہ خیالات سے بالکل پاک صاف کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس
بزرگ معلم ناصری کی تعلیمات سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے۔ "خدا اور علمائے ہیئت" کے عنوان سے جو کچھ ڈین موصوف
نے ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۳ء میں واربرٹن لیکچروں کے نام سے دیئے جنکو لانگمین گرین اینڈ کمپنی نے ۳۳ء میں شائع کیا ہے
انہیں اُنہوں نے نئے علم الآفاق کی بنا پر کائنات کے مسیحی نقشہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور جنت و دوزخ کی جغرافیائی حیثیت
کو ایک مہمل شئے قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں "بہشت کوئی جغرافیائی اصطلاح نہیں ہے۔ علم ہیئت نے اس تخیل کو
ہمیشہ کے لئے رد کر دیا ہے۔ چونکہ ہم زمان و مکان کی اصطلاحات و استعارات کے بغیر اس دنیا کا کوئی تصور نہیں کرسکتے

جوکہ ہمارے خیالات کی لازمی صورتیں ہیں۔ اور ہمیں ان تصاویر کو خارج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جن کے بغیر بہشت کا تصور جو کہ روحانی عالم ہے، اور حقیقت گہری ہے، یقیناً ابتدائی اور غیر معقول ہو جائے گا۔ لیکن یہ استعارات اس حالت کی محض تصاویر ہیں "جسکو نہ آنکھ نے دیکھا ہے، اور نہ کانوں نے سنا ہے۔ اور نہ اس کا تخیل آجتک کسی انسان کے دماغ میں پیدا ہو سکتا ہے"۔

نوٹ:۔ یہ الفاظ یسیاہ ۶۴: ۴ میں مرقوم ہیں اور پولوس نے اسی کتاب سے معناً ان کو نقل کیا ہے۔ جیسا کہ باسورتھ سمتھ اور پادری فینڈر کو تسلیم ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عہد قدیم کے ان الفاظ سے بالکل ناآشنا تھے دو یا زیادہ خیالات کی یکسانیت کا یہ مطلب نہیں کہ ایک دوسرے کا سرقہ ہے۔ بدھ مت اور مسیحیت میں زبردست مماثلت پائی جاتی ہے۔ لیکن اسکے معنی یہ نہیں کہ مسیحیت نے بدھ مت سے سرقہ کیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی الہامی رنگ میں یہ بات فرمائی کہ "جسے نہ آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں خیال گذرا، جنت ایسی ہو گی" یسیاہ اور پولوس دونوں کے یہاں ان الفاظ کا مطلب خدا کی جلالت کا اظہار کرنا ہے یسیاہ اور پولوس کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مختصر جملہ سے بہشت کی تعبیر فرمائی ہے اور ڈین انج نے نادانستہ طور پر انکو نقل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کی ہے۔ اگرچہ مشرق اور مغرب دونوں ایک ہی دل کی دو متبادل ضربیں ہیں لیکن تمام تحسین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے جو اُمّی تھے۔ جنہوں نے جنت کی تشریح میں اس جملہ کو پہلے استعمال کیا اور ڈین نے، اس طریق کے اختیار کرنے میں جس دانشمندی کا ثبوت دیا ہے۔ اسکے لئے ہم اُن کے بہت شکر گذار ہیں۔

(وار برٹن لکچر کی تمہید صفحہ ۱۶ و ۱۷)

ڈین انج کی کتاب میں سے یہ اقتباس معجزہ سے کم نہیں اور قدرے تفصیل طلب ہے، یہ بالکل نادانستہ طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوزخ و جنت کے متعلق تعلیم کا عکس ہے۔ زیادہ صراحت یہ ہے کہ مذکورہ بالا فقرہ لفظاً بہشت کی تفسیر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ پس ہم ڈین موصوف کی تفسیر کو خوش آمد کہتے ہیں کہ "دوزخ تاریکی اور بہشت محبت کی روشنی ہے"۔ جس زمانہ میں زمین کے مرکز کائنات ہونے کے نظریہ نے دنیا کے مذاہب کو متاثر کیا ہوا تھا، خصوصاً مسیحیت کو، تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور سے تعلیم دی کہ بہشت اور دوزخ، زمان و مکان میں مقید نہیں بلکہ مرنے کے بعد کی دو حالتیں ہیں۔ چنانچہ قرآن نے اس نکتہ کو صاف کیا ہے "جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت حاصل کرنے کے لئے اور اس باغ کو حاصل کرنے کے لئے جس کی وسعت زمین و آسمان کی وسعت کے برابر ہے" (۵۷: ۲۱)

باغ یا بہشت کو اس آیت میں اسقدر وسیع بتایا ہے، کہ زمین و آسمان کی برابر وسیع قرار دیتا ہے، نیز معتبر روایات میں آیا ہے کہ قیصر ہرقل کے ایلچی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر جنت اسقدر بڑی ہے۔ جسقدر زمین و آسمان تو پھر دوزخ کہاں ہے؟ حضور نے جواب دیا سبحان اللہ! جب دن ہوتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟ آیت و روایت مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنت اور دوزخ دو مقامات کے نام نہیں۔ بلکہ دو حالتوں کے نام ہیں کیونکہ اگر جنت کوئی مقامی چیز ہوتی تو پھر دوزخ کس جگہ ہوتی؟ یہ جنت اور دوزخ کو معقول رنگ دیتی ہے۔ اور موجودہ فلسفہ بھی اس روایت کا مؤید ہے، جو جغرافیائی بہشت کے تخیل کو رد کرتا ہے، کیونکہ وہ ابتدائی اور غیر معقول ہے

قرآنی بہشت کی نوعیت کے متعلق بہت غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے، اسے اکثر جسمانی رنگ میں پیش کیا گیا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جنت کا تصور جسمانیت کے بغیر ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ انسان کوئی تصور حواس خمسہ کے بغیر نہیں کر سکتا۔ لہذا انسانی دماغ مجبور ہے کہ روحانی مظاہر کو مادی شکل میں سمجھے۔ اس لئے استعارات کے استعمال کی اجازت ہے جو زمان و مکان سے لئے گئے ہوں تاکہ غیر مادی زندگی کا انسانی زبان میں بیان کیا جا سکے۔ کم از کم نفسیات کا فیصلہ یہی ہے۔ قرآن نے انسانی مجبوریوں کو پہلے سے معلوم کر لیا ہے، اور اسی لئے روحانی مظاہر کو ایک مخصوص مصورانہ تخیل کے رنگ میں بیان کیا ہے، پروفیسر ہیون مشہور انگریز مستشرق نے اس نظریہ کی تائید کی ہے، اور ثابت کیا ہے کہ قرآنی بہشت کی برکات کی کوئی تعبیر تمثیلی رنگ میں بیان کرنے سے معذرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ ایک مشہور عربی دان ہیں۔ اور انہوں نے اسلام کا مطالعہ سائنٹیفک طریق پہ کیا ہے، ابن تیمیہ بھی اسلامی علماء میں بہت زیادہ لفظ پسند ہیں یہی رائے رکھتے ہیں۔ پس جنت کا بیان ان لفظوں میں کہ وہ ایک باغ ہے جس میں صاف پانی کی نہریں چل رہی ہیں۔ ایک بدوی کو بھی اسی قدر اپیل کرتا ہے، جسقدر ایک متمدن مغربی کو اور محض تمثیلی ہے دراصل ان نعماء کی حقیقی نوعیت انسانی حواس سے محسوس نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حیات بعد الموت کی نوعیت موجودہ زندگی سے بالکل مختلف ہوگی۔ پس اگر جنت میں باغوں درختوں۔ دریاؤں۔ دودھ۔ شہد۔ پھل حوروں وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو واضح ہو کہ یہ چیزیں دنیاوی نہیں ہیں۔ نام تو بیشک دنیاوی ہیں۔ لیکن ان کی نوعیت دنیاوی نہیں۔ یہ روحانیت تجارب ہیں۔ جن کا دنیاوی الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے، اور یہ وہ تمثیلات ہیں جو زمان و مکان سے لی گئی ہیں تاکہ اس طرح اس دنیا کا حال ہماری سمجھ میں آ سکے۔ مادی ناموں کے باوجود قرآنی بہشت کی نعماء مادی نہیں ہونگی یہ بات بلاشبہ اس صحیح حدیث سے ثابت ہے، جسکو ڈین موصوف نے جزوی طور پہ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں مہیا کر رکھی ہیں جنکو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان سے سنا۔ اور

کسی دل میں ان کا خیال گزرا ہے"۔

پس ظاہر ہو گیا ہو گا۔ کہ ڈین موصوف نے جو حوالہ دیا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلیغ نکتہ کا جزوی نمونہ ہے۔ اور جو آج بھی صحیح بخاری میں مکمل طور پر موجود ہے۔

اس موقعہ پر ان الفاظ کا اصلی منبع تلاش کرنا خلاف محل نہ ہوگا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائے ہیں۔ واضح ہو کہ آپ نے چھٹی صدی عیسوی میں سب سے پہلے یہ الفاظ ادا فرمائے تھے۔ لیکن زمانہ مابعد میں اکثر ان کا استعمال ہوا ہے۔ بہت سے انگریز مصنفین نے جان بنین کے زمانہ سے لیکر ایچ جی ویلز تک ان الفاظ کو استعمال کیا ہے۔ مثلاً انگریزی ادب میں وہ کافی مشہور ہو چکے ہیں۔ یہ مقولہ انگریزی اور یورپین ادبیات میں غالباً اسلامی اسپین سے داخل ہوا تھا۔ جو کہ ازمنۂ وسطیٰ میں اسلامی تمدن کا علمبردار تھا جبکہ تمام یورپ جہالت اور توہمات کی تاریکی میں تھا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ۱۳۰۴ برس پہلے، بہشت کا یہ نقشہ کھینچا تھا۔ جو آج ڈین انج نے سائنس اور مذہب میں تحقیق انیق کرنے کے بعد، لفظ بلفظ نقل کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی خدمت میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ قرآن مجید بھی نعمائے جنت کا ذکر اسی رنگ میں کرتا ہے۔

"کوئی انسان نہیں جانتا کہ کیا چیز اسکے لئے پوشیدہ ہے۔ جو اسکی آنکھوں میں ٹھنڈک کا باعث ہو گی۔ اور یہ انعام ہو گا۔ اُن کے اعمال حسنہ کا" (۳۲: ۱۷) پس قرآن صاف طور سے تعلیم دیتا ہے کہ بہشت میں جسقدر نعماء کا مذکور ہے وہ انسان کی آنکھ سے پوشیدہ ہیں۔ لہذا ان کا بیان اس رنگ میں جو دنیاوی ہے محض استعارہ کے طور پر ہے، چنانچہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے کیا خوب لکھا ہے" قرآن میں کلیات مجردہ کا مذکور نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ مادیات سے بحث کیا کرتا ہے، جسکو نظریۂ اضافیت نے حال ہی میں موجودہ فلسفہ کو سکھایا ہے"۔ اس لئے قرآن نے انسانی فطرت سے آگاہ ہونے کے سبب سے بہشت کا صحیح تخیل پیش کیا ہے، اور بقول ڈین موصوف استعارہ کا آزادانہ استعمال کیا ہے۔ جو زمان ومکان سے لیا گیا ہے، جو ہمارے خیالات کی لازمی اشکال ہیں۔ اور ہمیں ان استعارات کو خارج کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے بغیر بہشت کے متعلق ہمارے خیالات۔ جو کہ حقیقت عظمیٰ ہے۔ محض سطحی اور ابتدائی ہو جائیں گے۔ (باقی آئندہ)

ضمیمہ رسالہ اشاعت اسلام لاہور ماہ مارچ ۱۹۳۶ء

فہرست کتب

تصنیفات حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ومغفور

تمدّن اسلام

اس میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ اس میں دکھایا گیا ہے۔ کہ اسلام ہی اس وقت زندہ جاوید مذہب دنیا میں ہے۔ جو دنیا کو مصائب حاضرہ سے بچاسکتا ہے۔ یہ کتاب ایک پڑھنے والے کے دل میں اسلام سے سچی محبت پیدا کردیتی ہے۔ اور اس میں قرآن کریم کے مطالعہ کی حقیقی وسچی تڑپ پیدا ہوجاتی ہے۔ آیات قرآنی کی تفسیر میں لائق مصنف نے اجتہاد کی شان دکھائی ہے۔ اور بڑی خوبی سے ثابت کیا ہے کہ اس کتاب حکیم کی تعلیم ترقی تمدن کی کس قدر محرک وممد ہے۔ اور اُسے اخلاق عالیہ کی کیسی مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا چاہتے ہیں کہ اس حیرت انگیز جامعیت کے ساتھ دنیا کے کسی اور مذہب یا حکمت معلومہ نے یہ سبق نوع انسان کو نہیں دیا تھا۔ فاضل مصنف نے بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں کے اس قول کی کہ "ہم پہلے ہندوستانی ہیں پھر مسلمان وغیرہ" جابجا سخت مذمت کی ہے۔ دوسرے مذاہب میں وہ تمدنی خامیاں بتائی ہیں جن کی بدولت عہد جدید کے اہل علم وتحقیق سرے سے الہامی مذہب ہی سے منکر و منحرف ہوگئے۔ پھر خواجہ صاحب نے عقلی دلائل اور محکم شواہد سے ثابت کیا ہے۔ کہ اسلام جہاں ایک طرف کامل مساوات انسانی وجمہوریت کی تعلیم دیتا ہے وہیں دوسری طرف خالص توحید اخلاق الٰہی سے متصف ہونا اور خلافت فی الارض اس کے مشہور ومسلم عقاید میں داخل ہے۔ اور یہ آخری عقیدہ ہی اس بات کی صریح دلیل ہے۔ کہ اسلام عقلی علوم وفنون تحقیق وانکشاف اور تمدنی جدوجہد میں حائل نہیں۔ بلکہ ان کا عین مؤید ودامی ہے۔ کتاب میں ہر جگہ فاضل مصنف کی وسیع معلومات اور غور وتحقیق کا جلوہ نظر آتا ہے۔ مجموعی طور پر تمدن اسلام اپنی زبان کی نہایت قابل قدر تصانیف میں شمار کئے جانے کے لائق ہے۔ اور جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں سے جو مذہب سے قاطبتاً بدظن وبرگشتہ نہیں ہوگئے۔ اسے ضرور پڑھنا چاہیئے قیمت عہ

توحید فی الاسلام

فاضل مصنف نے اس کتاب میں ضروریات زمانہ کے مطابق مسلمانوں کے ہر شعبہ زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ روح توحید ہی تہذیب وتمدن کی ماں ہے۔ اسی سے اخلاق فاضلہ کی آبیاری ہوتی ہے یہی علوم جدیدہ کی محرک۔ حکمت وفضیلت کی مولدہ اور جمہوریت کی جان ہے۔ توحید ہی سے حقوق انسانی کی حفاظت

ہوتی ہے۔ کتاب نہایت ہی جامع ہے۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد عہ

سلک مروارید

یہ ان دس معرکۃ الآرا لیکچروں کا اردو مجموعہ ہے۔ جو حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۱۱ء سے لے کر ۱۹۲۳ء تک مذہبی کانفرنسوں میں مختلف مقامات دنیا میں انگریزی زبان میں دیئے۔ اُن میں دیگر مذاہب کے مقابل اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے مختلف عنوانوں کے ماتحت اسلام پر لکچر دیئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب کے تمام مذہبی لٹریچر کا نچوڑ ہے۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد عہ

ینابیع المسیحیت

مدت ہوئی عیسائیوں نے ایک کتاب موسومہ **ینابیع الاسلام** عربی زبان میں شائع کی تھی۔ جس کا ترجمہ اُردو زبان میں "**اثمار شیریں**" کے نام سے چھاپا گیا۔ عیسائی کیمپ میں یہ کتاب اسلام کے خلاف کاری حربہ سمجھی گئی۔ غالباً دوسری زبانوں میں بھی ترجمے کئے گئے۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ اس میں باتیں تو وہی تھیں جو پادری عماد الدین وغیرہ نے لکھیں۔ بعض قصص انبیاء مندرجہ قرآن مجید کی بنا پر انجیل۔ توریت وغیرہ کو قرآن مجید کا ماخذ ٹھہرایا۔ بعض باتوں کو کسی ثبوت کے بغیر ہندوستان کی طرف منسوب کیا گیا۔ بہرحال یہ قرضہ ہمارے ذمہ تھا۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب نے مذکورہ بالا نام پر ایک کتاب اپنے ایام حج میں بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر لکھی۔ یہ کتاب اپنی نوعیت میں بالکل نئی ہے۔ اس میں نہ صرف یہی دکھایا گیا ہے۔ کہ مروجہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحی دین کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بُت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ نئے سے نئے انکشافات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب کے اکثر مضامین کسی زبان کی کسی کتاب میں بحیثیت مجموعی نہیں پائے جاتے۔ منکشف شدہ واقعات نہایت ہی حیرت افزا اور سنسنی خیز ہیں۔ اس کتاب میں وہ باتیں ہیں جس سے کروڑہا عیسائی بے خبر ہیں۔ اور جس کے پڑھنے سے وہ اپنے مسلمات پر کسی طرح قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ ایک کتاب صدہا کتابوں کی قائم مقام ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کی خواہش تھی۔ کہ یہ کتاب لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر تقسیم ہو اس کتاب کی آمد کل کی کل تاکہ کتاب کی مفت اشاعت پر خرچ ہو۔ احباب سے توقع ہے کہ اس کار خیر میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد عہ

رازِ حیات یا انجیلِ عمل

اس کتاب میں فاضل مصنف نے یہ دکھایا ہے۔ کہ مذہب کو روزانہ زندگی میں دخل ہے۔ ایمان کی ترقی بھی اعمال سے ہوتی ہے۔ قوت دولت حشمت جاہ و جلال مرفہ الحالی کا راز قوت عمل میں ہی مضمر ہے۔ جس طرح باغ کی تروتازگی اور نشوونما پانی سے ہوتی ہے۔ اسی طرح زندگی کا راز بھی قوت عمل میں پنہاں ہے۔ یہ کتاب تمام ہندوستان میں مقبول ہوگئی ہے۔ قیمت بلا جلد عہ مجلد عہ

ضرورتِ الہام

فی زمانہ تعلیم یافتہ اصحاب وحی اور الہام کے وجود سے انکاری ہیں۔ اس حالت میں وہ کسی مذہب کو خدا کی طرف سے ماننے پر طیار نہیں ہوتے۔ اس کتاب میں سائنٹیفک طریق پر اور علمی دلائل سے بتایا گیا ہے۔ کہ الہام کی انسان کو ضرورت ہے۔ اور ہر مذہب الہامی مذہب ہے۔ قیمت بلا مجلد ۱۲ ار مجلد عہ

مکالماتِ ملیہ

یعنی وہ گفتگوئیں اور بحثیں جو حضرت خواجہ صاحب اور دیگر مذاہب کے رہنمایان کے درمیان مختلف مقامات پر ہوئیں۔ اس میں جمع کی گئی ہیں۔ یہ مکالمات مبلغین اسلام اور دیگر مذاہب سے گفتگو کرنے والے مسلمانوں کے لئے مفید ہے۔ قیمت بلا جلد ۱۳ ار مجلد عہ

مطالعہ اسلام

اس کتاب میں اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ کی نہایت فلسفیانہ اور محققانہ تفسیر کی گئی ہے نیز پانچ ارکان اسلام کلمہ طیبہ۔ حج۔ روزہ۔ نماز۔ زکوۃ پر فلسفیانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت بلا جلد ۱۰ ار مجلد ۱۵ ار

اسلام میں کوئی فرقہ نہیں

اس کتاب میں عقلی ونقلی دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ سب نام نہاد فرقوں کے

اصول ایک ہیں۔ اور اختلافات فروعی ہیں اور تمام مسلمانوں کو یک جہتی سے کام کرنے کی تلقین کی ہے۔ قیمت بلا جلد ۱۲ ؍ مجلد ۱۴ ؍

لمعاتِ انوارِ محمدیہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک حالات اور آپ کے خلق کا آئینہ۔ حسن معاشرت کا فوٹو۔ علمی۔ ادبی۔ اخلاقی و اصلاحی مضامین کا دلنواز مجموعہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کا دلکش مرقع۔ جس میں مشرقی و مغربی اہل قلم نے زبردست مضامین لکھے ہیں بلا جلد ۴ ؍ مجلد ۷ ؍

مذہب محبت

اس میں فاضل مصنف نے براہین قاطع کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے۔ کہ صرف اسلام ہی ایک مذہب ہے جو زمین پر صلح و امن آشتی و محبت پیار و یک جہتی کامیابی کے ساتھ قائم کر سکتا ہے۔ قیمت فی جلد ۵ ؍

ذرات عالم کا مذہب

اس میں مصنف نے دکھایا ہے۔ کہ سائنس اور مذہب کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ روح کی پیدائش اور اس کے فرائض مسئلہ ارتقائے انسانی۔ کفارہ پر ایمان۔ اپنی ہتک ہے۔ قیمت فی جلد ۶ ؍

اسوۂ حسنہ

معروف بہ زندہ و کامل نبی

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ جسے پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننے بغیر چارہ نہیں رہتا ہے۔ قیمت بلا جلد ۶ ؍ مجلد ۹ ؍

ام الالسنہ

معروف بہ زندہ و کامل زبان

یہ کتاب بالکل جدید تصنیف ہے۔ اور جدید مضمون پر لکھی گئی ہے۔ اردو و انگریزی لٹریچر میں یہ کتاب اس موضوع کی پہلی ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ عربی سے سب زبانیں نکلی ہیں۔ اور کل ممالک کے آباو اجداد عربی تھے۔ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت بلا جلد ۱۰ ؍ مجلد ۱۴ ؍

براہین نیرہ
معروف بہ زندہ و کامل الہام

قرآن مجید ایک خاتم و ناطق الہامی کتاب ہے۔ تہذیب و تمدن کے کل قوانین موجود ہیں۔ اس ضمن میں مصنف نے ایک حکیمانہ بحث میں موجودہ تہذیب پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالی ہے۔ دیگر مذاہب کے عقاید اور اصولوں پر منطقیانہ بحث کی ہے قیمت بلا جلد ۱۲ / ار مجلد عہ

پیام اسلام

قرآن کریم سے ایک اجنبی دل کو معروف کرنیوالی۔ کلام پاک سے اجنبیت غیریت اور تنفر کو دور کر کے اس سے فیض یاب کرنے والی معرکۃ الآرا کتاب پیام اسلام پڑھ لو۔ اس کتاب میں قرآن کی ضرورت اور اس کے اسالیب خاصہ پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن کریم کے مضامین کی جداگانہ عنوانوں کے تحت میں تقسیم کی گئی ہے۔ خاص کر امور ذیل پر زور دیا گیا ہے۔ انسان کے متعلق قرآن کا نصب العین۔ کائنات میں انسان کا مقام۔ خلافت الٰہیہ اور اس کے حصول کے ذرائع۔ روحانی۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ اقتصادی۔ سیاسی امورات پر تعلیمات قرآنی۔ تزکیہ و اصلاح نفس۔ ایک حیوان بشکل انسان۔ کاربانی اخلاق سے متخلق ہونا۔ انسان کے کمالات اور اس کے نقص۔ موجودہ زمانہ کی مشکلات اور اخلاقی بدعنوانیاں اور ان کا قرآنی حل و دفعیہ۔ بعض صداقتہائے علیہ وغیرہ وغیرہ پر نہایت زبردست بحثیں۔ فہم قرآن اور اس سے مستفید ہونا اس کے مطالعہ سے آسان ہو جائے گا۔ قیمت صرف ۸ ر

مقصد مذہب

یہ وہ معرکۃ الآرا لکچر ہے۔ جو خواجہ صاحبؒ نے لاہور کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا۔ اس کانفرنس میں عیسائی۔ سناتنی۔ آریہ سماجی۔ برہمو سماجی اور بہت سے دیگر مذاہب کے نمایندوں نے اپنے اپنے لکچر پڑھے۔ اس لکچر کی خوبی پڑھنے سے عیاں ہوتی ہے قیمت فی جلد ۳ ر

خطبات غربیہ

یہ وہ معرکۃ الآرا خطبے ہیں جو حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنے قیام لندن میں ناآشنایان اسلام کو اسلام سے معرّف کرنے۔ و ران پر حقانیت اسلام متحقق کرانے کے لیئے انگلستان کے مختلف مقامات پر انگریزی زبان میں دیئے۔ بعض احباب کی خواہش پر اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں قیمت مکمل سٹ تعدادی ۱۶ کاپی بلا جلد ۱۲ / ار مجلد عہ

سیر افکار یا روحانیت فی الاسلام

اس کتاب میں فاضل مصنف نے مشرق و مغرب کی روحانیت پر مفصل بحث کی ہے۔ اور آخر میں اخلاق

فاضلہ پر ایک بحث کی ہے۔ کہ اخلاق فاضلہ کس طرح انسان میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے کیا کیا ذرائع ہیں۔ اس کتاب کے پڑھنے سے ہر مطالعہ کنندہ پر روحانیت کا حقیقی مفہوم واضح ہو جائے گا قیمت بلا جلد ۱۲ ار مجلد ۱ ؎

ہستی باری تعالیٰ

جس میں خداوند تعالیٰ کی ہستی کے عقلی و نقلی دلائل دیئے گئے ہیں جو دہریوں کے لیئے اتمام حجت ہیں۔ مظاہر قدرت و قرآنی آیات ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں پیش کئے ہیں۔ نہایت بلند ارفع و اعلےٰ علمی پایہ کی کتاب ہے۔ قیمت فی جلد ۶ ر

یسوع کی الوہیت اور اُس کی کامل انسانیت پر ایک نظر

خاص مصنف نے الوہیت مسیح۔ کفارہ۔ معجزات مسیح۔ بدی کی حقیقت۔ الغرض وہ مسائل جو عیسائیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب کی براہین قاطعہ سے تردید کی ہے۔ قیمت ۳ ر

اسلام اور علوم جدیدہ

اس کتاب میں فاضل مصنف نے نہایت واضح طور پر بیان کیا ہے۔ کہ قرآن ہی ایک کتاب ہے۔ جس نے لطیف حقائق اور باریک مسائل سمجھانے کے لیئے صحیفۂ قدرت اور اس کے مظاہر کی طرف انسان کو متوجہ کیا۔ قیمت صرف ۳ ر

صلائے نصرت باہل ہمت

یہ فارسی نظم ہے جس میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے واقعات حاضرہ سے قرآنی آیات واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کی اہمیت مسلمانوں پر واضح کی ہے قیمت ۲ ر

حیات بعد الموت

اس میں آواگون کا عقلی و نقلی دلائل سے رد کیا گیا ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ اور آریوں کے مقابل زبردست حربہ ہے قیمت ۱۲ ار مجلد ۱ ؎

دیگر مصنفین کی قابل دید کتابیں

دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ

مصنفہ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر گدیہ

تفصیل مضامین۔ دنیا کے مشہور شہدائے ثلاثہ سقراط۔ مسیح اور حسینؓ کی شہادت کا دنیا پر اثر قیمت ۵ر

اسلامی نماز کا فلسفہ

مصنفہ شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی بیرسٹر گدیہ۔ فاضل مصنف نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں اسلامی نماز کے فلسفہ کو بیان کیا ہے۔ اس میں آپ نے بیان کیا ہے کہ کیوں ہم پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں۔ کیوں وضو کرتے ہیں۔ پھر اسلامی نماز کی ہیئت کے فلسفہ کو بھی بیان کیا ہے۔ نہایت ہی دلچسپ کتاب ہے۔ اور ہر ایک مسلمان کو اپنے پاس رکھنا ضروری ہے قیمت صرف ۲ر

تفسیر سورۂ فاتحہ

مصنفہ حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب مترجم ترجمۃ القرآن انگریزی

سورۃ فاتحہ کی نہایت دلچسپ تفسیر ہر ایک مسلم کے پاس اس کی ایک کاپی ہونی ازبس ضروری ہے۔ قیمت ۲ر

اسلام یعنی ہمدردئ بنی نوع کا مذہب

مصنفہ مولانا محمد علی صاحب مترجم قرآن کریم

تفصیل مضامین: امن کا مذہب۔ اسلام کی امتیازی خصوصیات۔ اسلام ایک تاریخی مذہب ہے۔ اسلام کے بنیادی اصول۔ اسلام میں غیر کا تصور ۔ الہام الٰہی۔ حیات ثانیہ۔ کیفیت بعد از ممات۔ فرشتوں پر ایمان۔ ایمان کا اصل اصول۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ حقوق العباد۔ اخوت اسلامی۔ سخاوت قیمت ۴ر

سیرت نبوی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مختصر ساخاکہ۔ آپ کے اخلاق فاضلہ کی سچی تصویر۔ قیمت صرف ۳ر

لندن میں جلسہ مولود النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس کتاب میں اس جلسہ کی روئداد ہے۔ جو سیسل ہوٹل میں ۱۹۱۷ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تقریب ولادت پر ہوا۔ اس میں فاضل نو مسلم مسٹر محمد مارمیڈیوک پکتھال کی زبردست تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم پر ہے جو قابل رشک ہے۔ قیمت صرف فی جلد ۲ر

قرآن اور جنگ

مصنفہ مولانا مولوی صدر الدین صاحب مبلغ جرمن مشن۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قرآن کریم وہ صحیفہ ہے جس میں نہ صرف حالات جنگ کے مناسب حال تعلیم ہے۔ بلکہ اس میں ہر ایک وقتی ضرورت کا علاج بھی موجود ہے۔ قیمت صرف ۲ر

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر مسلم بک سوسائٹی۔ عزیز منزل۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور پنجاب

پادری صاحبان کے لئے حل طلب معمہ

یہ ایک ٹریکٹ ہے۔ جو ۲۰×۳۰ سائز کے ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ عیسائیوں کے بعض مشہور اعتراضات کے جوابات اُن کی اپنی ہی انجیل سے دیئے گئے ہیں۔ اینٹیشیم کا اس میں قلع قمع کیا گیا ہے۔ قیمت صرف ار

اسلامی نماز اور اس پر مغربی اعتراض

یہ چھوٹا سا ۱۶ صفحوں کا ٹریکٹ جناب سرجنٹ خالد شیلڈرک صاحب نومسلم نے انگریزی میں لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے۔ اس میں اُن کل اعتراضات کو نہایت معقول طور پر رفع کیا گیا ہے جو اہل مغرب اسلامی نماز پر کرتے ہیں۔ نیز بتلایا گیا ہے کہ ہم نماز عربی زبان میں کیوں ادا کرتے ہیں اور نماز کے مختلف ارکان وہیئت کذائی پر بحث کی گئی ہے قیمت ار

تصاویر نومسلمانان یورپ

اس میں نومسلم اخوان و خواتین کی تصاویر بعض بڑے بڑے فضلا و اہل قلم کی تصاویر ہیں۔ پھر ایڈیٹروں۔ نوابوں۔ امرا اور پروفیسروں کی تصاویر ہیں جو یورپ میں شہرت کے مالک ہیں۔ لفٹنٹ وہ عطے خاندانوں کی تصاویر ہیں۔ اور ان مجاہدین اسلام کی بھی تصویریں۔ جو اشاعت اسلام کے لئے انگلستان گئے۔ فی درجن ۱۰ ار تین درجن مجلد ۲؍

تصاویر نماز عیدین مسجد ووکنگ انگلستان

آج تک جس قدر نماز عیدین مسجد ووکنگ انگلستان میں ہوئی ہیں۔ ان سب کی تصاویر موجود ہیں۔ ان نومسلموں کے مجمع کو حالت نماز میں دیکھ کر ایک راحت اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ قیمت فی درجن ۱۰ ار

پارہ عمّ معرّیٰ

یہ پارہ بلاترجمہ ہے۔ اس کی تصحیح میں خاص احتیاط برتی گئی ہے۔ ہر ایک علیحدہ علیحدہ موتیوں کی طرح جڑا ہوا ہے خاص احتیاط سے اعراب لگائے گئے ہیں۔ خط اس قدر واضح ہے کہ تھوڑی سی استعداد پر بچہ بھی بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ جو احباب بچوں کو تیسواں پارہ حفظ کرانا چاہیں۔ یا جو احباب خود حفظ کرنا چاہیں۔ ان کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ خط موٹا و خوشخط چھپائی دیدہ زیب اور کاغذ سفید و لایتی ہے۔ قیمت ار فی پارہ ہے۔ ے ر فی سینکڑہ

موضوع القرآن

از قلم خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

تہذیب انسانی اسماء الٰہیہ

یہ مضمون ہمارے روزانہ دستور العمل کا ہادی ہے۔ اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کی تفسیر ہے۔ بدقسمتی سے ہم نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ اسمائے الٰہیہ کو خوش قلم قطعات میں لگا کر نشستگاہوں کی دیوار پر معلق کر دیا جاتا ہے۔ کاش ہم ان قطعات کو خانہ دل کی دیواروں پر چسپاں کرتے۔ اور اپنے اخلاق ان باتوں سے مزین کرتے۔ تو فی الواقعہ ان واقعات کا دیواروں پر آویزاں کرنا حقیقی برکت کا موجب ہو جاتا۔ ۹۴ صفحات قیمت ۱۱ر

تحفہ کرسمس

از قلم خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اسلام

یہ رسالہ منظوم ہے جس میں موجودہ اصول و حکایات مسیحیت کو جناب مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ مسیحیوں کی ہر ایک بات سورج پرستی اور مسیح سے قبل کی بت پرستی سے لی گئی ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر عیسائی اپنے عقاید پر قائم نہیں رہ سکتے ہر صفحہ پر نیا انکشاف ہے۔ اس میں عیسائیت کو مذہب بت پرستی ثابت کیا گیا ہے۔ اس کی نظم تو حضرت برق پشاوری کے قلم سے ہے۔ اور اس کا مقدمہ نثر میں ہے جو حضرت خواجہ کمال الدین کا فکر ہے قیمت ۶ر

اسلام کیا ہے؟

ذیل میں اسلام کی تعلیمات کا مختصر سا خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ہم **ووکنگ مسلم مشن انگلستان** کے تبلیغی مرکز سے تحریر و تقریر کے ذریعہ انگلستان مغربی ممالک اور امریکہ میں پھیلا رہے ہیں۔ ووکنگ مشن کی تبلیغ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** تک محدود ہے اور یہ وہ مشترکہ اسلامی تعلیم ہے جس پر جمہور اہلِ اسلام کا اتفاق و ایمان ہے۔

اسلام سلامتی اور امن کا علمبردار ہے

اسلام کے لفظی معنے ہیں (۱) سلامتی اور امن (۲) وہ طریق جس کی بدولت سلامتی اور امن ہو سکتی ہے (۳) اطاعت۔ کیونکہ دوسرے کی اطاعت۔ امن قائم کرنے کا آسان ترین راستہ ہے۔ اصطلاحی یا مذہبی اعتبار سے اسلام کے معنے "اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت ہیں"۔

مذہب کا مقصد

اسلام اپنے پیرؤں کو ایسا کامل دستور العمل عنایت کرتا ہے جس کی بدولت انسان کی مخفی خوبیاں اور نیکیاں بروئے کار آسکتی ہیں اور اس بناء پر انسانوں میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

پیغمبر اسلام

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جنہیں عام طور سے پیغمبرِ اسلام کہا جاتا ہے ربانی مذہب کے آخری پیغمبر ہیں مسلمان یعنی اسلام کے پیرو ان تمام انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو جنہوں نے بنی نوع آدم کی ہدایت کے لئے اللہ کی مرضی بندوں پر ظاہر کی۔ راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں۔

قرآن مجید

مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید ہے مسلمان ہر ایک مقدس کتاب کو الہامی الاصل یقین کرتے ہیں۔ اور چونکہ سابقہ کتب انسانی دستبرد کی وجہ سے محرف و مبدل ہو گئیں۔ اسلئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا جس میں جملہ کتب سابقہ کی صداقتیں موجود ہیں۔

عقائد اسلام

ایمان کے سات ارکان ہیں (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) الہامی کتب پر ایمان (۴) رسولوں پر ایمان (۵) یوم آخرت پر ایمان (۶) اندازۂ خیر و شر پر ایمان (۷) حیات بعد الموت پر ایمان۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے حیات بعد الموت کوئی نئی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ اسی زندگی کا سلسلہ ہے جس میں اس کی مخفی قوتیں ظاہر ہونگی۔ یہ غیر محدود ترقی کی زندگی ہوگی۔ جو لوگ دنیا کی زندگی میں آیندہ ترقی کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیں گے۔ وہ جنت میں داخل ہونگے۔ جو آیندہ ترقی کی حالت کا دوسرا نام ہے۔ اور جو لوگ اس دُنیا میں بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے قواء کو ناکارہ کرلیں گے۔ وہ دوزخ میں جائیں گے یعنی وہ جنت کی برکات سے فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔ اور تمام نقائص سے پاک کرنے نیز جنتی زندگی میں حصہ لینے کی صلاحیت کی غرض سے اُن کو عذاب میں مبتلا کیا جائیگا۔ موت کے بعد کی حالت اس دُنیا میں روحانی حالت کا عکس ہوگی۔

ایمان کے چھٹے رکن کو بعض لوگوں نے غلط فہمی کی بناء پر "قسمت" یا تقدیر کے مشہور معنوں میں سمجھ رکھا ہے۔ اس معنے میں مسلمان نہ قسمت کے قائل ہیں نہ تقدیر کے بلکہ ہر شئے کے اندازہ ماقبل پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہر شئے جو خدا نے پیدا کی ہے وہ مقررہ حالات اور مقررہ طریق استعمال میں اچھی ہے۔ اُس کا غلط استعمال اُسے برا بنا دیتا ہے۔

ارکانِ اسلام

اسلام کے ارکان پانچ ہیں (۱) خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار (۲) نماز (۳) روزہ (۴) زکوٰۃ (۵) حج بیت اللہ۔

صفات باری تعالیٰ

مسلمان ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو قادرِ مطلق۔ عالم الغیب۔ عادل۔ رب العالمین۔ رفیق۔ ہادی اور وکیل ہے۔ کوئی ہستی اُس کی مانند نہیں۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس نے کوئی بیٹا یا بیٹی جنے۔ اُس کی ذات قابلِ تقسیم نہیں۔ وہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ رحمٰن اور رحیم ہے۔ اعلیٰ اور اکبر ہے۔ جمیل اور قدیم ہے۔ غیر محدود ہے۔ اول اور آخر ہے۔

ایمان اور عمل ایمان بغیر عمل کے مُردہ ہے۔ ایمان بطور خود کافی نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل شامل نہ ہو مسلمان یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ دُنیا اور آخرت میں اپنے اعمال کے جوابدہ ہونگے۔ ہر شخص اپنے افعال کا خود ہی ذمہ وار ہے۔ دوسرا آدمی کسی کے گناہوں کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔

اسلامی اخلاق آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو صفات الٓہیہ سے متصف کرو۔ خدا انسان کیلئے بطور نمونہ ہے۔ اور اُس کے صفات اسلامی ضابطۂ اخلاق کی بنیاد ہیں۔ اسلام کی رُو سے نیکی یہ ہے کہ انسان کی زندگی خدا کی صفات کے رنگ میں رنگی ہوئی ہو۔ اس کے خلاف عمل کرنا ہی گناہ کہلاتا ہے۔

انسانی استعداد از روئے اسلام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ انسان فطرتی طور پر گناہوں سے پاک ہے۔ اور اُس کی تخلیق بہترین طور پر ہُوئی ہے۔ اور وہ غیر محدود ترقی کی صلاحیت رکھتا ہے۔ حتےٰ کہ وہ فرشتوں سے بالاتر اور اُلوہیت کے نزدیک پہنچ سکتا ہے۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش ایک ہی جوہر سے ہُوئی ہے۔ دونوں میں ایک ہی رُوح ہے۔ اور انہیں دماغی رُوحانی اور اخلاقی ترقی کے لئے یکساں قوتیں عنایت کی گئی ہیں۔ اسلام مرد اور عورت دونوں پر یکساں فرائض عاید کرتا ہے۔

مساواتِ انسانی اور اخوتِ اسلامی اسلام خدا کی توحید اور انسانی مساوات کا علمبردار ہے نسل، دولت اور خاندانی اعزاز سب ضمنی چیزیں ہیں۔ نیکی اور خدمت انسان ہی اصلی خوبی کی باتیں ہیں۔ اسلام میں رنگ و نسل و عقیدہ کے امتیازات مطلق پائے نہیں جاتے۔ تمام بنی نوع آدم ایک خاندان ہے۔ اور اسلام نے کالے اور گورے دونوں کو ایک کردیا ہے۔

ذاتی غور و فکر اسلام ذاتی غور و فکر کا حامی ہے۔ اور اسلام میں اختلاف رائے کی عزت کی جاتی ہے جو بقول آنحضرت صلعم اُمت کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

طلبِ علم طلبِ علم اسلام میں ایک فرض ہے۔ اور اسی حصولِ علم کی بدولت انسان ملائکہ سے افضل ہوجاتا ہے۔

تقدیسِ کسب اسلام ہر اُس مزدوری کی عزت کرتا ہے جس کی بناء پر انسان اپنی روزی کما سکے۔ کاہلی گناہ ہے۔

بذلِ اموال انسان کو جس قدر قواء عنایت کئے گئے ہیں۔ وہ سب خدا کی امانت ہیں۔ تاکہ انسان ان کو دوسروں کی فائدہ رسانی میں استعمال کرے۔ اس کا فرض ہے کہ دوسروں کی خدمت کرے۔ اور اسکی سخاوت سب لوگوں پر بلا امتیاز شخصیت عام ہونی چاہئے۔ سخاوت انسان کو خدا کا مُقرب بنا دیتی ہے۔ اسی لئے سخاوت اور زکوٰۃ دونوں اسلام میں ضروری قرار دی گئی ہیں۔ اور اسی لئے ہر شخص کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر اس کے مقررہ نصاب سے زیادہ دولت جمع ہو تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔ اور یہ وہ ٹیکس ہے جو مالداروں پر محض غربا کے فائدہ کے لئے لگایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ

اسلام کے متعلق مزید معلومات اور ووکنگ مسلم مشن انگلستان کے تبلیغی کارہائے نمایاں کی مفصل رپورٹ حاصل کرنے کیلئے

سکریٹری ووکنگ مسلم مشن اینڈ لٹریری ٹرسٹ عزیز منزل برانڈرتھ روڈ لاہور (پنجاب ہندستان)

کو تحریر فرمائیں

Printed at the Muslim Printing Press, Lahore, by Khwaja Abdul Ghani & Published by him from